



غالب کی خاندانی پنشن اور دیگر امور

سرکاری اسناد و دستاویزات (۱۸۰۵ء تا ۱۸۶۹ء)



غالب: (۱۷۵۷ء تا ۱۸۶۹ء)

نیشنل ڈاکومنٹیشن سنٹر ○ مقدمہ قومی زبان - پاکستان



PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani

Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081

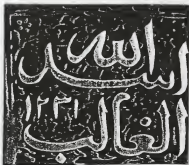


پی ڈی ایف (PDF) کتب حاصل کرنے اور واٹس ایپ گروپ «کتاب کارنر»
میں شمولیت کے لیے مندرجہ بالا نمبرز کے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے۔ شکریہ

غالب کی خاندانی پیش اور دیگر امور

— سرکاری اسناد و دستاویزات

(۱۸۰۵ء تا ۱۸۶۹ء)



نیشنل ڈاکیومنٹیشن سنٹر
مقتدرہ قومی زبان پاکستان



جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات: ۳۳

عالمی معیاری کتاب نمبر: ۶-۱۸۶-۳-۳۷۹-۹۶۹ ISBN

نام کتاب:	غالب کی عائداتی بخش اور دیگر امور --- سرکاری اسٹاؤدو دستاویزات
طبع اول:	۱۹۹۷ء
تعداد:	ایک ہزار
قیمت:	۳۰۰ روپے
تدوین و حواشی:	ڈاکٹر گوہر نوشابی، معاونت قاضی عزیز الرحمن عاصم
حرف پختہ:	محمد اسلم، یونیورسٹی کیمپوزنگ سسٹم، اسلام آباد
استقام:	اجمل وجیہ
مطبع:	ایس ٹی پرنٹرز، گوالہندھی، راولپنڈی
ناشر:	انتظار عارف (صدر نشینی) مقتدرہ قومی زبان، پطرس جاری روڈ، ایچ ۸/۳، اسلام آباد



پیش نامہ

غالب کے دو صد سالہ یوم ولادت کی مناسبت سے مقتدرہ قومی زبان اور پبلیشنگ ڈاؤن میٹیشن سنٹر کے اشتراک سے ”غالب کی خانوائی پٹن اور دیگر امور : سرکاری استاد و دستاویزات ۱۸۹۵ء - ۱۸۹۶ء“ پیش خدمت ہے۔ انیسویں صدی کے راج قولہ میں مرزا اسد اللہ خاں غالب نے لکھتے میں اپنی خانوائی پٹن کا مقدمہ دائر کیا۔ دعویٰ پہلے لکھتے میں اور پھر دہلی میں دائر کیا گیا۔ غالب نے عمر عزیز کے تقریباً سترہ سال اس جہد جہد میں صرف کیے اور آخر کار انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان سترہ برسوں میں غالب نے جو عرضیاں دیں اور ان کے بارے میں جو دعوے مرتب کیے ان سب کا ریکارڈ لکھتے دہلی اور لاہور کے ریکارڈ آفس میں محفوظ ہے۔ ان مسئلوں کی کچھ نقیصے ایڈیا آفس لاہوری لندن میں بھی موجود ہیں۔ تاریخ ادب میں غالب کی اہمیت کے پیش نظر اعلیٰ تحقیق کو پیش اس مواد کی جستجو رہتی تھی۔ آج سے تین برس پہلے پبلیشنگ ڈاؤن میٹیشن سنٹر کے مگران محترم و محترمہ میاں اسد اللہ نے ”غالب ٹرکانیڈز“ دہلی آرکائیوز اور ایڈیا آفس لاہوری لندن دفتروں کے ذخائر سے تحقیق و جستجو کے بعد ایک سو چھٹیں ایسی دستاویزات جمع کیں جو غالب کی زندگی کے ایک خاص پہلو اور ایک اہم دور سے تعلق رکھتی تھیں۔ کلینڈر ڈویژن کی جانب سے دستاویزات کا یہ مجموعہ ۱۹۹۷ء میں مقتدرہ قومی زبان کو اشاعت کی غرض سے دیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی غرض سے مناسب سمجھا گیا کہ انگریزی اور فارسی متن کے ساتھ ان دستاویزات کا اردو ترجمہ شامل ہو اور اس پر ضروری حواشی بھی دے دی جائیں۔ اردو کے ممتاز محقق اور مقتدرہ قومی زبان کے شعبہ دستاویزات کے سربراہ ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی نگرانی میں اس کام کو حتمی شکل دی گئی۔

ہمیں جہیں ہے کہ سوانح غالب کے حوالے سے اس نمبرے ہوئے مواد کی یکجا اشاعت مسلمان دانش و پتیش کے ساتھ عام قارئین کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہو گی۔

انفکار عارف

(مقتدرہ قومی زبان)

ذریعہ امر

(پبلیشنگ ڈاؤن میٹیشن سنٹر)

مالک رام نے کلیات نثر غالبؒ، غالب از مرز، درفش گلریانیؒ، اردوئے معلیٰ اور یادداشت غالب سے اس اہمیت کی تفصیل یوں مرتب کی ہے :

”میرزا غالب کے پردادا قومان بیگ خان تھے۔ وہ اپنے باپ سے ناراض ہو کر محمد شاہ رنجیت کے عہد میں سرحد سے ہندوستان چلے آئے۔ ان کی زبان ترکی تھی اور ہندوستانی بالکل برائے نام جانتے تھے۔ وہ پہلے لاہور میں نواب معین الملک بہادر عرف میرمنو کی ملازمت میں داخل ہوئے پھر معین الملک کی وفات پر لاہور سے دہلی پہنچے اور نواب ذوالفقار الدولہ میرنہف خاں بہادر کی سرکار سے وابستہ ہو گئے۔ نواب ذوالفقار الدولہ ہی کے قتل سے وہ شہر عالم کی سرکار میں پچاس کھوڑے اور تھانہ و نظائن سے ملازم ہوئے۔ ایک سیر حاصل پر گنہ چاسو جو انگریزوں کو سرحد حکم کی سرکار سے حاصل ہوا تھا، ان کی ذات اور رسالے کی شکوکہ کے لیے مقرر ہوا اور یوں آرام سے بسر ہوئے مگر۔ قومان بیگ خاں کی اولاد میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔۔۔ ہمیں ان میں سے صرف دو مسافروں کے نام معلوم ہیں۔ میرزا عبداللہ بیگ خان اور میرزا شہزادہ بیگ خان۔ یہی میرزا عبداللہ بیگ خان میرزا غالب کے والد بزرگوار ہیں۔۔۔۔۔ میرزا عبداللہ بیگ خان کی ولادت دہلی میں ہوئی (۱)۔

غالب اردوئے معلیٰ کے ایک خط میں اپنے والد کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”باپ میرزا عبداللہ بیگ خان بہادر لکھنؤ جا کر نواب آصف الدولہ کا نوکر رہا۔ بعد چند روز حیدرآباد جا کر نواب غلام علی خاں کا نوکر ہوا۔ تین سو سوار کی جمیت سے ملازم رہا۔ کئی برس وہاں رہا۔ وہ نوکری ایک خانہ جنگی کے تھکڑے میں جاتی رہی۔ والد نے گھبرا کر انور کا قصد کیا۔ راجہ بھنگور سنگھ کا نوکر ہوا“ وہاں کسی خزانہ میں مارا گیا (۲)۔

غالب کی والدہ عزت النساء بیگم، میرنہف سرکار کے ایک فوجی افسر خواجہ غلام حسین کھیدان کی بیٹی تھی اور غالب نے ان کے خداداد خانہ اور ان کے بیٹے ولی داد خان کے نام ایک خط میں لکھا ہے کہ موصوفہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ (۳) مالک رام کے نزدیک یہ خط ۱۸۴۰ء میں لکھا گیا تھا۔ (۴) مولانا حالی نے لکھا ہے کہ میرزا غالب کے والد راجہ بھنگور سنگھ کی طرفداری میں لڑتے ہوئے گولی کا نشانہ بنے تھے اور راجہ بھنگور سنگھ نے ان کی اس ہاتھبائی کے

۱۔ ذکر غالب، ص ۳ تا ۵۔

۲۔ اردوئے معلیٰ، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور۔

۳۔ مطبوعہ زمانہ کاپور پور، ۱۹۳۷ء، صفحہ ۶۵۔

۴۔ ذکر غالب، حاشیہ ص ۷۰۔

سطے میں میرزا عبداللہ بیگ کے دو بیٹوں یعنی میرزا غالب اور ان کے چھوٹے بھائی میرزا یوسف کی پرورش کے لیے دو گھڑوں میں حاصل اور کسی قدر روزانہ مقرر کیا تھا جو ایک مدت تک جاری رہا۔)۔ میرزا غالب کا عرف میرزا نوشہ تھا۔ ان سے ایک بڑی بہن کا نام چھوٹی خاتم تھا جن کی شادی حضرت سرپوش عبدلغنی کی اولاد میں قبیلہ ہراس کے ایک شخص میرزا جلیوں کے صاحبزادے میرزا اکبر بیگ سے ہوئی تھی اور ایک بھائی ان سے دو سال چھوٹے تھے جن کا پورا نام میرزا یوسف علی بیگ تھا۔ میرزا عبداللہ بیگ خان کی وفات کے بعد غالب اپنے چچا میرزا نصراللہ بیگ خان کی سرپرستی میں آئے۔ میرزا نصراللہ بیگ خان انیس اولاد کی طرح چاہتے تھے۔ والد کی وفات کے وقت غالب کی عمر پانچ یا چھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ چچا کے بارے میں غالب نے اپنے خود نوشت حالات میں لکھا ہے:

”اس کا (غالب) حقیقی چچا نصراللہ بیگ خان مراہوں کے طرف سے اکبر آباد کا صوبہ دار تھا۔ ۱۸۰۳ عیسوی میں جب برٹش لیگ صاحب اکبر آباد آئے تو نصراللہ بیگ خان نے شہر چھوڑ کر دیا اور انصاف کی۔ برٹش صاحب نے چار سو سوار کا ریگنٹیز کیا اور ایک ہزار سات سو کی گھڑاہ مقرر کی۔ پھر جب اس نے اپنے زور بازو سے سوکھ سونا دو پر گئے بھرت پور کے قریب ہو کر کے سواروں سے جھین لے۔“ برٹش صاحب نے وہ دونوں پر گئے بہادر موصوف کو بطریق استمرار عطا فرمائے مگر خان موصوف جاگیر مقرر ہونے کے دس مہینے کے بعد بمرگ ناگہان ہاتھی پر سے گر کر مر گیا۔ جاگیر سرکار میں بازیافت ہوئی اور اس کے عوض نقد مقرر ہوئی (۳۷)۔

میرزا نصراللہ بیگ خان ۱۸۰۶ء کے ایک معرکے میں لڑتے ہوئے ہاتھی سے گر کر جاں بحق ہوئے۔ غالب نے دوستوں کے نام خطوط میں اس صدمے کو اپنے اور اپنے بھائی کے لیے دو بارہ قسمی کے حزاوف قرار دیا ہے۔ نصراللہ بیگ خان کی وفات کے بعد سرکار انگریزی نے ان کی جاگیر ضبط کر لی اور اس کے عوض ان کے لواحقین کی پیشین مقرر کی جس میں سے مبلغ اسیڑھ ہزار روپے سالانہ غالب اور اس کے بھائی کے حصے میں آئے اور ان میں سے سات سو پچاس روپے پوری زندگی غالب کو ملتے رہے۔

میرزا غالب کی ابتدائی تعلیم آگرے میں ہوئی ان کے تخیل چونکہ خامے خوشحال تھے اس لیے یقین ہے موجد تعلیم کی طرف خاطر خواہ توجہ کی گئی ہو گی۔ یادگار غالب میں مولانا حالی نے لکھا ہے کہ غالب نے آگرے میں مولوی محمد معظم سے فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور ابتدائی زمانے میں ہی فارسی شعر و سخن کا

۱۔ یادگار غالب، ص ۵۔

۲۔ خود نوشت حالات کا نسخہ مطبوعہ اردو جولائی ۱۸۴۸ء ص ۳۲۸۔ ان روایات کی وضاحت ذیل نظر کتاب میں موجود مختلف دستاویزوں سے ہو گی۔

اعلیٰ ذوق پیدا کر لیا)۔ فارسی زبان و ادب کے رموز و خواص اور اعلیٰ استعداد بقول غالب ' ملا عبد الصمد سے حاصل ہوئی جو ایرانی ائٹل' پیر کے رہنے والے اصلاً زردشتی تھے لیکن قبول اسلام کے بعد تھوڑی مدت کے لیے آگرہ میں آئے اور غالب کے اہلیق مقرر ہوئے تھے۔ دو برس تک غالب نے ان سے تعلیم حاصل کی۔ غالب کی تصانیف لطائف فیہی اور درفش کلبدانی کی رو سے ۱۸۸۵ء میں جب مرزا غالب ' ملا عبد الصمد کے شاگرد ہونے تو ان کی عمر چودہ برس کی تھی (۳)۔ اس وقت تک غالب کی شادی کی تقریباً ایک برس ہو چکا تھا اور وہ عاقل و باطلع قرار پاتے تھے۔ ۷ دسمبر ۱۸۸۵ء مطابق ۱۰ اگست ۱۸۸۰ء کو مرزا غالب کی شادی نواب احمد بخش خاں بہادر ولی لہارہ کے چھوٹے بھائی نواب الہی بخش خاں مسعود کی گیارہ سالہ صاحبزادی امراؤ بیگم سے ہو گئی تھی۔ یہ زمانہ غالب کی زندگی میں پیش و عشرت اور فارغ البالی کا تھا۔ ان میں رئیس زبوں کی وہ تمام حادثیں اور بے اعتدالیاں موجود تھیں جو ایک لاڈلیار میں پلے بچے اور فارسی محاورے کے مطابق ایک "بازوان" میں ہو سکتی تھیں۔ ان میں سے کچھ حادثیں تو اعتدال زمانہ میں دور ہو گئیں لیکن بعض سے تاویلت پھٹکارا حاصل نہ ہوا اور غالب کی مالی عسرت اور اقتصادی پریشانیوں کی بنیاد بنی رہی۔

میرزا غالب ۱۸۸۳ء میں آگرے کی سکونت ترک کر کے دہلی آ گئے تھے۔ ان کے ہمراہ ان کے اہل خانہ کے علاوہ ان کے استاد ملا عبد الصمد بھی تھے جنہیں انہوں نے ۱۸۳۸ء میں دہلی سے رخصت کیا تھا۔ دہلی مظاہر حکومت کا دارالسلطنت اور پایہ تخت ہونے کے سبب آگرے کی نسبت علمی، ادبی اور اقتصادی وسائلی سے زیادہ بہتر منہ تھا اور غالب کو اس ماحول میں اپنے تمام خواہشوں کی تعبیر مل سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی نئی زندگی کے نئے تقاضوں نے مسائل کی جو ڈھچھ غالب کے لیے تیار کی اس سے انہیں زندگی بھر رہائی نہ مل سکی۔ غالب کی آزادانہ زندگی ' فارغ البالی اور پیش کوئی کی محنت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ 'سچیدکی' محنت ' سلامت دوی اور شخصیت سازی کی خواہش ان کی زندگی کا محور قرار پائی اور وہ علمی، فکری اور سماجی مناصب میں راجعت اور فتوحات کے ذریعے چڑھنے لگے۔ البتہ وقت کے ساتھ ساتھ مالی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا گیا اور آگرے کی زندگی ان کے لیے طوالب بن کر رہ گئی۔

جب تک آگرے میں رہے غالب کو اپنے مالی وسائل اپنے پریشان کن اور حقیر کمائی نہ دیتے۔ مالک دام کے بقول "انہیں خرچ کی کوئی تنگی نہ تھی بلکہ کچ تو یہ ہے کہ دوپے پیسے کی افراط تھی" (۳)۔ دہلی کے ابتدائی ایام بھی زیادہ سخت نہ تھے۔ ساڑھے سولہ سو دوپے سالانہ فتن نواب احمد بخش خاں کی وساطت سے ملتی تھی اور اس کے علاوہ بھی وہ بھائی کا دایار ہونے کے باعث کچھ نہ کچھ الفت اور حسن سلوک کر دیا کرتے تھے نیز اس وقت تک انور سے بھی تھوڑا بہت حد معاش کے طور پر پہنچ جاتا تھا۔ غالب کی والدہ زندہ تھیں اور بھی اپنے والد کے وسائل سے

۱۔ یادگار غالب، ص ۳۵۔

۲۔ لطائف فیہی، ص ۳۵ درفش کلبدانی ص ۸۸۔

۳۔ ذکر غالب، ص ۳۶۔

کچھ نہ کچھ ڈاکرے سے بھیج دیں تھیں۔ لیکن آہستہ آہستہ غالب کے اخراجات اور آمدن میں توازن بچانے لگا اور رقم روزگار کا مصادر بن کے گردش کرنے لگا۔ ڈاکٹر انیس مائی نے اس صورت حال کی تصویر کھینچی ہوں گی ہے :

"غالب کا لاکھ مثال عام لوگوں سے مختلف تھا۔ انھوں نے اپنی تنگم کی رہائش کے لیے دو مکان کرایے پر لیے ہوئے تھے، چار پانچ نوکر رکھے ہوئے تھے، وہ لاکھ پانچ پڑے سے لباس سلواتے تھے۔ انھیں ہوا کیلئے کی عادت تھی۔ ان تمام مصارف کے لیے مستقل رقم درکار تھی لیکن غالب کی مصیبت کا انحصار ان کے چچا نصرانہ بیگ کے حوالے سے برطانوی پینشن پر تھا۔ جب پینشن کی رقم سے کفالت نہ ہوتی تو وہ کبھی امراتہ بیگم کے ذریعہ رات فروخت کر دیتے یا جو کچھ ہاتھ لگتا اسے پار کر دیتے۔ اس سے بھی قسملی نہ ہوتی تو پھر قرض لینا شروع کر دیا۔ اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے دس سال کی ضرورت تھی جو غالب کے پاس نہیں تھے" (۱)۔

اس میں شک نہیں ۱۸۴۸ء کے قریب غالب زندگی کے بدترین مالی بحران میں مبتلا تھے اور تقریباً چالیس سے پچاس ہزار روپے تک قرض ان کے ذمہ تھا جو اس زمانے کے اعتبار سے فطیر رقم تھی۔ غالب کے اس زمانہ صرت اور تنگدستی کے بارے میں تقریباً سبھی غالب شناسوں نے اظہار خیال کیا ہے۔ غالب کے پاس اس زمانے میں سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی ذریعے سے اپنی آمدنی میں اضافہ کریں اور قرض خواہوں سے اپنی گلو خلاصی کر سکیں۔ مرزا غالب کے علم میں یہ بات تھی کہ ۳ مئی ۱۸۴۹ء کو ان کے چچا نصرانہ بیگ خاں کے دربار کے بارے میں جو شہ لاؤڈ لیک نے تحریر کیا تھا اور جس کی رو سے پینشن کی رقم نو اب احمد بخش خاں کی طرف سے واجب الادا در احتراز سے منسلک کر دی گئی تھی، اس میں مصطفیٰ نصرانہ بیگ خاں کے لیے دس ہزار روپے سالانہ کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ لاؤڈ لیک کا ایک دو مراثعہ مرقوم ۷ جون ۱۸۴۹ء بھی نو اب موصوف کے پاس تھا جس میں اس رقم کو آدھا یعنی پانچ ہزار روپہ سالانہ کر دیا گیا تھا اور اسی کی بنا پر غالب اور ان کے خاندان کو پوری رقم ادا نہیں کی جاتی تھی۔ غالب اس بات کے ذمہ دار بیٹھ نو اب احمد بخش خاں کو نصرانہ تھے کہ وہ دس ہزار روپے سالانہ ادا نہیں کرتے اور وہ سری طرف نو اب احمد بخش خاں غالب پر اصل حقیقت واضح کرنے کی بجائے انھیں دلا سے اور استمالے سے مطمئن رکھتے تھے۔ غالب کو پینشن کی تقسیم پر ایک بڑا اعتراض یہ بھی تھا کہ نصرانہ بیگ خاں کے مصطفیٰ میں ایک شخص خواجہ علی کو بھی حصے دار بنایا گیا ہے جو موصوف سے دور کی قربت بھی نہیں رکھتا۔ پینشن کے قعین اور اجراء کے وقت غالب صلیمن تھے لیکن ہوش سنبھالنے کے بعد انھوں نے کسی مرتبہ نو اب احمد بخش خاں سے اس ناانصافی کا تذکرہ کیا کیونکہ وہ انہی کو اس سارے قضیے کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔

نواب احمد بخش خاں احساس گناہ یا وضع داری یا کسی سیاسی اور ذہنی تھکن کی بنا پر غالب کو اصل حقیقت سے اٹھ کر نے کی بجائے مستقبل میں ان کے حسب خواہش عمل کرنے کا وعدہ کرتے رہے۔

۱۸۳۶ء میں ان حالات نے ایک نیا سرخ اختیار کیا۔ اکتوبر ۱۸۳۶ء میں نواب شمس الدین خاں فیروزپور، بھرکے کے طور پر نواب مقرر ہوئے اور ان کے والد نواب احمد بخش خاں نے گورنر گزٹی اختیار کی۔ چنانچہ اب غالب کی بخش کی ادائیگی کا معاملہ نواب احمد بخش خاں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسے شخص کے اختیار میں چلا گیا جس کے مخالفین سے غالب کے گہرے مرام تھے اور غالب کو یقین تھا کہ وہ بخش کی ادائیگی میں ہزار طرح کی مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ دوسرے اسی سال خواجہ حاجی کا انتقال ہو گیا اور غالب کی توقع کے برعکس اور نواب احمد بخش خاں کے وعدے کے برعکس بخش میں شخص خواجہ حاجی کی رقم ان کے دو بیٹوں خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان اور خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان کے نام جاری ہو گئی۔ چنانچہ غالب نے اس تمام صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے بخش کی رقم میں اضافے اور اپنے اختلاف کے مطابق بخش کے حصول کے لیے چارہ جوئی کا فیصلہ کیا۔ وہ اتمامِ جہت کے لیے پہلے نواب احمد بخش خاں کے پاس آئے اور ان سے داد دسی کی درخواست کی لیکن جب انھیں یقین ہو گیا کہ نواب اس سلسلے میں کچھ نہیں کر پائیں گے تو پانچار خود ٹھٹکے جا کر مقدمہ دائر کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ ایک طرح سے غالب کے لیے بندوبست کا مرحلہ تھا۔

غالب اگست ۱۸۳۶ء میں دہلی سے روانہ ہوئے۔ کلچور سے ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے۔ اہل لکھنؤ نے ان کی تحکیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ان کے اعزاز میں جلسے کیے گئے پر شاعرانے منعقد کیے۔ حسن ذیل اشعار انھی ایام کی یادگار ہیں:

وہاں پہنچ کر جو فطرت آتا عظیم ہے ہم کو	صدور آہنگ زمین ہوس قدم ہے ہم کو
لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کہتا، یعنی	ہوس سیوا ترشہ، سو کم ہے ہم کو
مقطع سلسلہ شوق نہیں ہے یہ شہر	عزم سیر نصف و طوف حرم ہے ہم کو
لے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالب	جاوے وہ کشش کاف کرم ہے ہم کو

لکھنؤ میں سال بھر قیام کے بعد غالب واپس کلچور آئے اور پھر بنارس، پٹنہ اور مرشد آباد کے راستے بٹول، بالک رام (۱۵) ۱۹ فروری اور بٹول پر قہوی چندر (۲۱) ۲۱ فروری ۱۸۳۸ء کو ٹھٹکے پہنچ گئے۔ اس میں سے کچھ مسافت گھوڑا گاڑی، کچھ کشتی کے ذریعے اور زیادہ گھوڑے پر سارے کی گئی۔ اس کی تفصیل غالب نے بیچ آہنگ میں شامل خطوط نظام مولوی محمد علی، رائے بیچ علی اور علی بخش رنجور وغیرہ میں بیان کی ہے۔ ۲۸ فروری ۱۸۳۸ء کو غالب نے

گورنر جنرل ہاکونسل کو عرضی دعوتی پر مشتمل اپنی درخواست پیش کی۔ یہ درخواست ایڈم آفس لائبریری لندن سے حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ آنجنائی ہانگ رام نے پبل مرچہ فنانس غائب میں شامل کیا۔ یہ تصوی چندر کے پاس اس کا متن نہیں ہے لیکن انھوں نے جاگیر غائب کے تقاریر میں اس کا خلاصہ درج کیا ہے۔ ذریعہ نظر کتاب میں اس دستاویز کا پورا انگریزی متن اور ترجمہ شامل ہے۔ موجودہ صورت میں یہ دستاویز ۲ مئی ۱۸۴۸ء کو سیاسی رومنڈو کے طور پر تھمبڈ کی گئی تھی اور یہ ٹیٹل آرکائیوز دہلی شعبہ سیاسی کی رومنڈو نمبر ۳۶ میں شامل ہے۔ یہ درخواست بہت طویل ہے لیکن یہ تصوی چندر نے اس کے اہم نکات کا خلاصہ اور غائب کے مضامین کا لب لباب یوں بیان کیا ہے:

۱۔ نواب احمد بخش خاں کو جائیداد اس شرط پر دی گئی تھی کہ وہ چھتیس ہزار روپے سالانہ حکومت کو ادا کرتے رہیں گے لیکن جب نعرانہ بیگ کا انتقال ہوا تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ صرف پچاس سوادوں کی دیکھ بھال کریں گے اور مرحوم کے وارثوں کو کڑا دیتے رہیں گے۔ اس کے بدلے میں بیس ہزار روپے کی معافی دیدی گئی۔ لہذا محس الدین خاں سے بیس ہائیک سال کا حساب طلب کیا جائے تاکہ پتہ چلے کہ انھوں نے ان دونوں عہدوں پر کتنا خرچ کیا۔

۲۔ احمد بخش خاں نے خود ہی بجائے دس ہزار کے پانچ ہزار روپے کر دیئے اور اس میں بھی خواجہ حاکمی کو دو ہزار کا حصہ وار بنا دیا گو ہمیں تین ہزار ہی ملے کیونکہ خواجہ حاکمی کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پوری رقم ہمیں ملنا چاہیے تھی تین ہزار بھی صرف دو آدمیوں کو ملے یعنی والدہ نعرانہ بیگ خاں اور ایک بھتیجا کو۔ باقی رشتہ داروں کو نعرانہ از کر دیا گیا۔ لہذا یہ طریقہ تقسیم درست نہیں ہے۔ ”میں برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے خاندان کا ایک ملازم میرے ساتھ برابر کا شریک ہو۔“

۳۔ حکومت از راہ صوبائی اس معاملہ کی پوری تحقیقات کرسے اور لارڈ لیک کی سن ۱۸۴۵ء اور ۱۸۴۶ء کی خط و کتابت اور مندرجات ملاحظہ فرمائی جائیں۔ ریکارڈ سے یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ احمد بخش خاں کو یہ تین لاکھ کی جاگیر کن شرط پر دی گئی تھی۔ ہمیں تین ہزار سے زیادہ کچھ بھی نہیں ملا۔ خواجہ حاکمی کے دو ہزار سے ہمیں کوئی علاقہ نہیں۔ یہ رقم ہمارے خاندان کی رقم میں سے وضع نہیں ہونا چاہیے۔

۴۔ حکومت کو معلوم ہو گا کہ پچاس سوادوں کی نگہداشت کے لیے کوئی ملازم نہیں رکھا گیا کیونکہ شرط پر دی نہیں کی گئی۔ پھر معافی کس بات کی۔ لہذا رقم سرکاری خزانہ میں جمع ہونی چاہیے۔ ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

۵۔ نعرانہ بیگ خاں کے وارثوں کی تحقیق کی جائے اور ہر ایک کی حیثیت کے مطابق وظیفہ عطا کیا جائے۔ ہر وظیفہ دار کو الگ الگ اسٹو عطا کی جائیں اور وظیفہ بھر سے مقرر کیا جائے۔ تمام وظیفوں کی ادائیگی خزانہ سرکار سے ہونا چاہیے اور ان کا کوئی تعلق فیوڈلر کی جاگیر سے نہیں رہنا

کا ہے (۱)۔

غالب کے عرضی دعوے کی سرکشت کے بارے میں شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں :
 ”اس وقت فارسی دفتر کے سیکرٹری اینڈریو سٹرنگ تھے اور اسٹنٹ سیکرٹری مسٹر سامن فریزر۔
 موثرانہ کر کی ملاقات مرزا سے دوستانہ طریقہ سے ہوئی اور معافیت و عطائے عطر و بان کی نوبت
 آئی۔ مسٹر اینڈریو سٹرنگ نے جن کی تعریف میں مرزا کا فارسی قصیدہ موجود ہے، ’لواب گود فرجزل
 کے نام غالب کی عرضداشت لے کر اس کا انگریزی ترجمہ کرایا اور کونسل میں پیش ہوئی تو وہاں
 سے غم ہوا کہ پہلے یہ درخواست ایجنٹ دہلی کے پاس پیش ہونی چاہیے چنانچہ مرزا خود تو نکلتے
 رکے اور اپنے وکیل سیرا لال کو دہلی لکھا کہ عرضداشت پر سرایندوڑ کولیرک ایجنٹ دہلی کی
 سفارش کرا کے نکلتے جھجوائے“ (۲)۔

یہ وہ نقطہ آواز ہے جہاں پٹنن کے مقدمے کے حلقے میں غالب کی شکایوں کی داستان شروع ہوتی ہے جو
 تقریباً سترہ سال یا اس سے کچھ زائد عرصے پر محیط ہے۔ غالب کے دل و دماغ پر پٹنن کے حصول کے مسائل اور ادائے
 قرض کا بوجھ گہوم مرگ دیا اور وہ ۱۸۷۸ء تک جبکہ انھوں نے اپنی جان عزیز، جان آفرین کے سپرد کی اس
 بارگراں سے رہائی نہ حاصل کر سکے۔ غالب کے ستر نکلتے اور قیام نکلتے کی تھکات الطاف حسین حالی، مولانا غلام
 رسول مر، مولانا عرشی رامپوری، شیخ محمد اکرام، مالک رام، ہرموی چند، ملک حسن اختر وغیرہ نے اپنی تصانیف میں اسے
 شرح و بسط سے دی ہے کہ ان محدود اوراق میں انہیں سمونا ممکن نہیں۔ البتہ ستر نکلتے کے بنیادی مقصد یعنی غلامانی
 پٹنن کے حصول کے لیے چارہ بجلی پر چرنگہ ذرہ نظر کتاب جامع اور سیر حاصل مولانا پٹنن کر دی ہے اس لیے ذرہ نظر
 کتاب کے بارے میں کچھ وضاحت بے محل نہ ہوگی۔

(۲)

غالب کے مقدمہ پٹنن پر جن اہم غالب شناسوں اور محققین نے قلم اٹھایا ہے ان میں مولانا الطاف حسین حالی،
 مولانا امتیاز علی عرشی، مولانا غلام رسول مر، شیخ محمد اکرام، مالک رام، ڈاکٹر سف حسین خان، پروفیسر لطیف الزماں، اختر
 حسن، ڈاکٹر حسن اختر اور ڈاکٹر انیس ناگی قابل ذکر ہیں۔ سرسری ذکر تو غالب کے تمام سوانح نگاروں کے ہاں ملتا ہے
 لیکن نہ کورہ سامعین علم نے اس موضوع پر خصوصی توجہ دی ہے۔ مستشرقین میں سے سب سے مبسوط اور منضبط مقالہ

۱۔ جاگیر غالب، مروجہ ڈاکٹر سید حسین الرحمن، ص ۱۷۱، ۱۷۲۔

۲۔ حیات غالب، ص ۸۰۔

P. Hardy کا ہے جو رالف رسل کی کتاب Ghalib, The Poet and His age میں شامل ہے۔ غالب کی اپنی تحریروں میں بھی اس موضوع کی تفصیلات جگہ جگہ نکھری ہوئی ہیں اور خاص طور پر غالب نے اپنے فارسی اور اردو خطوط میں اس واقع پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۶۹ء یعنی غالب کے صد سالہ یوم وفات تک اس بارے میں جو کچھ لکھا گیا اس میں سے زیادہ تر غالب کی اپنی تحریروں پر ہی مشتمل تھا اور محققین عام طور پر کلیات متر غالب (فارسی)، پنج آہنگ، متفرقات غالب، ماثر غالب، اردوئے معلیٰ، عہدہندی، مکتوبات غالب اور نادرات غالب وغیرہ کے حوالے سے ہی اس موضوع کی تفصیلات بیان کرتے تھے جب ۱۹۶۳ء میں مالک رام نے غالب کا عرضی و عمومی انڈیا آفس لندن سے حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ آج کل دہلی کے فروری ۱۹۶۳ء کے شمارے میں شائع کر لیا تھا تو مقدمہ بخش کے دستاویزی ثبوت مہیا کرنے کی طرف غالب شناسوں کا پہلی مرتبہ رجحان ہوا تھا۔

اس سلسلے کا سب سے اہم کام انجمنیاتی پر تقویٰ چند نے انجام دیا جنہوں نے غالب کی غلامانی بخش کے بارے میں پیش آرکائیوز دہلی سے دستاویزات اور اسناد حاصل کر کے انہیں ڈاکٹر سید صہین الرحمن کے بقول پہلے ۱۹۷۰ء میں اور پھر اس غیر معیاری ایڈیشن کو ضائع کر کے ۱۹۷۶ء میں جاگیر غالب کے نام سے شائع کیا (۱)۔ دہلی ریڈیو ٹی بی میں موجود سرکاری ریکارڈ کی ایک فہرست کے نام سے گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے شائع ہوئی تھی، لیکن ہے پر تقویٰ چند نے اس سے بھی استفادہ کیا ہو۔ انہوں نے اسے کام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے :

”نسطر ہذا تمام و کمال غالب کی مرصعات پر مشتمل ایٹ ایٹڈ کپی و نیز عدالت ڈائریکٹران کمیٹی کی کارروائیوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ بخش سے متعلق مکمل متن پیش آرکائیوز بی دہلی میں محفوظ ہے اور بہت سے ایسے انکشافات کی حامل جو ابھی تک نظروں سے اوجھل تھے (۲)۔“

جاگیر غالب میں کل ۵۵ دستاویزات ہیں جن میں ایک کمرہ ہے اور اس اعتبار سے ان کی صحیح تعداد ۵۶ ہے۔ غالب کی ۲۸ فروری ۱۸۶۸ء کی درخواست جسے مالک رام نے انڈیا آفس سے حاصل کر کے ترجمہ کیا دہلی آرکائیوز میں موجود تھی لیکن نہ تو مالک رام اس کا متن یہاں سے حاصل کر سکے اور نہ ہی پر تقویٰ چند نے اسے حاصل کر کے ”جاگیر غالب“ میں شامل کیا۔

جاگیر غالب کے مولف انجمنیاتی پر تقویٰ چند کی اصل محنت اور دستاویزات کی فراہمی، قرات اور ہانڈنٹ میں مضمر ہے۔ انہوں نے یہ کام اس قدر محنت اور جان لگایا ہے کہ وہ اس کام کے جاشہ خیان گزار اور پبل کار مانے جاسکتے ہیں۔ ایک گروہ جگہ پر فروگزاشت اور حرم و احتیاط میں کمزوری بھی نظر آتی ہے مثلاً صفحہ ۳۵ سے ۵۵ تک لاؤڈ ویلم جنگ کے نام غالب کی ایک درخواست ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۲ء تک دوبارہ درج ہو گئی ہے۔ اور یہ شاید

۱۔ جاگیر غالب، مرتبہ ڈاکٹر سید صہین الرحمن، ص ۲۱ تا ۳۳۔

۲۔ حیات غالب، ص ۸۰۔

اس لیے ہوا کہ ایک ہی دستاویز کو دو مرتبہ کتابت کرایا گیا اور نظر ثانی کے وقت توجہ اس طرف نہیں گئی۔ اس کے علاوہ ص ۲۲۹ پر اصل دستاویز کے آخر میں ۱۲ نومبر کی تاریخ درج ہے جبکہ صفحہ ۲۴ پر اس کی باز نوشت میں یہ ۲۲ نومبر بتا دی گئی ہے۔ صفحہ ۲۲ پر ایف سوشن "صفحہ ۲۵ پر ایف سوشن اور صفحہ ۳۱ پر ایف سوشن ہے اسے ایک ہی طرح لکھا جانا چاہیے تھا۔ صفحہ ۲۸۷ پر ۱۸۸۷ء کی بجائے جو اصل دستاویز میں ہے باز نوشت پر اسے ۱۸۸۷ء بتا دیا گیا ہے اور اسی طرح صفحہ ۳۳۱ پر ۱۸۸۳ء کی بجائے ۱۸۵۳ء چھپ گیا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن یہ معمولی باتیں پردہ خوانی کے ذیل میں آتی ہیں، ان کے کام کی عظمت کو کم نہیں کرتیں۔

جاگیر غالب کا پاکستانی ایف بیس مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمن اسی نسخے کی مدد سے باز نوشت ہے اور اس میں کوئی تحقیقی یا علمی اضافہ نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ یہ قسوی چند کے ہاں جو فرد کراٹھیں اور انکشاف ہو گئی ہیں، ڈاکٹر صاحب کے مرتبہ ایف بیس میں بیحد موجود ہیں مثال کے طور پر جاگیر غالب میں جو دستاویز ذکر شائع ہو گئی تھی ڈاکٹر معین الرحمن نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور اس کے بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ پردہ خوانی کی انکشاف اور فرد کراٹھیں جن کا یہ قسوی چند کے ایف بیس میں ذکر کیا گیا اس اشاعت میں بھی ہوں کی توں موجود ہیں۔ مابینہ سورج کے غالب نمبر (۱۱) اور "ایپیل مئی ۱۹۹۱ء) میں پروفیسر لطیف الزمان نے جاگیر غالب کو دوبارہ شائع کرایا ہے اور ڈاکٹر معین الرحمن کے کام پر مبالغہ آمیز اعتراض کیے ہیں۔ میرے نزدیک ڈاکٹر معین الرحمن کے کام میں کوئی ندرت تو نہیں البتہ اس اعتبار سے غیر مفید بھی نہیں کہ ان کی وسالت سے قارئین غالب کو ایک نایاب کتاب میر آئی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ فائنل کی دستاویزات کی نقول "دلی" لاہور" اور لندن میں محفوظ کی گئی تھیں۔ چنانچہ غالب آرکائیوز میں قدیم دستاویزات کے جو نسخے اور ریکارڈ محفوظ ہیں ان میں بھی غالب کے مقدمہ فائنل کی اسناد اور دستاویزات ہیں۔ ان دستاویزات کی ایک فہرست بھی ۱۹۵۵ء میں گورنمنٹ پریس لاہور سے Old Record of the Punjab Secretariat کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ بیچل (اکو مشین سنٹر سے وابستہ ایک علم دوست بزرگ میاں محمد سہاٹہ نے اس تمام ریکارڈ کی محنت اور لگن سے چھان بین کر کے "بیچل آرکائیوز دلی کے ریکارڈ کو دیکھ کر اور انڈیا آفس لاہوری لندن میں موجود مسلوں کی پرنٹل کر کے غالب کے مقدمہ فائنل کو ایک جامع منصوبے کی صورت میں مرتب کیا اور اس کا نام Seventeen Years of Ghalib's Life رکھا۔ ذرا نظر کتاب کی بنیاد اسی کام پر ہے۔

اس سے پہلے کہ ذرا نظر کتاب کے متعدد جہات پر تفصیلی بات کی جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شامل دستاویزات کی اس کے علاوہ باغذ میں بھی شکریہ کر دی جائے تاکہ اعزاز ہو سکے کہ ذرا نظر کتاب کے مطالبہ میں محمد سہاٹہ کے علاوہ دوسرے محققین کے ہاں بھی موجود ہیں اور ان کی صورتیں کیا ہیں؟

۱۔ ان دستاویز پر مشتمل پہلی کتاب ڈاکٹر ملک حسن اختر کی ہے جس کا عنوان ہے: حیات غالب کا ایک باب: تحقیق کی روشنی میں۔ اسے کتبہ عالیہ اردو بازار لاہور نے شائع کیا تھا۔ کتاب پر سال اشاعت درج نہیں لیکن جاگیر غالب مرتبہ ڈاکٹر معین الرحمن میں اس کا سال اشاعت ۱۹۸۷ء درج ہے (۱) ڈاکٹر ملک حسن اختر نے جس زمانے میں

کام کیا جب میاں محمد اسلم پنجاب آرکائیوز میں ڈائریکٹر تھے۔ ملک صاحب نے ان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کتاب کے دائرہ کار کے بارے میں ملک صاحب نے لکھا ہے :

”اصل میں دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن کے بعض کافزات پنجاب میں منتقل کر دیئے گئے تھے۔ غالب کی دو عریضیں پر خود ان کے دستخط اور مرموعہ ہے چنانچہ یہ اصل ہوں گی اور دہلی میں ان کی نقل دی ہو گی۔ ان دستویزات کی اشاعت سے غالب شناسوں کو یقیناً فائدہ پہنچے گا۔ اس کتاب میں پنجش کے سلسلہ میں مرزا غالب کی تحکم اور ان کی سالی کی درخواست کے بارے میں ایک سرکاری دستویز بھی شائع کی جا رہی ہے۔ ان دستویزات کا اردو ترجمہ میں نے کتاب کے متن میں شامل کر دیا ہے تاکہ اردو دان طبقہ اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ مرزا غالب کی عریض کے بارے میں مجھے بعض دستویزات پنجاب آرکائیوز میں دستیاب ہوئی ہیں۔ میں نے ان دستویزات کی کاپی نقل حاصل کر لیں جن کے لیے میں پنجاب آرکائیوز کے ڈائریکٹر جناب میاں محمد اسلم کا شکریہ گزار رہا ہوں (۲)۔“

ان دستویزات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ غالب کی پنجش کے مقدمے کے سلسلہ میں اہم ہدف کا درجہ رکھتی ہیں۔ میں نے ان کی روشنی میں حیات غالب پر لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ کیا تو ان میں جا بجا اصلاح کی گنجائش نظر آئی چنانچہ میں نے حیات غالب کے اس حصہ پر ایک طویل مضمون قلم بند کرنے کا فیصلہ کیا جو اب اس کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں جو دستویزات مجھے ملے ان کے عکس بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔ بعض دستویزات کے انگریزی تراجم بھی ملے ہیں۔ ان کے عکس بھی شامل کیے جا رہے ہیں کیونکہ انگریز حکام کے سامنے یہ انگریزی تراجم ہی پیش ہوتے تھے۔

ملک صاحب جاگیر غالب کے متن سے ناظم ہیں۔ ان کے کام کی بنیاد محض پنجاب آرکائیوز پر ہے۔ ”حیات غالب کا ایک باب“ نکل ۲۷ دستویزات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے پہلے حصے میں ان دستویزات کو مقالے کی شکل میں پیش کیا گیا ہے اور آخر میں ان دستویزات کی کاپی نقل شامل کر دی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں غالب کے مقدمہ پنجش کی مفصل روداد کتاب میں موجود دستویزات اور سوانح غالب کے دیگر ہدف کی حد سے قبلہ کی گئی ہے۔ ملک صاحب کا اسلوب نگارش عالمانہ اور تحقیقی شان و شوکت لیے ہوئے ہے انھوں نے موضوع سے حلقہ انجم شدہ کاموں کا جائزہ لیا ہے اور ناہیات کے بعض نامور محققین سے اختلاف بھی کیا ہے اور بالخصوص آنجنابی ملک رام شیخ محمد اکرام اور

مولانا نظام رسول صر کے بعض بیانات پر تنقید کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ شیخ محمد اکرام نے ۷ جون ۱۸۸۶ء کے جس خطے کی بنیاد پر لکھا ہے کہ اس میں موطئین نضارٹ ٹیک خان کے لیے دس ہزار کی بجائے پانچ ہزار بلور مد معاش مقرر کیے گئے ہیں، اس میں پانچ ہزار کی رقم کا کوئی ذکر نہیں۔ ملک صاحب کو جو شق دستیاب ہوا وہ نواب احمد بخش خان کی بجائے حالات فیوز پور و فیض کے حدود میں چودھریوں اور گماشتوں و فیض کے نام ہے اور اس میں سام اور رقوم کی صراحت کی چنداں ضرورت نہ تھی جبکہ اس تاریخ یعنی ۷ جون ۱۸۸۶ء کو ہی ایک دوسرا شق لارڈ ٹیک کی طرف سے نواب احمد بخش خان کو ارسال کیا گیا تھا جس میں پانچ ہزار روپے کے ہمنو حصوں کی صراحت ہے۔ یہ شق ذرا نظر کتب اور جاگیر غالب دونوں میں موجود ہے۔ "حیات غالب کا ایک باب" میں مسلوں کی ٹکسی نقول کی باز نوشت نہیں کی گئی جس کے سبب ایک عام قاری اور محقق اس سے کما حقہ استغناء نہیں کر سکتا۔ ان سب باتوں کے باوجود غالب کے مقدمہ پیش پر ڈاکٹر حسن اختر نے جس تفصیل سے قلم اٹھایا ہے، قابل تحسین ہے۔

(۲) مئی ۱۸۸۶ء میں ڈاکٹر انیس ٹاگی کی کتاب غالب کا مقدمہ پیش "اقتراطر پرازد لاہور سے مطبع عام پر آئی۔ ڈاکٹر ٹاگی نے یہ کتاب اس زمانے میں مرتب کی تھی جب وہ پنجاب گورنمنٹ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ وہ یہاں محمد سدا اللہ کے کام سے بھی واقف تھے لیکن انھوں نے سرکاری ریکارڈ سے براہ راست استغناء کر کے اس کتاب کو مرتب کیا۔ ڈاکٹر ٹاگی کے سامنے جاگیر غالب کا پاکستانی ایڈیشن بھی تھا۔ ڈاکٹر ٹاگی کی کتاب میں انگریزی اور فارسی دستاویزات کی مجموعی تعداد ۲۷ کے قریب ہے۔ اپنے کام کی وضاحت اور پر تقویٰ چندر کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"چند برس ہوئے ہندوستان میں ایک کتاب جاگیر غالب مرتبہ پر تقویٰ چند (۱) دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ یہی کتاب بعد میں لاہور سے بھی اشاعت پذیر ہوئی۔ اس میں غالب کی ۲۳ درخواستیں شامل کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے مولف کے مطابق اسے غالب کی پیش کی درخواستیں دہلی آرکائیوز سے ملیں جو اس نے شائع کر دی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پر تقویٰ چند نے اس سلسلے میں پوری چھان بین نہیں کی کیونکہ غالب کے پیش کیس کے کاغذات پر لیکل ڈیپارٹمنٹ "شعبہ ترجمہ پرائیویٹ لکچر کے دفتر کے ریکارڈ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پر تقویٰ چند نے اپنے دیباچے میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ غالب کا دہلی ریڈیو ٹی کا ریکارڈ کتب میں شامل نہیں ہو سکا۔ اس طرح دہلی آرکائیوز میں غالب کی جو فارسی اور بعض انگریزی کی درخواستیں ہیں وہ پر تقویٰ چند کی نظر سے نہیں گزریں ان میں سے بعض کی نقول راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ اس طرح جو درخواستیں ایڈیٹڈ آفس لاہوری میں موجود ہیں وہ بھی پر تقویٰ چند نے جاگیر غالب میں شامل

نہیں کہیں، جن میں سے بعض کی نقول راقم الحروف کے پاس ہیں۔ اس کتاب میں غالب کی پیش کی درخواستیں شامل کی گئی ہیں جو غالب نے ۱۸۳۵ء — ۱۸۳۶ء کے دوران کبھی کی انتظامیہ کو لکھیں یہ دہلی ریڈیو لئی اور انجینئرز کا ریکارڈ ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کی اجازت حکومت پنجاب نے دی ہے۔ فرض اشاعت یہ ہے کہ اس کتاب میں شامل درخواستیں اور جاگیر غالب میں موجود غالب کی درخواستوں میں ایک طرح کا تسلسل پیدا کیا جائے۔ سرکیف غالب کے شائقین کے مطالعے کے لیے غالب کی دو فارسی درخواستیں غالب کے حریف افضل خاں اور نواب خضر الدین کی درخواستیں بھی متحدہ کے طور پر شامل کی گئی ہیں۔ یہ تحریریں فارسی میں ہیں (۱)۔

براورم انہیں ناگی کے کام سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اسے فہم کرنے کی بہت جلدی تھی۔ تدوین کی بعض فردگذاشتوں مثلاً ص ۶۱ کے بعد ص ۷۷ کی عبارت ص ۷۹ پر چلی گئی ہے، سے قطع نظر تراجم بھی بعض مقامات پر اصل دستاویزات سے ذرا مختلف ہو گئے ہیں نواب خضر الدین خان کی درخواست میں Wilfully کا ترجمہ ”جان بوجھ کر“ یا ”عمداً“ کی بجائے ”بدنیتی سے“ کیا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے کام پر نظر ثانی کا موقع نہیں ملا۔

یہ پس منظر تھا ذرا نظر کتاب نگہ مرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پینٹل ڈائری میٹیشن سینٹر کے مسودے کی تدوین کے بعد یہ اقتیاد اس ادارے تک منتقل نہ رہا کہ اس نے غالب کی خانہ دانی پیش کے بارے میں جو کام کیا ہے وہ کسی اور کے لہجہ میں نہیں آیا کیونکہ اب اس داستان کے لواحق پریشان ہو چکے تھے۔ شاید ایک سبب اس کام کی اشاعت میں تاخیر بھی ہو بہر حال اب یہ مسودہ اردو ترجمے ”حواشی حقیقت اور میری معروضات کے ساتھ کار نہیں کے سامنے ہے۔ اس مسودے میں غالب کے مقدمہ پیش کے علاوہ ان کے خانہ دانی اور ذاتی مسائل سے متعلق بھی کچھ اضافہ اور دستاویزات ہیں اور ان کی کل تعداد ۱۵۶ ہے۔ جو پرتوی چندر، ڈاکٹر حسن اختر اور ڈاکٹر انہیں ناگی تینوں سے زیادہ ہے۔ ان میں سے ۳۸ دستاویزات پینٹل آرکائیوز آف انڈیا کے شعبہ سیاہی کی دکانوں سے، ۳۷ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز کے دہلی ریڈیو لئی اور انجینی ریکارڈ سے اور ۶۰ دستاویزات انڈیا آفس لندن کے ریکارڈ سے حاصل کی گئی ہیں۔ بعض کے ہاتھ کی شکایات نہیں کی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹکٹے میں موجود سرکاری ریکارڈ کی مختلف نقول لاہور، دہلی اور لندن کے ریکارڈ آفس میں محفوظ کی جاتی تھیں۔ اس لیے کہ پرتوی چندر کی اصل دستاویزات جو دہلی آرکائیوز سے تعلق رکھتی ہیں خط اور املا کے اعتبار سے پنجاب میں موجود دستاویزات سے مختلف ہیں۔ گمان کرتا ہے کہ اگر ٹکٹے کے سرکاری ریکارڈ کی پڑاؤں کی جائے تو نہ صرف وہاں بھی ان دستاویزات کی شکایات ممکن ہو گی

بلکہ ہو سکتا ہے بلکہ نئی اسٹا اور دستاویزات بھی دریافت ہو جائیں۔

زیر نظر کتاب Official Record on Ghalib's Pursuit Family Pension and Related Matters

1869 - 1805 میں مسودہ تمام دستاویزات کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ ترجمے کا ابتدائی حصہ جو کل مسودے کا تقریباً ایک تہائی تھا جناب سید محمد عارف نے ترجمہ کیا ہے اور باقی دو تہائی کے مترجم ڈاکٹر محمود الرحمن ہیں۔ فارسی دستاویزات کا ترجمہ راقم الحروف نے طو انہام دیا ہے ان میں سے بعض کے حلقے میں راجہ حسن اختر اور انجس ناگی کے تراجم کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ مترجمین سے درخواست کی گئی تھی کہ جہاں تک ہو سکے ترجمے میں اصل کے معانی کو ملحوظ نہ ہونے دیں اور عمد غالب کے عطفاتی مزاج کو مد نظر رکھیں۔ اس کے باوجود دونوں حرمین کے اسلوب میں کافی اختلاف تھا جسے نظر ثانی کے دوران یکساں بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۲)

زیر نظر دستاویزات میں بنیادی اہمیت غالب کے عرض دعویٰ مسودہ ۲۸ فروری ۱۸۲۸ء کو حاصل ہے۔ اس کے بعد مرزا افضل بیگ کی طرف سے داخل کیے گئے جواب دعویٰ کا نمبر آتا ہے۔ باقی ساری دستاویزات انہی دونوں کے گرد گھومتی ہیں۔ غالب نے ان سترہ برسوں میں یعنی ۱۸۲۸ء سے ۱۸۴۵ء تک چھٹی عرضیاں دیں ان کا ب لہاب مسودہ ذیل نکات میں منظر کیا جا سکتا ہے۔

- (۱) نصر اللہ بیگ کے متوطنین کے لیے پٹن کے دو شقوق مورخہ ۳ مئی ۱۸۲۶ء اور ۷ جون ۱۸۲۶ء میں سے دو سرائق جس پر پٹن کی رقم پانچ ہزار روپے کی گئی ہے اول تو جعلی ہے کیونکہ اس کی نواب خٹم الدین خان کی ملکیت کے علاوہ کوئی دوسری نقل کسی سرکاری دیکھارہ میں نہیں۔
- (۲) خواجہ حاجی جنین دوسرے شقوق میں دو ہزار روپے سرائق کا مستحق قرار دیا گیا ہے، کا نصر اللہ بیگ خان کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں۔ نواب احمد بخش خان نے اپنے ذاتی مناد اور فاضلانی کے سبب دس ہزار کے بجائے پانچ ہزار روپے خود ہی کر دیے اور خواجہ حاجی کو دو ہزار کا حصہ دار بنا کر لواحقین نصر اللہ بیگ خان سے زیادتی کی۔ لواحقین کے درمیان پٹن کی تقسیم بھی درست نہیں۔
- (۳) نواب خٹم الدین خان سے پچاس سواریوں کے دتے کے لیے دی گئی معافی کی رقم کا حساب لیا جائے جو بیس ہائیس سال سے لواحقین ہوئی۔

- (۴) خواجہ حاجی کو اوا کی جانے والی رقم ہماری خاندانی پٹن سے وضع نہیں ہونی چاہیے۔
- (۵) پٹن کی تمام رقم سرکاری خزانے میں جمع ہونی چاہیے اور نصر اللہ بیگ خان کے متوطنین کو سرکار برادہ راست ہر ایک کی حیثیت کے مطابق حصہ لیا کرے۔ یہ پٹن فیروز پور کے خزانے سے ادا نہیں ہونی

تلاشیے۔

غالب کی عرضداشت پر جب یہ فیصلہ ہوا کہ اسے ریڈیو انٹ ویلی کی وساطت سے پیش ہونا چاہیے اور دہلی سے نواب خٹس الدین خان کی سزا باز سے غالب کے خلاف ریورٹ آئی تو غالب کو باجی کے عالم میں غم و غصے کا اظہار کرنا پڑا۔ اس پر طرہ یہ کہ نواب خٹس الدین خان نے غالب کو شاعر کہہ کر اس کے دعویٰ کو غیر حقیقی کہے بنایا اور ہوس قدر کا سبب قرار دیا۔ میرزا افضل بیگ نے جو خواجہ حلقی کا بڑا اور فصیحی اور ان کے بیٹوں کا بھروسہ تھا اپنے نواب دعویٰ میں غالب کو غلط دماغ کا مریض قرار دیا۔ میرزا افضل بیگ دوبار دہلی کی طرف سے سرکار انگریزی میں سفیر تھے اس لیے ان کے مقام سفارت کے احترام میں ان کی سخت گوئی پر توجہ نہ دی گئی جبکہ نواب خٹس الدین خان کے روئے کو قابل اعتراض سمجھا گیا۔ مرزا غالب نے اپنی بعد کی درخواستوں میں جو موقف اختیار کیا اس کے چند مطالب درج ذیل ہیں۔

(۱) خط اکبر آباد میں نصر اللہ بیگ خان کی جاکیر نواب احمد بخش کی جاکیر سے الگ واقع تھی لہذا اس جاکیر کے عوض پیشین سے فیوڈ پر کے نواب کا کوئی تعلق نہیں یہ انگریز حکومت اور متوطنین نصر اللہ بیگ خان کے درمیان براہ راست معاملہ ہے۔

(۲) لارڈ لیک سے منسوب دوسرا شق جعلی ہے اگر مجھ سے اس دستخط کے جعلی ہونے کے بارے میں اشتہار کیا گیا تو میں اپنی صلیبت میں مستر گواہ پیش کروں گا۔ جعلی دلائل اور نقلی شواہد سے بھی اس دستخط کو جعلی قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۳) فدوی کا دعویٰ باطل قرار پائے تو اس دعوے گوئی کے لیے سزا کا مستوجب ہو گا۔

(۴) چونکہ اس خاندان کا سب سے بڑا اولاد چھوڑے دنیا سے چلا گیا میں جو اس کا سب سے بڑا بھتیجا ہوں اس کس بیٹے کی مانند ہوں نصر اللہ بیگ خان کا چاہئیں قرار پاسکتا ہوں میں اس لائق ہوں کہ ان کے تمام لواحقین کی رقم مجھے دے دی جائے اور ان کی پردوش میرے ذمے کر دی جائے۔

(۵) ان پانچ شرکاء میں سے ہر ایک کے تمام حق کی رقم مقرر کر دی جائے۔

(۶) دیکھیں خاندان کے نواب کو غلط دیکھتے ہوئے مجھے امتیازی حیثیت دی جائے تاکہ میری زندگی میں فراغت اور دنیا کی فکر میں میری عزت قائم رہے۔

یاد رہے کہ نصر اللہ بیگ خان کے لواحقین کی عد معاش کے لیے مبلغ پانچ ہزار روپے کی رقم کا ہزارہے جون ۱۹۰۶ء کے شق میں مندرجہ ذیل طریقے سے کیا گیا تھا۔

- | | | |
|-----|--|----------------------|
| (۱) | خواجہ حلقی رسالدار | دو ہزار روپے سالانہ |
| (۲) | نصر اللہ بیگ خان کی والدہ اور تین بھتیجہ | پندرہ سو روپے سالانہ |
| (۳) | میرزا غالب اور ان کے بھائی میرزا یوسف | پندرہ سو روپے سالانہ |

غالب کا اس سلسلے میں موقف جی بے صداقت ضرور تھا لیکن ان کی توجہ بعض بنیادی حقائق کی طرف نہیں جا رہی تھی۔

(الف) میرزا نصر اللہ بیگ خاں کے لواحقین کو یہ دغیبہ خواب امر بخش خاں کی سفارش پر عطا کیا گیا تھا۔ لہذا اس کی تقسیم بھی انہی کی رضامندی اور سیاسی مصلحت کے تحت ضروری تھی۔ غالب جیسے صغیر سن اور حاکم ان کی چند خواہشیں کی اس وقت کیا حیثیت تھی۔

(ب) خواجہ حاجی، نصر اللہ بیگ خاں کے مختار کل اور رسالدار تھے لہذا پچاس سو آدمیوں کے رسالے کو قائم رکھنے کے لیے ان کا وجود ضروری تھا۔ وہ نصر اللہ بیگ خاں کے لواحقین میں سے نہ کسی متوسلین میں سے ضرور تھے۔ انگریز حکومت کو خواب امر بخش اور ان کے رسالے کے ساتھ تعلقات استوار رکھنے کے لیے خواجہ حاجی کا وجود زیادہ اہم نظر آتا تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنے سیاسی اور ذہنی تحفظات کے تحت خواجہ حاجی کا نام بطور خاص شے میں شامل کیا۔

غالب کی عرضداشتوں کے اسلوب نگارش پر ڈاکٹر غازی نے جن فنی اور لسانی استقام کی نشاندہی کی ہے ان پر توجہ ضروری ہے۔ ڈاکٹر غازی لکھتے ہیں :

"غالب نے یہ درخواستیں فارسی میں تحریر کیں جن کا ترجمہ دہلی میں موجود مدراسی 'ٹیشن رائٹرز' اور حرمین نے انگریزی میں کیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ غالب ان کو اپنا درخواست کا متن بنا دیتے ہوں اور وہ اپنی سیدھی انگریزی میں ان کا ترجمہ کر دیتے۔ اکثر جگہوں پر نظام اوقاف، جہلوں کی رسالت اور الفاظ کا استعمال بھی غلط ہے۔ ایک ہی نام کو مختلف جگہوں میں تحریر کیا گیا ہے۔ درخواست نویسی کے الفاظ کو بھی مستحکم غیر طریقے سے استعمال کیا ہے۔ ان درخواستوں کو عرائض نہیں بلکہ انگریزی میں لکھتے اور ان کے آخر میں غالب کا نام امجد اللہ خاں، محمد امجد اللہ خاں یا مرزا نوشہ آف دہلی لکھا ہوتا اور ان کے نیچے غالب کے نام کی صریحیت ہوتی" (۱)۔

ابنہ مجھے ڈاکٹر غازی کے اس مطالبے سے اتفاق نہیں ہے کہ ان درخواستوں میں ادبی چاشنی بھی ہونی چاہیے تھی، غالب نے اپنی درخواستوں کے ساتھ انگریز حکام کے قصیدے لکھے، کیا وہ ادبی چاشنی کی کمی پر نہیں کرتے؟ میرے نزدیک غالب کی یہ عرضیاں جن میں یقیناً کسی ماہر وکیل کی مشاورت یا غالب کے اپنے ذہن و ساد کا دخل ہے، قانونی نکات اور منطقی موشگافیاں لیے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر خواجہ حاجی کے خلاف ان کے دلائل ایسے نحوس اور قطعی ہیں کہ ان کی اولاد کے وکیل کا جواب دہمونی معذرت خواہانہ دکھائی دے رہا ہے۔

ذریعہ فکر کتاب کا جو انگریزی متن میں اچھے سہولت نے تیار کیا تھا اس کی کپڑ شدہ صورت کے ساتھ پنجاب آرکائیوز میں موجود دستاویزات کے انگریزی متن کی چند نمکی نقل بھی منسلک تھیں۔ چنانچہ اس متن کو جب اصل سے ملایا گیا تو اندازہ ہوا کہ میاں صاحب کا متن نہ صرف بعض مقالات پر اصل سے دور ہے بلکہ الفاظ سے بھی پاک نہیں۔ چنانچہ ذریعہ فکر کتاب میں ایسے بے شمار مقالات کو اصل کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جناب قاضی عزیز الدین عاصم کا احسان مند ہوں کہ ان کی علمی معاونت نے میرے لیے ان میں سے بعض عقدے حل کیے۔ انگریزی متن کی صحت کا سارا دار و مدار قاضی صاحب پر ہے اگر وہ تمام ہروف بے حد احتیاط و صبر اور ہمت سے نہ پڑھتے تو یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچنا اس قدر جلد ممکن نہ ہوتا۔ میں قاضی صاحب کا بے حد سپاس گزار ہوں۔

ناپسای ہو گی اگر صدر فقین مقتدرہ قوی زبان جناب افتخار عارف کا شکر یہ بطور خاص ادا نہ کیا جائے۔ انہوں نے جس صحبت اور حسن سلوک سے یہ کام مجھ سے کرایا وہ انہی کی مدد و نہکت عملی کا نتیجہ ہے۔ بخشش و اکو مشین میٹر کے سابق جو انٹیکٹیکریٹری اور موجودہ کنسلٹنٹ جناب عزیز احمد کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف اس کام کی تحریک کی بلکہ مفید مشوروں اور علمی معاونت سے بھی نوازا۔

میرزا غالب کے دو سو سالہ جشن ولادت پر ہماری یہ حقیر کوشش اگر صاحبان علم و ادب کے درمیان شرف قبول پائے گی تو یہ امر ہمارے لیے سرہلندی کا باعث ہو گا۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی

جناب ناظم شعبہ درسیات

مقتدرہ قوی زبان

اسلام آباد

فهرست

۳	چشم‌نامه
۵	مقدمه
۲۷۹-۲۵	اسناد و دستاویزات
۲۷۷	حواشی و تعلیقات
۳۱۲	مآخذ و منابع
۳۱۳	الفباظ‌نامه

(۱)

سیاسی رویکارو - ۲ مئی ۱۷۳۸ء

منہاج احمد خان موصوف ۲۸ اپریل ۱۷۳۸ء (۱)

جب مسفر جون (۲) کانکار تھے تو ان جناب کی طرف سے صوبہ آگرہ کا انتظام و انصرام میرے چچا نصرائف بیگ خان (۳) کے پاس تھا۔ انگریزی فرج جب اس علاقے میں پہنچی تو نصرائف بیگ خان نے اس کی اطاعت قبول کر لی خود سرکار برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر (۴) کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے آگرہ صوبے کا انتظام ان کے حوالے کر دیا۔ بعد میں جب مسفر ولیمز آگرے کی قلعہ داری کے منصب پر فائز ہوئے تو صوبہ داری کی حیثیت وہ نہ رہی جو سابق کانکار کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ نصرائف بیگ خان مسفر اچلے گئے اور جنرل موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے انہیں سترہ سو روپے ماہانہ تنخواہ پر چار سو سواروں کے ایک دستے کی رسالہ داری سونپ دی۔

راجہ بھرت پور کے ساتھ دوستانہ مراسم کے قیام اور جنرل موصوف کی ولایت کو دلچسپی ملنے کے بعد ان جناب لارڈ صاحب بہادر نے واپسی سے پہلے نصرائف بیگ خان کی وفاداری اور خدمات کے سلسلے میں انہیں نامین عیادت صوبہ آگرہ کے دوپہ گئے سوک اور سونا پور روپہزار آٹھ سو روپہ پر پیش پیش کے لیے عیادت فرمائے جن کا مالہ ایک لاکھ روپے سے زیادہ تھا۔

اس عطیسے میں 'سواروں کے دستے کی رسالہ داری کے ساتھ اگر ان کی پیش کو بھی شامل کر لیا جائے تو ان کی طاقت اور مرتبے میں بڑا اضافہ ہو گیا تھا۔ جنرل صاحب بہادر کی مرشدہ سند اور کرنل براؤن صاحب بہادر کی سند جو فقط یہ لفظ جنرل موصوف کی سند کی نقل ہے اور وہ مخالف کی بہت نصرائف بیگ خان کے نام جنرل موصوف کا پر دانہ جس پر ان کی مرگئی ہوئی ہے 'میرے پاس موجود ہیں اور ان میں سے ہر دستہ کی نقل اپنی اس عرضداشت کے ساتھ شملک کر رہا ہوں۔

جاگیر پر ان کی تقرری کے دس یا گیارہ مہینے بعد نصرائف بیگ خان ہاتھی پر سوار جا رہے تھے کہ اتفاقاً نیچے گرے اور پیر کی ہڈی ٹوٹ جائے اور اندرونی چوٹوں کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ ہوا حکومت نے اسی دن ان کی جاگیر پر قبضہ کر لیا اور کچھ ہی عرصے بعد ان کے چار سو سواروں کے دستے کو بھی بیکدوش کر دیا گیا۔

۲۔ چونکہ نصرائف بیگ خان لارڈ (۵) کے لیے مسند پر فائز چھ اشخاص کے سوا ان کا اور کوئی وارث نہیں تھا جس کے نام یہ ہیں:

۱۔ میں خود کہ نصرائف بیگ خان کا بھتیجا تھا۔

۲۔ میرا بھائی جو مجھ سے دو سال چھوٹا تھا۔

۳۔ میری داوی یعنی نصرائف بیگ خان کی والدہ اور

۴۔ نصرائف بیگ خان کی تین بیٹیاں۔

اس وقت میری عمر صرف نو سال تھی اور میرے بھائی کی عمر سات سال۔ میری داوی ستر سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بیٹے کی موت کے غم میں ان کی دنیا اندھیر ہو چکی تھی۔ اسی طرح نصرائف بیگ خان کی بیٹیاں بھی اس ناگہانی تلخ کی وجہ سے دل گرفتہ اور منقلب ہڈیات تھیں چنانچہ ہم میں سے کوئی اس قابل نہیں تھا کہ نصرائف بیگ خان کی پھوڑی ہوئی اماں و چائیہ کو سنبھال سکتا اور نہ ہی کوئی اس قابل تھا کہ جزل موصوف کی خدمت میں حاضر ہو سکتا اور اپنا حال بیان کر سکتا۔

ایک شخص نے جس کا نام خواجہ حاجی (۸) تھا اور جس کا حال نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کے احوال کے ضمن میں آگے چل کر بیان کیا جائے گا، یہ شخص نصرائف بیگ خان کے گھرانے کا ایک ملازم تھا۔ میدان کھلا پایا تو اس نے بے اصول مافیہ نفیسوں اور خلیوں کے ساتھ دوستانہ مراسم بوسائے اور نصرائف بیگ خان کے سارے مال و متاع ”فرنیچر“، ”لڈ“، ”اونٹوں اور پانگیدوں وغیرہ“ قبضہ کر لیا اور ستر اسی سواروں، ایک باغی، مذکورہ بالا لڈ، لشکر اور سامان حرب کے ساتھ چل پڑا اور نواب احمد بخش خان (۷) سے ہالہ۔

چونکہ نصرائف بیگ خان نواب احمد بخش خان کے داماد (۸) تھے اور ظاہر ہے ہر شخص ان کے دلدل اور عزیز و اقارب سے واقف تھا اس لیے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ نواب احمد بخش خان خواجہ حاجی کو نصرائف بیگ خان کا وارث و جانشین اور رشتہ دار سمجھ بیٹھتے خصوصاً اس لیے بھی کہ نصرائف بیگ خان کی اہلیہ جو احمد بخش خان کی بیٹی تھیں (کذا) اپنے شوہر سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اور ان کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن صرف یہ خیال کر کے کہ اپنے تمام سواروں، ہاتھیوں، لڈ، لشکر اور طاقت کے ساتھ حاجی ایک جیتی امیت ہے، نواب احمد بخش خان نے اسے اپنے دوستوں میں شامل کر لیا اور اسے اپنی جگہ پھوڑ کر وہ خود لارڈ ایک صاحب بہادر سے ملاقات کے لیے کانپور چلے گئے۔

اسی زمانے میں فیروز پور، ”بھکر“، ”پانا“، ”عمید“، ”ساگر“ (Barkun) اور دوسرے اضلاع حکومت نے پیش کے لیے ہیں یا تمیں ہزار روپیہ سالانہ احمد بخش خان اور ان کے وارثوں کو دائمی قبضہ پر دے دیے تھے چنانچہ احمد بخش خان اور ان کے وارثوں پر یہ لازم قرار دیا گیا کہ وہ یہ رقم ہاتھ دے کر دے لیا کریں۔ تمام انھوں نے جزل موصول سے درخواست کی کہ ”میرے داماد (کذا) نصرائف بیگ خان کا جو سونہ اور سونہ کے جائیداد تھے انتقال ہو گیا ہے اور وہ اپنے بیچے بہت سے عزیز و اقارب اور پچاس سوار پھوڑ گئے ہیں۔ اگر حکومت اس رقم کی ادائیگی مجھے کرنی دے اور ملے کر دے کہ یہ رقم نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کی گذر و طاقت کے لیے ہوگی تو وہ بے نصیب مزاج و مفلس لوگ ملکیت کی طوفانی اور فلاح و بہبود کے لیے ساری زندگی دست پر دغا دیں گے اور وہ پچاس سوار

بیش میری سپردگی میں رہیں گے اور جب بھی حکومت انھیں بجا کوری خدمات کے لیے طلب کرے گی تو انھیں ہر وقت تیار پائے گی۔

جنرل صاحب بہادر نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس کی ایک رپورٹ نکلنے اور سال کر دی۔ جہاں گورنر جنرل صاحب بہادر نے بھی اس کی منظوری دے دی۔ چنانچہ گورنر جنرل صاحب بہادر نے امیر بخش خان کے نام ایک پروانہ جاری کر دیا جس میں نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کی پرورش و کفالت اور مقررہ پچاس سواروں کی خدمات سہا کرنے کی شرط کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔

چونکہ جنرل صاحب بہادر کو امیر بخش خان کی باتوں پر مکمل اعتماد تھا اس لیے انھوں نے نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کے حقیقی احوال و حالات کے حقیقی تحقیق نہیں کی بلکہ ان کی درخواست پر خواجہ حلی کے نام ایک پروانہ جاری کر دیا جس میں بتایا گیا ہے کہ نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کی گذر و اوقات کے لیے جو وغینہ اور پچاس سواروں کے لیے جو الاؤنس مقرر کیا گیا ہے وہ امیر بخش خان کو دی جانے والی جاگیر کے سمجھوتے کی شرائط میں شامل ہے اور یہ رقم بیش ان سے وصول کی جانی چاہیے۔

آخر کار جب امیر بخش خان کلپور سے پٹنہ اور سیالکوٹ پہنچے جہاں ان کی جاگیر حلی نے انھوں نے خواجہ حلی کو ان کے سزاوی سواروں کے دستے سمیت جو نصرائف بیگ خان چھوڑ گئے تھے برقرار رکھا اور دستے کو اپنی ملازمت میں لے لیا اور پھر اس کی مدد سے اپنے اختلاص کا بندوبست کیا۔

جب وہ (خواجہ امیر بخش خان) اپنی جائیداد کے بندوبست سے مطمئن ہو گئے اور جنرل صاحب بہادر بھی جو رہ وائیں چلے گئے تو یہ دیکھتے ہوئے کہ نصرائف بیگ خان کے ہم دونوں بھتیجے ابھی نا سمجھ ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ ماں اور بہنیں گوشہ نشین اور بے علم ہیں انھوں نے خواجہ حلی کے ذریعہ پہلے پچاس سواروں کے دستے کو برطرف کر دیا اور پھر اس دھڑے اور اقرار کے ساتھ خواجہ حلی سے جنرل صاحب بہادر کے پروانے کا مطالبہ کیا کہ اگر وہ پروانہ دوائے کر دیں تو نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کے گزر بسر کے لیے ملنے والے وغینہ میں وہ انھیں بھی ایک حصہ دار کی حیثیت سے شامل کر لیں گے۔

چونکہ وہ بد بخت اور بد قماش اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نصرائف بیگ خان کے ساتھ اس کی کوئی قرابت داری بھی نہیں لیکن یہ سوچ کر کہ نصرائف بیگ خان کے خاندان کے ساتھ یہ تعلق اس کی خوش بختی کے لیے ایک نادر موقع ہے اس نے پروانہ امیر بخش خان کے حوالے کر دیا۔

امیر بخش خان نے خواجہ حلی کو چند روز اپنے ساتھ رکھا اور پھر برطرف کر دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اعلان کیا کہ حکومت نے ان کی جاگیر سے پانچ ہزار روپے سالانہ کی جو رقم نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے مقرر کی تھی اسے انھوں نے اپنی مرضی سے مندرجہ ذیل لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا ہے: مبلغ دو ہزار روپے سالانہ خواجہ حلی کو، پندرہ سو روپے سالانہ نصرائف بیگ خان کی والدہ کو اور پندرہ سو روپے سالانہ بھتیجے

(آپ کے درخواست گزار کو)

چند برس بعد جب میں بلوٹ کو پہنچا اور اس قابل ہوا کہ صحیح اور غلط افسے اور درے میں تیز کر سکوں تو میں نے محسوس کیا کہ پانچ ہزار روپیہ کی تقسیم میں احمد بخش خان نے صرف "نافصلیوں" کا ارتکاب کیا ہے۔ پہلی یہ کہ انھوں نے عزیز و اقارب میں ایک کوئی درجہ کے نوکر کو شامل کر لیا ہے دوسرے یہ کہ انھوں نے اس تقسیم سے میرے بھائی کو بالکل علیحدہ رکھا ہے جو میری ہی طرح نصرانہ بیگ خان کا حقیقی بھتیجا ہے۔

عزیز برائے مجھے یہ بات بڑی غیر معمولی لگی کہ جمل صاحب بھلور نے جو بے پایاں خدمات اور فیاضی کا بیکر تھے اور لاکھوں روپیہ بخش دیا کرتے تھے۔ ایک استوار دار کے عزیز و اقارب کی پرورش کے لیے سالانہ صرف پانچ ہزار روپیہ مقرر کیے ہوں جبکہ جو اراضی اس کے پاس تھی اس کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپیہ تھی۔

میں نے ہر ممکن طریقہ سے اپنے دعووی کا مسئلہ اٹھانے کی کوشش کی اور "وفا" "وفات" بھی تحریری اور کبھی زبانی اپنا مقدمہ احمد بخش خان کے سامنے پیش کیا اور ان سے عرض کیا کہ بناب حالی آخر وہ کون سا عرصہ ہے جس نے آپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ نے ایک اجنبی کو عزیز و اقارب کے ذمے میں شامل کر لیا اور ایک حقیقی بھتیجے کو اس ذمے سے خارج کر دیا؟ اگر آپ خواجہ حالی کے کاموں سے بہت خوش ہیں تو اسے آپ اپنی بیب خاص سے دیں یا نصرانہ بیگ خان کے دستے میں سے دو تین سواروں کا وظیفہ ان کے لیے مقرر کریں۔ اس کے کیا معنی ہیں کہ نصرانہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے وظیفے میں سے خواجہ حالی کو تنخواہ دی جا رہی ہے؟

احمد بخش خان مجھے خط کے ذریعہ بھی جواب دیا کرتے تھے اور اپنے دعوے کے حق میں بھونپی تھیں کما کر کہا کرتے تھے "میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں عزت باب جمل صاحب بھلور کو جتا چکا ہوں کہ خواجہ حالی نصرانہ بیگ خان کے عزیز و اقارب ہی شامل نہیں اور میری لٹلٹی سے ان کا نام سرکاری ریکارڈ میں بھی درج کیا جا چکا ہے۔ اب مجھے ذلیل و رسوا نہ کرو اور چند روز میرے خواجہ حالی کے انتقال کے بعد میں یہ دو ہزار روپے تم دونوں بھائیوں کو دیا کروں گا۔

چونکہ احمد بخش خان دو طرح سے میرے بزرگ اور عزیز تھے اول اس طرح کہ میرے چچا نصرانہ بیگ خان ان کے والدین (۱) تھے دوسرے یہ کہ میں ان کے بھائی اتھی بخش خان (۲) کا داماد تھا۔ ان واقعات و حالات کے بارے میں میں نے احمد بخش خان کی بزرگی اور ان کے ساتھ قربت و اداری کا احترام کیا اور خود بھی اپنے ساتھ کی گئی نافرمانیوں کی ایستہ کو خاموشی سے برداشت کر لیا۔ میں نے اپنے بھائی کو بھی باز رکھا کہ وہ بھی اپنی شکایات کا اظہار نہ کرے اور نہ ہی حکومت سے دادرسی کا طالب ہو۔

اس طرح سے ایک زمانہ گزر جانے کے بعد خواجہ حالی کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے پیچھے دو بیٹے (۳) چھوڑ گیا۔ میں نے سوچا کہ اس سال کی آمدنی مجھے ملے گی۔ لیکن جب تنخواہ کی تقسیم ہوئی تو احمد بخش خان کی ریاست سے دو ہزار روپیہ سالانہ کی رقم جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے فوراً خواجہ حالی مرحوم کے بچوں کو ادا کر دی گئی۔

باغی کے عالم میں "میں احمد بخش خان کے پاس فیودیم رکھا اور ان سے کہا کہ آپ کو اپنا وعدہ پورا کرنا

چاہیے اور جو لوگ قانونی طور پر مستحق ہیں ان کے حقوق بحال کر دینے چاہئیں یا پھر مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا مقدمہ حکومت کے سامنے پیش کر دوں۔ اس وقت وہ اپنے بستر سے اٹھ بیٹھے جس پر وہ زخمی ہو جانے کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے اور الود کی فٹاری لٹل جانے کے باعث بڑے دل شکستہ تھے۔ انھوں نے سسکیاں بھر بھر کر میرے سامنے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے۔ "پر خوردار تم میرے بچے اور میری آنکھوں کا نور ہو" تم دیکھ رہے ہو کہ میں زخمی بھی ہوں اور بے در بھی ہو چکا ہوں اور فریب سے مجھے اپنے دلچسپات سے محروم کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ جزل آنکڑ لونی (۳) سے نہ میری دوستی رہی ہے اور نہ پہلے جیسے پرچاک مراسم۔ کچھ دن اور انتظار کرو تو تمہارے قہام کے تمام حقوق باخراہ بحال کر دیے جائیں گے۔

بعد میں جزل آنکڑ لونی کا انتقال ہو گیا اور سرچارلس منکاف (۱۳) کی آمد کا اعلان ہوا۔ احمد بخش خان نے بھی سے بہت سے وعدے کیے اور کہا "خاموش اور مطمئن رہو۔ جب سرچارلس منکاف آئیں گے تو میں تمہارا حق سے تعارف کراؤں گا" تفصیل سے تمہارا مقدمہ ان کے سامنے پیش کروں گا اور بتاؤں گا کہ حکومت کے ساتھ تمہارے چچا کے تعلقات و مراسم کی نوعیت کیا تھی اور مستحق کو اس کا حق دلاؤں گا میں تم پانچوں کے نام حکومت کی جانب سے سند دواؤں گا تاکہ میرے انتقال کے بعد میرے بچے تمہاری گزر اوقات کے لیے مقرر ٹکڑا دوا کرنے میں نہ تو کوئی ریت و صل کر سکیں اور نہ ہی کوئی دشواری پیدا کر سکیں۔

موصوف (سرچارلس منکاف) کی آمد کے بعد چونکہ ہجرت چور کا معاملہ ان کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا اور وہ راجہ کی امداد اور ہجرت چور میں باغیوں کی کوشش کی جانب اپنی ساری توجہ مبذول کیے ہوئے تھے اس لیے احمد بخش خان نے کہا کہ مجھے اس سفر میں ان کے ساتھ جانا چاہیے بلکہ وہ کہیں میں اس زمانے میں اپنے بھائی کی حالت اور قرض خواہوں کے سخت تقاضوں کی وجہ سے اذیت ناک پریشانی میں مبتلا تھا اور بالکل اس سڑ کے قابل نہیں تھا اس امید پر کہ موصوف (سرچارلس منکاف) کی طرف سے جو فرض منصبی مجھ پر عائد ہوتا ہے وہ ادا ہو جائے گا۔ میں نے اپنے بھائی کو بخار اور ہڈیانی حالت میں چھوڑا، چار آدمی اس کی دیکھ بھال اور نگہداشت پر مقرر کیے، کچھ قرض خواہوں سے وعدے وعید کر کے انھیں راضی کیا، دوسروں سے چھپتا چھپاتا اور بھیج بدل کر کسی قسم کی مصلحت کے بغیر ہیشکل تمام احمد بخش خان کے ساتھ ہجرت چور روانہ ہو گیا۔

ہجرت چور کی فتح کے بعد میں نے احمد بخش خان سے بات کی تاہم انھوں نے اب بھی سرچارلس منکاف سے میرا تعارف نہیں کرایا۔ اسی زمانے میں ان کے چچا پر قلعہ کا حملہ ہوا لیکن ڈاکٹر فٹکن کے بہترین علاج سے باخراہ انھیں شفا حاصل ہوئی اور وہ فیوچر واپس آ گئے۔ سرچارلس منکاف نے اگرچہ فیوچر واپس تین روز قیام کیا اور میں تین دن دواخانہ احمد بخش خان سے استعنائیں کرتا رہا لیکن انھوں نے میرا تعارف ان سے نہ کرایا تھا اور نہ کرایا۔

جب موصوف (سرچارلس منکاف) دہلی چلے گئے تو میں نے احمد بخش خان سے وابستہ اپنی تمام امیدیں ختم کر دیں اور اپنے دل میں کہا انصاف پرہو حکمران اپنے حواشیوں میں سے ہر ایک کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اس لیے

کیا ضرورت ہے کہ میں اس کام کے لیے احمد بخش خان کے وسیلہ اور امانت کا سارا لوں؟

بھڑیہ ہے کہ کسی اور کو بیچ میں لائے بغیر میں خود سر چارلس مکلف سے ملوں اور اپنا سارا احوال شروع سے آخر تک بلا کم و کاست ان کی خدمت میں پیش کروں۔ تاہم قرض خواہوں کے تقاضوں کے خلاف نے میرے لیے یہ ناممکن بنا دیا کہ میں دہلی جاؤں۔ علاوہ اپنی ٹیکہ نانی کے خیال سے کہ اسے بند نہ لگ جائے میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے علاوہ ان ہی دنوں گورنر جنرل کی آمد کی خبر عام ہوئی اور امکان یہ تھا کہ سر چارلس مکلف گورنر جنرل کی ہم رکابی کے لیے شریف لائیں گے تو میرے دل میں کانپور جانے اور وہاں سے ان کے خدم و خشم کے جلوس کے ساتھ واپس آنے اور راستے میں خود کو سر چارلس مکلف سے متعارف کرانے اپنی عسرت و تنگ دستی کی ذلت بھری داستان بے چارگی اور قرض کا احوال ان کے گوش گزار کرنے اور انصاف حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مختصر یہ کہ اہل ارادے کے ساتھ میں فیروز پور سے فرخ آباد اور کانپور کی جانب روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے کہ کانپور پہنچنے ہی میں بیمار پڑ گیا۔ اچانک ذہبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بٹھے بٹھے کی طاقت بھی باقی رہی۔ چونکہ مجھے اس شہر میں کوئی مناسب طبیب نہ مل سکا اس لیے مجبوراً دریاے گنگا کو عبور کر کے کراپے کے ایک ٹیس میں مجھے لکھنؤ کی راہ لینا پڑی۔ میں لکھنؤ میں پانچ ماہ نو پندرہ روز صاحب فرائض رہا۔ میں نے گورنر جنرل کی آمد کی خوش کن خبر سنی اور اس بنیاب سے طاقت کے لیے شہر اوردہ کے سڑکا مال سنا۔ ان دنوں میں اس قافلہ بھی نہ تھا کہ اپنے ہسٹے سے اٹھ سکیں کیونکہ لکھنؤ کی آب و ہوا مجھے کبھی راس نہ آئی۔

چونکہ میرے اور نواب ذوالفقار علی بھلور کے آباد اہلاد میں دوستانہ مراسم زمانہ قدیم سے چلے آ رہے تھے اور میرے دل میں بھی نواب بھلور کے لیے بڑی محبت اور لگاؤ تھا اس لیے میں نے ایسی تدبیریں شروع کر دیں کہ جس طرح بھی میں پڑے میں تبدیل کھڑ میں ہاندے پہنچ جاؤں۔ میں وہاں نواب صاحب کے دولت کدے پہ چھ بیٹے تک مقیم رہا۔ اٹھ کے فضل اور نواب صاحب کی توجہ اور ہمدرداری کی بدولت مجھے اس خطرناک بیماری سے خلا حاصل ہوئی۔ اس وقت تک موسم برسات گذر چکا تھا اور گورنر جنرل واپس نکلتے جا چکے تھے۔ میں جب فیروز پور سے دہلی نہ جا سکا تو ہاندے سے نکلتے کیسے جا سکتا تھا؟ اس کے علاوہ میں نے محسوس کیا کہ دہلی اور لکھنؤ کے درمیان ہر جگہ ایک ہی قانون نافذ ہے اس لیے میں حکومت ہی کے انصاف پہ اعتماد کروں گا۔

میں کشتی کے ذریعے سڑک کرنے کے قافلہ بھی نہیں تھا اس لیے مجبوراً دو تین نوکروں کے ساتھ آرام و آسائش کے کسی سٹیشن کے بغیر فٹکی کے راستے گھوڑے پر کھٹک روانہ ہوا۔ ان دنوں میری حالت یہ تھی کہ میں بہت کمزور و بیمار اور مضمحل تھا۔

میں جب مرشد آباد پہنچا تو مجھے امیر بخش خان کے انتقال (۱۸۶۱ء) اور شمس الدین احمد خان کی جانشینی کی خبر ملی۔ لیکن چونکہ میرا دعویٰ امیر بخش خان کے موقف سے متعلق تھا لہذا میں نے سوچا کہ ان کی زندگی یا موت سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور میں لکھنؤ پہنچ گیا۔

بچپن میں برس کے واقعات بیان کرنے کے بعد آپ میں نصراٹھ بیگ خان کے خاندان کے حالات کا خاکہ بیان کرتا ہوں۔ جس میں 'میں نے اپنی شکایت بھی قصیداً' بیان کی ہیں اور اپنے مخصوص مناسبات کا لب لباب بھی 'اجمالہ' - پیش کیا ہے۔

بناب عالی !

نصراٹھ بیگ خان کے متعلق میں پہلا وہ شخص تھا جس کا نام خواجہ حاجی تھا جو افکارہ انیس سال امیر بخش خان کے توسط سے دو ہزار روپیہ سالانہ وصول کرتا رہا اور جو ابھی تک امیر بخش خان کی جاگیر سے اس کے بچوں کو مل رہا ہے۔ اس کی تاریخ یہ ہے نصراٹھ بیگ خان کے والد محترم کے زمانے میں جن کا نام قوتان بیگ خان تھا۔ ایک نوجوان ہوا کرتا تھا جس کا نام خواجہ مرزا تھا اور جو پانچ سو روپیہ ملازمت تھکوا پر اسپ سواروں کے دستے میں بطور ہارگیر ملازم تھا۔

کوکا بیگ خان کی اہلیہ یعنی نصراٹھ بیگ خان کی ماں کی ایک بیوہ بہن تھی جن کی ایک غیر شادی شدہ بیٹی تھی۔ نصراٹھ بیگ خان کی والدہ کسی دوسرے متوسل کی طرح اپنی بہن اور بھائی کی تکلیف اور تحفظ تھیں۔ کوکا بیگ خان نے اپنی بیوی کی بہن کی بیٹی کا عقد طواہ مرزا سے کر دیا اور یہ طواہ حاجی ان ہی کا بیٹا تھا۔

سوائے اس کے کہ خواجہ حاجی کی والدہ نصراٹھ بیگ خان کی ماں کی بہن کی بیٹی تھی خواجہ حاجی اور نصراٹھ بیگ خان کے والدین کے درمیان نہ کبھی کوئی قربیت داری یا تعلق تھا اور نہ ہے۔

نصراٹھ بیگ خان کے جائز وارثوں میں ایک میری دادی 'نصراٹھ بیگ خان کی والدہ تھیں۔ جن کے لیے امیر بخش خان نے اپنی زندگی ہی میں پندرہ سو روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا ان کے انتقال کے بعد یہ وظیفہ ان کی سب سے بڑی بیٹی کو ملتا رہا جو نصراٹھ بیگ خان کی سب سے بڑی بہن ہیں اور یہ وظیفہ انہیں اب بھی مل رہا ہے۔ وہ اپنی آمدنی اس طرح تقسیم کرتی ہیں کہ اس آمدنی کا ایک حصہ اپنی دو نوجوان بہنوں کو دے دیتی ہیں اور بقیہ برقم خود اپنی ضروریات پر خرچ کرتی ہیں لیکن چونکہ بھائی اور ماں کے بست سے پرانے گھریلو ملازمین اور وابستگان ان ہی کے پاس رہتے ہیں اس لیے ان کی قلیل آمدنی خود ان کی ضروریات کے لیے بھی ناکافی ہوتی ہے چنانچہ انہوں نے اپنا بست سا پرانا اٹالہ 'ہر قسم کا سازوسامان اور مال و محتاج جو ان کے پاس تھا فروخت کر دیا ہے اور کسی ہزار روپیہ کی مقروض بھی ہو گئی ہیں۔ وہ اسی امید کے ساتھ گذر بسر کر رہی تھیں کہ حکومت سے انہیں معاوضہ مل جائے گا۔ ان کی دو نوجوان بیٹیاں بھی اسی قلیل وظیفہ پر صبر و شکر اور جذبہ احسان مندی کے ساتھ گذر بسر کرتے رہ رہتی ہیں جو انہیں ان کی بڑی بہن سے مل رہا ہے۔

میرے بچا نصرانہ بیگ خان کے ایک اور وارث نصرانہ بیگ خان کے بچے اور میرے بھائی یوسف علی خان المعروف مرزا یوسف ہیں (۱۵)۔ ان کا معاملہ یہ ہے کہ احمد بخش خان نے ان کے لیے ایک پھولی کوڑی بھی وقت ضمیمہ کی اور اس بددست میں انھیں بانگل فراموش کر دیا۔ اگرچہ وہ اکثر احمد بخش خان کے پاس جاتے تھے اور گذراوقات کے لیے ان سے اعانت و امداد کی التجا نہیں کرتے تھے۔ احمد بخش خان بعض اوقات وعدوں سے ان کا منہ بند کر دیتے کہ خواجہ جانی کے مرنے کے بعد وہ انھیں کچھ نہ کچھ ضرور دیں گے اور بعض اوقات چپ زبانی 'فریب اور خوشامد' سے انھیں خاموش کر دیتے تھے۔ ان کی گذر بسر کا ایک بڑا ذریعہ تو یہ تھا کہ وہ اپنے والد مرحوم کی چھوڑی ہوئی املاک کو بیچ ڈالتے تھے اور کچھ اس طرح کہ قصوری بہت میں ان کی اعانت کر دیا کرتا تھا۔

وہ فوجہ ان اور شاہی شدہ (۱۶) تھے اور ان کے اخراجات میں بے پناہ اضافہ اور ان کی ذریعہ معاش نہ ہونے کی پریشانی بد بختی اور غم کے کام و مصائب نے انھیں بدظن کی ایک ایسی کیفیت میں مبتلا کر دیا جس کے بعد رفتہ رفتہ وہ جانی فوجہ کو پیشے اور بانگل ہو گئے۔

میں مجبور تھا کہ سالانہ چندہ سو روپیہ کی رقم میں سے چھ سو روپیہ ان کے علاج معالجے کے لیے عطیہ کر دوں۔ ان کی ایک بیوی اور ایک بیٹی (۱۷) ہے۔ بیٹی اس زمانے میں پیدا ہوئی تھی جب ان کا دماغ درست تھا۔ خاندان اور فوجوں کے علاوہ چار آدمی محض ان کی دیکھ بھال اور حفاظت پر مامور تھے۔ سالانہ چھ سو روپے جو میں دیتا ہوں وہ طاکر ہزار روپیہ ان کے علاج پر خرچ ہو جاتے ہیں اور ٹکڑاہوں کی لواٹنگی اور گھر کے دیگر اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ان کی بیوی اپنے زیورات اور اسباب فروخت کرتی رہتی ہے۔ لیکن وہ بھی آخر کب تک اس قاتل رہیں گی کہ اپنا اٹالہ بیچتی رہیں؟ انہیں کار وہ کیا کریں گی؟ تاہم حال ہی میں گھر سے موصول ہونے والے ایک خط سے پتہ چلا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اسے (مرزا یوسف) کو کچھ اتفاق ہوا ہے۔ قوی امید ہے کہ اس آزار سے انھیں مکمل شفا ہو جائے گی اور ان کی صحت دیکھی ہی ہو جائے گی جیسی پہلے ہوا کرتی تھی اور یہ کہ حکومت کے التفات کی بدولت وہ باجیوں اور آزمائشوں کے بغیر برس گزارنے کے بعد بلاخر اپنی تمام آرزوؤں اور تمناؤں کو پورا کرنے کے قائل ہو جائیں گے۔

نصرانہ بیگ خان کا ایک اور جائز وارث میں آپ کا درخواست گزار محمد اسد اللہ خان المعروف مرزا نوشہ ہوں۔ احمد بخش خان نے میرے گزارے کے لیے چندہ سو روپیہ سالانہ مقرر کیے تھے۔ کچھ عرصے تک میں نے ہاتھ پاؤں اور اجلاہات جو میرے مرحوم والد (۱۸) نے چھوڑے تھے اور اپنے نانا غلام حسین (۱۹) جو انگریز کے ممتاز امراء میں سے اور نواب نجف خان کے درباری امیر تھے 'کا خزانہ' ایشیا اور املاک بیچ کر گزارہ کیا۔ بلاخر 'ضرورت سے مجبور ہو کر میں دہلی گیا جو میرے آباؤ اجداد کا اصل زاد بوم ہے۔ یہاں میں نے اپنے نانا اور والد کے تمام اٹالے جو میرے پاس بچ رہے تھے بیچ ڈالے اور قرض خواہوں سے قرض پکانے کے لیے رابطہ قائم کیا اور اس آمدنی سے قرض پکانے کے باوجود اس وقت بھی میں میں ہزار روپے کا مقروض ہوں۔

اس زمانے میں میرا بھائی داروغے میں جلا ہو چکا تھا اور اس کی دیکھ بھال کے لیے مجھے چھ سو روپے نکالنے پڑتے تھے اور میرے پاس قرض خواہوں کو ادا کرنے کے لیے نو سو روپے بچ رہے تھے۔ دو تین لوگوں کے ساتھ ہمیں بدل کر دہلی سے گھوڑے پر روانہ ہو گیا اور بھرت پار کی فتح ننگ میں نے احمد بخش خان کے ساتھ رہنے کی لادیتیں بھٹی اس لیے برداشت کیں تاکہ وہ اپنے وعدوں کو ایفا کرے۔ بلاخر قرض خواہوں کے واجب الادا قرضوں کے دار اور اپنی نیک نامی کی لاج کے خیال سے میں نے دہلی واپس جانا ناممکن خیال کیا اور کانپور چلا گیا۔ وہاں میں بیمار پڑ گیا اور پانچ مہینے کچھ دن نکھڑ میں گزارے اور چھ مہینے تک بسترِ کھڑ میں ہانڈے میں صاحب فراش رہا۔ اب دو مہینے سے میں یہاں ہوں جہاں انصاف کی گدھی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر حکومت نے میرے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کی صفائی کر دی اور میرے دعوؤں کی شنوائی کی تو باہرلو و مطمئن اپنے گھر چلا جائے گا اور آرام سے زندگی بسر کرے گا اور اپنے غریب بھائی کی معالجے کی کوشش کرے گا اور اگر ارباب حکومت میرے مقدمہ میں تحقیق کرنے کی زحمت گوارا نہیں کریں گے تو میں یہاں سے ہر دم اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ اپنے لباس کو تار تار کر دوں گا اور خاک چھانتا عرب اور دوسرے ممالک کے انجینی شیوں میں ساری زندگی بیک بیک کر گزار دوں گا کیونکہ اس امراتے کے ساتھ کہ حکومت سے میرے مراسم بڑے اچھے ہیں میں ہندوستان میں کسی کے در پر بیک مانگنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا (۲۰)۔

میری شکایات کا اب لہاب یہ ہے کہ حکومت نے احمد بخش خان کو میں ہائیں ہزار روپیہ کی رقم واجب الادا لوانگلی سے اس لیے مستحق کیا تاکہ نضر اللہ بیگ خان کے عز و اقارب کو دیے جاتے اور نضر اللہ بیگ خان کے اسپ سوار دستے کی خدمات حاصل کرنے کے لیے خرچ کیے جاتے اور یہ کہ احمد بخش خان نے ایک شخص کے ساتھ مل کر جو نضر اللہ بیگ خان کا ایک ملازم تھا اسپ سوار دستے کو فی الفور ہر طرف کر دیا اور بلا ٹھک دستے کی خدمات اپنے لیے حاصل کر لیں اور یہ کہ نضر اللہ بیگ خان کے خاندان والوں کا وکیلہ موقوف کر کے صرف پانچ ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی جس میں سے دو ہزار روپیہ اس سے خواہہ حالی کو اس کی ان خدمات کے صلے میں دیے جو اس نے نضر اللہ بیگ خان کے اسپ سوار دستے کو برادہ کرتے میں الجہام دی تھیں اور تین ہزار روپیہ سلاٹ نضر اللہ بیگ خان کی ایک بہن اور ایک بھتیجے کو دیے تاکہ یہ بات کسی ہا بکھے کہ نضر اللہ بیگ خان کے قربات داروں کو وکیلہ مل رہا ہے حالانکہ حکومت نے نضر اللہ بیگ خان کے عز و اقارب کے وکیلے کے لیے جو رقم مقرر تھی اس میں سے انہیں سلاٹ تین ہزار روپے ملے اور وہ بھی پانچ میں سے صرف دو کو دوسرے تین امراتے کو ان میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ بحیثیت جمہوری میں نہ تو احمد بخش خان کی مقرر کی ہوئی رقم سے مطمئن ہوں اور نہ ان کے رقم کی تقسیم کے طریقہ کار سے اور اب میں مزید یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میں اپنے حقوق کسی اور کے ہاتھوں سے وصول کروں اور نہ یہ برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے ایک ادنیٰ ملازم کو میرے برابر کھڑا کر دیا جائے۔

میرے مطالبے کا اب لہاب یہ ہے کہ حکومت ہی میری سند، میری گواہ، میری سلامتی، میری شناخت اور میری طاقت و قوت کا سرچشمہ ہے۔ وہ از راہ مہربانی جرنل لارڈ لیک صاحب جلاور کے زمانے کے کاغذات اور وہ رجسٹریں

ملاحظہ کر لے جو انھوں نے ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۶ء کے اختتام تک نکلنے لگی تھیں۔ ان سے پتہ چلے گا کہ یہ چاہیے اور جس کی مالیت تین لاکھ روپیہ تھی۔ حکومت نے صرف پندرہ ہزار روپیہ کی مقررہ ادائیگی کے عوض احمد بخش خان کو دی تھی اور پھر انھیں اس رقم کی ادائیگی سے مستثنیٰ بھی کر دیا تھا۔ آخر کیوں؟ اور کس لیے؟ اس لیے کہ یہ رقم نعرانہ بیگ خان کے خاندان والوں کے وظیفے کے طور پر مقرر کی گئی تھی! حکومت کو چاہیے کہ وہ عسکری الدین خان (۲۱) سے اس رقم کا حساب طلب کرے اگر ایسا ہو تو پتہ چل جائے گا کہ نعرانہ بیگ خان کے خاندان والوں کو پانچ ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ بھی نہیں ملے۔

جیسا کہ میرے اوپر کے موجب خزانہ حلی کی کارستانی اور نعرانہ بیگ خان کے سواروں کے دستے کی برابری ثابت ہو چکی ہے اس لیے وہ دو ہزار روپیہ یقیناً اس وظیفے کے حساب میں شامل نہیں کیے جائیں گے، جو نعرانہ بیگ خان کے عرصہ و احزاب کے لیے مقرر کیے گئے تھے اس لیے کہ استحقاق کے بغیر شراکت داری ناممکن ہوتی ہے۔ نہ ہی حکومت کو وہ رقم شامل حساب کرنی چاہیے جو اس سوار دستے کے لیے رکھی گئی تھی کیونکہ اس کے لیے گھوڑوں اور سواروں کی موجودگی ایک ضروری شرط تھی لیکن جب گھوڑوں اور سواروں کا کوئی رجوری نہیں تو حکومت کا ان کے لیے کوئی بہت مقرر کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ حکومت کو احمد بخش خان کی جاگیر سے ٹھکانا کرنا چاہیے کہ وہ ۱۸۰۶ء کے آغاز سے اس سوار دستے کے لیے مقرر کیا گیا الاؤنس واپس کرے اور اسے سرکاری خزانے میں جمع کرائے کیونکہ میرا اور میرے ساتھیوں کا اس روپیہ پر کوئی دعویٰ نہیں۔ نعرانہ بیگ خان کے عرصہ و احزاب کا وظیفہ یکہ بھی ہو حکومت کو اس میں سے تین ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے منہا کر لینا چاہیے اور بقیہ رقم احمد بخش خان کی جاگیر سے لینی چاہیے اور جب یہ ساری رقم سرکاری خزانے میں جمع ہو جائے تو پھر حکومت کو نعرانہ بیگ خان کے حوٹلین کے بارے میں جانچ پڑتال کرنی چاہیے اور میرے بیانات کے مطابق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ بھیجے اور تین بیٹوں نعرانہ بیگ خان کی وارث ہیں تو گزشتہ برسوں کی رقم پانچ افراد میں ان کے دعویٰ استحقاق اور ان میں سے ہر فرد کی مسرت و مفلسی کے مطابق تقسیم کر دی جانی چاہیے۔

اور آئندہ کے لیے یہ ضمیمہ کر دیا جانا چاہیے کہ حکومت کو واجب الادا اصل رقم کل کی کل اور پوری کی پوری احمد بخش خان کی جاگیر سے ادا کی جائے اور اس سوار دستے کے لیے مقررہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرائی جائے اور حکومت نعرانہ بیگ خان کے دو بیٹوں اور تین بہنوں کی گزر اوقات کے لیے ان کے حقوق و استحقاق کے مطابق ان میں سے ہر ایک کے انفرادی اخراجات کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفے کی جو تقسیم کرے اس کے مطابق ہر ایک کو چھ لاکھ سہ سو چار سو کی جائے تاکہ ہر ایک کو دہلی کے خرچے سے فرادہ فرادہ وظیفہ ملے سکے اور وہ سب مملکت کی ابدی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ دست بہ دعا رہیں اور اراکین حکومت کی انصاف پسندی اور عدل گستری کا ڈھنگ ساری دنیا میں بکھار دے۔ حکومت کی واجب الادا رقم محفوظ ہو جائے اور ہم پانچوں متعلقہ ہوئے لوگوں کو ان کا حق دوبارہ حاصل ہو جائے۔

(۲)

لارڈ لیک صاحب بہادر کے پروانہ کی نقل

نصر اللہ بیگ خان کے اختیار و اقتدار اور عزت میں اضافہ

جارج لارڈ لیک صاحب بہادر، کمانڈر انچیف، ممبر کونسل و فیرو

در ان مایند سوک و سونا پر گئے سے جو آپ کی دائمی ملکیت ہے آپ کے عومیہ بخش داروں کے لئے مبلغ ۵۶۰۰ روپیہ بطور ایک ادائیگی و تحفے کے مقرر کر دیا گیا ہے جو انہیں پیشہ ملا رہا ہے اور چونکہ یہ رقم سوک اور سونا کے ہر گز کے منافع میں سے ہے لہذا یہ آپ کے مقررہ مالہ کے علاوہ ہے۔

مطلوب ہے کہ ان میں سے ہر شخص کو مذکورہ و تحفہ ادا کرنے کے بعد آپ ان سے رسید حاصل کریں گے اور اسے سرکاری دفتر میں جمع کرائیں گے۔ اس فیصلے پر پیشہ عمل کیا جائے گا اور یہ کہ آپ کسی سے بھی کسی جی سند کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

اس فیصلے کو قلعہ تصور کیا جائے گا

۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء

(درجہ)

۵۶ فیصلہ امر کا نچر ڈاک ایڈا۔۔۔ پرنسپل ایڈیٹر سنٹ پریس ڈیپارٹمنٹ

(۳)

لارڈ لیک کے ایک حکم نامہ کی نقل

صوبہ آگرہ کے پگٹے سوئٹ سوئٹا کے چوہدریوں 'زمینداروں' قانون گوؤں اور اوور بیڑوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ مذکورہ پورا پگٹے اپنے تمام حاصل اور پگٹے کے ساتھ سوائے بطور مالہ کی جائیدادوں 'حکامات' اور پگٹات وغیرہ کے 'عزت مآب (پرائیویٹ بلیس) نے شرائط ایک خان کو تاجرت بطور استمرار صلح پندرہ ہزار آٹھ سو روپے سالانہ لگان پے اس شرط کے ساتھ عطا کر دیا ہے کہ وہ حکامات وصول کرنے والوں سے متعلق احکامات پر رضا و رغبت اور سرگرمی سے عمل کرتے رہیں گے (جن کے نام ایک پروانہ جاری کر دیا گیا ہے) اور مقررہ لگان قسطوں میں باقاعدگی سے ادا کرتے رہیں گے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ وہ چوری خوش دلی کے ساتھ مرزا موصوف کے تابعین کی خدمت میں حاضر ہوا کریں گے اور حکومت کے واجبات ادا کیا کریں گے اور ہر طرح سے اپنے کام میں خوشنودی کو ملحوظ رکھیں گے اور ان کی خوشی اور حسیہ کو مقدم تصور کریں گے۔

وہ (مرزا) اپنے حسن سلوک سے ان لوگوں کو مطمئن اور خوش رکھنے کی کوشش کریں گے تاکہ محال کی پیداوار میں اضافہ ہو۔

عزت مآب (پرائیویٹ بلیس) کو پورا یقین ہے کہ حکم و حکم کی کوئی حکایت ان کے کانوں تک نہیں پہنچے گی اور یہ کہ مرزا طے شدہ شرائط پر عمل کریں گے۔

اسے حتی تصور کیا جائے۔

۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء

اس کے بعد کرنل جارج میک ویل براؤن کا پروانہ ہے 'جو قلعہ ملتانہ جیل لارڈ لیک کے پروانے کی نقل ہے۔

(درست ترجمہ)

(دخلا) جارج میک ویل براؤن

ٹائپ مستند فارسی برائے حکومت

حکم ہوا ہے کہ سائل کو مطلع کر دیا جائے کہ مندرجہ بالا عرضداشت ریڈیوٹ ڈپٹی کی خدمت میں پیش کی جانی چاہیے۔

(دستخط) ایس۔ فریزر

کائناتم معتمد قاری

برائے حکومت

۲۰ جون ۱۸۸۸ء

☆ بیٹھل آرکائیوز آف انڈیا۔۔۔ پبلیکل لیبارٹری پر ریڈیوٹ نمبر ۲۷۳۱۳۱۸

☆ بیٹھل میں مسٹر فریزر جو انٹ سکریٹری سے ملے کہا "شائنٹ طریقہ" ملاقات ہوئی۔ استقبال مقامیت اور سوانح کی رسم عمل میں آئی۔ مسٹر وہاں سے توجیح کی۔ اس خوش صفاٹ افسر کی طرز ملاقات سے میں بہت متحفظ ہوا اور اس نے مجھے گانہ دم اور توانا دل کر دیا۔ (تألیف: بیج آجنگ بحوالہ اور اقل معالیٰ ص ۷۹)

(۳)

مسٹر فریزر کے نام اسد اللہ خان غالب کے مراسلہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۴۸ء کی نقل
(قاری سے اردو)

صاحب والا مناقب، والا شہن، عادل با انصاف، فیض پہنچانے والے،
آپ کا شہن و شکوہ قائم رہے

خدمت عالی میں عرض گزار ہوں کہ فدوی سرکار عالی مقام کبھی انگریزی بہادر دام اقبالہ کے موطنین، پورٹ
پانچکن اور ٹک خواروں میں سے فدوی کے تھے پچا اصرافہ، یک خان، اعلیٰ خویوں کے مالک جرنل لارڈ ایک صاحب
بہادر کے عہد میں سرکار کی طرف سے چار سو سواروں کے رسالے کا افسر اور سرکار کی جانب سے ایک لاکھ روپے کی
جاکیر کا مالک تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے لواحقین کی پورٹ کے لیے احمد بخش خان جاکیروار میوات کی جاکیر
سے سرکار نے وعیفہ مقرر کیا چونکہ میں اس رقم کے قسین اور احمد بخش خان کے طریقہ تقسیم سے راضی نہیں ہوں،
اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے خود ٹکلتا آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ نواب والا القاب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں اپنی
درخواست پیش کروں۔ صاحب ریڈیٹنٹ شاہجہان آباد کی خدمت میں فدوی کے حاضر نہ ہو سکنے کی وجہ ہیں۔ پہلی
وجہ یہ کہ فدوی احمد بخش خان کی زیادتیوں برداشت کرتا رہا۔ پھر ہجرت پور کی فتح تک احمد بخش خان کے وعدے پر سہ
میں سرگرداں رہا، احمد بخش خان نے اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اپنے قرض خواہوں کے ذریعہ اس رسوائی کے سبب شاہجہان آباد
سے دور رہا اور کلچور چلا گیا۔ کلچور میں بیمار پڑ گیا۔ یہ مفصل دو مکالموں میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردہ
عرضداشت میں بیان کر دی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جن دستخطات پر میرے دعوے کا انحصار ہے ریڈیٹنسی کے
دفتر واقع شاہجہان آباد میں نہیں ہیں۔

ایک دہرہ یہ احمد بخش خان کی جاکیر اور سرکار انگریزی کی طرف سے اس پر ذر استراعی کی معافی کے
بارے میں والا مناقب جرنل لارڈ ایک صاحب بہادر نے (۱۸۴۰ء) کو ٹکلتا سے ارسال کی تھی وہ بھی ٹکلتا کے دفتر میں
موجود ہو گی۔ چونکہ دہلی، ٹکلتا اور ہندوستان کے جملہ شہر ایک ہی حکومت کے تابع ہیں لہذا فدوی حصول انصاف اور
کامیابی کی امید سے بے سرو سامانی، بیماری اور ناگہانی کی حالت میں دو سو فرسنگ (چھ سو میل) کا فاصلہ طے کر کے اس

دوا کا تک پہنچا ہے اور اس مقدمے سے فدوی کا مقصد سرکارِ برآمدار کی غیر اندیشی اور حصولِ حمایت ہے۔ چنانچہ میری عرضداشت کے ماتحت کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی۔ امید ہے کہ فدوی کی درخواست حضور سراپا نور کی پر برکت نظر سے فیض یاب ہو گی۔ جو کچھ ضروری تھا عرض کیا گیا۔ آپ کے اقبال اور حکومت کا سورج جاہان اور درخشش رہے۔

عرض

اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ برادرِ ذوالِ نحر اللہ بیگ خان
جاگیردار سوگ سوگ

نفسی پر :

صاحبِ والا قویہات :

عادل اور فیض بخش جناب فریزر صاحب بہادر

دامِ شوکت کی پرستش نظر فیض اثر سے گزرے

اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ برادرِ ذوالِ نحر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سوگ سوگ کی عرضداشت

مرقومہ ۲۸ اپریل ۱۸۲۸ء

(۵)

اسد اللہ خان غالب کے مراسلے کی نقل جو فروری ۱۸۶۹ء کو موصول ہوا۔
(فارسی سے اردو)

خداوند نعمت، فیاض زباں، نیکوں کا ہاتھ تھامنے والے، زیر دستوں کی عزت پر جانے والے، آپ کا اقبال بلند رہے۔

بڑے احرام کے ساتھ عرض گزار ہوں کہ چنگ نہ بخلش کرنے والے ایڑیاں نے آپ کی ذات کو صفات کا مجموعہ بنایا ہے اس لیے آپ کی ذات خدمت گزاروں کو عطائے دعا کے لیے بھی ہزار گنا کامیاب رہتی ہے۔ خاص طور پر فدوی جس کا آپ کے در دولت کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں اور حصول دعا کے لیے آپ کے علاوہ اور کوئی وسیلہ نہیں اور آپ کے علاوہ کسی دوسری امید گاہ سے واقف نہیں، آپ کی عنایت سے امیدوار ہے کہ اسے معنی الاغاب نواب گورنر جنرل ہماور کی باریابی کا شرف عطا کیا جائے تاکہ اس فدوی کی توفیق اپنے ہم عصروں کے درمیان زیادہ ہو اور آپ کی بے پناہ عطیات کا روز افزوں امیدوار رہے۔ ہم اپنے بلند مقصد تک نہیں پہنچ سکتے تو شکریہ آپ کی عنایت پر قدم ہماری طرف نہ بڑھائیں۔ اس سے زیادہ حد نوب مانع ہے۔ آپ کی سلطنت اور اقبال مندی کا سورج چمکتا رہے۔

مرضی

فدوی اسد اللہ خان براور زاوہ نصر اللہ بیگ خان

(۶)

سیاسی روکڑاؤ۔ ۱۳ مارچ ۱۸۴۹ء

خدمت گرامی : اے۔ اسٹرنک صاحب ہمارے (۲۴)

جناب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم

جناب عالی

امداد خان کی طرف سے جو اپنے آپ کو لٹرائڈ بیگ خان کا جتھا جاتا ہے ایک طویل عرضداشت میرے سامنے پیش کی گئی ہے جس پر کی گئی تصدیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ سانکس نے یہ درخواست ۲۸ اپریل ۱۸۴۸ء کو آپ کے دفتر میں داخل کی تھی ترمیم ۱۳ مئی کو کیا گیا۔ یہ ترمیم اور اس کے ساتھ سانکس کے نام جناب فریزر کا ایک اصل خط مورخہ ۲۸ جون جس میں قاعدے کے مطابق انھیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یہ عرضداشت ریڈیٹ ٹیسی کی وساطت سے پیش کریں۔

عرضداشت کا قص منضمون یہ ہے کہ لٹرائڈ بیگ خان کی وفات کے وقت مقرری میں سوئک اور سوسرہ پر گئے تاجین حیات پندرہ ہزار روپے ذرا سٹنگی پر ان کے پاس تھے۔ احمد بخش خان مرحوم کے پاس ہیں اور تیس ہزار روپے کے درمیان ذرا سٹنگی پر فیروز پور و فیروزہ میں زمینیں تھیں جن سے وہ دست بردار ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے لٹرائڈ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کی ذمہ داری قبول کر لی تھی اور یہ کہ اس مقصد کے لیے احمد بخش خان نے کبھی بھی سلاٹ پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ نہیں دیے۔ جس میں سے وہ دو ہزار روپے ایک شخص خواجہ حاجی کو دیا کرتے تھے جس کا ادارے خاندان سے کوئی تعلق نہیں تھا پندرہ سو روپیہ اس درخواست دہندہ کو اور پندرہ سو روپے درخواست دہندہ کی ایک بہن کو دیتے تھے۔ انہوں نے درخواست دہندہ کے ایک بھائی اور دو بہنوں کو بالکل فراموش کر دیا تھا اور انھیں کچھ نہیں دیتے تھے۔

حکومت کی طرف سے احمد بخش خان کو فیروز پور و فیروزہ کی جو سند ۳ مئی ۱۸۴۹ء کو ملی تھی اس میں مندرجہ ذیل فقہ درج تھی اور میں خواجہ حاجی کے متعلق بس یہی کچھ معلوم کر سکا ہوں۔

"خواجہ حاجی اور مرحوم مرزا لٹرائڈ بیگ خان کے دوسرے متعلقین کی دیکھ بھال پرورش اور کفالت کی ذمہ

داری تم پر قائم ہوئی ہے اور تم بوقت ضرورت طلب کرنے پر پچاس سوار 'سرکار کے لیے بالکل تیار رکھو گے۔'
 تاہم عرضداشت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس معاملہ کی کچھ توضیح لارڈ لیک کی مراسلت سے مل جائے گی جو سال
 ۱۸۰۵ء کے آخر یا سال ۱۸۰۶ء کے آغاز میں ہوئی تھی اور جس کا تعلق فیروزپور کی جاگیر سے ہے جو بالاخر احمد بخش خان
 کو عطا کر دی گئی تھی۔ اور اگر عزت مآب گورنر جنرل صاحب درخواست گزار کے اثرات کی تحقیق کرانا پسند فرمائیں
 تو میں آپ سے اپنے لیے ایسی دستاویزات کی نقول کے لیے التماس کروں گا جن کا اس مقدمہ سے تعلق ہو۔

آپ کا مخلص

(دو خط) ایڈورڈ کول ہدوک

ریڈیفٹنٹ

دلی ریڈیفٹنٹ

۳۳ فروری ۱۸۲۹ء

بہ: میجسٹریٹ آرکائیوز آف انڈیا۔ پرنسپل ڈیپارٹمنٹ پریسنگ ٹریڈ نمبر ۳۲ - ۱۳ مارچ ۱۸۲۸ء

(۷)

تعم ہوا کہ ایف بی پیٹ کرمل میٹنگ کا جو بیان ۳ مئی ۱۹۶۶ء کے مراسلہ میں دیا گیا ہے جو انہوں نے محکمہ خفیہ میں ایک سرکاری کارروائی کے دوران خاصاً متنی کو دیا تھا۔ اس کا ایک اقتباس دہلی کے ریڈیو سٹ کو مندرجہ ذیل خط کے ساتھ ارسال کر دیا جائے۔

یہ تعم مسٹر ایڈورڈ کول ہڈک 'ریڈیو سٹ دہلی ریڈیو کمی کے خط مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۶۶ء پر ریکارڈ کیا گیا تھا جو انہوں نے اے ایس جگ صاحب 'چپ معتمد برائے حکومت محکمہ سیاسی 'فورٹ ولیم کو لکھا تھا جو صفحات نمبر ۱۹ اور ۲۰ پر ہے۔

(۸)

بخدمت گرامی :

سرایے کول ہدوک ہارنٹ ریڈیو ٹی ویٹ دہلی

جناب عالی

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے چھپے میں کی ۲۳ تاریخ کے خط کی وصولی کی اطلاع دوں اور آپ کی اطلاع کے لیے ایک مراسلہ کا اقباس روانہ کروں جو یقیناً کرل سیکر (۲۳) کے ایک بیان سے لیا گیا ہے جو انھوں نے ۳ مئی ۱۸۹۶ء کو جواب امیر بخش خان کے ساتھ ایک تصدیق کی ہدایت دیا تھا۔

۲۔ مجھے مزید ہدایت کی گئی ہے کہ آپ سے اس خواہش کا اقباس کروں کہ آپ اسد اللہ خان کی درخواست کی چھان بین کریں اور رپورٹ پیش کریں۔

(درست) اسے اسٹریٹنگ

فورٹ ولیم

مستند برائے حکومت ہند

۱۳ مارچ ۱۸۹۶ء

☆ بعض کرکائیڈز آف انڈیا۔ پبلیکیشنز ہدایت ہدایت ہدایت ۲۳۔ ۱۳ مارچ ۱۸۹۶ء

(۹)

اسد اللہ خان غالب کی طرف سے مسٹر ایڈورڈ سٹرلنگ کو ۳ مئی ۱۸۶۹ء کے موصولہ خط کی نقل
(تاریخی سے اسد)

بہترین فوجیوں کے مالک 'صاحب قوت' فیض بخشے اور پہچانے واکسلے' بے ساروں کے سارا کا اقبال بلند ہوا
احرام کے ساتھ کہ فدوی دہلی ریڈیو ٹی وی کی پکری میں وکیل کی وساطت سے درج اپنے مقدمے کے حلقے میں
عرض پرواز ہے کہ والا مناقب عالی شان روشن الدلہ ضیاء الملک مسٹر جیس ایڈورڈ کول ہڈک بارنٹ بیلور منصور جنگ
وام شوکر کا میرے نام ایک خط مرقوم ۱۴ اپریل ۱۸۶۹ء جو میرے وکیل کے خط کے ساتھ مجھے دہلی سے موصول ہوا
ہے۔ آپ کے ملاحظے کے لیے ارسال ہے۔ ہادی انظر میں صاحب والا مناقب نے میری عرض کردہ چار دفعات کے
ضمن میں کونسل عالیہ سے تحقیقات کی اجازت طلب کی ہے۔ دفعات حسب ذیل ہیں۔

دفعہ اول: نصرائہ جنگ خان کی وفات کے بعد سرکار کی طرف سے جاری کردہ استعزازی رقم جو نصرائہ جنگ خان کے
نواحین اور اسپ سوار ملازمین کے لیے جناب جرنیل لارڈ لیک صاحب بیلور کی رپورٹ پر ۱۸۶۵ء کے آخر یا ۱۸۶۹ء
کے اوائل میں کانپور سے بلکتہ پہلی اور امہ بختل خان کو بخشی گئی اس کا نصرائہ جنگ خان کے نواحین کو کچھ علم
نہیں۔

دفعہ دوم: امہ بختل خان نے نصرائہ جنگ خان کے گھوڑوں کو غائب اور بیست و ناہود کر کے پچاس سواروں کی رقم
خود ہڑ کر لی ہے اور فدوی اور دیگر متعلقین کا یہ دعویٰ گھوڑوں کے معدوم ہونے کی وجہ سے نہیں کیونکہ یہ امر
سرکار سے متعلق ہے۔

دفعہ سوم: یہ کہ نصرائہ جنگ خان کے حقیقی بیٹے اور حقیقی بھائی کو ابڑا سے اب تک ہزار گونہ رسوائی اور
سرگردانی کے ساتھ ابڑا سے اب تک امہ بختل خان کی جاگیر سے صرف ۳ ہزار روپے سالانہ وصول ہوئے ہیں باقی
سب خود ہمد کی غدد ہو گئے ہیں چنانچہ فدوی کے قول کی صداقت تحقیقات کے بعد جناب عالی کے سامنے آشکارا ہو
جائے گی۔

واقعہ چہارم : احمد بخش خان نے خواجہ حاجی غازی ایک شخص کو جو نصرانہ بیگ کا نمک خوار تھا اپنے کاموں پر پردہ داری اور تحمداشت کے لیے جہل لادڑ ایک صاحب ہمارے کے سامنے نصرانہ بیگ خان کا رشتہ دار تھا ہر کیا اور ہم پانچ افراد میں اسے بھی شریک پرورش کر لیا ہے۔ یقین ہے کہ جب صاحبان انصاف معاملے کی جزئیات اور خواجہ حاجی کی اس خاندان سے نسبت سے آگاہ ہوں گے اس کے استحقاق کو پورے طور پر چک لیں گے وہ رقم جو احمد بخش خان کی جاگیر سے خواجہ حاجی کو ملی اور خواجہ حاجی کو اور اب اس کی وفات کے بعد اس کی بیٹوں کو مل رہی ہے وہ اس کے ہرگز مستحق قرار نہ پائیں گے اور نہ ہی وہ نصرانہ بیگ کے اقربا میں تصور کئے جاسکیں گے۔ یہ چار دفعات عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح سرکار کی طرف سے متعین رقم ضائع نہ ہوگی۔ اور مستحقین بھی اپنے انصاف کو پا کر سرکار کی عطا کی ہوئی روزی سے سوا اندوڑ ہو سکیں گے۔ عموماً اقبال کا سورج چمکتا رہے۔

عرض

محمد اسد اللہ خان

تعارف پر :

فیض اثر رویت مظہر جناب مستطاب غلام محمد اقبال فیض بخش فیض رسان بے کموں کے دلگیر حضور پر نور الیہ ودا اسٹریٹنگ ہمارے دام اقبالہ کی نظر سے گزرے۔

(۱۰)

اسد اللہ خان غالب کے مراسلہ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۳۹ء کی ایک نقل

(قاری سے اردو)

فریب پرور سلامت!

خواجہ حلی کے بارے میں فتویٰ کا دعویٰ یہ ہے کہ خواجہ حلی اس امر کا مستحق نہیں ہے کہ سرکار دولت مدار اس کی پرورش کرے اور نواب احمد بخش خاں کی جاگیر سے خواجہ حلی کو جو رقم ملتی ہے وہ اس لائق نہیں کہ نصرائف بیگ کے رشتہ داروں کی پرورش و نگہداشت کے لیے مصوب ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خواجہ حلی براہ راست متوسل اور سرکار کا لشک خزانہ تھا اور نصرائف بیگ خاں مرحوم کے رسالے میں دیگر چار سواروں کی طرح یہ بھی ایک ملازم تھا اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ نصرائف بیگ خاں کا خانہ زاد یا نمک پورہ تھا اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو رقم سرکار کی جانب سے احمد بخش خاں کے لیے معاف ہوئی وہ نصرائف بیگ کے لواحقین کی کفالت اور پرورش کے لیے ہے جو یقیناً نصرائف بیگ کی خدمات اور باہشتابی کا صلہ ہے۔ چاہیے کہ یہ رقم نصرائف بیگ کے لواحقین میں تقسیم ہو اور نصرائف بیگ کے لواحقین اور دربار میں یہی پانچ اہل اس ہیں۔ تین حلقی نہیں اور دو حلقی سمجھتے چونکہ نصرائف بیگ لادلو فوت ہوئے اس لیے بلاشبہ کے اس کے بھائی کے حلقی بنے۔ برصورت اس کے اپنے بیٹوں کے برابر متصور ہوں گے لہذا خواجہ حلی کا قرابت وار ہونا مشورہ تو ہے امر واقع نہیں۔ اس کا یہ بیان کہ خواجہ مرزا نام کا ایک برادر نصرائف بیگ خاں کے والد کے پاس پانچ روپے بلانڈ کا سامیں تھا (۲۳)۔ حسن اتفاق ہے کہ نصرائف بیگ خاں کی والدہ کی ایک بہن یہ تھی اس کی ایک بیٹی کٹھوری تھی۔ خواجہ حلی کی ماں بہن نے اپنی بہن اور اس کی بیٹی کو محل میں پرورش پائے والے دیگر افراد کی طرح پالا اور جب یہ مذکورہ لڑکی جوان ہوئی تو مذکورہ سامیں خواجہ مرزا کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ خواجہ حلی مرحوم اسی خواجہ مرزا مرحوم کا بیٹا ہے۔ خواجہ مرزا والد خواجہ حلی کا نصرائف بیگ کے ہاپ اور ماں کے ساتھ سوائے ایک ملازم ہونے کے کسی اور رشتہ داری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں خواجہ حلی کی ماں نصرائف بیگ خاں کی ماں کی بھانجی تھی۔ چنانچہ خواجہ حلی شریعاً حلقہ عرفاً گویا کسی لحاظ سے بھی اس امر کا مستحق نہیں ہے کہ اسے نصرائف بیگ خاں کے اقربا میں داخل کیا جائے یا اس کی پرورش نصرائف بیگ خاں کی بہنوں اور بھتیجیوں کے ساتھ ہو۔ چونکہ وہ ذاتی طور پر پرورش کا استحقاق نہیں رکھتا لہذا اسے درخواست کرنے کا بھی کوئی حق نہیں لیکن چونکہ اس کا نام سرکار کے پاس درج ہے جو نواب احمد بخش مرحوم کی بدعتی کی دلیل ہے۔ احمد بخش خاں نے قصداً اسے نصرائف بیگ کے رشتہ داروں میں شمار نہیں کیا۔ کیونکہ نصرائف بیگ خاں نواب احمد بخش خاں

بہ قانچا ایشیاد یا سوکھت ہے۔ یہاں نصرائف بیگ خاں کی ماں ہونا چاہیے۔ (گ۔ ن)

بہ انگریزی عبارت کے مطابق "ایشیاد" احمد بخش خاں نے اسے قصداً نصرائف بیگ خاں کے رشتہ داروں میں شمار کیا ہوا چاہیے۔

کا داماد تھا اور ہر شخص اپنے داماد اور داماد کے رشتہ داروں کو خوب پہچانتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احمد بخش خاں نے نعرائے بیگ خاں کی ماں کو جو اس وقت زندہ تھیں نعرائے بیگ خاں کی بیویوں کے ہمراہ جو ابھی تک بقید حیات ہیں رہے ہیں اور پردہ نشین مستورات خیال کرتے ہوئے اور نعرائے بیگ کے دونوں بیٹیوں کو کم سن اور بے خبر گردانتے ہوئے جان بوجھ کر اپنے ملاؤ کی خاطر خواجہ حلیٰ کو نعرائے بیگ کا رشتہ دار ظاہر کیا اور اسے اپنے نکاح پر پردہ ڈالنے کے لیے کہہ کر کار بٹایا۔ چنانچہ نعرائے بیگ خاں کے گھوڑوں کی بربادی اور پچاس سواروں کی فوجی کا خاتمہ اس پردے سے ظاہر ہوا اور یہ بات اتنی واضح ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ ہر کیف ثابت ہوا کہ سرکار کے پاس خواجہ حلیٰ کے نام کا اندراج ۱۸۳۳ء بخش خاں کی غلط بیانی کی بنا پر ہوا ہے۔ احمد بخش خاں کی غلط بیانی اس وجہ سے تھی کہ حاکم کی پردہ داری کی جائے اور اپنے کپ کو بدنامی سے بچایا جائے۔ میں جو کہ اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ، نعرائے بیگ کا بڑا بھتیجا ہوں، نے خواجہ حلیٰ مذکور کے مرنے کے بعد احمد بخش خاں کی خدمت میں عرض کیا کہ اب یہ دو ہزار روپیہ سالانہ جو خواجہ حلیٰ کو ملتا ہے مجھے دے دیا جائے تاکہ میں اسے فطرتی ورثا کی ضرورتوں کے مطابق تقسیم کر کے باقی رقم اپنے استعمال میں لاؤں۔ نواب احمد بخش نے اس کے باوجود اپنی عاقبت اندیشی و دور نگاہی کی بنا پر خواجہ حلیٰ کی گھڑاؤ کو جاری رکھا۔ ظاہر انہیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ مقدمہ طول نہ پکڑ جائے اور معاملہ سرکار تک نہ پہنچ جائے۔ جس سے پردوش و عہدداشت کی رقم کی مقدار ظاہر ہو جائے لیکن حضور پر نور علی القاب نواب گورنر جنرل ہماور نے احمد بخش خاں کے نام جو شدہ مورخہ ۱۸۴۶ء میں تحریر کیا ہے کہ خواجہ حلیٰ و ولیدہ محطین مرزا نعرائے بیگ خاں کی پردوش و کفالت ان کے ذمہ ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ سرکار نے نعرائے بیگ کے رشتہ داروں کی کفالت منظور کی ہے اور خواجہ حلیٰ کو احمد بخش خاں کے بیان کے مطابق نعرائے بیگ خاں کا رشتہ دار گردانا ہے اور احمد بخش خاں کی درخواست پر خواجہ حلیٰ کے نام کا اندراج کیا ہے حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ خواجہ حلیٰ کی نعرائے بیگ کے ساتھ نسبت نہایت کمزور ہے۔ اس کا ہونا یا نہ ہونا برائے ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ جو رقم خواجہ حلیٰ اور اس کے بیٹوں کو ملے، نعرائے بیگ خاں کے لواحقین کی کفالت میں شمار نہ کی جائے اور نہ ہی ان کی پردوش و عہدداشت کے لیے مہسوب کی جائے۔ سرکار والا کی تحریر سے یہ مطلب انداز کیا جا سکتا ہے کہ پچاس سواروں کی گھڑاؤ احمد بخش خاں کے حساب میں منہا کر دی جائے اور وہ بھی خواجہ حلیٰ کی زندگی تک اور وہ بھی محض سرکار جمالیہ کی تحریر کے احترام میں۔ یہ بات ہر صورت ثابت ہوتی ہے کہ نعرائے بیگ خاں کی بیویں اور وہ بیٹھے ۱۸۴۶ء سے ۱۸۶۲ء تک نواب احمد بخش خاں مرحوم کی جاگیر سے صرف تین ہزار روپے سالانہ حاصل کر رہے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ خواجہ حلیٰ مرحوم کے بیٹے یہ دلیل لائیں گے اور یقیناً یہ ظاہر کریں گے کہ خواجہ حلیٰ نے نعرائے بیگ خاں کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ یہ تو جیسے انتہائی بے وزن اور بے دھڑائی پائل پائل ہے لیکن میری یہ خواہش ہے کہ خواجہ حلیٰ کا حال پرشیدہ نہ رہے لہذا اس مقدمہ کا حال بلا تامل عرض کرتا ہوں۔ کپ بھی اس امر سے بخفی آگاہ ہیں کہ دیکھتے اسلام خصوصاً ہندوستان میں یہ رسم سمجھو ہے کہ مستورات غیر محرم سے پردہ کرتی ہیں اور اپنے

حقائق بھائیوں، بھتیجیوں، بھائیوں کے سوا کسی دوسرے کے سامنے نہیں آئیں۔ جب خواجہ حلی پیدا ہوا اور نصر اللہ بیگ خاں کی ماں نے جب یہ دیکھا کہ میرے بیٹے، بھتیجی، خاندانی رسم و رواج کے مطابق خواجہ حلی سے پردہ برقرار نہیں رکھ سکیں گی اس لیے کہ خواجہ حلی کے باپ کی حیثیت ایک سائیکس سے زیادہ نہیں اور ہمارے ساتھ اس کی نسبت محکم نہیں اس لیے نصر اللہ بیگ خاں کی ماں نے اپنی بہن کی عزت افزائی اور دل جوئی کی غرض سے خواجہ حلی کو دودھ پلایا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جب خواجہ حلی جو اس ہو جائے تو کوئی اس سے پردہ نہ کرائے۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ فدوی کی خواجہ حلی سے بیگانگی پر یہ دلیل انتہائی محکم اور قوی ہے کہ جب تک خواجہ حلی نے نصر اللہ بیگ خاں کی ماں کا دودھ نہ پیا اور اضافی رشتہ استوار نہ کیا وہ اس قاتل نہ ہو سکا کہ نصر اللہ بیگ خاں کی بہنیں اس کے سامنے آئیں۔

میرا یہ بھی خیال ہے کہ خواجہ حلی مرحوم کے بیٹوں نے اس سلسلے میں نصر اللہ بیگ کی عمر کے ساتھ کوئی دستبرد پیش کی ہو گی اور اسے اپنی سچائی کی دستبرد بٹایا ہو گا حالانکہ یہ ایک جعلی پردہ نامہ ہے جو خواجہ حلی نے نصر اللہ بیگ کی رحلت کے بعد تحریر کیا اور اس پر نصر اللہ خاں کی مرہبت کی اور مستر اشرف کے قاضی کو رشوت دے کر اس جعلی پردہ نامہ پر اس کے دستخط حاصل کر لیے۔ لہذا وہ دستبرد نصر اللہ بیگ کے زیر کفالت افراد میں خواجہ حلی کی شمولیت کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتی۔ اگر مجھ سے اس پردہ نامہ کے جعلی ہونے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو میں اس سلسلے میں مستر کوہاں پیش کردوں گا۔ حقیقی دلائل اور نقلی شواہد سے بھی اس دستبرد کو جعلی قرار دیا جاسکتا ہے۔ وضاحت ہذا سے فدوی کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ حلی کفالت کے مستحق نہ تھا اور پورش نگہداشت میں اس کی شمولیت کی وجہ نواب امیر بخش خاں کی بدینگی کے سوا کچھ اور نہیں۔ امید ہے کہ فدوی کے جھوٹ اور بیچ کی تحقیق کی جائے گی۔ سوائے اس کثور رشتے اور معمولی وجہ کے جو میں نے اوپر بیان کی ہے نصر اللہ بیگ خاں کے ساتھ خواجہ حلی کا کوئی اور رشتہ یا قرابت داری ثابت ہو یا فدوی کا دعویٰ باطل قرار پائے تو فدوی اس دودھ کوئی کے لئے سزا کا مستحق ہو گا اور اگر فدوی اپنے دعویٰ میں کلی طور پر سچا ثابت ہو تو وہ رقم جو آج تک خواجہ حلی اور اس کے بیٹوں کو نصر اللہ بیگ خاں کے زیر کفالت افراد کی پرورش و نگہداشت کے لیے ملتی رہی ہے، نصر اللہ بیگ خاں کے اقربا کے نام پر امیر بخش کو آئندہ ہادی نہ کی جائے اور خواجہ حلی کے بیٹوں کو کفالت میں شامل نہ کیا جائے اور پرورش کی اس رقم سے وہ کچھ حاصل نہ کر سکیں۔ جو ضروری سمجھا عرض کر رہا۔ آپ کی خوش نیتی و سطوت کا آداب ہمیشہ بطور و آئندہ رہے۔

مرنے

(۱۱)

اسد اللہ خاں غالب کی جانب سے مسٹر اینڈریو اسٹرلنگ کے نام خط مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۸۹ء کی نقل
(قاری سے ارد)

جناب مستطاب خداوند خدا یگانہ داور فریدوں فرخبر نشاں دام اقبالہ و زار انصاف

مورخانہ گزارش ہے کہ

چونکہ اب میں حضور سے اجازت چاہتا ہوں کہ دہلی کو پلٹوں جو فدوی کا وطن ہے اور ابھی حضور کے رسالے کے کوٹھ میں تین ماہ کا عرصہ باقی ہے اور میں اس امر کی استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنی جگہ حضور کے پاس کسی وکیل کو بھیج سکوں تاکہ اگر کسی وقت فدوی کا مقدمہ فدوی کی عدم موجودگی میں پیش ہو تو مذکورہ وکیل 'فدوی کی جانب سے اس کا مدعا حضور کی خدمت میں پیش کر سکے اور اگر یہ ضروری کوائف کوائف کے کونسل عالیہ کو پہنچنے تک بیان نہ ہوئے تو مقدمے کے سلسلے میں فدوی کی جانب سے انصاف کے مطالبے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ لہذا ضروری محتاج و کوائف اپنے دستخطوں کے ساتھ پانچ دفعات پر مشتمل عرضداشت کی صورت میں آپ کے حضور پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کے حکم سے پانچ دفعات پر مبنی اس عرضداشت کا انگریزی میں ترجمہ کرانے کے بعد ریڈیفٹ ہمارے دہلی دام شمس کی جانب سے رپورٹ موصول ہونے کے ساتھ ہی اسے فلک مقام کونسل عالیہ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا اور ان پانچ دفعات میں سے ہر دفعہ کے بارے میں واضح احکام صادر فرمائے جائیں گے تاکہ فدوی داور سی اور انصاف کے حصول میں کامیاب ہو سکے۔

نوازش۔ آپ کی شان و شکوہ اور جاہ و جلال کا سورج پورے عالم پر سایہ فگن رہے۔

عرسے

فدوی یقلم خود اسد اللہ معروضہ ۱۱ اگست ۱۸۸۹ء

لفافہ پر:

جناب فیض اثر رویت مقرر جناب مستطاب خداوند خدا یگانہ داور فریدوں فرخبر نشاں آکافی مظلوم پرور جناب مسٹر اینڈریو اسٹرلنگ صاحب ہمارے دام اقبالہ و زار انصاف کی نظر سے گزرے۔

(۳)

اسد اللہ خاں غالب کی طرف سے یادداشت مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۳۹ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

پانچ دفعات پر مشتمل گزارشات کی تفصیل

دفعہ اول:

حضور والا!

خواجہ حاجی کو نصر اللہ بیگ خاں کے رشتہ داروں میں شامل و محسوب کرنا فدوی کو گوارا نہیں اور اس ناگواری کی بنیاد طبع و لایق نہیں بلکہ حق کا حصول ہے کیونکہ فدوی کے خیال کے مطابق خواجہ حاجی بظاہر قرابت و استحقاق اس لائق نہیں کہ اس کی پرورش و کفالت سرکار کرے بلکہ اس کی ذمہ کفالت افراد میں شمولیت امر بخل مرحوم کی لطفی کے باعث ہے اور بھٹی نواب امر بخل کی تجویز پر استحقاق قائم نہیں کیا جاسکتا۔ فذا میں چاہتا ہوں خواجہ حاجی کی قرابت اور استحقاق اور اس کی پرورش و کفالت میں شمولیت کے احوال کی تحقیقات کے بعد گورنر جنرل مسعود کونسل عالیہ کے اجلاس میں اس مقدمے کے بارے میں احکام صادر فرمائیں کہ مسئلے کا تعین ہو جائے اور آئندہ کسی فرقہ کو ہمت کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

دفعہ دوم:

فیض رساں! میرا اس کونسل عالیہ میں اس درخواست کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نصر اللہ بیگ کے لواحقین میں چار اصلی شرکا جن میں ایک میرا چھوٹا بھائی اور نصر اللہ بیگ کی بی بی بھی شامل ہیں کا احوال استثنائی سہائی کے ساتھ بیان کر دوں، دراصل استحقاق کی رو سے ہم پانچوں حواریین برابر ہیں، لیکن یہ دو معاشی سرکار کی طرف سے مال حرمہ کی بجائے جائیداد کے معاملے کا درجہ رکھتی ہے، ایک لحاظ سے ریاست کا حق حکمت ہے اور چونکہ اس خاندان کا سرپرست ہے مولاد چھوٹے دنیا سے چلا گیا ہے، میں جو اس کا سب سے بڑا بھتیجا ہوں، اس کے بیٹے کی مانند ہوں، نصر اللہ بیگ خاں کا جائیداد قرار پا سکتا ہوں۔ میں اس لائق ہوں کہ ان تمام لواحقین کی پرورش کی رقم مجھے مرحمت فرمائی جائے اور ان کی پرورش میرے ذمے کر دی جائے تاکہ ہماری خاندانی وضع داری پائی رہے لیکن چونکہ میں نے بعض اوقات اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نواب امر بخل خاں جاہ و مرتبے کے باوجود مصلحتیں نصر اللہ بیگ

خاں کی پرورش میں نسل و جنت کرتے تھے، دُرا ہوں کہ کہیں ان شرکاء میں سے بھی کوئی مجھ سے ناراض نہ ہو جائے یا فیہرادی طور پر بھی کسی کی حق تلفی ہو جائے لہذا میں دوسرے شرکاء کا تکلیف جتا نہیں چاہتا اور اطمینان کرتا ہوں کہ ان پانچ شرکاء میں سے ہر ایک کے ہم اس کی رقم مقرر کردی جائے تاکہ فدوی کو کسی کی بیش کی مجال اور مصطفیٰ کے لیے کسی نارائستگی یا حق سے زیادہ مانگنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ تاہم میں اتنا چاہتا ہوں کہ رکھیں خانہ ان کے تولد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجھے امتیازی حیثیت دی جائے تاکہ میری زندگی میں فراغت اور دنیا کی فطرتیں میری عزت قائم رہے۔

دفعہ سوم:

معلوم ہوا جب یہ بات واضح ہے کہ نضر اللہ بیگ خاں کی جاگیر احمد بخش کی جاگیر سے قطع اکبر آباد میں الگ واقع تھی۔ اس سلسلے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ نضر اللہ بیگ خاں، نواب احمد بخش کا داماد تھا اور نضر اللہ بیگ خاں کی وفات کے بعد اس کی جاگیر کو احمد بخش کی جاگیر میں شامل کرواتے ہوئے اس کے لواحقین کی کفالت کے لئے احمد بخش خاں کی جاگیر سے وعیفہ مقرر کیا گیا، مگر اس کے علاوہ احمد بخش کی جاگیر سے باطل وعیفہ ہے اگر اس بنا پر کفالت کی رقم میں معافی نہ دی جاتی تو اس رقم کو سال بہ سال نذرانہ عامہ میں داخل کر لیا جاتا۔ پس در احترازی سرکار والا کے تصرف میں ہے۔ لہذا ان مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر درخواست کرتا ہوں کہ یہ وعیفہ نذرانہ سرکار سے مقرر ہو۔ مذکورہ وجوہ سے قطع نضر خاں الدین کے نذرانہ سے وعیفہ کی وصولی احتمالی معیوب ہے کیونکہ جاگیر خاں الدین کے تصرف میں نسل در نسل چلے گی اور وعیفہ بھی نضر اللہ بیگ خاں کے زیر کفالت افراد کے لیے نسل بعد نسل ہو گا اور دفعہ دوم میں میں نے نوید یہ درخواست کی ہے نضر اللہ بیگ خاں کے پانچوں لواحقین میں سے ہر ایک کے لیے الگ وعیفہ مقرر کیا جائے اس صورت میں ان پانچوں اہلخاص میں سے اگر کوئی مر جائے گا تو وہ حالتوں سے ایک ضرور ہو گی اگر وہ محتوی صاحب اولاد مرے گا تو اس صورت میں اس کی اولاد اس وعیفہ کی حق دار ہو گی لیکن اگر ان پانچ میں سے کوئی شخص لا ولد ہو گا تو بلاشبہ اس کے وعیفہ کی رقم کے لیے چاندھ اندھ کھڑا ہو جائے گا۔ ایک طرف جاگیر دار فیودہ ر اس وعیفہ کے ضبط کرنے کی کوشش کرے گا اور دوسری طرف دیگر شرکاء کی اولاد اس رقم کی وصولی دار بن جائے گی لہذا میں امید کرتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی واضح قاعدہ بنائے گی اور جاگیر دار فیودہ ر کو حکم جاری کرے گی کہ نضر اللہ بیگ خاں کے زیر کفالت افراد کی پرورش و نگہداشت کے لیے مقرر کردہ وعیفہ ہر سال نذرانہ عامہ میں داخل کر لیا جائے اور سرکار والا سے ان پانچ افراد میں سے ہر ایک کے لیے اس کے خرچے کے مطابق مشاہدہ مقرر کیا جائے تاکہ فدوی بلا واسطہ اور میرے واسطے سے شرکائے فدوی، تاحیات رہنے لے کسی کے دفتر میں وصولی کی رسید داخل کرے کہ اپنے مقرر حصے کو بلا خوف حاصل کر لیں اور آئندہ جو لا ولد فوت ہو تو اس کی تنخواہ بھی سرکار ضبط کر لی جائے۔ اگر محتوی صاحب اولاد ہو تو اس کی اولاد سرکار کو اپنی ملکیت کرواتے اور اس وعیفہ کو اپنے تصرف میں لائے اس صورت میں سرکاری رقم کے ضیاع کا اندیشہ بھی نہیں رہے گا نیز ہم پانچوں کی اولاد کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف و تنازعہ پیدا نہیں

ہو گا۔ فقط۔

دفعہ چہارم:

حضور والا!

مجھے امید ہے کہ مقدمہ ہذا کے فیصلہ کے بعد گزشتہ سالوں کے ہٹایا جات کے لیے دعویٰ دائر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور مثلاً، مہ کے تصفیہ کے ساتھ گزشتہ سالوں کے ہٹایا جات پر مشتمل رقم جاگیردار فیروزپور سے کسی اشتکار کی رحمت کے بغیر وصول ہو جائے گی۔ فقط۔

دفعہ پنجم:

فریاد رس!

چونکہ - بات اعلیٰ مرتبہ الفس ہے کہ فدوی کے حقیقی چچا نصر اللہ بیگ خاں کا شمار آپ کے متوطنین میں ہوتا ہے۔ فدوی کو بھی آپ کی عزت سے آپ کی سرپرستی کی نسبت حاصل ہے لیکن لوہاب احمد بخش نے جو فدوی کے حقیقی چچا کا سر اور فدوی کے سر کا حقیقی بھائی تھا فدوی کو "کام" "نامراد" "بزار نور گمنام" بنا دیا لہذا میری خواہش ہے کہ اس مقدمہ کے فیصلے اور عدالتی کارروائی کے دوران فدوی کی مایوسی و حیرانہ زندگی اور ناگہانی ونامراد و دور گردی جائے فدوی کی قدر افزائی کی جائے حضور والا کی جانب سے ایک غلط عطا ہونا چاہیے تاکہ فدوی کی جاہ و حرمت میں اضافہ ہو اور مایوسی و ناگہانی کا غم جاتا رہے۔ ایک دنیا جاتی ہے کہ میں بھی سرکار جمہوریت کے متوطنین میں سے ایک ہوں۔ آپ کی شان و شوکت کا سورج تمام دنیا پر چمکتا رہے۔

عرضداشت

فدوی احمد اللہ خاں عرف مرزا قوش برادر زاہد نصر اللہ بیگ خاں

جاگیردار سوئٹ سوڈا

مصریہ ۱۱ اگست ۱۹۳۹ء

(۱۳)

سیاسی رودادو ۱۹ دسمبر ۱۸۴۹ء

خدمت گرامی :

اے اسٹریٹک صاحب بہادر

قاری معتمد برائے حکومت

شعبہ سیاسی فورٹ ولیم

جناب عالی :

میں آپ کی توجہ سرمایہ۔ کول بروک کی طرف سے گزشتہ فروری کی ۲۳ تاریخ کو لکھے گئے اس خط کی جانب جس اسدائے خاں کی عرضداشت پر رپورٹ کرنے کے لیے کہا گیا تھا مبذول کرانا چاہتا ہوں، ابھی تک مذکورہ بالا خط کا کوئی جواب دفتر میں موصول نہیں ہوا۔

میرے لیے اعزاز ہے، جناب!

آپ کا ناچیز خادم

(دستخط) ایف۔ پاکیز

فائن مقام ریڈیوٹ ہٹ

دلی ریڈیوٹ

۵ دسمبر ۱۸۴۹ء

☆ بحال آرکائیوڈ کتب الخزانہ۔ پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ ہوسٹنگز نمبر ۱۸ دسمبر ۱۸۴۹ء

(۱۵)

بخدمت گرامی : قائم مقام ریڈیڈنٹ صاحب بہادر

بر مقام دہلی

جناب عالی!

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے خط مورخہ ۵ ماہ رواں کی وصول پالی سے آپ کو مطلع کروں اور جواباً آپ کو آگاہ کروں کہ سربہ ای۔ کوئل بروک کے خط مورخہ ۲۴ فروری کا جواب ۳ مارچ کو ارسال کر دیا گیا ہے جس میں امیر اللہ خان جو خود کو نعر اللہ بیگ خان کا بھتیجا بتاتا ہے کی اس عرضداشت کے بارے میں رپورٹ دی گئی ہے جو اس نے ان کی خدمت میں پیش کی تھی ایسے کسی معاملے میں مزید کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہے جس میں نعر اللہ بیگ خان کے نام کا ذکر کیا ہو۔ جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا ہدایات دہلی کے دفتر میں موصول نہیں ہو رہی ہیں اس لیے میں اپنے خط کا ایک کپی ثقی اور اس سے منسلک آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں۔

آپ کا خادم

(درجہ خط) اے اسٹریٹنگ

نوٹ ولیم

نائب متعدد برائے حکومت

۱۹ دسمبر ۱۸۶۹ء

(۲۱)

نقل عرضی برائے جواب دعویٰ از افضل بیگ

(قاری سے اردو)

مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۰ء

عزت باب، عالی جناب کی خدمت میں عرض پرداز ہوں!

خواجہ حاتمی خاں مرحوم کے فرزند خواجہ محسن الدین عرف خواجہ جہان و خواجہ بدر الدین عرف خواجہ ایمان جو سرکار انگریز بہادر کے حکم پر وہ ہیں، میرے حقیقی بھانجے ہیں۔ اسد اللہ خاں عرف مرزا توش نے ان کی حق تلفی کے ارادہ سے مذکورہ لڑکوں کے تعینیت حق کے موضوع پر ٹکٹ سے اپنی مزاحمت کے وقت ایک درخواست حضور کی انصاف پسند خدمت میں پیش کی نیز اس درخواست کے مطالب ریڈیٹنٹ کی خدمت میں بھی پیش کیے ہیں۔ لہذا میں جو عرضی کے متن میں ذکر کیے گئے خواجہ محسن الدین اور خواجہ بدر الدین کا حقیقی ہاموں ہوں۔ مذکورہ اشخاص کی اجازت سے اسد اللہ خاں کی عرضی کا جواب آپ کے حضور میں پیش کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ اس جواب کے مطالب تک رسائی کے بعد اسد اللہ خاں غالب کے مقدمے کی تحقیق کے دوران ان مطالب کو ریڈیٹنٹ بہادر شاہجہان آباد کی تحویل میں دے دیا جائے اور فدوی کو بھی ان کی خدمت میں پیش ہونے کی اجازت ہو۔ چونکہ اسد اللہ خاں نے یہ معاملہ ریڈیٹنٹ بہادر شاہجہان آباد کے علم میں ہونے کے باوجود محض خواجہ حاتمی کے بیٹوں کی حق تلفی کے لیے آپ تک پہنچایا ہے لہذا حضور کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسد اللہ خاں کا بیان صاف جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس مقدمے کا جواب داخل کر کے امید کرتا ہوں کہ از راہ ملازم پروری اور متوصل نوازی فدوی کے جواب کو بذریعہ مراسلہ ریڈیٹنٹ صاحب کی خدمت میں روانہ فرما دیں تاکہ انھیں مقدمے کی رپورٹ کے دوران میں دعویٰ و جواب دعویٰ دونوں کے مطالب سے آگاہی رہے تاکہ مدعیان آپ کی مصلحت اور جناب ریڈیٹنٹ کی توجہ سے انصاف حاصل کر سکیں اور سرکار سمجھی انگریز بہادر کی ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی حکومت کے دجاگو اور وقادار رہیں۔ فقط۔

درخواست گزار

عبدہ، افضل بیگ (۲۵) مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۰ء

(۷۱)

افضل بیگ خاں کی طرف سے دائر کردہ جواب دعویٰ مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

غریب پور سلامت!

افضل بیگ خاں جو خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان نور خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان پیران خواجہ حلیٰ مرحوم تک پورہ سرکاری عالیہ کا عہداری ہے کی جانب سے اسد اللہ خاں کی عرضی کا جواب حسب ذیل ہے:

۱۸۳۶ء میں فیروز پور جھڑکے مساکرس پوٹا پٹا، پچھورہ، گنجد کی جاگیریں نواب امیر بخش خاں کو استمراری حق (انگن داری) پر مع سند دس مخصوص شراناکہ کے مطابق نسلانہ بعد نسل عطا ہوئیں۔

اول: یہ کہ مرزا نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد خواجہ حلیٰ و فیض کی پرورش اور دیکھ بھال نواب موصوف کے ذمہ ہوگی۔ فقہ۔

دوم: یہ کہ بھاس سوار بوقت ضرورت سرکار کے لیے حاضر کئے جائیں فقہ۔ اگرچہ نواب موصوف نے عالی مرتبت جرنل سر جان ماگم صاحب بہادر کے حضور دس ہزار روپیہ نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد خواجہ حلیٰ و فیض کے درمیان تقسیم کرنے کا ذمہ لیا لیکن نصر اللہ بیگ مرحوم کے زیر کفالت افراد یعنی خواجہ حلیٰ و فیض کو اس عہدہ رقم کی کوئی خبر (اطلاع) نہ کی تھی۔ اس صورت میں نواب موصوف از دہ بل نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد حلیٰ و فیض کو صرف پانچ ہزار روپے سالانہ دیتے تھے۔ یعنی مبلغ دو ہزار روپے خواجہ حلیٰ کو مبلغ ایک ہزار پانچ سو روپے مرحوم کی بیٹوں کو ایک ہزار پانچ سو روپے اسد اللہ خاں اور مرزا یوسف کو جو نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے چھپے تھے سالانہ ملتے تھے۔ گزشتہ سال اسد اللہ خاں نے اولاً شرکا کی دخل دہندی سے نواب امیر بخش مرحوم کے درگاہ کے خلاف عفو میں اضافے کے لیے ایک عرضی حضور کی خدمت میں پیش کی۔ ثانیاً "طبع اور بے اضافی کے تحت خواجہ حلیٰ خاں کے بیٹوں کو ان کے حق سے محروم کرنے کے لیے ایک دوسری عرضی پیش کی اور خواجہ حلیٰ کے بیٹوں کی جو اسد اللہ بیگ کے لیے بھی واجب الاحرام بزرگ ہیں کی فقیر و تامل کو مفید مطلب سمجھتے ہوئے لکھا کہ خواجہ حلیٰ بزرگ اس امر کا مستحق نہیں کہ سرکار اس کی کفالت کا اہتمام کرے۔

غریب پور داؤد بخشی اور کینہ پوری نے اسد اللہ خاں کے ذہن کو بالکل ماؤف کر دیا ہے یہاں تک کہ

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ حکومت کے اہل کاروں کو امور محکمات کے انتظام میں تعلیم دینے پر کمر بستہ ہے اور حکومت کے غیر خواہوں کی درجہ بندی اور کفالت کے سلسلے میں کسی کوتاہی کو سرکاری اہل کاروں کی غفلت پر مہمول کرتا ہے۔ اگر سرکاری اہل کاروں کو خواجہ حاجی کی غیر خواہی اور خدمت گزاری پر مکمل اعتماد نہ ہوتا اور خواجہ حاجی خاں کی نصرائٹ بیگ مرحوم کی معیت میں حسن خدمت کے سلسلے کے طور پر خواجہ حاجی اور اس کی اولاد کی کفالت سرکاری اہل کاروں کی خصوصی توجہ کا مرکز نہ ہوتی تو خواجہ حاجی کا نام نصرائٹ بیگ مرحوم کے زیر کفالت افراد کے ذمے میں شامل نہ ہوتا اور حضور کی جانب سے عطا کردہ سند میں اس کا نام کبھی انگریز بہادر کی حکومت کی سرپرستی کے مستحق افراد میں درج نہ ہوتا۔ دیگر دلائل سے قطع نظر سند کی عبارت بلاشبہ خواجہ حاجی مرحوم کے لازوال استحقاق کے لئے ایک ناقابل تردید دلیل ہے۔

جاننا :

اسد اللہ خاں خواجہ حاجی کے بیٹوں کی رسوائی کی غرض سے لکھتا ہے کہ خواجہ حاجی یعنی فدوی کے بھانجوں کا باپ نصرائٹ بیگ خاں کا غلام دائوہ اور تنک خوار تھا۔ خواجہ مرزا خواجہ حاجی کا باپ نصرائٹ بیگ خاں کے باپ کے پاس صرف پانچ دوپے ماہانہ پر بطور سائیکس ملازم تھا لیکن خاں مذکور اپنے بیان کے تاقص کی پرواہ کئے بغیر دوبارہ لکھتا ہے کہ نصرائٹ بیگ خاں کی ماں نے اپنی بھانجی کا نکاح جو اس بزرگ خاتون کو اپنی بیٹی کی طرح عزیز تھی خواجہ مرزا کے ساتھ کر دیا اور خواجہ حاجی مرحوم بن خواجہ مرزا اسی بیٹی کے بطن سے ہے۔ غریب پروا نصرائٹ بیگ خاں کی ماں اور اسد اللہ خاں کی دادی کی حالت پر تاسف ہے کہ بقول اسد اللہ خاں اس نے اپنی بھانجی کا نکاح کمال رضامندی کے ساتھ ایک غیر اور گھٹیا شخص کے ساتھ کر دیا۔ حیف ہے اسد اللہ خاں کے حال پر کہ وہ خواجہ حاجی کے لئے جو اس کی دادی کی بھانجی کا بیٹا ہے غلام دائوہ اور اسی قسم کے دوسرے آمیز الفاظ استعمال کرتا ہے حالانکہ یہ شخص (اسد اللہ خاں) خود گھٹیا ہے۔ نصرائٹ بیگ خاں کی ماں یعنی اس (اسد اللہ خاں) کی دادی نے اپنی بہن کی عزت افزائی و خاطر داری کے لئے خواجہ حاجی کو دودھ پلایا اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب خواجہ حاجی جوان ہو جائے تو کوئی اس سے پروہ نہ کرائے لیکن اسد اللہ خاں اپنے بزرگوں کے برعکس اپنی دادی کی بہن اور اس کی اولاد کی قدر افزائی کی بجائے ان کی عزت کو جانکام وقت کے حضور بار بار اپنی زبان درازی سے مجروح کرتا ہے اور اپنے بزرگوں کی تعظیم و تحقیر کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتا ہے۔ غریب پروا اسد اللہ خاں اوٹا خواجہ حاجی خاں سے کسی قسم کی رشتہ داری سے انکار کرتا ہے اور خواجہ حاجی کو صرف نصرائٹ بیگ خاں کے نوکروں کے ذمے میں شمار کرتا ہے اور آخر کار نصرائٹ بیگ مرحوم اور خواجہ حاجی منظور کے درمیان کنیزد تعلق کو ظاہر کرتا ہے فقط۔ خاں مذکور پر یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ خواجہ حاجی مرزا نصرائٹ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد میں سب سے اول نمبر ہے۔ سند کی عبارت نصرائٹ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد یعنی خواجہ حاجی و فیہو

کی کفالت و نگہداشت وغیرہ ان کے اندر ہے اس امر پر صریحاً دلالت کرتی ہے۔ انوی طور پر قسمل کے معنی ہیں کسی چیز کے واسطے سے نیویکی چاہت۔ اور قسمل الیہ سے مراد ہے (و سبیلہ فی القرب الیہ بھل)۔ اس صورت میں خواجہ حاجی پر لفظ قسمل کا اطلاق دوسروں کی نسبت نسبت صحیح اور واضح ہے۔ عرف عام میں متوسلین کا لفظ ان رشتہ داروں و دوستوں اور غیبوں پر صادق آتا ہے جن کا تعلق کسی دوسرے شخص سے ہوتا ہے۔ چنانچہ گورنر جنرل بہادر کا قسمل اور نامور بادشاہوں کے متوسلین وغیرہ کا لفظ خراس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواجہ حاجی جو نصرائف بیگ خاں کی خالہ کا نواسا ہے اور مسہات کے انتظام میں بھی ان کے ساتھ رہا ہے، قربت داری اور دوستی کے اعتبار سے نصرائف بیگ خاں مرحوم کے خصوصی متوسلین میں سے ہے اور دوسرے اہل خاص نصرائف بیگ خاں کے عمومی متوسلین میں داخل ہیں۔ چنانچہ سند میں متوسلین سے متعلق جو عبارت درج ہے وہ ان ہی حقائق کی مصداق ہے اور نصرائف بیگ خاں مرحوم کی وفات میں خواجہ حاجی خاں کی عیادت، جائزگاہی اور اعتبارات کے پیش نظر سرکاری اہل کار، خواجہ حاجی مرحوم کی اس پرداخت کو اولین اور اہم تصور کرتے ہوئے خواجہ حاجی نے اور اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ غریب پرورد سلامت! اسد اللہ خاں، خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو حق سے محروم کرنے کی خاطر مغل انتظام چارج ہارلو گورنر جنرل بہادر کی عطا کردہ سند کو جس پر خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کے دعوئی اور اسد اللہ خاں اور اس کے بھائی اور نصرائف بیگ خاں مرحوم کی بیٹوں کی مخالفت کا واردوار ہے کو ساقط الاعتبار قرار دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ حضور کی سند میں خواجہ حاجی کے نام کا اندراج نواب احمد بخش خاں مرحوم کے نفل بیانی کی وجہ سے ہے کیونکہ نواب احمد بخش خاں نے خواجہ حاجی کو اپنے معاملات کا راز دار بنا رکھا تھا۔ انصاف پرور اس صورت میں کہ نواب احمد بخش خاں مرحوم کو سند استمراری کا اجرا اور خواجہ حاجی وغیرہ نصرائف بیگ خاں متوسلین کو سرکار کی طرف سے تحفہ کا حصول پہ سالار نامدار جنرل لاڈل بیگ بہادر کے تجویز و تحقیق کی بنا پر فیصلہ کیا اس کا واردوار احمد بخش خاں کی بدینہ اور نفل بیانی پر تھا۔ سند استمراری اور دائمی تحفہ کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا، اس لیے کہ جس نے کی بیہادری دھوکہ اور فریب پر ہو وہ قائل اعتبار و استمرار نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کے حق کو نفل ثابت کرنے کی خاطر اسد اللہ خاں نے خود اپنے حق کا ابطال بھی کر دیا ہے۔ اس سے اسد اللہ خاں کے طمع و حرص اور واضح غلو کے سوا کچھ اور ظاہر نہیں ہوتا۔

غریب پرور اس کے باوجود کہ سرکاری اہل کاروں نے خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین نصرائف بیگ خاں مرحوم جو سرکار کے چاندہ رہے ہیں کی کفالت و نگہداشت کا ہر صورت قیہ کر رکھا ہے اسد اللہ خاں نفل بیانی سے کام لیتے ہوئے ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ سرکار نے نصرائف بیگ مرحوم کے قریبی رشتہ داروں کی پرورش اپنے ذمہ لی تھی لہذا وہ رقم جو خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو بلزخ پرورش دی جاتی ہے اسے

نصرائے بیگ خاں مرحوم کے رشتہ داروں کی پرورش اور نگہداشت پر محمول نہ کیا جائے۔ انصاف پر، راء سرکاری اہل کاروں کی تہمت اور ارادے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں بلکہ کونسل کی جانب سے عطا کردہ سند کی عبارت سرکار کے اس ارادے پر صریحاً دلالت کرتی ہے اور اسد اللہ خاں یا کسی دوسرے کی تخریج و توضیح کی محتاج نہیں۔ افسوس کہ اس حرم کے بندے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر خواجہ علی اپنے نام کی صراحت کے باوجود سرکاری پرورش کا مستحق نہیں تو نصرائے بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد کے علاوہ دیگر افراد جن میں اسد اللہ خاں کا نام بھی شامل ہے اور جن کا ذکر وغیرہ میں ہے کسی طرح بھی سرکار کی طرف سے پرورش کے مستحق نہیں ٹھہرتے۔ اسد اللہ خاں کی درخواست کی عبارت سے ظاہر ہے کہ نصرائے بیگ خاں کے دونوں بچے یعنی اسد اللہ خاں و مرزا یوسف استرادی کے اجراء اور تنخواہ کے تقرر کے وقت کم سن یا بے خبر نہ تھے اس صورت میں ظاہر ہے کہ خواجہ علی نے جو کہ نصرائے بیگ خاں قرابت وادوں میں سے ایک ہے ان (نصرائے بیگ) کی رقالت میں سرکار دولت ہمار کی خدمات سرانجام دیں تھیں۔ اس لیے ایسے توی جس نے بذات خود نہ مست و جانثاری کی ہو' کے مقابلے میں ناسمجھ لڑکوں کا احتیاطی فائق نہیں ہوگا۔ غریب پرورد اسد اللہ خاں کے بیان سے یہ ظاہر ہے کہ نصرائے بیگ کے بچے سند کے حصول سے قبل اس سے بالکل بے خبر تھے۔ بلکہ مقام افسوس ہے کہ ابھی بھی ان میں سے ایک یعنی مرزا یوسف بالکل بے اور شریعت کا محنت نہیں ہے اور دوسرے کا مزاج اکثر و بیشتر قمر کے زوال و کمال کے ساتھ ساتھ اعتدال سے تہاؤ کر جاتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ عرضی جو خاندان اور عزیزوں کی رسوائی اور ذلت کا مرقع ہے آثار قمر کے قلب کے موقع تحریر کی گئی ہو فقط۔ اسد اللہ خاں نے عرضی کے آخر میں اپنے سوتے عن کے اظہار میں بعض فضول باتیں بھی کی ہیں اسد اللہ خاں کا یہ واضح ہدیان اس قائل نہیں کہ اس کا سرکار جواب دے یا اس پر غور کرے۔

غریب پرورد مذکورہ بالا محلات نواب احمد بخش خاں نسل در نسل دو خاص شرائط یعنی خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین نصرائے بیگ خاں کی کفالت و حسب طلب سرکار کے حضور پچاس سوار حاضر کرنے پر عطا ہوئی تھی۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ ان دو شرائط پر محلات دانا عطا کرنے سے سرکار دولت ہمار کے پیش نظر اور طرفہ خاطر یہ ہے کہ علی ہذا القیاس یہ دو شرائط کی نوعیت بھی ہدای و مستقل ہے۔ لہذا آپ کی انصاف پروری سے مجھے امید واقعی ہے کہ آپ نواب موصوف کے درجا کے نام فرمان صادر فرمائیں گے نواب احمد بخش کے اس معاہدہ کے مطابق جو سرکاری اہل کاروں کے ساتھ ملے پایا ہے مبلغ چار ہزار روپے سالانہ تنخواہ اور باقی ماندہ رقم بھی خواجہ حاجی کے بیٹوں کو جو سرکار دولت ہمار کے شک خوار ہیں عطا فرمائیں اور آئندہ اس سلسلے میں کسی شک و شبہ اور غفلت کا مظاہرہ نہ کیا جائے تاکہ آپ کے یہ پرانے شک خوار مع قبیلوں اور خانوادوں کے آپ کی حکومت کی سلامتی و درازی کے لئے دعا گو رہیں۔

افضل بیگ 'مقام ٹکٹ مہد افضل بیگ

مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء

(۱۸)

سیاسی روکدلو۔ ۲۸ مئی ۱۸۳۰ء

بھٹہ مست گراہی:

اے سڑنگ صاحب بہادر

نائب معتمد برائے حکومت

فورٹ ولیم

جناب عالی:

میں اپنے خط کے حوالے سے جو میں نے آپ کو گذشتہ دسمبر کی ۵ تاریخ کو لکھا تھا اور آپ کے خط کے حوالے سے جو آپ نے مجھے اس مہینے کی ۱۹ تاریخ کو لکھا عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسد اللہ خاں جو عرف عام میں مرزا نوشہ کہلاتا ہے کہ دعویٰ کے جواب میں نواب خٹس الدین خاں کے مراسلہ کا لازوالیک صاحب بہادر کے مراسلہ مورخہ ۸ جون ۱۸۳۰ء کا ترجمہ جس میں ان افراد کی صراحت کی گئی ہے جنہیں پانچ ہزار روپیہ سالانہ کی رقم ملنا تھی جو سرکار برطانیہ نے مرحوم نصرائف بیگ خاں کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے مقرر کی تھی اور اس بارے میں میں اپنی رائے سے آپ کو اطلاع کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ میری رائے میں شکایت کنندہ کو اس سے زیادہ مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں جتنا کہ لازوالیک صاحب بہادر نے ان کے اور ان کے بھائی مرزا یوسف کے لیے مقرر کر دیا تھا یعنی چند سو روپیہ سالانہ جو نواب خٹس الدین خاں بیٹے ادا کرنے کے لیے تیار رہے ہیں۔

میں ہوں آپ کا خادم

(درجہ) ایف پانکتر

تاقم مقام ریڈیٹنٹ

دہلی ریڈیٹنٹ

۵ مئی ۱۸۳۰ء

(۱۹)

فیروز پور کے نواب شمس الدین خان کے خط کا ترجمہ جو انھوں نے دہلی کے قائم مقام ریڈیٹنٹ کو ارسال کیا۔

تپ کا وہ خط جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ محمد اسد اللہ خان کی وفات کی تحقیق و تفتیش کے احکامات موصول ہو چکے ہیں اور جس کے ساتھ آپ نے مجھے ان کی عرضداشت کی ایک نقل ارسال کر دی ہے اور اس کے جواب میں آپ نے مجھ سے ایک تفصیلی وضاحت کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے، مجھے مل گیا ہے اور میں نے اس کے مندرجات کو سمجھ لیا ہے۔ میرے والد محترم نواب احمد بخش خان مرحوم کے زمانے سے مرزا نصر اللہ بیگ خان مرحوم کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے جو کچھ کیا جاتا رہا ہے اس سے وہ اچھی طرح واقف ہیں اور انھیں دہرانے سے آپ کو غیر ضروری الجھن و پریشانی میں مبتلا کرنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو گا تاہم آپ کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے میں مندرجہ ذیل توضیحات پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں :

اسد اللہ خان نے اپنے عہدہ میں جن مفید بافضالوں کا ذکر کیا ہے اور جن کے ازالے کے لیے وہ رجوع کرنے پر مجبور ہوئے، اس سے بڑی انصاف میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم نصر اللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے جو رقم مقرر کی گئی تھی وہ اس کی مقدار سے بالکل ناواقف ہیں تاہم یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ اس انتظام کے نفاذ سے کی ابتدا سے اب تک وہ فصل یہ فصل اور سال بہ سال مقررہ رقم ہی سے اتنا مصروف و مشغول رہے ہیں اور اس کی رسیدیں اس دفتر میں جمع کراتے رہے ہیں لیکن اب وہ مقررہ رقم نے اپنی لامطی کا اظہار کر رہے ہیں۔ البتہ وہ ایک شاعر ہیں اور شاعر ہونے کی مشیت سے انھیں آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی عرضداشت بیان کرنے کے لیے جس قدر چاہیں مبالغہ آرائی سے کام لیں۔

سب جانتے ہیں کہ لارڈ ایک صلاب بہادر کے احکامات کے مطابق نصر اللہ بیگ خان کے خاندان کی کفالت کے لیے سالانہ پانچ ہزار روپے ایک زمانے سے مقرر ہیں جس میں سے سالانہ وعیدہ کے طور پر وہ ہزار روپے خواجہ حاجی کے لیے، پندرہ سو روپے مرحوم مرزا کے بھتیجوں کے لیے جو وہ باقاعدگی سے وصول

کرتے آرہے ہیں سوائے گزشتہ دو فصلوں کے جب شکایت کنندہ نے عموماً اپنا وظیفہ لینے اور رسید دفتر میں داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ انھیں کرنا صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ رسید دیں اور معمول کے مطابق غرضاتی سے اپنا وظیفہ وصول کر لیں۔ میں نے نہ کبھی کسی شخص کے واجبات ادا کرنے سے انکار کیا نہ کبھی عدم آبادگی کا ہرکی۔

اپنی عرضداشت کے دوسرے جرائد میں انھوں نے پچاس سواروں پر اعتراض کیا ہے۔ مجھے ان کے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سرکار برطانیہ کے دست نگر آج بھی اس کے دست نگر ہیں اور کل بھی اس کی ہی فیاضی اور لطف و کرم کے دست نگر رہیں گے۔ خان کا اس مسئلے سے کوئی واسطہ نہیں حکومت جب بھی چاہے گی سواروں کی خدمات طلب کر لے گی اور یہ خدمت ۵۰ سواروں تک محدود نہیں ہوگی۔ جان و مال سب اس کے ہیں۔ دکن کی تازہ ترین مہم کے دوران جس فیاضی، لطف و کرم اور عنایت کی بارش کی گئی اسی کا بدلہ کسی طرح بھی نہیں دیا جاسکتا۔ میرے والد، جنرل سرڈی، آئکمز فونی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے انھیں بتایا کہ گورنر جنرل صاحب بہادر نے ایک خط میں جو حضور والا سے موصول ہوا ان (جواب) کی لپٹے دستوں سمیت ہرکاپی پر انتہائی اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ میرے والد نے جواب دیا کہ حکومت برطانیہ اپنے ملازمین اور متوطنین کی وفاداریوں اور اچھائیوں پر ان کی جتنی قدر کرتی ہے اور ان کے ساتھ جس قدر اخلاق و مروت اور احسان و مہربانی کے ساتھ پیش آتی ہے میں اس کے جواب میں اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں کہ ان لیے اپنی جان بھی قربان کردوں اور جب ان کے لطف و کرم اور عنایت کا یہ عالم ہو تو مغلوں پر ستوں کی قلعہ پائیاں ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔

تیسرے یہ کہ خان نے وغائف میں نظر ثانی کا ذکر کیا ہے جس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ انھیں مجھ سے اتنی ہی رقم ملتی رہے گی جتنی میرے والد محترم سے ملا کرتی تھی اور میری ذمہ داری صرف یہیں تک ہے۔ اگر کوئی تادمہ ہے تو وہ جس طرح مناسب سمجھیں آپس میں حل کر سکتے ہیں اور۔۔۔۔۔

چوتھے یہ کہ خان نے الزام لگایا ہے کہ میرے والد کی قلعہ بیانی کی وجہ سے خواجہ حاجی کو جائز شرکائی فرست میں شامل کیا گیا ہے۔ اس نکتہ پر بھی میرے والد یا میرے خلاف کسی شک و شبہ کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خواجہ حاجی اور نھرائی بیگ خان کے دوسرے متوطنین کی کفالت کا ذکر گورنر جنرل صاحب بہادر کی سند میں خاص طور سے کیا گیا ہے جس سے یہ بات حشرح ہوئی ہے کہ گورنر جنرل صاحب بہادر خواجہ حاجی کو خاندان کا ایک سینئر رکن تصور کرتے ہیں اور اسی لیے انھوں نے ان کا نام سند میں شامل کیا جبکہ مرزا کے خاندان والوں کے لیے ”وفیرو“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ خان آپ کے حضور اپنی عرضداشت کے چوتھے جرائد میں اپنی فراست و مہاشی سے اپنے شدید مصائب کے چار اسباب بیان کرتے ہیں لیکن

حقیقت یہ ہے کہ بے معنی خواہشات سے باغیسیوں کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔
میں نے مندرجہ بالا طور میں آپ کی اطلاع کے لیے سب کچھ کوشش گزار کر دیا ہے۔

(مہرود جیل) شمس الدین خان

(صحیح ترجمہ)

(دو جلد) ایم۔ بلیک

معاون برائے ریڈیوٹ دہلی

☆ بیفلس آرکائیوز آف انڈیا - پبلیک ڈومین ڈیجیٹل لائبریری - پریسنگنگ فیر ۱۲ مارچ ۲۸ مئی ۱۸۸۳ء

(۲۰)

سند کا ترجمہ

(دستخط) لارڈ الیک

بخدمت کراچی:

احمد بخش خان

سرکار برطانیہ مرحوم نصر اللہ بیگ خان کے بقیہ حیات عرصہ و انقارب کی سرستی اور کفالت کرنا چاہتی ہے جیسا کہ اس سند میں پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے جو گورنر جنرل صاحب بہادر نے آپ کو عطا کی ہے بنا بریں آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ پرگنہ سے جو حکومت نے آپ کو عطا کیا ہے سالانہ پانچ ہزار روپے سکے رائج الوقت باقاعدہ مالک اقتصاد میں منسلک ذیل تفصیلات کے مطابق مرحوم مرزا کے ہر متوصل کو ادا کیا کریں تاکہ ان کی کفالت ہو اور وہ برطانوی حکومت کی خوشحالی کے لیے پیشہ دعا گو رہیں۔ آپ اس حکم کو لازمی تصور کریں۔

خواجہ حاجی ۳۰۰۰ روپے

مرحوم مرزا کی ماں اور بہن ۱۵۰۰ روپے

مرحوم مرزا کے برادر زاوے مرزا نوشہ اور مرزا اے سف ۱۵۰۰ روپے

موردہ ۷ جون ۱۸۰۶ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۲۲۱

سج زمر

(دستخط) ایم۔ بیگ

معاون برائے ریٹیلٹنٹ دہلی

(۲۱)

حکم ہوا کہ مندرجہ ذیل جواب مسٹراکنز کو ارسال کر دیا جائے۔

مندرجہ بالا حکم قائم مقام ریڈیٹنٹ دہلی ایف باکنز صاحب بہادر کے حوالے مورخہ ۵ مئی ۱۹۸۳ء بقام اے۔ اسٹریٹک صاحب بہادر نائب معتمد برائے حکومت فورٹ ولیم جو صفحہ ۴۳ پر ہے درج کیا گیا ہے۔

بٹ ایڈیا آفس ریکارڈز 'لندن' نمبر آئی او آر۔ ایف / ۳ / ۱۳۳۳ مورخہ ٹیکشس نمبر ۵۳۳۳۵

(۳۳)

بخدمت کراہی :

محترم ایل۔ ہائیکز صاحب بہادر

کائنم مقام ریڈیٹنٹ دہلی

جناب عالی!

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے مراسلے مورخہ ۵ ماہ رواں کی وصول دہلی سے آپ کو مطلع کروں اور جواب میں آپ کو آگاہ کروں کہ جناب عالی مرتبت گورنر جنرل صاحب بہادر "اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ کے دعویٰ کے بارے میں" آپ کی رائے سے متفق ہیں۔
آپ کا خیر اندیش

دستخط جی۔ سوگن فورٹ ولیم

مقررہ اعلیٰ برائے حکومت ہند

یہ پمپل آر کانیڈا آف اٹلیا۔ پرائیکل ایڈارٹنٹ ہوسپٹلر نمبر ۱ مئی ۱۸۳۰ء

(۲۳)

سیاسی روکدلو ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء

خدمت گرامی: نائب متحد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم
جناب عالی!

میں ایک انگریزی درخواست مودبانہ طور پر شلک کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اور آپ سے ملحق ہوں کہ آپ ازراہ کرم یہ درخواست عالی جناب گورنر جنرل صاحب بہادر لن کونسل کے حضور پیش کر دیں۔

میں آپ کی خدمت میں اس احساس کو بھی اپنے لیے باعث عزت تصور کرتا ہوں کہ عالی جناب گورنر جنرل بہادر اگر میری درخواست پر کوئی اقدام صادر فرمانے پر ملکت ہوں تو آپ ازراہ کرم میری رہنمائی و اطلاع کے لئے وہ (اقدام) مجھے دہلی میں ضرور بجھائیں۔

دہلی
۷ جولائی ۱۸۳۰ء

آپ کا مخلص و تابعدار

(دخلف) فارسی رسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان

(۲۴)

عرضداشت اسد اللہ خان، برادر زائد نصرا اللہ بیگ خاں سابق جاگیردار
سونگ اور سونا ضلع آگرہ حال منہم دہلی۔

خدمت گرامی: عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل فورٹ ولیم
بعض عرض عالی بنایا۔

(۱) فدوی نے ۱۸۳۸ء میں خود نکلنے کا سفر کیا اور ایک عرضداشت قائم مقام گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل عزت مآب ڈبلو، بی، نیلی صاحب بہادر کی خدمت میں ایس، فریزر صاحب بہادر (ٹائپ) معتمد برائے قاری کی وساطت سے پیش کی اور اس عرضداشت پر سرکاری احکامات میں فدوی کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا مقدمہ پہلے دہلی کے ریڈیڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کرے۔ اس موقع پر جو عرضداشت حکومت کو پیش کی گئی تھی وہ (ٹائپ) معتمد برائے قاری کے دفتر کے دیکارڈ میں موجود ہے۔

(۲) اس عرضداشت میں درخواست گزار نے عرض کیا تھا کہ اس کے چچا نصرا اللہ بیگ خان کے انتقال کے بعد جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے ان کے اہل خاندان کی کفالت کے لئے سالانہ کچھ رقم دینے کا فیصلہ کیا جو انہیں مرحوم نواب احمد بخش خاں کی جاگیر سے ملتا تھی۔ لیکن انہیں سالانہ صرف پانچ ہزار روپے مذکورہ جاگیر سے ادا کئے جاتے تھے اور ان میں سے بھی دو ہزار روپے سالانہ خواجہ حاجی کو دیے جاتے تھے جو ہمارے لئے بیگانہ محض تھا اور کسی طرح سے بھی اس کا کسی قسم کا تعلق درخواست گزار کے خاندان کی کسی شاخ سے نہیں تھا۔ اس اوائلی کے بعد آپ کے اس درخواست گزار اور اہل خاندان کے لئے سالانہ صرف تین ہزار روپے پہنچے ہیں۔

(۳) اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے یہ التجا کی تھی کہ حکومت سرکاری وقار کے دیکارڈ کی حد سے اس امر کی تحقیق کروائے کہ نصرا اللہ بیگ خان کے انتقال کے بعد آپ کے درخواست گزار کے خاندان والوں کی کفالت کے لئے کتنی رقم مقرر کی گئی تھی؟ اور یہ تحقیق بھی کروائے کہ خواجہ حاجی جو

زبردستی کا رشتہ دار بن بیٹا ہے، نسرانہ بیگ خان کے ساتھ اس کی قرابت داری کی نوعیت کیا ہے؟ کیا یہ ثبوتی رشتہ ہے یا خاندانی رشتہ۔

(۳) مسٹر ایچ ورا کول بروک سابق ریڈیٹنٹ دہلی (۲۶) نے جب حضور والا کے درخواست گزار کی عرضداشت پر حکومت کو رپ رٹ پیش کی تو انہوں نے خاندان کی کفالت کے لئے طے پانے والے سالانہ وظیفہ کی جملہ تفصیلات سے ابھی حاصل کرنے کی خاطر سرکاری ریکارڈ سے اس خط و کتابت کی نقول فراہم کرنے کو کہا۔ جن کا ذکر آپ کے درخواست گزار نے اپنی عرضداشت میں کیا تھا۔ انہوں نے خواجہ حلی کے معاملے کا بھی ذکر کیا جو خاندان کے لئے ایک غیر ہے حکومت نے، جناب اسٹریک صاحب بہادر کے ذریعہ ریڈیٹنسی کے ریکارڈ سے کزن نیگم کے خط کی ایک نقل ارسال کی اور حضور والا نے اس موقع پر اذراہ کرم یہ حکم جاری کیا کہ مولہ کے صحیح یا غلط ہونے کا تعین کرنے کے لئے تحقیق کی جائے۔

مسٹر ایچ ورا کول بروک کی رپ رٹیں اور ان پر حکومت کے احکامات اور ریڈیٹنٹ کرل نیگم کا خط سرکار کے دفتر میں ریکارڈ پر موجود ہیں۔

(۵) جی بر الصاف مناسب تو یہ ہوتا کہ حکومت کے احکامات کے مطابق کرل نیگم کے خط میں جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا اسی کو جائز بنیاد تصور کیا جاتا اور اسی بنیاد پر آپ کے درخواست گزار اور اس کے خاندان والوں کی پیش جاری رکھی جانی چاہیے تھی۔ جیسا کہ آپ کا درخواست گزار محسوس کرتا ہے بلکہ انصاف کا تقاضا بھی یہی تھا کہ خواجہ حلی کے ان دعویٰ کی کہ وہ نسرانہ بیگ خان کا قرابت دار ہے فوری تحقیق کرائی جاتا بہت ہی ضروری تھی لیکن آپ کا درخواست گزار عالی جناب لاڈ صاحب ان کونسل کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ دہلی ریڈیٹنسی میں ان واضح ثبوت پر ذرا بھی توجہ نہ دی گئی۔ معاون برائے ریڈیٹنٹ جناب بیگ صاحب بہادر نے آپ کے درخواست گزار کو بلا بھیجا اور مطلع کیا کہ قائم مقام ریڈیٹنٹ مسٹر ایچ ہاکز نے فیصلہ کیا ہے کہ نسرانہ بیگ خان کے خاندان کو اتنی ہی رقم ملنی چاہیے جتنی پہلے ملتی تھی یعنی سالانہ پانچ ہزار روپے اور خواجہ حلی کو (زبردستی کا حصہ دار) اس وظیفہ میں سے بدستور دو ہزار روپے سالانہ ملنے رہنا چاہئیں۔

(۶) یہ کہ آپ کا درخواست گزار یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ دہلی ریڈیٹنسی کے دفتر میں آخر ایسی کون سی دستاویز یا مراسلت دریافت ہوئی ہے جس نے اس شرط کو منسوخ یا بے اثر کر دیا ہے جس کا ذکر ریڈیٹنٹ کرل نیگم کے خط میں کیا گیا ہے اور خواجہ حلی کے دعویٰ کو کیونکر کاٹنا؟ تسلیم کر لیا گیا ہے جس کے تحت خواجہ حلی کے بیٹوں کو بھی دو ہزار روپے سالانہ وصول کرنے کا حق مل جائے۔

(۷) فیروز چور کے جاگیردار نے اپنے دفتر سے دہلی کے ریڈیٹنٹ کو ایک سند ارسال کی ہے جس پر ۷ جون ۱۸۸۶ء کی تاریخ درج ہے اور جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس پر لاڈ بیگ صاحب بہادر کے

دستخط بھی ہیں اور سرکاری۔ اس سند میں ضرائف ایک خان کے خاندان کے لئے صرف پانچ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کئے گئے ہیں۔ فیوز پور کے جاگیردار اس جہلی سند کی بنیاد پر آپ کے درخواست گزار کے خاندان کو ناحق ان کے جائز حقوق سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس جہلی سند میں جیسا کہ ایسی صورتوں میں ہوتا ہے کوئی ایسی دفعہ نہیں جس میں کسی ساہتہ دستلوں یا بعدو بست کا ذکر کیا گیا ہو یا جس میں یہ ذکر کیا گیا ہو کہ کرل نیلگم کے خط میں حکومت کی منظوری کی جس شرط کا ذکر کیا گیا تھا وہ منسوخ کر دی گئی ہے۔ جب آپ کا درخواست گزار آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہے کہ جو سند آپ ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہے پوری جتو کے بعد اس کا کوئی سراغ نہ تو دہلی کے ریڈیٹنٹ کے دفتر میں ملا ہے اور نہ ہی سرکار کے ریکارڈز میں تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

(۸) اس جہلی سند کی ایک نقل آپ کے درخواست گزار کو میا کی گئی تھی جس پر اس زمانے میں دہلی کے معاون برائے ریڈیٹنٹ دہلی مسٹریٹی لین کے تصدیقی دستخط تھے آپ کے درخواست گزار نے ریڈیٹنٹ صاحب کی خدمت میں دو درخواستیں پیش کیں ایک ۶ مارچ کو اور دوسری ۳۰ مارچ کو جس میں یہ ثابت کرنے کی پیش کش کی گئی تھی کہ جو سند اب پیش کی گئی ہے وہ ایک جہلی دستلوں ہے۔ آپ کا درخواست گزار محسوس کرتا ہے کہ ریڈیٹنٹ صاحب نے حکومت کو اس معاملہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے میری ان مذکورہ درخواستوں پر غور نہیں کیا۔

(۹) آپ کے درخواست گزار نے لازماً ایک صاحب بھلور کی ذمہ دہ خطی دو باضابطہ سندوں کا ذکر کیا ہے اصل دستویزات فیوز پور کے جاگیردار کے دفتر میں ہیں اور نقل دہلی کے ریڈیٹنٹ کے دفتر میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۳ء فیوز پور ہجرہ کو اور سوک اور سونا کے پانچ ہزار روپیہ سالانہ پر استمرار سے متعلق ہے اور دوسری سند 'مورخہ ۳ مارچ ۱۸۸۶ء پونا پانا' پھوڑ اور گھینہ کے بیس ہزار روپیہ سالانہ پر استمرار سے متعلق ہے۔ دونوں نواب احمد بخش خان کے نام ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب ریڈیٹنٹ نے اپنی رپورٹ میں جو امور نے حکومت کو دی ہے ان دونوں جائز سندوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔

(۱۰) ان حالات میں دہلی میں کی گئی تحقیق کو بالکل یک طرفہ سمجھا جانا چاہیے۔ اور چونکہ اس کے اور اس کے خاندان والوں کے حقوق کا اس سے گہرا تعلق ہے اس لئے آپ کا درخواست گزار استدعا کرتا ہے کہ وہ دو درخواستیں جو ریڈیٹنٹ صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تھیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جنرل ایک صاحب بھلور کی عطا کردہ دو سندیں مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۳ء اور ۳ مارچ ۱۸۸۶ء ریڈیٹنٹ دہلی سے طلب کی جائیں اور اصل درخواست کے سلسلے میں جو آپ کے درخواست گزار نے حکومت کو اس وقت پیش کی تھی جب وہ ٹکٹ میں تھا جس کا اس درخواست کے دوسرے چراگراف میں ذکر کیا گیا ہے جناب ایڈورڈ کول بروک کی رپورٹ اور اس پر حکومت کے احکامات اور کرل نیلگم کے خط ان تمام دستویزات کی ایک مسل

بنا کر غور کے لیے حضور واکہ کی خدمت میں پیش کی جائے۔ پھر جب آپ کے درخواست گزار کو یقین ہو جائے گا کہ جعلی سند کی صحت کا قائل اعتراض پائی گئی ہے اور آپ کے درخواست گزار کے دعوے کی صداقت اور اس کے برحق و منصفانہ ہونے کا یقین ہو گیا ہے تو حضور واکہ درخواست گزار کی مطلوبہ درخواست کے قائل پذیرائی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں گے وہ اس پر مطمئن ہو گا۔

جیسا کہ آپ کے درخواست گزار پر واجب ہے وہ برطانوی حکومت کی خوشامی اور احکام کے لئے ہمیشہ دست پدعا رہے گا۔



دہلی

سورخہ ۷ جولائی ۱۸۳۰ء

(مختلط) فارسی رسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان بہادر

بہار مجلس آرکائیوز آف انڈیا۔ پائیکل ڈیپارٹمنٹ پریسڈنٹ ٹرانسپیرنسی سروس ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء

(۲۵)

بخدمت گرامی: نائب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی، فورٹ ولیم

منہاج آباد، سندھ خاں

جناب عالی:

۱۔ آپ کو بخوبی علم ہو گا کہ مسٹر سترنگ کی وفات کے بعد میں آپ کے سوا کسی اور کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ میرا مہلی اور سرپرست ہے اور یہ کہ میں اس شریف النفس انسان کی بجائے اب آپ ہی کو اپنا محالون سمجھتا ہوں جو دادرسی کے لیے حکومت کے سامنے میرے دعوؤں کی حمایت کرتا ہے۔

۲۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ دہلی ریڈیو ٹی وی میں فیروز پور کے جاگیردار نواب شمس الدین خان کے ساتھ جانبداری برتی جاتی ہے اور ان کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور یہ کہ میں (وہاں سے) کسی دادرسی کی توقع نہیں کر سکتا، میں نے ضرورت محسوس کی کہ میں ماہ رواں کی ۷ تاریخ کو عالی جناب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے سامنے ایک عرضداشت پیش کروں جو میں نے سرکاری طور پر آپ کو ارسال کر دی ہے اور مجھے آپ سے قوی امید ہے کہ حکومت میری عرضداشت پر توجہ دے گی جو سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔

۳۔ قاعدہ یہی ہے کہ حکومت کے احکامات کی نفوذ متعلقہ اشخاص کو فراہم کی جاتی ہیں اور ایسے متعدد لوگ میرے علم میں ہیں جن کی درخواست کے بارے میں احکامات کی نفوذ دفتر سے سرکاری طور پر فراہم کی گئی ہیں۔ تاہم یہ بڑی غیر معمولی بات ہے کہ اس رعایت سے جو سب کو عام طور سے ملتی ہے مجھے خاص طور پر محروم رکھا گیا حالانکہ میں ذاتی طور پر اور میرے وکیل محالون برائے ریڈیو ٹی وی جناب بلیک صاحب بہادر کی خدمت میں متعدد درخواستیں گزار چکے ہیں۔ میں آپ کا بہت زبردبار احسان ہوں اگر آپ ازراہ کرم میری درخواست پر جو میں نے حال ہی میں ارسال کی ہے اور جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے گورنر جنرل صاحب بہادر کونسل جو بھی احکامات صادر فرمائیں گے ان کی ایک نقل سرکاری لٹافے میں مجھے ارسال کر دیں۔

۳۔ میرے لیے باعث اعزاز ہے کہ میں اپنی قاری درخواست بنام جناب سوگن صاحب بیلور محنت اعلیٰ شلک کر رہا ہوں اور پر امید ہوں کہ آپ موصول کو میری درخواست ارسال فرما دیں گے۔
دہلی

۲۸ جولائی ۱۸۳۰ء

آپ کا تابعدار



(درجہ) قاری اسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان

بہت محنت اور کاتوز آک اٹھا۔ پرنٹنگل ڈیپارٹمنٹ پریسنگ ٹریڈ نمبر ۳ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۳۰ء

(۳۶)

منجانب: محمد اسد اللہ خاں

خدمت گرامی: مسند سیاسی برائے حکومت

مورخہ ۲۸ جولائی موصولہ ۱۲ اگست

آپ کو بخوبی علم ہو گا کہ جب میں نے اپنا مقدمہ سرکار عالیہ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو میں نے درخواست کی تھی کہ میری طرف سے سرکاری ریکارڈ بطور شہادت پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس اپیل کے جواب میں حکومت نے کرل سینکم کا خط جو دہلی ریڈیو ٹی کے سرکاری ریکارڈ میں موجود تھا پیش کیا تھا تاکہ اس دعوے کی توثیق کا صحیح ثبوت کیا جاسکے جو گزارہ کے لئے مجھے دیا گیا تھا۔

اگرچہ میں انگریزی زبان سے نااہل ہوں اور میں نے کرل سینکم کا خط نہیں دیکھا ہے تاہم آنجنابی جناب ایڈووکیٹ اسٹرنک نے مجھے مطلع کیا تھا کہ کرل سینکم کے خط میں جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے سلاٹ مبلغ دس ہزار روپے کی رقم نصرائلہ خان کے عزیز و اقارب کے لئے منظور کی گئی تھی اور یہ کہ اس میں خواجہ حاجی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

مزید برآں مجھے اچھی طرح علم ہے کہ سرکاری دفتر سے ابھی تک ایسی کوئی دستاویز نہیں نکلے ہے جو کرل سینکم کے خط کے مندرجات کو منسوخ یا ان کی تردید کرتی ہو بلکہ اس کے برعکس اگر سرکاری ریکارڈ میں تلاش کیا جائے تو لازماً ایک صاحب ہمارے وہ رجسٹر بھی ملیں گی جو ہر اعتبار سے کرل سینکم کے خط کے مندرجات کے عین مطابق ہوں گی۔

فیوز پور والے چاہتے ہیں کہ جعلی سند اور دہلی کے ریڈیو ٹی کی مدد سے میرے حقوق کو تاراج کروا دیں اور میری شہرت و آہود کو خاک میں ملا دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دہلی ریڈیو ٹی کے دفتر میں اس سند کی جو فیوز پور والوں نے پیش کی ہے کوئی نقل موجود نہیں اور نہ ہی سرکاری ریکارڈ میں لازماً ایک صاحب ہمارے کی کوئی ایسی رجسٹر دستیاب ہوگی جو اس سند کے مطابق ہو یا اس سند کی توثیق کرتی ہو۔

کسی بے حسرت لکھنا یا الزام عائد کرنا میری علوت نہیں لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ فیوز پور کے جاگیردار

دولت مند ہیں اور میں غریب ہوں۔۔۔ یقیناً بہت غریب۔ دہلی ریڈیو ٹی کے تمام اہل کار دل و جان سے فیروز پور والے کے ساتھ ہیں۔ اللہ میرا شکریاں ہوا اگر سرکار عالیہ نے میرے لیے کچھ نہ کیا تو میرا کیا حشر ہو گا؟

اس مہینے کی سات تاریخ کو میں نے گورنر جنرل صاحب ہمدرد کے نام انگریزی زبان میں ایک درخواست 'پڈریوڈ ڈاک' جناب صاحب فریڈر صاحب ہمدرد کو ارسال کی ہے۔ جس کے آخری پیرا گراف کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے جو عرضیاں پیش کی ہیں اور جن مندوں کے حوالے دیے ہیں وہ دہلی ریڈیو ٹی سے طلب کی جائیں اور ان کاغذات اور سرکاری دفتر میں موجود دستاویزات کا معائنہ کیا جائے اور سپریم کونسل کے سامنے میرے مقدمہ کی تفتیش کی جائے۔

پچھلے سال ۱۵ اگست کو میں نے جناب اسٹرنلک مرحوم کی اجازت سے پانچ نکات پر مشتمل ایک درخواست ان کی خدمت میں پیش کی تھی اور درخواست کی تھی کہ میرے مقدمہ کے متعلق رپورٹ جب بھی دہلی سے موصول ہو تو اس کے ساتھ سرکار عالیہ کے سامنے میری درخواست بھی پیش کی جائے اور میری درخواست کے پانچ پیرا گرافوں میں سے ہر پیرا گراف کے متعلق احکام صادر کئے جائیں۔

جناب اسٹرنلک نے میری احساس حقور کر لی اور وعدہ کیا کہ اس پر خود کیا جائے گا لیکن الموس کو میری بد نصیبی آڑے تلی اور وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

میرا جی کی حالت میں اب میں یہی شکایت آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور آپ کی اطلاع کے لئے اس کے ساتھ اس درخواست کی نقل منسلک کر رہا ہوں جو میں نے جناب اسٹرنلک کی خدمت میں پیش کی تھی۔

(صحیح ترجمہ)

(درجہ اول جی ڈی) (۲۷) محالون معتمد برائے حکومت

(۲۷)

حکم ہوا کہ مندرجہ ذیل خط قائم مقام ریڈیلینٹ دہلی کو ارسال کیا جائے۔
مندرجہ بالا حکم اس خط پر درج ہے جو صفحہ نمبر ۵۹ پر ہے۔

☆ ایڈیٹور آفیس ریکارڈز "لندن" نمبر آئی۔ او۔ آر / ۵ / ۱۳۴۳ یورڈز ٹیلیکس نمبر ۵۳۴۲۹۔

(۲۸)

بخدمت گرامی: قائم مقام ریڈیٹنٹ صاحب بہادر دہلی

جناب عالی

اسد اللہ خان کے مقدمے اور حکومت کے گزشتہ ۲۸ مئی کے احکامات کے موضوع پر آپ کے مراسلے کے حوالے سے مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کو اس امر سے آگاہ کروں کہ حکومت کے نام اس شخص کی یادداشت، جس میں گورنر جنرل صاحب بہادر کے حکم پر اس بنا پر نظر ثانی کی درخواست کی گئی ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر کا خط مورخہ ۷ جون ۱۸۸۶ء ایک جعل سازی ہے اور چونکہ عیاں ہے کہ اس قسم کی کوئی دستاویز ریڈیٹنسی کے ریکارڈ میں موجود نہیں لہذا گورنر جنرل ضروری سمجھتے ہیں کہ نواب شمس الدین خان سے اصل دستاویز طلب کی جائے اور دستاویز کے درست ہونے کا اطمینان کرنے کے لئے حکومت کو ارسال کی جائے۔ اس کے بموجب آپ اصل دستاویز حاصل کریں اور بلا تاخیر مجھے ارسال کریں۔

آپ کا مخلص

(درستخط) جی۔ سوئن

معتبر اعلیٰ برائے حکومت

نوٹ ولیم

۲۰ اگست ۱۸۸۶ء

(۲۹)

نقل

ایس۔ فریزر صاحب بہاور معاون معتد برائے حکومت شعبہ سیاسی۔ فورٹ ولیم

جناب عالی

اس عرضداشت کے حوالے سے جو میں نے آپ کی رسالت سے گزشتہ جولائی کے مہینے میں گورنر جنرل صاحب بہاور ہن کونسل کے غور و غوض اور احکام کے لیے پیش کی تھی میں بعد احترام منسلک یادداشت آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں اور آپ سے سوہانہ التماس کرتا ہوں کہ اصل سند کے ساتھ یہ یادداشت بھی آرائیل کونسل بورڈ کے سامنے پیش کر دی جائے۔ دہلی کے قائم مقام ریڈیٹنٹ کو میری سہایت و درخواست کے جواب میں پہلے ہی کہا گیا ہے کہ وہ فیروز پور کے جاگیردار سے اصل سند حاصل کی جائے اور عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہاور کے معائنہ اور غور و غوض کے لئے پیش کریں۔

دہلی ۲۶ ستمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا بھجدار

(دستخط) محمد اسد اللہ خان

برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار

(۳۰)

عرضداشت اسد اللہ خان برادرزادہ مرحوم نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوٹک سونہ
ضلع آگرہ، حال مقیم دہلی۔

بخدمت گرامی: عزت مآب ولیم بیٹکنگ (۲۸) اور ریٹیننٹ گورنر جنرل صاحب بھادر ان کونسل، کلکتہ فورٹ ولیم

مودبان عرض پرداز ہے کہ آپ کے درخواست گزار کو معلوم ہوا ہے جس پر وہ شکر گزار اور بہت پر امید ہے کہ حضور
دلا ان کونسل نے اس کی ایک درخواست کے جواب میں جو اس نے آرائیل پورڈ کو گزشتہ جولائی میں پیش کی تھی
دہلی کے قائم مقام ریٹیننٹ سے وہ اصل سند طلب کی ہے جس کی وجہ سے آپ کے درخواست دہندہ کے دعوے کو
مسرد کر دیا گیا تھا۔

۲۔ اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے حضور دلا ان کونسل کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ فیروز پور
کے جاگیردار نے اس کے دعوے کو باطل قرار دینے کے لیے جو سند پیش کی تھی وہ جعلی، جعلی اور غیر اہم ہے اور
چونکہ اب وہی دستخط آرائیل پورڈ کے سامنے پیش کی جانے والی ہے آپ کا درخواست گزار مودبان ان اسباب کی بر
وقت وضاحت کی جرات کرتا ہے جن کی بنیاد پر وہ مذکورہ دستخط کو جعلی قرار دیتا ہے، جس میں کوئی واقعاتی صداقت
موجود نہیں۔

۳۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ لارڈ ایک صاحب بھادر نے یہ واجب التحیل ضابطہ نافذ کیا تھا کہ جب کسی جاگیردار کو
کوئی سند عطا کی جائے تو اس کی ایک نقل ریکارڈ کے طور پر سرکاری دفتر میں ضرور جمع کرائی جائے اس ضابطہ کا اطلاق
پٹن کے شعبے پر بھی ہوتا تھا اور ہر جاگیردار سے متعلق تمام حالات و واقعات کی ایک رپورٹ فوراً تیار کی جاتی تھی
اور اس پر حکومت کا حکم حاصل کیا جاتا تھا۔ آجئہ آپ کے لیے یہ بات بدی غیر معمولی ہو گی کہ سرکاری امور و معاملات
چلانے کے لئے جو ضروری احتیاط اور طریقہ کار مقرر کیا گیا تھا کورہ سند جاری کرتے وقت اس پر عمل نہیں کیا گیا
اس میں اشتراک اور کنایہ، بھی ایسی کسی مراسلت کا ذکر نہیں جس سے دہلی اور سرکاری طور پر اس کے درست ہونے
کا پتہ چلا ہو اس لیے نہ تو دہلی میں ریٹیننٹ کے دفتر میں اس سند کی نقل کا کوئی سراغ ملتا ہے نہ پریڈیکٹی میں

حکومت کے شعبہ سیاسی میں 'نہ ہی مرحوم نصر اللہ بیگ خان کے اعزہ کے لئے صرف پانچ ہزار روپیہ کی فراہمی سے متعلق لارڈ الیک صاحب بہادر اور حکومت کی کسی مداخلت کا سراغ ملتا ہے اور نہ ہی سرکار برطانیہ کی طرف سے اس کی توثیق کا کوئی ریکارڈ سرکاری دفاتر میں موجود ہے۔ صرف ان اہم اسباب کی بنا پر وہ سند جس پر اعتراض کیا گیا ہے مشتبہ ہو جاتی ہے۔

اس جعلی سند میں اس مد کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے جس سے سلانہ پانچ ہزار روپے مرحوم نصر اللہ بیگ خان کے خاندان والوں کو لوا کیے جانا تھے اور نہ ہی اس کے نفس مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ الیک صاحب بہادر نے یہ وعید کیوں دیا تھا۔ اس میں جتنی صداقت ہے اتنی ہی یہ بات غور طلب بھی ہے کہ اس تاریخ سے قبل جو اس جعلی دستاویز پر درج ہے میوات کا علاقہ مرحوم نواب احمد علی خان کو بطور جاگیر عطا کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ علاقہ 'اس پر قبضے کے حتمی میں کسی اختلاف کے بغیر انہیں پرہ ہونے سے کسی ملک و شہ کے بغیر وہ بڑے محترم اور واجب التحظیم ہو گئے۔ اس کی کوئی توجیہ نظر نہیں آتی نہ پالیسی اعتبار سے نہ اخلاق کے اعتبار سے کہ لارڈ الیک صاحب بہادر نے بعد میں کیسے مداخلت کی اور جاگیردار پر مرحوم نصر اللہ بیگ کے عزیز و اقارب کو سلانہ مبلغ پانچ ہزار روپے میا کرنے کا فیصلہ مسلط کر دیا۔ لیکن اصل صورت حال کچھ اور ہے جیسا کہ اس یادداشت کے پہلے پیرا گراف سے عیاں ہو گا۔

۵۔ ۱۸۶۶ء میں (اس وقت) کرنل بیگم صاحب بہادر کے خط میں نصر اللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے لئے سلانہ دس ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی 'خط میں خواجہ حلیٰ یا اس کی کسی آل لولاد کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ آپ کا درخواست گزار سوداگر عرض پرداز ہے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ فارسی کی سند میں 'جو اب سامنے لائی گئی ہے' اس سابقہ انتظام کا اشارے کنائے یا تفصیل سے کوئی حوالہ دے بغیر ہی جو کرنل بیگم صاحب بہادر کے خط میں سے کیا گیا تھا خاندان کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی رقم اور خواجہ حلیٰ کے نام کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ اس کے علاوہ سند میں معمول اور روایت کے مطابق 'سند وصول کرنے والے کی خدمات کا تفصیلی ذکر ہوتا ہے جس پر وعید کی بنیاد ہوتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ وعید کس سے ملے گا لیکن اس سند میں اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ سند میں خواجہ حلیٰ کے ساتھ قربابت واری کے بھونے لوجا پر بھی کوئی دشمنی نہیں چڑی کہ یہ قربابت واری خون کے رشتے کی بنا پر ہے یا شادی بیاہ کی وجہ سے یا کسی اور قریبی رشتہ کی وجہ سے۔

۶۔ میوات کا علاقہ لارڈ الیک صاحب بہادر نے نواب احمد علی خان کو جاگیر کے طور پر عطا کیا تھا اور ملے پایا تھا کہ وہ 'دولت' سلانہ پچیس ہزار روپے حکومت برطانیہ کے خزانے میں جمع کراتے رہیں گے۔ اس سلسلے میں دو اصل سند لارڈ الیک صاحب بہادر کی صراحت و خط کے ساتھ فیروز پور کے جاگیردار کے دفتر میں موجود ہیں اور ان دو سندوں کی نقل دہلی میں ریڈیٹنٹ کے دفتر میں بھی محفوظ ہیں جن میں سے ایک پر ۲۲ دسمبر ۱۸۶۳ء کی تاریخ درج ہے اور دوسری پر ۳ مارچ ۱۸۶۶ء کی۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ان دونوں تاریخوں میں لارڈ الیک صاحب بہادر کی رجسٹر شعبہ سیاسی میں موجود ہو گی اور اس پر حکومت کے احکامات درج ہوں گے۔ آپ کا درخواست گزار متعین ہے کہ آپ مندرجہ ذیل

مخالف کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔ مئی ۱۸۰۶ء میں لارڈ الیک صاحب بہادر نے مبلغ پچیس ہزار روپے کی وصولی کے لیے جو مرحوم نواب کو ہر سال سرکاری خزانے میں جمع کروانے پڑتے تھے ایک اور انتظام کو قرنِ مصلحت جانا یعنی یہ کہ چند ہزار روپے سالانہ ضرر اٹھانے کے لیے ان کی وفات کے وقت ان کے پاس سواروں کا جو دست تھا اس کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات پر خرچ کئے جائیں گے اور دس ہزار روپے سالانہ مرحوم کے خاندان والوں کو بطور پیشی دیے جائیں گے لارڈ الیک صاحب بہادر نے حکومت کو اس بددست کی اطلاع دی اور اس کی منظوری حاصل کی جیسا کہ پہلے لکھی گئی ہے کہ لارڈ الیک سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر فیوضِ بد کے جاگیردار اس بات پر غور دیتے ہیں کہ وہ سند جو اب سامنے لائی گئی ہے اور جس میں مرحوم ضرر اٹھانے کے عوض کے لیے پانچ ہزار روپے کی رقم مقرر کی گئی تھی وہ بالکل اصل ہے اور یہ کہ وہ اپنی جاگیر سے ۵۰ سواروں کے دستے کے اخراجات برداشت کرنے کے پابند نہیں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ انہیں اس وقت تک سالانہ ۲۰ ہزار روپے سرکارِ برطانیہ کے خزانے میں جمع کروانا چاہئیں جب تک کہ وہ کوئی ایسی دستاویز پیش نہ کر دیں جس میں انہیں اصل معاوضہ سے بری الذمہ قرار دیا گیا ہو۔

۷۔ جب ۲۵ ہزار روپے کی رقم میں سے فیوضِ بد کے جاگیردار نے ہر سال برطانوی خزانے میں جمع کروانے کا اقرار کیا تھا، دس ہزار روپے سالانہ مرحوم ضرر اٹھانے کے لیے خاص کر ان کے لیے مخصوص کئے گئے اور لارڈ الیک صاحب بہادر نے حکومت کو اطلاع دے کر عبوری مدت کے اس اقدام کی منظوری حاصل کر لی تو حضورِ والا کو یہ بات بڑی عجیب محسوس ہو گئی کہ آخر لارڈ الیک صاحب بہادر نے خود اور منظور شدہ فیصلے سے جس پر خود ان کے اپنے دھچکا تھے یک پارگی کیسے مغرب ہو گئے اور انہوں نے حکومت سے کوئی خط و کتابت کے بغیر یا حتیٰ کہ اسے اطلاع دیے بغیر ہی دس ہزار کی رقم نصف یعنی پانچ ہزار روپے کر دی اور سبقت بددست کو منسوخ کر دیا۔

۸۔ ان مختلف اسباب کی بنا پر آپ کا درخواست گزار کسی ہیں وچیں کے بغیر دسے وثوق سے عرض پرداز ہے کہ مذکورہ سند جعلی ہے اور یہ کہ یہ لارڈ الیک صاحب بہادر کے دفتر میں ان جیسے شریف انصاف انسان کی منظوری سے نہیں زیرِ تحریر نہیں لائی گئی اور انہوں نے بھی اصل پیش کو نصف کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ کے درخواست گزار کو یقین ہے کہ وہ دلی یا پٹنہ لکھی کے امورِ عامہ کے شعبوں میں اس قسم کی کوئی مداخلت و دستیاب نہیں جو بلا واسطہ یا بلا واسطہ اس واحد دستاویز کے قانوناً جائز اور باضابطہ ہونے کی توثیق کر سکے یا جس سے کسی طرح سے بھی اس کے درست اور صحیح ہونے کا شبہ ہو سکے۔ چنانچہ کسی صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لیے دو نکات ایسے ہیں جن پر غور کرنا ہو گا۔ پہلا یہ کہ سند اس پر لکھی ہوئی عمر اور دھچکا سب جعلی ہیں اور دوسرے یہ کہ مرحوم نواب امیر بخش خان نے اپنی رہائش گاہ پر تاجر کی اور کھوئی اور غلط کو رشوت دے کر اس زمانے میں جب لارڈ الیک صاحب بہادر دوسرے اہم امور و معاملات میں مصروف تھے اس دستاویز کو فارسی زبان کی دوسری کاپیوں و دستاویزات اور کاغذات میں دیکھ کر جو روزانہ دھچکا کے لیے ان کے سامنے سے گزاری جاتی تھیں یہ درخواست بھی پیش کروائی اس پر دھچکا حاصل کر لیے اور یہ اپنی نوعیت کا بدترین فریب اور انتہائی گھٹیا اور خطرناک فعل سازی تھی۔

۹۔ آخر میں آپ کا درخواست گزار مودیہ عرض پرداز ہے کہ اصل معاہدہ کے مطابق جس پر لارڈ الیک صاحب ہمارے کے دستخط تھے فیروزپور کے جاگیردار سے کہا جائے وہ سالانہ ۲۵۰۰۰ روپے برطانوی خزانے میں جمع کرائیں۔ پندرہ ہزار روپے کی عدم ادائیگی کی پاداش میں جو اصلاً "بھاس سواروں کے دستے کی دیکھ بھال کے لیے اصل دستلوچ میں مقرر کئے تھے سرکاری حساب میں جمع کرائیں اور حکم دیا جائے کہ دس ہزار روپیہ سالانہ کی جو رقم کرنل نیلکم صاحب ہمارے کے خط کے مطابق مرحوم نیراٹھ بیگ خان کے عزیزا کاارب کے لیے جن کی تعداد حقیقت میں پانچ ہے جس میں آپ کا یہ درخواست گزار اس کا چھوٹا بھائی اور مرحوم نیراٹھ بیگ کی تین بہنیں جن کا کوئی وارث نہیں شامل ہیں کے وظیفہ کے طور پر مقرر کی گئی تھی انہیں سمجھو سرکاری خزانے سے ادا کی جائے اور آپ کے احترام و درخواست یعنی مجھے مرحوم نیراٹھ بیگ خان کے بھائی کا بیٹا ہونے کے سلسلے سے اس کا حقیقی جائیداد اور خاندان کی دیکھ بھال کرنے والا قرار دیا جائے۔ اگر پرنسپل ٹی کے دیکارڈ سے پوری احتیاط کے ساتھ چھان بین اور تفتیش کی جائے تو حقیقت کا پتہ چل جائے گا اور اس حقیقت کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں۔ حضور والا کی جانب سے غیر جانبدارانہ فیصلے سے مرحوم نیراٹھ بیگ خان کے اقربا اور درگا کے اصل حقوق ثابت اور متعین ہو جائیں گے۔

آپ کا درخواست گزار اسے اپنا قرض تصور کرے گا کہ وہ آپ کے حق میں ہمیشہ دست بردار ہے گا۔

(دستخط) محمد اسد اللہ خان
برادر زاہد نیراٹھ بیگ خان
جاگیردار

دہلی
۲۶ ستمبر ۱۸۳۰ء

محکم نقل
(دستخط) بی سوئی
مسند اعلیٰ برائے حکومت ہند

(۳۱)

بخدمت گرامی:

جناب لارڈ ولیم کیونڈش۔ بینک صاحب بہلور وغیرہ
گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل برطانوی ہندوستان

اسد اللہ خان برادر دادا نھرا لڈ بیگ خان جاگیوار سوک سوٹا۔ مقیم دہلی۔

مہربانہ التماس ہے کہ حضور والا کو علم ہو گا کہ آپ کے درخواست گزار نے اولاً اپنی شکایات جیسا کہ سرکاری ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کلکتہ میں بورڈ کے سامنے پیش کیں جب عزت مآب ولیم۔ بی۔ بیگ صاحب بہلور قائم مقام گورنر جنرل تھے جس پر اس وقت یہ حکم صادر کیا گیا کہ آپ کے درخواست گزار کو اپنی عرضداشت دہلی میں ریڈینٹ کے سامنے پیش کرنی چاہیے۔

۲۔ اس درخواست کے لحاظ سے جو آپ کے درخواست گزار نے کلکتہ میں قیام کے دوران آرمیل بورڈ کے سامنے پیش کی تھی پتہ چلے گا کہ آپ کے درخواست گزار نے دو گزارشات کی تھیں ایک یہ کہ فیروز پور کے جاگیوار نے سالانہ وظیفہ میں جو نھرا لڈ بیگ خان کے انتقال کے وقت ان کے اقربا کے لیے مقرر کیا گیا تھا بہت کمی کر دی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس تھوڑے سے وظیفہ میں جو اقربا کے لیے مقرر کیا گیا زبردستی کا ایک شریک خواجہ حاجی مسلط کر دیا گیا ہے جسے مذکورہ جاگیوار غیر قانونی اور غیر منسلک طور پر ایک مستقل رقم لوا کر دیتا ہے۔ اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے استدعا کی تھی کہ حضور والا سرکاری ریکارڈ کی مدد سے اس بات کی تحقیقات کرائیں کہ لارڈ بیگ صاحب بہلور نے نھرا لڈ بیگ خان کے خاندان کی کمالات کے لیے جو رقم مقرر کی تھی وہ کتنی تھی؟ اور اس بات کی بھی تحقیقات کرائیں کہ وظیفہ میں سے ایک مستقل رقم وصول کرنے کے سلسلہ میں خواجہ حاجی کے ادعا کی حقیقت کیا ہے؟ اور آپ کے درخواست گزار نے ان امور کے حعلق حکومت سے انصاف کی استدعا کی تھی۔

۳۔ سرالہ دیکھ کر یہ کہ اس زمانے میں دہلی کے ریڈینٹ تھے آپ کے درخواست گزار کے مقدمہ سے متعلق کالذات حکومت سے طلب کیے کیونکہ ریڈینٹس آفس میں اسی قسم کی کوئی دستاویز دستیاب نہیں تھی اور انہوں نے

خواجہ حامی کے دعویٰ کے متعلق حکومت کو رپورٹ ارسال کر دی۔ مسٹر اسٹرنگ نے کرنل بیگم کا ۱۸۸۶ء کا خط ان اصلاحات کے ساتھ دہلی کے ریڈیٹنٹ کو ارسال کیا کہ آپ کے درخواست گزار کے اوبائی چھان بین کی جائے۔ سب ایڈورڈ کول بروک کی رپورٹ سے فیصلہ ”آپ کے درخواست کے موجودہ دعوے کی تصدیق ہوئی ہے۔“

۳۔ حکومت کے اصلاحات کے مطابق انصاف تو یہ تھا کہ کرنل بیگم کے خط میں وغیلہ کی جو رقم مقرر کی گئی تھی وہ حصص کی جاتی اور نمرائیک بیگ خان کے قریب داریوں کو جاری کر دی جاتی اور حامی خان کے دعوے کی مناسب طریقے سے کٹاؤ چھان بین کی جاتی۔ مسٹر بیگ نے جو دہلی میں معلوم برائے ریڈیٹنٹ تھے آپ کے درخواست گزار کو طلب کیا اور اسے مطلع کیا کہ ریڈیٹنٹ مسٹر پانکز نے انصاف ہدایت کی ہے کہ فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ نمرائیک بیگ خان کے اقربا کو حسب سابق سالانہ پانچ ہزار روپے ملتے رہیں گے۔ مسٹر پانکز کے اس فیصلہ کا آپ کے درخواست گزار کے دعویٰ اور گزارشات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے وہ طالب اجازت ہے کہ اس سلسلے میں اپنے مقدمہ کی تفصیلات حضور والا کی خدمت میں پیش کرے۔

۵۔ حضور والا نے جب یہ فیصلہ قریب دیا کہ نمرائیک بیگ خان کے اقربا کو پانچ کرنل بیگم کے خط کی دفعات کے مطابق دی جائے تو لغوی اور معنی طور پر دہلی کے ریڈیٹنٹ کا فیصلہ دو انہوں نے لکھا بڑا عجیب ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس غلطی سے ایسی کون سی دستبرد ہاتھ آگئی ہے جس کے تحت کسی طرح بھی وہ دفعات کا عدم قرار دی جائیں جو کرنل بیگم کے خط میں بیان کی گئی ہیں۔

۶۔ حضور والا نے حکم دیا ہے کہ آپ کے درخواست گزار کی عرض داشت کی کٹاؤ چھان بین اور دہلی میں اس کی جانچ پڑتال کی جانی چاہیے لیکن ابھی تک اس معاملے کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق کوئی حقیقت نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی خواجہ حامی کے دعوؤں کی کوئی جانچ پڑتال کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خواجہ حامی کی شکایت کو پانچ ہزار روپے کی کٹاؤ میں شامل کر لیا گیا ہے اور یہ تکلیف وہ صورت حال اسی طرح برقرار رہے گی جیسے وغیلہ کی رقم دس ہزار روپے تھی۔

۷۔ اگر دہلی کے ریڈیٹنٹ نے اپنے فیصلے کی بنیاد اس سند پر قائم کی ہے جو فیروز پور کے جاگیردار نے پیش کی ہے اور جس پر لارڈ لیگ صاحب بامداد کی مرقعہ ہے تو آپ کے درخواست گزار کو اس پر تین مختلف اسباب کی بنا پر بڑی حیرت ہے، پہلے یہ کہ فیروز پور کے جاگیردار نے جو سند پیش کی ہے اگر دہلی کے ریڈیٹنٹ اور حکومت کے ریکارڈز میں اس کی کوئی نقل موجود نہیں تو اسے درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرا یہ کہ فیروز پور کے جاگیردار نے جو سند اپ پیش کی ہے وہ کسی سہایت سند یا کسی بددعا کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ اس لیے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سند اصل ہے۔

تیسرا یہ کہ سرکاری ریکارڈ سے ثابت ہے کہ ۲۵۰۰ روپے سالانہ ۵۰ گھوڑ سواروں کے دستے کی دیکھ بھال وغیرہ اور پھرے خاندان کے لیے دیے گئے تھے۔ ان دستاویزات کو دیکھنے سے اس بات کا کوئی جواز نہیں کہ بقیہ ۲۰۰۰

روپے منہ کیے جاسکتے ہیں یا وغیلہ سے دیے جاسکتے ہیں اور کسی دوسرے کا حق فیوز پر کے جائیداد کو دیا جاسکتا ہے۔

۸۔ آپ کے درخواست گزار نے دہلی کے ریڈیٹنٹ کے سامنے دو عرضداشت پیش کی تھیں ایک مورخہ ۶ مارچ ۱۸۳۰ء کو اور دوسری اسی سال اسی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو اور آپ کے درخواست گزار کے لیے یہ تصور کرنا ہی بڑا تکلیف دہ ہے کہ ریڈیٹنٹ نے نہ تو ان عرضداشتوں پر غور کیا نہ ہی انہیں حکومت کے سامنے پیش کیا بلکہ یک طرفہ فیصلہ صادر کر دیا۔

۹۔ آپ کے درخواست گزار نے ریڈیٹنٹ کے نام اپنی عرضداشت میں دو سندوں کا جن پر لارڈ ایک صاحب بہادر کی مرسیت ہے ذکر کیا تھا۔ اصل سندیں فیوز پر میں ہیں اور نقل دہلی کے ریڈیٹنٹ کے دفتر میں۔ ایک سند مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۲۳ء نواب احمد بخش خان مرحوم کے نام ہے جس کے تحت سالانہ پانچ ہزار روپے استرار پر فیوز پر دھڑک اور ساگرس انہیں بہادر جاگیر عطا کیے گئے ہیں دوسری سند مورخہ ۳ مارچ ۱۸۲۶ء بھی ان ہی کے نام ہے جس کے تحت سالانہ میں ہزار روپے استرار پر پونا ہانا پھوڑ اور ٹھیکہ انہیں بہادر جاگیر عطا کئے گئے ہیں۔ اور آپ کے درخواست گزار کا خیال ہے کہ ریڈیٹنٹ نے حضور والا کے غور کرنے کے لئے ان سندوں کا مسئلہ پیش نہیں کیا ہے۔

(۳۲)

نوٹ ولیم میں ۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کے سیاسی مشوروں سے اقتباس

منہاب :

قائم مقام ریڈیفٹ دہلی

بخدمت جناب محترم اعلیٰ سو قن بہار

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء

جناب عالی

لارڈ ایک صاحب بہار کا مراسلہ بھیجا ہائے جو
محترم اعلیٰ کے مراسلہ مورخہ ۲۰ اگست سابق میں
نسب کیا تھا۔

بہار نے ان کے والد نواب احمد بخش خان کو ۱۸۰۶ء کی ۷ جون کو جو خط ارسال کیا تھا جس میں مرحوم نصر اللہ بیگ
خان کے اقربا کو دیے جانے والے وکیلہ کی رقم مقرر کی گئی تھی اور جو خط انہوں نے پہلے بھی ایک موقع پر جب اسد
اللہ خان المعروف مرزا نوشہ کے دعوے کی تفتیش کی جا رہی تھی میرے غلطی کے لیے ارسال کیا تھا۔ میں نے انہیں
بتایا کہ اب گورنر جنرل صاحب بہار ان کو نسل وہ خط دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ مرزا اسد اللہ خان نے ان کے سامنے ایک
یادداشت پیش کی ہے جس میں اس مذکورہ خط کے جعلی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ نواب صاحب نے مطلوب خط جو
فارسی میں لکھا ہوا ہے اور جس پر لارڈ ایک صاحب بہار کی مبراور دستخط ثبت ہیں مجھے ارسال کر دیا ہے اور اسے پیش
کرتے ہوئے مجھے امید ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد حکومت کو اس کے اصلی ہونے کا اسی طرح یقین ہو جائے گا جس
طرح مجھے گذشتہ مئی میں اس وقت یقین ہو گیا تھا جب میں نے اسے دیکھا تھا اور میں نے اسد اللہ خان کے دعوے
کے بارے میں رپورٹ دی تھی اور اس شخص کے بھولے دعوے کو تسلیم کرنے کی اذیت میں جتا نہیں ہو

اسد اللہ خان کا ادعا کہ مذکورہ مراسلہ باطل جعلی
ہے قطعاً جبراً ہے مزا کا مستحق ہے۔

فجائیکہ

میں آپ کا خادم ☆

آپ کا شخص

(درجہ بالا) ایف۔ آئمز، قائم مقام ریڈیفٹ

دہلی ریڈیفٹ نسبی

۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء

(۳۳)

بنگال سے سیاسی خط کا اقتباس مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۳۰ء

ہم اسد اللہ خان کے دعوے کے بارے میں مسٹر ہاکنز کی رائے سے متفق ہیں جو مدعی نے نواب جس الدین خان خٹک نواب احمد بخش خان کے خلاف سالانہ ۵۰۰۰ روپے کی اس رقم کے بارے میں پیش کیا ہے جو لارڈ لیک صاحب بہادر نے مرحوم نصر اللہ بیگ خان کے اقربا کی گزر اوقات کے لیے نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مقرر کیا تھا۔ اسد اللہ خان نے دعویٰ کیا تھا کہ انہیں اور ان کے بھائی مرزا یوسف کو سالانہ ۵۰۰۰ روپے کی رقم میں ان کے ہاؤس سے محروم کر دیا گیا ہے کیونکہ نواب احمد بخش خان نے ۱۰ ہزار روپے سالانہ کے حق دار کی حیثیت سے اقربا میں طوائف حلقی کے نام کی شمولیت کو مناسب جانے۔

مسٹر ہاکنز نے اس دعوے کو تسلیم نہیں کیا کہ اسد اللہ خان کو اب تک جتنا حصہ ملتا رہا ہے وہ اس سے زیادہ کے حق دار ہیں۔

مراسلہ ۲۰ مئی نمبر ۳۔ ۳

(۳۴)

بخدمت گرامی: سی نورس صاحب بہادر معتمد اعلیٰ برائے حکومت بمبئی، شعبہ سیاسی

جناب عالی عزت مآب نائب صدر ان کونسل نے مجھے

۱۔ امداد خان کے دعویٰ پر مستند اعلیٰ کا ۱۲ اگست ۱۸۳۰ء کا ہدایت کی ہے کہ میں فلسفہ دستخطات پر حاشیہ میں درج ہیں آپ کو ارسال کروں اور گزارش کروں کہ

عزت مآب گورنر اصل فارسی دستخط کا جائزہ لیجئے کے بعد جس کے بارے میں ایک فریق کا کہنا ہے کہ وہ

لارڈ ایک صاحب بہادر کا خط ہے اور دوسرا فریق اسے جعل سازی قرار دیتا ہے، امداد خان کے دعوے کے حق و با حق ہونے اور ان کے اس ادعا کے

بارے میں کہ مذکورہ دستخط یا تو جعل سازی ہے یا دعوہ دہی کے ذریعہ حاصل کی گئی ہے اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

۲۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۳۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۴۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۵۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۶۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۷۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۸۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۹۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۱۰۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۱۱۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۱۲۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۱۳۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۱۴۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۱۵۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۱۶۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کلمات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے سینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب محسن الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

۱۷۔ عزت مآب جناب گورنر صاحب فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیق دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

(۳۵)

اسد اللہ خان کے مقدمہ پر مستند اعلیٰ کا نوٹ ۹ اگست ۱۸۳۰ء

(۱) اسد اللہ جو خود کو مرحوم نواب نصرائف بیگ خان کا برادر زادہ بتاتا ہے جو جیل بیرون کے تحت آکر خلیج کا قتلگم تھا اور مرہٹوں سے جنگ کے دوران لارڈ ایک صاحب بہادر سے تین ملا تھا اور اس کی خدمات کے صلہ میں لارڈ ایک صاحب بہادر نے اسے آکر خلیج میں کچھ اراضی استمراری مدت کے لئے ۸۰۰۰ کھاروپے پر بخش دی تھی۔ یہ سوک اور اور سونسا کے پگنے تھے۔ جہاں کا مالک 'بیساکہ اسد اللہ نے اپنی عرضداشت میں بیان کیا ہے ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ تھا۔

(۲) نصرائف بیگ خان فیروزپور و فیرواکہ سردار نواب احمد بخش خان مرحوم کا داماد تھا۔

(۳) نصرائف بیگ خان کا انتقال ہوا تو اس کے پسماندگان میں اس کی ماں 'ایک بیوہ' تین بہنیں اور دو بیٹے تھے یعنی در خواست گزار اور اس کا چھوٹا بھائی یوسف علی خان (یا مرزا یوسف) تھے۔

(۴) در خواست گزار مزید بیان کرتا ہے کہ ایک اور شخص خواجہ حاجی ایم کا ہوا کرتا تھا جو نصرائف بیگ خان کا رشتہ دار نہیں تھا بلکہ شادی کی وجہ سے اس کی قرابت داری ہوئی تھی۔ وہ نصرائف بیگ خان کے والد کی بیوی کی بھانجی کا بیٹا تھا۔ اس نے نصرائف بیگ خان کی جائیداد کا انتظام و انصرام سنبھال لیا اور کہا جاتا ہے کہ ان (نصرائف بیگ خان) کے انتقال کے بعد اس نے احمد بخش خان کے ساتھ مل کر سازش کی اور مرحوم کے خاندان والوں کے ساتھ جیل سازی کی۔ احمد بخش خان نے نصرائف بیگ خان کے خسر اور ان کے خاندان کے فطری ولی ہونے کی حیثیت سے اس نے اس شرط پر کہ وہ یہ رقم نصرائف بیگ خان کے اقربا کی گزروقت کے لیے دیا کہ لگ لارڈ ایک صاحب بہادر سے اس رقم کی واپسی سے اسٹی کا پروانہ حاصل کر لیا جو وہ فیروزپور کے لیے لوا کیا کرتا تھا در خواست گزار کا کہنا ہے کہ نواب (نواب احمد بخش)

☆ مطابق انگریزی متن 'نصرائف بیگ خان' نواب احمد بخش خان کے والد نہیں بنتی تھے۔ (دک۔ ن)

☆ مطابق انگریزی متن 'یہاں بیٹے نہیں بھیجے ہونا چاہیے۔ (دک۔ ن)

نے غیر متعلقانہ طور پر خواجہ حاجی کو نصرائف بیگ کے اقربا کی فرست میں شریک طالب کی حیثیت سے شامل کر لیا اور نصرائف بیگ خاں کے اقربا کی عمومی گزرواوقات کے لیے مقرر کی گئی سیلنگ پانچ ہزار روپے سالانہ کی رقم کو اس طرح تقسیم کر دیا:

خواجہ حاجی	۲۰۰۰ روپے
نصرائف بیگ خاں کی والدہ	۱۵۰۰ روپے
درخواست گزار	۱۵۰۰ روپے

خواجہ حاجی کے انتقال کے بعد احمد بخش خاں نے دو ہزار کی رقم ان کے بچوں کو ادا کرنا شروع کر دی۔ جب ماں کا انتقال ہوا تو اس کے حصہ کی رقم ان کی سب سے بڑی بیٹی (نصرائف بیگ خاں کی بہن) کو ملنے لگی جو اس رقم سے اپنی دو چھوٹی بہنوں کی کفالت کرتی تھیں۔

درخواست گزار کا کہنا ہے اس نے اپنے حصہ کی رقم سے اپنے چھوٹے بہائی کی کفالت کی جسے اس (اسد اللہ خاں) کی شکایت کے مطابق نواب احمد بخش نے بے آسرا چھوڑ دیا تھا۔ تاہم اسد اللہ خاں کے لیے =/۱۵۰۰ روپے کی طے شدہ رقم غالباً دونوں بھائیوں کی مشترکہ کفالت کے لیے تھی جیسا کہ =/۱۵۰۰ روپے کی دوسری رقم خواتین یعنی درخواست گزار کی چھوٹی بہنوں کے لیے تھی۔

اب یہ تحقیق کرنا تو بے مصروف ہے کہ نصرائف بیگ خاں کے وارثوں کے ساتھ خواجہ حاجی کو جو حصہ ملا تھا وہ اس کا مستحق تھا یا نہیں کیونکہ ۳ مئی ۱۸۰۶ء کے پروانے میں جو احمد بخش خاں نے گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل سے حاصل کیا اور جس پر ان کی مراد و دستخط ثبت ہیں خواجہ حاجی کو نصرائف بیگ کے خاندان کا ایک فرد تسلیم کیا گیا ہے لیکن یہ تحقیق کرنا ضرور قائمہ مند ہو گا کہ جب احمد بخش خاں نے نصرائف بیگ خاں کے اقربا بشمول خواجہ حاجی کی گزرواوقات کے لیے ۵۰۰۰ روپے کی رقم مقرر کی تو انہوں نے اپنی سند کی شرائط کو پورا کیا یا نہیں اور یہ کہ احمد بخش خاں کے وارث اور جائزین خنس الدین خاں گزارے کی رقم بڑھانے کے پابند ہیں یا نہیں۔

یہ تحقیق کرنا بھی مفید ہو گا کہ جیسا کہ درخواست گزار نے دعویٰ کیا ہے لارڈ لیک صاحب بہادر کی جانب سے مورخہ ۶ جون ۱۸۰۶ء کو جاری کی گئی سند جعلی ہے اور یہ کہ آیا اس معاملے میں پوری طرح تحقیق کی گئی ہے یا نہیں۔

درخواست گزار نے اپنی متعدد یادداشتوں میں سے جو کچھ بیان کیا ہے ان کی تفصیلات میں جانے بغیر میں یہ کہوں گا کہ ان یادداشتوں میں معلومات کا ایک انبار موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ حکومت ان تمام امور سے بخوبی واقف ہے اس لیے میں صرف وہ حالات بیان کروں گا جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔

اسد اللہ ۱۸۴۸ء میں نکلنے میں آئے اور دفتر فارسی کے معتمد کو ایک یادداشت پیش کی ملاحظہ ہو

یادداشت موصولہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۴۸ء پر ۲ مئی کو ریکارڈ ہوئی جس کا نمبر ۳۶ ہے۔

(۴) اس یادداشت پر حکم صادر ہوا۔

حکم ہوا کہ درخواست گزار کو مطلع کیا جائے کہ مندرجہ بالا عرضداشت دہلی کے ریڈیٹ کو پیش کی جانی چاہیے۔

(۵) دہلی کے ریڈیٹ سرانی کل ہدک نے ۲۴ فروری ۱۸۴۹ء کو حکومت کو اطلاع دی کہ اسد اللہ خان

نے ان کے سامنے ایک عرضداشت پیش کی ہے جس کا نس مضمون یہ ہے کہ نعر اللہ بیگ خان کے انتقال پر جن کے پاس مقرری میں سوک اور سونا کے پر گئے زندگی بھر کے لیے ۱۰۰۰۰ ذرا ششی پر تھے ۳۰۰۰۰

روپے اور ۳۰۰۰۰ روپے کے درمیان ذرا ششی پر مرحوم احمد بخش خان کے پاس فیوز پر وغیرہ کی زمینیں تھیں۔ جب احمد بخش خان 'نعر اللہ بیگ خان کے قرابت داروں کی کفالت کے ذمہ دار بنے تو انہیں اس

رقم کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور یہ کہ احمد بخش خان نے اس کفالت کے لیے سالانہ ۵۰۰۰

روپے سے زیادہ کبھی ادا نہیں کیے جس میں سے ۳۰۰۰۰ روپے وہ ایک شخص خواجہ حاجی کو دے دیتے تھے جو غلامان کے لیے ایک اجنبی تھا ۱۰۰۰ روپے درخواست گزار کو اور ۱۰۰۰ روپے نعر اللہ بیگ خان کی بہنوں

میں سے ایک بہن کو جبکہ درخواست گزار کے ایک بھائی اور دو بہنوں کو بائیکل فراموش کر دیا گیا ہو۔

(۶) سر ایڈورڈ کل ہدک آگے چل کر کہتے ہیں:

"حکومت کی طرف سے احمد بخش خان کو فیوز پر کی ہو شدہ مورخہ ۴ مئی ۱۸۴۹ء کو ملی تھی اس میں مندرجہ ذیل شق درج ہے اور جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں یہ واحد شق ہے جو اس معاملہ سے متعلق ہے:

"خواجہ جلی اور مرحوم نعر اللہ بیگ خان کے دوسرے متوطنین (معتقلین) کی دیکھ بھال اور کفالت کے تم ذمہ دار ہو گے اور بوقت ضرورت تم سے جب بھی طلب کیا جائے گا تم سرکار کے لیے پچاس سواروں کا دستہ تیار رکھو گے۔"

(۷) سر ایڈورڈ کل ہدک نے اپنی رپورٹ کے آخر میں درخواست کی ہے کہ سرکاری ریکارڈ میں اس مقدمہ سے متعلق اگر کوئی بھی دستاویز موجود ہو تو انہیں اس کی نقول فراہم کی جائیں۔

(۸) اس کے جواب میں جواب احمد بخش خان کے ساتھ تصدیق کے بارے میں لیٹیننٹ کرنل بیگم کے مراسلے مورخہ ۴ مئی ۱۸۴۹ء کا ایک اقتباس دہلی کے ریڈیٹ کو ۳ مارچ ۱۸۴۹ء کو ارسال کیا گیا تھا اور ان

سے کہا گیا تھا کہ وہ درخواست گزار کی کفالت کے بارے میں تحقیقات کریں اور رپورٹ ارسال کریں۔

(۱۷) ۵ دسمبر ۱۸۸۶ء کو دہلی کے قائم مقام ریڈیفیڈ مسٹر ہاکنز نے حکومت کی توجہ سرائیڈورڈ کول بروک کے خط مورخہ ۲۳ فروری کی طرف مبذول کرائی جس کے متعلق انہوں نے بتایا کہ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے جواب میں انھیں مطلع کیا گیا کہ ۱۳ مارچ کو جواب ارسال کیا گیا تھا اور اس وقت سے اس مقدمہ کے بارے میں کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی اور انھیں اس کی ایک نقل فراہم کی گئی کیونکہ اصل کہیں ادھر لوہر ہو گئی تھی۔

(۱۸) مسٹر ہاکنز نے گزشتہ ۵ مئی کو اسد اللہ خان کے مقدمے کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی (۲۶)۔ اس سے پتہ چلے گا کہ انہوں نے اسد اللہ خان کی عرضداشت نواب محسن الدین خان "مردوم احمد بخش خان کے فرزند اور جائیں" کو شکایت کے متعلق ان کے جواب کے لیے بھجوا دی تھی۔ نواب محسن الدین خان کے جواب کا ترجمہ اور لارڈ ایک صاحب بہادر کا سپید خط مورخہ ۷ جون ۱۸۸۶ء جس میں ان التماس کی صراحت کی گئی ہے جنہیں سالانہ ۵۰۰ روپے دیے جاتا تھے مسٹر ہاکنز کی رپورٹ کے ساتھ موصول ہوئے اور انہوں نے اس بارے میں اپنی رائے ظاہر کی کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے واضح فیصلے کے بموجب شکایت کنندہ اور ان کے بھائی مرزا یوسف کو جو کچھ ملتا رہا وہ اس سے زیادہ کے متعلق نہیں تھیں۔ ۱۰۰۰ روپے سالانہ جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ نواب محسن الدین بیٹے ادا کرنے کے لیے تیار رہے ہیں۔

(۱۹) اس کے جواب میں حکومت نے گزشتہ ۲۸ مئی کو بتایا کہ اس نے مسٹر ہاکنز کے فیصلے کی توثیق کر دی ہے۔

(۲۰) اسد اللہ خان کے ۷ جولائی کو ایک یادداشت انگریزی زبان میں ارسال کی جس میں ایک شد کی بنیاد پر مسٹر ہاکنز کے فیصلے کے خلاف شکایت کی گئی ہے جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ جعل سازی ہے اور درخواست کی گئی ہے کہ اس کے ثبوت میں ریکارڈ کی چھان بین کی جائے۔

(۲۱) انہوں نے ۲۸ جولائی کو مسٹر ہاکنز کے فیصلے کے خلاف ایک بار پھر شکایت کی کہ یہ نواب محسن الدین کے ساتھ جانب داری پر مبنی ہے اور درخواست کی کہ انہیں سرکاری احکام کی ایک نقل مینا کی جائے۔ انہوں نے میرے نام ایک خط بھی منسلک کیا جس کا ترجمہ ارسال کیا جاتا ہے اس خط میں انہوں نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں تمام کثافات کو ایک بار پھر دیکھوں اور حکومت کو دہشت دوں کہ وہ میری بیان کردہ ساری رد واد پر مے خصوصاً اس لیے کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اسد اللہ خان کی شکایت پر یقین کرنے کے اسباب موجود ہیں اور وہ بالکل بے بنیاد نہیں ہیں۔

(۲۲) لارڈ ایک صاحب بہادر کا مورخہ ۷ جون ۱۸۸۶ء کا کوئی خط سرکاری ریکارڈ میں موجود نہیں۔

(۲۳) یہ بھی عیاں نہیں ہوتا کہ اصل خط مسٹر ہاکنز کو پیش کیا گیا ہے۔

(۲۳) مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۷ جون کا خط پیش کیا جائے اور اس کی جانچ پڑتال کی جائے اور اگر دہلی میں اس کے صحیح ہونے کے مطلق کوئی شکوک و شبہات پیدا ہوں تو اسے پریذیڈنسی ارسال کر دیا جائے۔

(۲۵) اگر محس الدین اس تقاضے سے بچنے کی کوشش کریں اور کہیں کہ اصل خط گم ہو گیا ہے تو ان کے خلاف قوی کارروائی کا نام کیا جاسکتا ہے۔

(۲۶) محس الدین خان کا جواب جیسا کہ مستطاب کے مراسلے مورخہ سابقہ ۵ مئی میں پیش کیا گیا ہے پورا غیر سنجیدہ ہے اور ان کی اس رائے سے کہ وہ ایک شاعر ہے اور شاعر کے اس استحقاق سے وہ مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے اور پورا فائدہ اٹھاتا ہے، اسد اللہ خان کے دعوے کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

(۲۷) لیکن مقدمے کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جانا چاہیے۔

(۲۸) ہمیں امیر بخش کو عطا کی گئی سند مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۶ء کا جائزہ لینا چاہیے جو اصل وحقیقی ہے اور گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل نے اس کی توثیق کی تھی۔ اس کی ایک نقل سر جان بیگم کے اسی تاریخ کے مراسلے میں شامل ہے اور وہیں دیکھی جاسکتی ہے دہلی کی ۱۰ مئی ۱۸۸۶ء کے عریضہ و آثارب کے لیے دس ہزار روپے رکھے گئے ہیں لیکن بد قسمتی سے جس ڈیپوٹے (مالے انداز میں ۳ مئی ۱۸۸۶ء کی سند کو الفاظ کا حاسہ پسٹا کیا گیا ہے اس میں ٹھیک ٹھیک رقم کا کوئی ذکر نہیں۔ ذرا شبہ کی ایک مقررہ مقصد یعنی نعرانہ ایک خان کے عریضہ و آثارب کی کفالت اور گزراوقات کے لیے ۲۵۰۰۰ سے کم کر کے پندرہ ہزار کر دیا گیا ہے۔

اس میں کتابت "مذکورہ بالا مضامین اور شرائط کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن یہاں مضامین اور شرائط کے الفاظ عمومی معنوں میں استعمال کیے گئے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ لارڈ ایک صاحب بہادر نے جو اس وقت کانپور میں تھے ۳ مئی کو یہ پروانہ عطا کرنے اور اسی مہینے کی سولہ تاریخ کو حکومت کا جواب ملنے کے بعد جس میں جو کچھ کیا گیا تھا اس کی منظوری دی گئی تھی۔ امیر بخش خان کو یہ بتانے کے لیے کہ گزشتہ مہینے کی سولہ تاریخ کو کیا ملے پانچ ۷ جون کو دوبارہ خط لکھا ہو؟

(۲۹) تمام نواب امیر بخش کی درخواست پر (جو اس وقت لارڈ ایک صاحب بہادر کی معیت میں کانپور میں تھے) اگر لارڈ موصوف نے ۷ جون کا خط لکھا تھا تو کرل بیگم صاحب بہادر نے جنہوں نے چند روز بعد (۱۳ جون) ۲۱ مئی کے سرکاری احکامات کے وصول پانے کی اطلاع دی یہ رپورٹ کیوں نہ دی کہ امیر بخش خان کو ایک خط ارسال کیا گیا ہے جس میں ۵۰۰ روپیہ کی ایک معینہ رقم نعرانہ ایک خان کے خاندان والوں کی کفالت کے لیے مقرر کی گئی ہے اور ان اسباب کی وضاحت کی گئی ہے جن کی بنا پر ذرا شبہ کی بجائے رقم حقیقت میں دوبارہ شامل نہیں کی گئی جو نواب کی جاگیر سے ادا کی جاتی ہے؟ لیکن ایسی کوئی رپورٹ نہیں۔ اگر دستاویز اصلی ہے تو یہ ہیڈ انڈیا میں نہیں کہ امیر بخش نے یہ فریب اور دھوکہ سے حاصل کی ہو لیکن اگر یہ

تسلیم کر لیا جائے کہ یہ ایک ایسا عزم ہے جو لارڈ ایک صاحب ہمارے اپنی رضامندی سے جاری کیا ہے تو کیا لارڈ موصوف اسے با اختیار تھے کہ گورنر جنرل ان کو نسل کے منظور کئے ہوئے کسی سابقہ فیصلے کو درہم برہم کر سکیں؟ اور کیا حکومت اس کی پابند ہوگی؟ مجھے یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے اور خواہ یہ دستاویز اصلی ہو یا جعلی، ظاہر یہی ہوتا ہے کہ صراحتاً ایک خان کے اقربا زیادہ دھننے کے حق دار ہیں۔

(۳۰) اس نوٹ میں جن نکات است کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالے کے لیے منسلک ہیں۔

(در حقل) جی۔ سو فین

۱۹ اگست ۱۸۳۰ء

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(محکم نقل)

(در حقل) جی۔ سو فین

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

☆ مکمل آرکائیوز آف انڈیا۔ قانون نگار دستخط حقائق جلد نمبر ۲۰۸

(۳۶)

بخدمت گرامی:
 این۔ بی۔ ایڈمونسٹون صاحب بہادر

جناب عالی!

میرے لیے ہامٹ عزت ہے کہ آپ کا پچھلے مہینے کی ۳ تاریخ کا لکھا ہوا مراسلہ مجھے موصول ہوا۔ میں نہایت ملی خان اور عبدالصمد خان کو دی جانے والی سندوں کے مسودے ارسال کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں (جہاں تک میرا اندازہ ہے) یہ مسودات عزت مآب گورنر جنرل کی مرضی کے عین مطابق تیار کئے گئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری درخواست کے ساتھ ان کا احترام کیا جائے گا۔ نہایت ملی خان کی جانیدار کو اس بات سے مشروط کر دیا گیا کہ وہ بدستور اپنے سردار کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اول الذکر (اسٹیل خان) کو ذاتی طور پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ برطانوی حکومت سے داد و بخش کے مدعی ہو سکتے ہیں لیکن جو جاگیر انھیں نواب کی بلا دستی کے بغیر عطا کی گئی ہے وہ اس سے بالکل مطمئن ہیں اور جو جانیدار اسلما کسی اور شرط پر نہیں بلکہ سربراہ خاندان اطاعت کی شرط پر ہی دی ہے وہ تقسیم اور کمزوری کا موجب بننے کی اور ان کے اس مقصد کو جس کے لیے یہ تہم بددست کیا ہے ضرر پہنچائے گی۔

۱۔ امیر بخش خان جب رہنمائی اور ہراند سے دستبردار ہوئے تو عزت مآب لارڈ الیک صاحب بہادر نے انھیں میوات کے وہ اضلاع جو ان کے قبضہ میں تھے زندگی بھر کے لیے بخش دیے ہزار روپے کی سالانہ ادائیگی پر دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے فوراً بعد امیر بخش خان کے ایک قریبی رشتہ دار (نوراللہ بیگ خان کی اچانک موت پر سوگم اور سونا کے اضلاع جو اس سردار (نوراللہ بیگ خان) کو دیے گئے تھے واپس لے لیے گئے لیکن عزت مآب نے ضروری سمجھا کہ ان کے بھائی اور خاندان والوں کے لیے کوئی مستقل بددست کیا جائے اور یہ اس لیے اور بھی ضروری ہو گیا کہ بے قصود سواروں کے دستے کو جس میں ان میں سے بہت سے لوگ برسرِ روزگار تھے ختم کرنے کی ضرورت پیدا ہو گئی اور جس میں ایک یا دو افراد ایسے بھی تھے جو دشمن کو چھوڑ کر اس وعدہ پر ہم سے آنے لے تھے کہ ہم ان پر غلامت و نوازشات کریں گے اور انھیں تحفظ فراہم کریں گے۔ ان مقاصد کو اس طرح حاصل کرنے کے لیے کہ ان پر کم سے کم اعتراض کیا جاسکے

عزت مآب نے اسی طریقے کو بہتر بنایا کہ امیر بخش خان کو ان کی کلمات کے لیے بھڑکتے دے دی جائے چنانچہ اس نقد نظر سے انہوں نے سالانہ صرف چند روپے ہزار روپے کی رقم مقرر کر دی جو انہیں ادا کرنا ہوگی۔

امیر بخش خان کے ذریعہ انتظام اخلاص کی حالت ان کے پر آشوب حالات اور وہ رقم جو وہ ادا کرتے تھے کی قلیل مقدار کی بنا پر اور ان کی خدمات کو پیش رکھتے ہوئے عزت مآب نے انہیں پیش کش کی کہ اگر وہ ادا کے تمام دعوؤں سے دست بردار ہو جائیں اور وعدہ کریں کہ اپنے علاقے میں امن وامان قائم رکھیں گے اور بوقت ضرورت پچاس سواروں کا دست فراہم کریں گے تو انہیں ہر قسم کی ادائیگی سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا اور ان کے پاس جو زمینیں ہیں وہ ان ہی شرائط پر انہیں دے دی جائیں گی جن شرائط پر نہایت علی خان اور صدر خان کو دی گئی ہیں۔ انہوں نے اس پیش کش کو فوراً قبول کر لیا اور لارڈ لیک صاحب بہادر کی خواہش کے مطابق سند کا باطل دیا ہی مسودہ تیار کیا گیا جو مذکورہ بالا دونوں سرداروں کو دی گئی تھیں۔

عزت مآب لارڈ لیک صاحب بہادر نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں اس عرضداشت کی ایک نقل اور ترجمہ بھی ارسال کروں جو انہیں امیر بخش خان کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔

سوائہ اور نوہ کے اخلاص جو وہ اپنے پاس رکھنے کے خواہش مند تھے اب کرایہ پر بیچ گئے چودھری رہاڑی کو تین سال کی مدت کے لیے اضافہ شدہ لگان پر دے دیے گئے ہیں۔

عزت مآب (لارڈ لیک صاحب بہادر) کو معلوم نہیں کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل بانہ ظران صوبوں کا تعیند کس طرح کرنا چاہتے ہیں اس لیے امیر بخش خان کے پاس یہ تجویز افذ کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ ان کی درخواست منظور کر لی جائے گی۔ تاہم عزت مآب نے مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی ہے کہ ان علاقوں کو فوری طور پر براہ راست اپنے انتظام میں لینے کے علاوہ کوئی اور بندوبست کیا جائے جس میں یہ خواہش بھی کارفرما ہو کہ وہ بندوبست یا تو سرکار برطانیہ کے لیے فائدہ مند ہو یا اس کے استحکام کا موجب ہو عزت مآب کی نظر میں نواب امیر بخش خان جیسا اور کوئی مقامی سردار ایسا نہیں جس سے پورے اضلاع کے ساتھ یہ توقعات وابستہ کی جاسکیں کہ وہ ہر مسئلے کا حل و حوزہ نکالے گا کیونکہ نواب موصوف بندے سرگرم اور ذہین ہیں اور اپنے علاقے میں بڑے پارٹر باعزت ہیں اور (عزت مآب پر یقین ہیں) علوم دل سے سرکار برطانیہ کے دلداد ہیں۔

عزت مآب لارڈ لیک صاحب بہادر نے مجھے یہ عرض کرنے کی بھی ہدایت کی ہے کہ انہیں مرضی خان بہادر خان اور محمد خان آفریدی کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں انہوں نے تشریحات ظاہری ہے کہ ان کے درجا کی کلمات کے لیے کوئی انتظام کیا جائے (چاہے وہ نسبتاً چھوٹی ہی کیوں نہ ہو)۔ یہ انتظام ایک تو اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ انہیں ایک بھونٹی سی جاگیر دے دی جائے جیسا کہ بدکئی شکر کے بیٹوں کو دی گئی تھی۔ (جو ان کے زمینوں پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے جو اس وقت ان کے تصرف میں ہیں) یا ان کی معافی حق ملکیت کے ساتھ انہیں عطا کر دی جائے جس پر وہ حکومت کو معقول مالہ ادا کریں مطلب یہ ہے کہ انہیں ان ہی اصول و ضوابط کے تحت جن کے

تحت کینے نے اپنی عمل داری میں دوسروں کو زمینداریاں عطا کی ہیں انہیں بھی حق زمینداری عطا کر دیا جائے
 عزت ماپ نے صرف ان کی طوائش کے اعداد کا وعدہ کیا تھا لیکن انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں خود
 ان کی رائے کو بھی ظاہر کر دوں کہ سیاسی اقتدار سے مختلف جاگیرداروں کے لواحقین کے لیے اس قسم کا انتظام بیجا دانش
 مندانہ ہو گا انہیں مستقل طور سے اپنی زمینوں سے دلچسپی پیدا ہو گی جس سے نہ صرف ملک کو ترقی ملے گی بلکہ
 برطانوی حکومت کے ساتھ ان کے میل جول خود وابستگی میں اضافہ ہو گا۔

کالجور
 ریڈ کوارٹرز
 ۴ مئی ۱۸۶۶ء

آپ کا مخلص
 (درحلقہ) لیفٹیننٹ کرنل جان بیگم

۱۰ پبلشنگ آرکائیوز آف انڈیا۔ قانون ڈیپارٹمنٹ حفرات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۷)

کرنل میکلم صاحب بہادر کا مکتوب (نمبر ۱۲۲) مرقومہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا جو ۱۳ مئی ۱۸۰۶ء ضلع کو موصول ہوا۔ احمد بخش خاں بہادر کے نام شقہ کی نقل کا ترجمہ

سرکار برطانیہ کے لیے آپ نے جس خدمت گزاری 'خیراندیشی' اور جاں فطانی کے جذبے کا مظاہرہ کیا ہے اس کے برعکس فطیلت ماب جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر آپ کو محلات فیروزپور بھڑک، پ، 'سانگرس'، 'جھانڈ'، 'نھور اور گھید کی خدمت استواری (ہروان) مرحمت فرماتے ہیں۔ ہاں ہمہ آپ ان علاقوں کے مال و سائر اور تمام دیگر وسائل کے حق دار اور دیوانہ کے ذمہ دار ہوں گے۔ (باقی الماک، 'ایم'، 'جائیں'، 'پن ار تھ اور دیگر لگان معاف زمینیں'، 'روزیہ' وغیرہ جو زمانہ قہم سے مقرر چلے آتے ہیں ان سے مستثنیٰ ہوں گے) یہ شرط بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ان محلات کے انتظام و انصرام کے لیے آپ کو اپنا فوجی دستہ بھال کرنا ہو گا اور اس ضمن میں سرکار برطانیہ سے کسی نوع کی امداد کے حق دار نہیں ہوں گے علاوہ ازیں 'آپ کی یہ بھی ذمہ داری ہو گی کہ مرزا نصر اللہ بیگ خان مرحوم کے حوطلین خواجہ حاجی وغیرہ کی پرورش و پرداخت کریں گے آپ اس امر کے بھی غفلت ہوں گے کہ بوقت ضرورت و حسب اطلب بچاس سواروں کا دستہ سرکار برطانیہ کو مہیا کریں گے۔ آپ سے یہ توقع بھی کی جائے گی کہ آپ سرکار برطانیہ کے پیش خدمت گزار اور خیراندیش رہیں گے۔

سرکار برطانیہ عزت مآب لارڈ ایک صاحب بہادر کنکھڑ انجیل کے مراسلات کے ذریعے آپ کے کردار و دوست داری اور حکومت کے لیے آپ کی گراں قدر خدمات اور وابستگی سے کما حقہ 'آگاہ ہونے کے بعد بخوشی آپ کی خدمت کے صلے میں آپ کو اور آپ کے ورعہاء کو ۱۲۳۳ فصلی سال کی فصل رنج (مطابق قہر ۱۸۰۵ء) کی ابتدا سے 'ساتھ' بعد نسل مندرجہ بالا محلات بشمول مال و سائر محلات ہے منہاجوں اور بھولہ بالا شرانکا پر تفویض کرتی ہے۔ مذکورہ تاریخ سے سرکار برطانیہ کا ان محلات سے کوئی سروکار نہ ہو گا۔ جو پیشہ پیشہ آپ اور آپ کے فرزندوں کے تصرف میں رہیں گے چہ نگہ آپ کو ان علاقوں میں حاکمانہ اختیار حاصل ہو گا اس لیے وہاں کے باشندوں کی شکایات و تظلمات سماعت قرار نہیں پائیں گی۔

اس عطیہ عقلی کے پیش نظریہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ سرکار برطانیہ کے ساتھ جذبہ خیر و عشق اور خلوص و انجلی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے اور اس کے مذاہات کا تحفظ برقرار رکھیں گے۔ اس میں آپ ہی کی صلاح و بہود مضمر ہے۔

(درجہ اولیٰ) آئی۔ مونکین

نائب معتمد فارسی برائے حکومت

(نقل مطابق اصل)

مورخہ ۲ مئی ۱۸۸۵ء مطابق ۱۳ صفر ۱۳۰۱ء

(درجہ اولیٰ) چارج سوشس

معتمد اعلیٰ برائے حکومت ہند

☆ پبلش آرکائیو آف انڈیا فارن ڈیپارٹمنٹ حشرقات ہند نمبر ۲۸

(۳۸)

بخدمت گرامی: جناب ایفٹینٹ کرل میلکم صاحب بہادر

جناب عالی!

- ۱۔ حسب ذاعت یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کا ارسال کردہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۱ مکتوب نمبر ۱۳۱۱ موصول ہوا۔
- ۲۔ آپ نے اپنے مراسلے کے ساتھ نہایت علی خان و عبدالصمد خان کے نام شد کے جو مسودے ارسال کئے ہیں انہیں بیحد منظور کر لیا گیا ہے۔ مذکورہ مسودوں کے مطابق جو استد (یا پرواٹے) تیار کی گئی ہیں ان پر نواب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے دستخط اور مرثیت ہونے کے بعد بلا تاخیر آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائیں گی۔
- ۳۔ گورنر جنرل بہادر ان کو نسل نے اس بددوست کی بھی جس میں اسٹبل خاں اور فیض محمد خاں کو اس شرط پر کہ وہ نہایت علی خاں کے اطاعت گزار رہیں گے ہائیڈر مرثیت کی ہے توثیق فرمادی ہے۔
- ۴۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل اس امر کی بھی منظوری مرحمت فرمادی ہے کہ احمد بخش خاں کو جاگیر انہی شرائط کے ساتھ عطا کی جائے جن کے تحت نہایت علی خان اور عبدالصمد خاں کو دی گئی تھی۔ اور احمد بخش خاں کو اس کے ذمے واجب الادا پندرہ ہزار روپے کی سالانہ رقم کی لرائیگی سے بھی موجودہ انتظام و انصرام کے تحت مسئلہ کیا جاتا ہے تاکہ اس طرح سیاسی نوعیت کے فوائد حاصل کیے جاسکیں۔ اس ضمن میں احمد بخش خاں کے نام شد تیار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائے گی جو آپ کے مکتوب سے منسلک مسودے کے عین مطابق ہوگی۔
- ۵۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل ریواڑی "سواہ اور تودہ کے ذریعہ اضلاع کے انتظام کی بابت ہنوز کوئی فیصلہ نہیں کر پائے ہیں تاہم گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کی تجویز ہے کہ ذریعہ اضلاع کو برطانوی قلعوں سے خارج رکھ کر عین مناسب ہو گا۔ جب اس بددوست کا حقیقی فیصلہ صادر ہو جائے گا تو گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کی تجویز کے مطابق نہایت علی خاں کو ان کی دو آب کی جاگیر کے عوض ریواڑی کا علاقہ دے دیا جائے اور انہیں سواہ اور تودہ کے علاقے بھڑوہ شرائط پر احمد بخش خاں کو عطا کر دینے پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔
- ۶۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے خیال میں سروسٹ مذکورہ فیصلے کو کسی لیت و لعل کے بغیر اس وقت تک کے لیے موخر کر دیا جائے جب تک آپ یہ نفس نہیں دفتر خالد کلکتہ تشریف لائیں اور گورنر جنرل صاحب بہادر

نو ذاتی طور پر جملہ حقائق سے آگاہ کریں تاکہ اس معاملے کا فیصلہ صادر کیا جاسکے۔ آپ کے لیے یہ مناسب ہو گا کہ اس امر متعلق غلطی کو مطلع کر دیں کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل موصوف کی خواہشات کو بروئے کار لانے کے لیے مناسب اقدامات کریں گے بشرطیکہ عمومی انتظامات جو حکومت کے ذریعہ ہیں اس کے عین مطابق ہوں اور یہ بھی کہ مذکورہ معاملہ آپ کے صدر دفتر آنے کے بعد ہی حتمی طور پر طے کیا جائے گا۔

۷۔ - مرٹینی خان' بہادر خان اور محمد خان آفریدی کی موصولہ عرضداشتوں کے سلسلے میں حسب ہدایت یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل اس عمومی اصول کی مصلحت کے تحت کہ جاگیرداروں کے متوطنین کو زمین کی صورت میں دائمی منافع دیا جائے گا، آپ سے اتفاق کرتے ہیں اور اس اصول کے حوالے سے ان اشخاص کی جاگیروں پر مشتمل زمینیں زمینداروں کے بچے کی شرط پر معمول یا تقطیع لگان پر جس کا اب یقین کیا جائے گا ان کے ورثہ کو عطا کرنے پر انھیں کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ ان جاگیرداروں کی زمینوں پر اور زمیندار نہ ہو اور وہ زمینیں جاری مطلوبہ سرحدوں کے اندر واقع ہوں۔ بلاگلاہ جو بہادر خان کو عطا کیا گیا ہے کا محل وقوع ہمارے کسی نقشہ پر نہ ہونے کی بنا پر ہمارے علم میں نہیں۔

۸۔ - اگر مذکورہ جاگیر کی حدود میں کوئی زمین دار موجود ہے تو جاگیردار کے متوطنین کو حسب سابق حق استمراری حاصل رہے گا بشرطیکہ با تقطیع لگان کی ادائیگی کے عوض خدمت ہوئی رہیں۔

۹۔ - موجودہ دستور کے مطابق زمین داروں کو استمراری پنہ دینے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایسی صورت حال میں استمرار دار حکومت کے نائب کے طور پر گردانا جائے گا وہ انھیں قوانین کے تحت لگان وصول کرے گا جن کے تحت حکومت خود لگان وصول کرتی ہے۔

۱۰۔ - کوئلہ بلا لکھت پر چار کی جانے والی آپ کی رائے پر، حکومت کو آپ کے مراسلے کے ساتھ منسلک ریگولریشن پر فیصلہ کرنے میں آسانی رہے گی۔

فورٹ ولیم ۱۲ مئی ۱۸۶۶ء

آپ کا مجلس

(دستخط) ایچ۔ بی۔ ایچ۔ مونسٹون مستند برائے حکومت

(مجلس مطابق اصل)

(دستخط) جارج سونٹن مستند اعلیٰ برائے حکومت

(۳۹)

بخدمت گرامی: امینؒ بی ایڈمونسٹرون

جناب عالی!

حسب ہدایت گزارش ہے کہ آپ کا بلا گذشتہ کی ۲۱ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا۔ نیز مجھے عزت مآب لارڈ ٹیک صاحب بہادر نے یہ عرض کرنے کی ہدایت بھی فرمائی ہے کہ آپ نے اپنے بلا گذشتہ کی ۱۸ تاریخ کے مکتوب کے ساتھ جو اسناد روانہ کی تھیں وہ نہایت اعلیٰ خان اور امیر بخش کو جب وہ کچھور میں عزت مآب (لارڈ ٹیک صاحب بہادر) کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے دے دی گئیں۔ البتہ عبدالصمد خاں کی سند ان کے وکیل کے حوالے کر دی گئی ہے۔

میں چند روز میں کچھور سے روانہ ہونے والا ہوں۔ فورٹ ولیم کالج کے بعد فضیلت مآب نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں اپنی اسکاٹی حد تک تمام معلومات گوش گزار کروں گا تاکہ آنجناب کو رجسٹری نوہ اور سوڈا کے ذریعہ اصلاح کا معاملہ حتمی طور پر طے کرنے میں سہولت رہے۔

عزت مآب نواب گورنر جنرل کے حوالے سے امیر بخش خاں کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ وہ ان معاملات کے لئے سرایا سپاس ہیں جو انہیں پہلے ہی مل چکی ہیں اور اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ حکومت کے احکام پر پورا اترنے کی بھر پور سعی کریں گے۔

کچنی بہادر کی قلمرو میں نہایت اعلیٰ خان کو جو جاگیر عطا ہوئی ہے وہ دس ہزار روپے سالانہ سے زیادہ کی ضمیمہ اور دیو داہ کی جاگیر کی نصف مالیت سے زیادہ ہے۔ صوبہ رجسٹری کا معاملہ اب طے شدہ ہے اور یہ اندرونی ہنگامے کا موجب بھی نہیں رہا۔ تاہم حالیہ غارت گری کے اثرات سے یہ علاقہ ابھی پوری طرح نہیں سنبھلا اور پہلے کی طرح دو لاکھ سالانہ محصول ادا کرنے کا مقفل بھی نہیں ہو سکتا۔ فضیلت مآب لارڈ ٹیک صاحب بہادر کا احوال ہے کہ عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر دونوں مقبوضات کی مالیت کے اس فرق سے کما حقہ واقف نہیں اور شاید اسی وجہ سے وہ نہایت اعلیٰ خان سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرما سکے ہیں۔

مرغضیٰ خان اور دیگر سرداروں کی عرضداشتوں کے جواب میں اسی موضوع کے حوالے سے جملہ خیال ہوتا رہا ہے نیز انہیں عمومی طور پر مطلع بھی کیا گیا ہے کہ حکومت ان کے حسب خواہش معاملات کو حل کرنے کا مقصد اراوہ

رکھتی ہے لہذا انہیں یہ ہمارا کر لینا چاہیے کہ جلد ہی کشادہ دلی کے ساتھ مناسب انتظام و انصرام عمل میں آئے گا۔
 فضیلت ماب لارڈ ایک صاحب ہمارے کو یقین ہے کہ جملہ سربراہوں کے مقبوضات عزت ماب گورنر جنرل کے
 مجوزہ معیار کے مطابق ہیں، مثلاً ضلع کوئل میں ہمارے خاں کی جاگیر موسوم بہ ۱۱۱ گز۔ میرے مرسلہ مکتوب مورخہ ۲۳
 جنوری ۱۸۸۶ء سے آپ کو ان تمام حقائق کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

آپ کا قلم

(د حلقہ) جان ماکرم

ریڈینٹ

(نقل مطابق اصل)

(د حلقہ) جارج سوگن

سمتہ اعلیٰ برائے حکومت

صدر دفتر

کان پور

۱۰ جنوری ۱۸۸۶ء

☆ پبلش کر کانپور آف ایڈ۔ فارن لیمپارٹس مطبوعات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۰)

بخدمت گرامی: چارج سوئٹن صاحب معتمد اعلیٰ برائے حکومت

فورت ولیم

جناب عالی

عرض گزار ہوں کہ میرا مقدمہ پہ اجلاس کونسل زیر فور ہے اور میں ممکن ہے کہ میرے معاملات جناب ریڈیٹنٹ صاحب ہمارے دہلی کی خدمت عالیہ میں برائے فور و غرض پیش کیے جائیں چنانچہ فدوی احمد آپ امتیاس گزار ہے کہ آپ حکومت سے سفارش فرمادیں کہ تعلیمات باب جناب مارٹن صاحب ہمارے ریڈیٹنٹ دہلی کے دربار عالیہ میں میری بازبانی شایان شان ہو کہ آخر میں نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوئٹن سونا ضلع آگرہ کے لواحقین میں سے ہوں۔ نیز فدوی کو اسی امرت و افتخار کے ساتھ بازبانی کا شرف حاصل ہو جو قبل ازیں دوران قیام نکلے عزت باب گورنر جنرل ہمارے کے دربار عام میں یکتا بازبانی حاصل ہوا تھا۔

۲۔ اس غیر معمولی عرضداشت کے پیش کرنے کی غرض و غایت دراصل یہ ہے کہ فدوی جب نکلے سے واپسی کے بعد پانچر صاحب ہمارے کے زمانہ کشمیری میں پہلی مرتبہ ریڈیٹنٹ میں حاضر ہوا تو اس کا استقبال اس انداز سے کیا گیا جو اس کے امرت و افتخار کے مطابق نہ تھا بلکہ یوں پاور ہوا تھا جیسے بندہ ایشیاٹک سوسائٹی کے ملازمین کی صف میں دست بستہ کھڑا ہو۔ یہ رویہ فدوی کے لیے سراسر سہانہ درج بنا رہا خصوصاً اس صورت حال کے پیش نظر کہ کچھ ہی دن قبل عزت باب جناب گورنر جنرل صاحب ہمارے نے اسے امتیازی سلوک سے سرفراز فرمایا تھا۔

حکومت کا تہجدار اور آپ کا خدمت گزار

مقام دہلی مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۸۳ء

محمد اسد اللہ خاں

(دستخط) چارج سوئٹن

(نقل منطابق اصل)

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(۴۱)

بخدمت گرامی: مستند اعلیٰ صاحب بہادر شعبہ سیاسی
حکومت عالیہ، فورٹ ولیم

جناب عالی

مضبوط دہانت اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کا ارسال کردہ مکتوب مورخہ ۲۲ اکتوبر فور اسد اللہ خان کے دعاوی پر
مبنی متعدد مشکلات موصول ہوئے جن کی جانب آپ نے تفضیلات ماب گورنر صاحب کی خصوصی توجہ مبذول کرائی ہے۔
مجھے یہ کہنے کی دہانت کی گئی ہے کہ حزب ماب حزب صدر ان کونسل نے اس ضمن میں اپنے جن خیالات کا
اظہار کیا ہے وہ ۳۰ نومبر کی رد اد میں شامل ہیں۔ اس کی نقل منوف ہے۔
۲۔ اصل مشکلات واپس ارسال ہیں۔

قلعہ بہینی

۷ دسمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا مخلص

(دستخط) سی نورس مستند اعلیٰ

☆ بیٹل آراکچہ زکف ایڈیا۔ قارن لہجہار منٹ حفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۴۴)

عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہاولور کی رودلو مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۴۰ء

میں نہایت وثوق کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اس سند پر لاواؤ ایک صاحب بہاولور کے دستخط ثبت ہیں۔ جس زمانے میں یہ حاصل کی گئی تھی اس وقت ولایت کی لوائنگی کر دی گئی تھی۔ معزز ہندوستانی باشندے احمد بخش خاں کو لاواؤ ایک صاحب بہاولور اور ان کے دیگر واقف کاروں کا بھرپور احوال حاصل تھا۔ نیز مقامی باشندوں کی دیانت دارانہ نظر میں بھی وہ کاتل احرام تھے۔ ایسی صورت حال کہ میں ان پر فیروز آباد ارانہ طرز عمل کے لگائے گئے الزامات کے خلاف صفائی پیش کی جاسکتی ہے۔ اگر وہ ان بائیا اقدامات کے قرار واقعی مرتکب ہوتے تو میرے خیال میں کسی نہ کسی طریق کی جانب سے ان پر اعتراضات ضرور صدارت کے جاتے۔

(دستخط) جان بیگم

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) سی نورس

محترمہ اعلیٰ

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) چارج سرفیس

محترمہ اعلیٰ برائے حکومت

(۴۳)

بخدمت گرامی: جناب ہنری تھوپی پر سپ صاحب بہادر (۳۸)

معتد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر شعبہ سیاسی

جناب عالی:

۱۔ حسب ہدایت آپ کی خدمت میں حکومت بمبئی کے معتد اعلیٰ کی چٹھی مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۳۰ء کی نقل اور دہلی کے ریڈیٹنٹ صاحب بہادر کے نام مذکورہ تاریخ کا ایک مراسلہ ہدایت مقدمہ اسماعیل خان، عزب اپ جناب گورنر جنرل کے ملاحظے کے لیے ارسال کر رہا ہوں۔

۲۔ چونکہ یہ بات حمید از قیاس نہیں کہ مذکورہ دہلی، نواب خنص الدین کے خلاف استغاثہ بکھور گورنر جنرل صاحب بہادر پیش کئے، لہذا میں حسب ہدایت دفتر ہذا میں تیار کی جانے والی یادداشت کی ایک نقل بطور حوالہ ارسال کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ مقدمے کا خلاصہ اور اس ضمن میں ہونے والی مراسلت کی تفصیل منسلک ہیں۔

۱۔ لیٹیننٹ کرنل بینکم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۴ مئی ۱۸۳۶ء۔

۳۔ بہر حال نائب صدر ان کونسل مذکورہ یادداشت کے انتہائی حصے میں پیش کیے گئے اس نکتے سے بالکل

۲۔ لیٹیننٹ کرنل بینکم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۴ مئی ۱۸۳۶ء۔

تعلق نہیں ہیں کہ نعرانہ خان کے موطنین اضافہ حکومت کے حق دار ہیں ان کا یہ خیال ہے کہ نعرانہ

۳۔ لیٹیننٹ کرنل بینکم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۱۲ جون ۱۸۳۶ء۔

خان کے موطنین کو دس ہزار روپے دینے کے لیے اموغلی کو جس امداد میں ہاتھ کیا گیا وہ قابل اعتنا

۴۔ قائم مقام ریڈیٹنٹ صاحب بہادر دہلی کی چٹھی مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء مع سند۔

نہیں نیز مذکورہ حوالہ کے لیے رقم کی کوئی تخصیص

۵۔ محمد اسماعیل خان کی چٹھی مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۸۳۰ء۔

حصین نظر میں تھی۔ نیز ان کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ

دستبرد جس میں رقم کی حد پانچ ہزار مقرر

۶۔ معتمد اعلیٰ صاحب بہادر مقیم بمبئی کے نام مرسلہ
چٹھی مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۳۰ء۔
۷۔ محمد اسد اللہ خان کی چٹھی مورخہ ۲۷ نومبر
۱۸۳۰ء۔

فورٹ ولیم
۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا خادم
(درجہ) جارج سوٹن
معتمد اعلیٰ برائے حکومت ہند

☆ پبلشنگ آرکائیو آف انڈیا قریب دار فہرست محترقات جلد نمبر ۳۰۸

(۴۴)

شعبہ سیاسی
بخدمت گرامی : ولیم ہانم مارش صاحب بہادر
ریزیڈنٹ، دہلی

جناب عالی

مسی احمد اللہ خان کے مقدمے کے سلسلے میں سابق قائم مقام ریزیڈنٹ صاحب بہادر نے ۸ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو
ہر چٹھی لکھی تھی اس کے حوالے سے حکومت بمبئی کے معتمد اعلیٰ بہادر کا ۱۹ دہائی کے تاریخ کا مراسلہ حسب ہدایت
ارسال خدمت ہے۔ اس کے مطالعے سے آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گی کہ عدلی نے ٹارڈ ایک صاحب بہادر کے
دستخط اور سر سے جا دی ہوئے والے جس پروانے یا مراسلے کو جعلی قرار دیا ہے اسے جناب سر جی بیگم صاحب نے
صحیح و مستحکم تسلیم کیا ہے۔ مذکورہ پروانہ اس مراسلے کے ساتھ دائیں ارسال ہے تاکہ نواب جس الدین خاں کے سپرد
کر دیا جائے۔

آپ کا شخص

فورٹ ولیم

۳۱ دسمبر ۱۹۳۰ء

(دستخط) جارج سوٹن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سوٹن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(۴۵)

۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کو فورٹ ولیم سے جاری ہونے والے سرکاری مراسلے سے اقتباس

جو اگراف نمبر ۷۷ حواشی کے مطابق کی جانے والی مراسلت سے حکومت کے نام اسد اللہ خان ولد بہادر صاحب
 بیگ خان مرحوم جاگیردار سوگ کی متعدد عرضداشتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ دار خواہ نے دہلی کے قائم مقام ریڈیفنٹ
 کے اس فیصلے کے خلاف شکایت کی ہے جو موصوف نے سرکار برطانیہ کی جانب سے مذہبی (اسد اللہ) کو ملنے والی بخش
 کے سلسلے میں صادر فرمایا ہے۔ عرض گزار نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مذکورہ بخش کا ایک حصہ فیروزپور کے جاگیردار
 نواب امرو بخش خان نے لارڈ ایک صاحب بہادر کی جانب سے عطا کردہ ایک سند کے مطابق اپنے ایک منظور نظر شخص
 کو دے دیا۔ اسد اللہ کا دعویٰ ہے کہ نواب موصوف نے مذکورہ سند میں جعل سازی کی ہے چنانچہ یہ جاننے کے لیے کہ
 لارڈ ایک صاحب بہادر کی جانب سے ۱۸۰۶ء میں مرحمت کی جانے والی سند کے حلقہ اسد اللہ کا موقف صحیح یا غلط قائم
 مقام ریڈیفنٹ بہادر کو ایک چھٹی نکلی گئی تھی اس میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ اسد اللہ خان کی جانب سے حکومت
 کو ایک عرضی موصول ہوئی ہے جس میں مذکورہ شخص نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فیروزپور کے جاگیردار۔۔۔ جو سند
 پیش کی، وہ سراسر جعلی ہے نیز اس نوع کی کوئی دستاویز ریڈیفنٹ لسی کے ریکارڈ میں سرے سے موجود نہیں ہے جناب ہاکنز
 صاحب بہادر کو یہ چلعت کی گئی تھی کہ وہ امرو بخش خان (اب مرحوم) کے فرزند اور وارث نواب خٹم الدین سے
 مذکورہ سند کا اصل نسخہ حاصل کر کے پیش کریں تاکہ حکومت اس کی اصلیت کا اندازہ لگا سکے۔۔۔

بہ امر دہلی خٹم کے مطابق ہے۔ لفظ "اس" جگہ برابر زائد ہونا چاہیے (گلدستہ)

بہ اظہار اہل ریکارڈ لندن لبر آئی او آر ایس۔ ص ۳۳۳ ریزولوشن نمبر ۵۳۳۳

(۳۶)

بخدمت گرامی: جناب جارج سوٹن صاحب بہادر
معتد اعلیٰ برائے حکومت، فورٹ ولیم

جناب عالی

- ۱۔ حسب پدایت عرض ہے آپ کا ارسال کردہ ماہ گزشتہ کی ۳۱ تاریخ کا مکتوب اور اس کے ساتھ اسد اللہ خاں کے مقدمے سے متعلق مشقات موصول ہوئے۔ جناب گورنر جنرل شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہ کاغذات روانہ کرنے میں خصوصی دلچسپی لی۔
- ۲۔ واضح ہو کہ اسد اللہ خاں نے حضور والا کی خدمت میں جنوز کوئی عرضداشت ارسال نہیں کی ہے بہر حال عرض ہے کہ نواب احمد بخش خاں مرحوم کے وارثوں کی جانب سے سیاح کردہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے خط کی اصلیت کی بابت سر جان نیگم بہادر کا جو تصدیق نامہ پیش کیا گیا ہے نیز نائب صدر ان کونسل کی صدقہ رائے، دونوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور والا اصرار اللہ خاں کے موکلین کی مالی ادوا کے ضمن میں فیوز چود کے جاگیردار کے کیے ہوئے انتظام والصرام میں مداخلت پسند نہیں فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص

(دخلاء) ایچ بی پر سب

معتد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر

(دخلاء) ڈپٹی ایچ بیکنگ مشین (۳۶)

معتد برائے حکومت ہندوستان

یکم ماہ اولیٰ

۲۷ جنوری ۱۸۸۶ء

(نقل مطابق اصل)

(۳۷)

فورت ولیم سے جاری شدہ سیاسی مراسلہ مورخہ ۳ مارچ ۱۸۴۱ء سے اقتباس

جو آگراف نمبر ۵۵: ہم نے عمومی مراسلہ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کے جو آگراف ۵۷ کی وسالت سے آپ کی عدالت کی توجہ اسمد اللہ خان ولدہٴ مرحوم جاگیوار سوک سونا کی عرضداشت کی جانب مبذول کرائی تھی عرضی گزار نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حکومت کی جانب سے عطا کردہ پٹن کا ایک حصہ فیوڈ پر کے جاگیوار نواب احمد علی خان (شمس الدین خان کے مرحوم والدہ) نے غیر قانونی طور پر روک لیا ہے اور اسے اپنے ایک منظور نظر شخص کو عنایت کر دیا ہے اور اس اقدام کے بوازا میں لارڈ ایک صاحب بہادر کی ایک سند کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن اسمد اللہ خان کا دعویٰ ہے کہ نواب موصوف نے مذکورہ سند میں جعل سازی کی ہے چنانچہ اصل حقائق کا پتہ چلانے کے لیے ہم نے اصلی دستاویزات طلب کی تھیں۔ ہم نہایت مودبانہ طور پر عدالت عالیہ میں متحدہ دستاویزات پیش کر رہے ہیں جن کا شمار نور تاریخ حاشیے میں درج ہے جس سے یہ معلوم ہو گا کہ اصل سند کو وصولیابی کے بعد بھیجی ارسال کر دیا گیا تھا تاکہ فضیلت باب گورنر صاحب بہادر بذات خود اس کو جانچ کر اسمد اللہ کے دعوے اور دستاویز کی صداقت کی بابت اپنی گراں قدر رائے کا اظہار کر سکیں۔

نکوپ مورخہ ۲۲ اکتوبر نمبر ۴۱
۷۱ - مذکورہ نکتہ کے ساتھ مرجان سنگم صاحب بہادر کی ایک ردو لو بھی منسلک ہے جس میں موصوف نے قنائدہ دستاویز کی صداقت کی بابت اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔
نکوپ نمبر ۶۰ مورخہ ۲۱ دسمبر
۷۲ - بمبئی کے گورنر صاحب بہادر کا جواب اور نائب صدر ان کو فیصل کے مشاہدات پر مبنی خط جس کا ذکر حاشیہ میں ہے گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں باقاعدہ ارسال کر دیا گیا تھا۔ ہم عدالت عالیہ کی توجہ اس کی جانب بعد ادوب مبذول کرنا چاہیں گے۔ ☆☆

☆ انگریزی متن کے مطابق ہے۔ پٹا غلط ہے اور دائرہ ہوا چاہیے۔ (گ-۵)

☆ انگریزی متن دیکھو لندن۔ نمبر آئی آر آر۔ ایف/۵/۱۳۲۲ مورخہ ۱۳ مئی ۱۸۴۱ء

(۳۸)

عرضداشت اسد اللہ خان بنام نائب صدر

خدمت گرامی عزت مآب جناب گورنر جنرل صاحب بہادر برائے برطانوی ہندوستان۔
فضیلت مآب گرامی قدر!

آپ کا در خواست گزار حضور والا کی خدمت میں مندرجہ ذیل حقائق و واقعات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے اور امیدوار ہے کہ حضور والا اس جانب فوری اور ذاتی توجہ مبذول فرمائیں گے۔ علاقہ دہلی کے جاگیرداروں نے حکومت کے حقوق و ادبیات جس طرح غصب کیے ہیں ان کی مثال پیش خدمت ہے اس معاملے کی چھان بین کیے جانے کے بعد خاطر خواہ تکیج برآمد ہونے کی توقع ہے۔

۲۔ یہ کہ آپ کے در خواست گزار کے چچا نواز علی بیگ خان کو جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر نے چار سو اسپ سواروں کے دستے کی سالاری مرحمت فرمائی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد اس دستے کو ختم کر دیا گیا تھا۔ لیکن جرنیل ایک صاحب بہادر نے ۵۰ اسپ سواروں کو جو مرحوم کے ذاتی دستے سے تعلق رکھتے تھے مستقلہ برقرار تھا۔ نیز جرنیل صاحب بہادر موصوف نے مذکورہ اسپ سواروں کی تحکواہ کے لیے ۵۰۰ روپے سالانہ کی رقم حقش فرمائی تھی جس کی ادائیگی نواب امیر بخش خاں کی جاگیر سے ہونا تھی۔ یہ نواب امیر بخش کی ذمہ داری تھی کہ وہ پچاس اسپ سواروں کو باقاعدگی سے تحکواہ ادا کرتے رہتے اور حالت الناس کی بہبود کی خاطر دستے کو قائم و دائم رکھتے۔ جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر نے ۳ مئی ۱۸۵۶ء کو حکومت کو اس ضمن میں جو رپورٹ ارسال کی تھی اور مذکورہ واقعہ کی تصدیق فرمائی تھی وہ شعبہ سیاسی میں محفوظ ہے۔

۳۔ لیکن جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی ہندوستان سے مراجعت کے بعد نواب امیر بخش خاں مرحوم نے ۵۰ اسپ سواروں کے اس دستے کو بالکل ہی موقوف کر دیا حالانکہ ان سب کی تحکواہ اپنی جاگیر سے ادا کرنے کے وہ ہر طرح پابند تھے۔ اس دوران جب کبھی ان اسپ سواروں کی ضرورت درپیش ہوتی تو موصوف اپنے علاقے کے سپاہیوں کو بھیج کر معالجہ پورا کرتے رہے اور اس طرح پچاس اسپ سواروں کی تحکواہ اپنے مصرف میں لاتے رہے انھیں یہ یقین تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا یہ مجوزہ اقدام اور معاہدے کی صریحاً خلاف ورزی کا سراغ نہیں لگایا نہیں جا سکے گا۔

۳۔ یہ بات حضور و لا کے اختیار میں ہے کہ فیوز پور کے جاگیوار سے حکومت کی واجب الادا رقم ۳ مئی ۱۸۶۶ء سے تا حال ۱۵۰۰۱ روپے سالانہ کے حساب سے مجموعی رقم ۲۵۷۵۷ روپے ادا کرنے کے لیے کیا جائے اور جاگیوار مذکور کو اس امر کا پابند کیا جائے کہ وہ نہایت پابندی سے سالانہ رقم مبلغ ۱۵۰۰۱ روپے دہلی کے سرکاری خزانے میں جمع کراتا رہے۔

آپ کے درخواست گزار کا فرض ہے کہ وہ آپ کا دعا کو رہے۔

درجہ خط ☆

دہلی

مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۶۱ء

☆ پرنس آف کیمز کلف ایڈم۔ پبلیک لیبارٹری پریسنگز نمبر ۳۲ اور ۳۳

(۴۹)

عرضداشت اسد اللہ خان بنام سری فی ملکاف

بخدمت کراچی :

فضیلت باب نائب صدر ان کونسل
فورٹ ولیم

عرضداشت اسد اللہ خان برادر زادہ

نھراؤ بیگ خان مرحوم چاکیوار سوک سونا

بناب حال :

بعد ادب عرض ہے :

فدوی ۱۸۴۸ء نے نکلے بیچ کر فضیلت باب گورنر جنرل ان کونسل کے حضور میں ایک عرضداشت پیش کی تھی اور یہ استدعا کی تھی کہ حکومت کی دستاویزات کی چھان بین کر کے یہ معلوم کیا جائے کہ سوک سونا کے چاکیوار نھراؤ بیگ خان کے انتقال پر جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے مرحوم کے حوٹلین کے گزارے کے لیے کس قدر رقم مختص فرمائی تھی؟ سرکاری ریکارڈ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے مورخہ ۳ مئی ۱۸۴۶ء کو یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ مرحوم کے عزیزوں اور حوٹلین کو سلاٹ دس ہزار روپے نواب احمد بخش خان کی چاکیار سے مستحق ادا کئے جائیں گے۔ آپ کا در خواست گزار مختص ہے کہ مذکورہ فیصلے کے مطابق وہ فیوڈ پور کے چاکیوار سے مبلغ دس ہزار روپے سلاٹ کی رقم ۳ مئی ۱۸۴۶ء سے وصول کرنے کا حق دار ہے نیز یہ کہ لارڈ لیک صاحب بہادر کے مذکورہ فیصلے اور بعد ازاں کے مطابق حکومت مستحق میں اس ادائیگی کو ممکن بنانے کے لیے نوٹز اقدامات کرے۔

۲۔ سرکاری دستاویزات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر مرحوم نھراؤ بیگ خان کے ذریعہ

فوجی دستے کے پچاس اسپ سوار فلاح خانہ کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کی سالانہ تنخواہ مبلغ ۱۵۰۰ روپے فیوز پر کے خزانے سے ہاتھ لادائی جاتی تھی لیکن نواب احمد علی خان مرحوم نے پچاس اسپ سواروں کو بیکدوش کر دیا اور ان کی تنخواہیں اپنے مصروف میں لے آئے۔ حکومت کو جب بھی مذکورہ دستے کی ضرورت درپیش ہوتی تو موصوف کے اپنے ترقی فرض کی ادائیگی کے لئے بھیج دیے جاتے۔ لہذا نفوذی عرض گزار ہے کہ حکومت فیوز پر کے جاگیردار کو اس امر کا پابند کرے کہ وہ ۳ مئی ۱۸۶۳ء سے واجب الادا سالانہ رقم مبلغ ۱۵۰۰ روپے سالانہ کے حساب سے حکومت کے خزانے میں جمع کرائے اور مستقبل میں ہاتھ لادنے سے ۱۵۰۰ روپے سرکاری خزانے میں جمع کروانا رہے۔

۳۔ دہلی اپنی اس عرضداشت کے ساتھ دو عدد فارسی اسناد کی نقول حضور والا ان کو نسل کے لحاظ سے لے فسلک کر رہا ہے۔ اصل سندیں جن پر جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی مراد و دخلقت ثبت ہیں، جاگیردار فیوز پر کے دفتر میں جمع کروا دی گئی ہیں ان کی نقول بھی دہلی کے ریڈیڈنٹ بہادر کے دفتر میں محفوظ ہیں۔ مذکورہ دستاویزات کے لحاظ سے یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو جاتی ہے کہ جاگیردار فیوز پر سرکار برطانیہ کے شاہی خزانے میں سالانہ ۲۵۰۰ روپے جمع کرانے کے پابند ہیں جیسا کہ بطور بلا میں عرض کیا جا چکا ہے، جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کے ایما کے بموجب ۲۵۰۰ روپے کی یہ رقم نصرانہ بیگ مرحوم کے حوٹلین کو لوا کی جاتی چاہیے نیز ۵۰ اسپ سواروں کی تنخواہیں بھی تقسیم کی جائیں۔ واضح ہو کہ اس ضمن میں جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے حکومت وقت کی خدمت میں ہاتھ لاد ایک رپورٹ پیش کی تھی جسے حضور والا ان کو نسل نے منظور فرما لیا تھا۔ چنانچہ دہلی کی یہ درخواست ہے کہ فیوز پر کے جاگیردار کو سالانہ ۲۵۰۰ روپے سرکاری خزانے میں جمع کرانے کا پابند کیا جائے نیز یہ عرض بھی ہے کہ سرکار برطانیہ مرحوم نصرانہ بیگ خان کے پوری اقریاء کے جائز اور قانونی واجبات مستقبل میں لوا کرنے کے انتظامات فرمائے۔

۴۔ فیوز پر کے جاگیردار نے محل ہی میں جو سند مورخہ ۷ جون ۱۸۶۶ء پیش کی ہے اور جسے کسی طرح بھی جعل ثابت نہیں کیا گیا ہے، اس کی رو سے اس دلو خواہ کے دعوے ہرگز باطل قرار نہیں پاسکتے۔ نیز مذکورہ سند سے زر استراعی کی کسی طور بھی لٹی نہیں ہوتی۔ مختلف دستاویزات کی نقول لف ہذا ہیں۔ ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے نصرانہ بیگ مرحوم کے اقریاء کی پردوش و پرداخت کے لئے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی رقم مختص فرمائی تھی نیز مذکورہ سند سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مبلغ ۵ ہزار روپے کی جو رقم سرکار برطانیہ نے مختص فرمائی تھی وہ اضافی اور بالکل جداگانہ نوعیت کی ہے۔ اس کی ادائیگی بھی برطانیہ کے سرکاری خزانے میں جاگیردار فیوز پر کی جمع شدہ رقم سے ہونی از میں ضروری ہے۔

۵۔ بفرض محال، جاگیردار فیوز پر مبلغ ۲۵۰۰ روپے کے زر استراعی کے برعکس مذکورہ ۵۰۰۰ ہزار کی رقم لوا کرنے کے خواہاں ہوں تو نفوذی دست بستہ عرض گزار ہے کہ وہ اس ضمن میں ضروری دستاویزات بطور ثبوت فراہم کریں تاکہ

۲۰۰۰۱ روپے کی مجموعی رقم انہیں ادا نہ کرنی پڑے۔ بصورت دیگر مبلغ ۵ ہزار روپے کی ادائیگی کی باہت سند پیش کرنے سے مبلغ ۲۵۰۰۱ روپے کی ادائیگی منسوخ نہیں ہوئی۔
 فدری برطانوی حکومت کی سربراہی د سریندی کے لئے دجا کو ہے ہذا۔

دہلی

مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۳۱ء

☆ نیکل امرکانیڈز آف انڈیا۔ پائیکل ایچارمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۳۶ و ۴۷

(۵۰)

بخدمت گرامی: ریڈیو نٹ صاحب بہادر دہلی

جناب عالی!

حسب ہدایت آپ کی خدمت میں مسیٰ اسد اللہ خان کی عرضداشت ارسال کی جارہی ہے۔ مدھی کی یہ عرض گورنر جنرل بہادر ان کونسل کے نام ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ سائنس کی عرضداشت کا اپنی صوابدید کے مطابق جائزہ لے کر رائے سے مطلع فرمائیں۔

آپ سے استدعا ہے کہ جب ضرورت پائی نہ رہے اصل دستاویزات واپس ارسال کر دی جائیں۔

شملہ

مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۸۱ء

آپ کا تخلص (دھنلا) ایچ'ٹی'پے

مستند برائے گورنر جنرل

(نقل مطابق اصل) (دھنلا) ایچ'ٹی'پے

مستند برائے گورنر جنرل

(۵۱)

بخدمت گرامی معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر، ہیڈ کوارٹرز

جناب عالی

مورخانہ عرض ہے کہ آپ کا مرحلہ مکتوب مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۸۶ء مع منسلکات موصول ہوا۔ جواب میں سر جان میکنگم کے حکومت کو لکھے گئے مکتوب مورخہ ۲ مئی ۱۸۸۶ء کا ایک اقتباس لکھا جا رہا ہے۔

۲۔ فضیلت ماہ گورنر جنرل صاحب بہادر کے علم میں منسلک اقتباس کے معاوضہ سے یہ بات سامنے آ جائے گی کہ مدعی نے پچاس اسپ سواروں کے قیام و انتظام کی جو ذمہ داری بیان کی ہیں، وہ امر بخش خان کو جاگیر عطا کرنے سے مشروط ہیں، حالانکہ دستاویز سے یہ حقیقت کسی طرح ثابت نہیں ہوئی۔

۳۔ اگرچہ جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی اصل فرض و عہدیت یہ تھی کہ مذکورہ جاگیر اس شرط کے ساتھ عطا کی جائے کہ نرائن خان کے حوٹلین کی مناسب پرورش و پرداخت کے ساتھ ساتھ مبلغ ۱۰۰۰ روپے سالانہ بھی ادا کئے جائیں۔ تاہم امر بخش کی خدمات اور ان کی جاگیر کے بعض اخراجات کے پر آشوب حالات کے پیش نظر گورنر جنرل بہادر ان کو نسل نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ یہ مراعات اسی صورت میں نافذ العمل ہوں گی جب ضرورت کے وقت پچاس اسپ سوار میاچے جائیں گے اور نرائن خان کے اقربا کی پرورش و پرداخت کی جائے گی۔ بعد ازاں مذکورہ تجویز پر مشتمل سند کا مسودہ حکومت کی منظوری کے لئے پیش کیا گیا تھا۔

۴۔ چونکہ سر جان میکنگم بہادر کے خط کا جواب دفتر ہذا میں دستیاب نہیں ہو رہا ہے لہذا حکومت کی منظوری کا گمان موجودہ سند سے پیدا ہوتا ہے جس پر مئی ۱۸۸۶ء کی تاریخ درج ہے اور اس میں وہی شرائط مرقوم ہیں جن کی بات جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے تجویز پیش کی تھی۔

۵۔ واضح ہو کہ مرحوم نرائن خان کے حوٹلین کی کفالت کے ضمن میں امر بخش خان کو کسی مخصوص رقم کی ادائیگی کا پابند نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ پرورش و پرداخت کی بہت اکثر و بیشتر اعمال خیال کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ اس ذمہ داری کے تعین کے لئے ۷ جون ۱۸۸۶ء کو ایک اضافی سند تیار کی گئی تھی جس کی نقل اور ترجمہ مندرجہ ہے۔ اس کی رو سے سالانہ ادائیگی رقم مبلغ ۵ ہزار روپے مقرر کی گئی تھی نیز مستحقین کے نام اور ان کو ملنے والی ادائیگی رقم کی وضاحت

بھی کر دی گئی تھی۔

۶۔ یہی وہ دستاویز ہے جس کی بابت اسد اللہ خان کا دعویٰ ہے کہ اس میں تحریف کی گئی ہے لیکن باب اصل دستاویز سر جان نیگم بیدار کو تجزیہ کے لیے پیش کی گئی تھی تو موصوف نے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کی تھی۔ چنانچہ ان تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نہ تو مدعی کوئی باطل کرنے کا مجاز ہے نہ ہی حکومت کسی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ دائر خواہ چاہتا ہے۔

۷۔ میرے لیے اس حقیقت کا افسار ناگزیر ہے کہ اس نوع کی عرضداشتیں پہلے بھی دو مرتبہ حکومت کو پیش کی جا چکی ہیں اور دفتر ایذا کی پیش کردہ رپورٹ کے مد نظر وہ دونوں مرتبہ مذکورہ درخواستیں مسترد کر دی گئی تھیں۔

۸۔ آپ کے مراسلے کے ہمراہ جو اصل دستاویز بھیجی گئی تھی، وہ واپس ارسال ہے۔

دہلی ریڈیو فیس

۲۴ اگست ۱۹۴۶ء

آپ کا مخلص

(درمختل) ڈبلیو بی مارش

☆ پرنسپل آف لائبریری، آف ایڈم۔ پبلیک پریسیڈنٹ، نمبر ۳۳

(۵۲)

شعبہ سیاسی
بخدمت گرامی ریڈیو ٹنٹ صاحب بہاولپور، دہلی

جناب عالی

محب دامت عرض ہے کہ آپ کا نام ہذا کی ۲۳ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا اور جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے آپ نے اسد اللہ خاں کی عرضداشت کے ضمن میں جو رپورٹ ارسال کی ہے وہ ہر طرح قسلی بخش ہے اور حضور والا (گورنر جنرل) کی جانب سے مزید امکانات کی ضرورت نہیں۔

شمار ۳۱ اگست ۱۸۳۱ء

آپ کا مخلص

(دستخط) ایچ بی پی

مستند برائے گورنر جنرل

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) ایچ بی پی

مستند برائے گورنر جنرل

☆ بخشش آراء کاغذ آف اعلیٰ - پبلیشنگ ایڈارٹسٹ پریسیڈنٹ ٹرسٹ

(۵۳)

اسد اللہ خاں کے مکتوب مورخہ ۲۵ نومبر ۱۸۳۱ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

بخدمت والا مناقب عالی شان، قلم فیض، بحر احسان، زار اللہ،

میں پناہ شکر و سپاس کے بعد عرض پرداز ہوں کہ یہ مجھ سلم بخش کی خوش نصیبی ہے کہ نواب سلا لقاہ نے اس پر توجہ فرمائی ہے۔ یہ انصاف طلب قسمت کی یاد دہی ہے کہ اس عالی مرتبہ کے نیاز مندوں کی چارہ جوئی ہو جائے۔ دوسری حقیقت حال اس نیاز مند کی یہ ہے کہ میں ۱۸۲۸ء میں قلماء مرکز میں حاضر ہو چکا ہوں اور کونسل عالیہ کے حضور پیش ہو کر یہ عرض کر چکا ہوں کہ حکومت کے دفتر سے اس بات کی تحقیق ہونی چاہیے کہ نھراٹھ بیگ خان جاگیردار سوگنک سوسا کی وفات کے بعد اس کے سواروں اور محققین کے لیے کس قدر رقم احمد بخش خاں کی جاگیر میں شامل کی گئی ہے۔ حکومت کے دفتر سے جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی رپورٹ کے مطالعے کے بعد یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ محبتیں ہزار ایک روپیہ سالانہ بطور احترام سرکاری خزانے کے بندوبست اولیٰ میں احمد بخش خاں کے ذمے واجب اللہ تھا جو جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی توجہ اور محکومی کے مطابق بندوبست ثانی میں سواروں کی محکومہ کی مد میں اور محققین نھراٹھ بیگ خان کی بخش کے ذیل میں مقرر ہو چکا ہے۔ اتفاقاً میری یہ درخواست ہے کہ آئندہ بندوبست اولیٰ کے مطابق یہ احترامی رقم سرکاری خزانے میں داخل کرائی جائے اور نھراٹھ بیگ خان کے قانونی اور شرعی وارثوں کی پرورش کے لیے رقم سرکاری خزانے سے جاری ہو تاہم اس سلسلے میں کونسل عالیہ کی طرف سے ابھی کوئی قطعی حکم جاری نہیں ہوا اور یہ مقدمہ ابھی تک زیر غور ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان دونوں میرے مقدمے کے اصلی متن کے ساتھ یہ فراموشی بات بھی کونسل کے اجلاس کے دفتر ہے کہ ایک حکم جو ریڈیو لکھی دہلی کے دفتر سے جاری ہوا ہے اس مقدمے سے مناسبت یا عدم مناسبت سے قطع نظر میرے لیے وہ حکم حیرت انگیز بھی ہے اس لیے کہ اس ملک کا وجہ ہے نیز دوسرے ممالک میں بھی دستور ہے کہ جو مقدمہ بھی صاحب کشتہ صاحب بہادر کے ذمہ سماعت ہو اس کے بارے میں سماعت صاحب بہادر کوئی حکم نافذ نہیں کرتے اور اس طرح جناب اعلیٰ کشتہ صاحب بہادر کے ذمہ سماعت مقدمے میں کشتہ صاحب مداخلت نہیں کرتے

اس صورت حال میں میرے مقدمے میں اس امر کی رعایت نہیں کی گئی کیونکہ میرا مقدمہ اس وقت جناب گورنر جنرل کی کونسل میں زیرِ سماعت ہے۔ اس لیے دہلی ریڈیو ٹی کے دفتر کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔

چوتھی شق یہ ہے کہ میں اپنی عدم رضامندی کی وجوہات عدالتِ مسٹر فیض رساں جناب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں اور اپنی معروضات پر جی و درخواست ان کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں مجھے امید ہے کہ اس عرضداشت کا قریب جناب گورنر جنرل صاحب بہادر کی نظر سے گزرا ہو گا اور جب تک اس قدمی کے مقدمے کا کونسل عالیہ کی طرف سے قطعی فیصلہ سامنے نہیں آتا ریڈیو ٹی کا جاری کردہ حکم ملوثی سمجھا جائے۔ آپ کی حکومت اور اقبال کا سورج روشن اور تابندہ رہے۔

انصاف کا طالب، عرض گزار اسد اللہ قرہ کدہ ۲۵ نومبر ۱۹۴۱ء

اللہ محمد اسد اللہ خان



(۵۴)

پنجاب مستطاب معلی القاب جہانیاں باب عجبہ انجم سپاہ کیو ان بارگاہ
نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ

(قادی سے اردو)

خدمت عالی میں عرض پرداز ہوں کہ فدوی کا مقدمہ ۱۸۴۸ عیسوی کے آغاز سے کونسل عالیہ کے اجلاس کے لیے
حضور کے زیر غور ہے۔ اس دعوے کا خلاصہ یہ ہے کہ نعرانہ بیگ خان کے حوٹلین کی مدد معاش کے لیے دس ہزار
روپے سالانہ کی رقم نواب احمد بخش خان کی جاگیر میں بطور دوام شامل ہے نواب احمد بخش خان نے اس رقم کو پانچ ہزار
روپے سالانہ ظاہر کیا اور ان میں سے بھی مبلغ دو ہزار روپے سالانہ خواجہ علی کو دے دیے اور باقی تین ہزار روپے
سالانہ نعرانہ بیگ خان کے حوٹلین کو ان کی مدد معاش کے لیے ادا کیے جاتے ہیں۔

واقعہ دوم: یہ کہ خواجہ علی نعرانہ بیگ کے سوار دستے کا جھنڈا تھا اور نعرانہ بیگ خان کے سواروں کی تحفہ
مبلغ پندرہ ہزار روپے بھی نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے قائل پرداخت تھے۔ اسی بنا پر میں نے کونسل کے اجلاس
سے درخواست کی ہے کہ خواجہ علی سے واپس شدہ رقم نعرانہ بیگ خان کے حوٹلین کے مدد معاش کے لیے ناجیوار
فیوزر پر کو جاری نہ کی جائے کیونکہ افسر کی تحفہ بھی سواروں کی تحفہ میں شامل ہوتی ہے۔

واقعہ سوم: مقدمے کے آغاز میں میں نے کونسل کے اجلاس کے حضور عرض کیا تھا کہ فدوی کے ہر دعوے کی تصدیق
مقتضی تھی کہ اس کے خلاف اور فدوی کے ہر دعوے کے اعتراضات کا دامادار حضور والا کے حکم پر ہو اور حضور پر نور
فدوی کی یہ دونوں التجائیں اجلاس میں منظور فرما چکے ہیں۔

واقعہ چہارم: جنرل لارڈ الیک کی ۱۸۴۸ء تقریر کوہ رپورٹ جس کی نقل حضور کے حکم کے مطابق کولبرک صاحب بہادر
کی رپورٹ کے جواب میں فدوی کی درخواست میں شامل ہے حکومت کے دفتر (سے واپس کی جائے) جس میں
حضور والا کی تجویز کے مطابق اس رپورٹ کا متن فیصلے (کا حصہ بنایا گیا ہے اور جس کی مدد سے) ۱۸۵۰ء صرف دس ہزار
روپے سالانہ حوٹلین نعرانہ بیگ خان کے نام پر دیا ہے خواجہ (علی) ۱۸۵۰ء کا نام (موجود نہیں)۔

☆ ☆ ☆ اصل مسودے سے یہ الفاظ غلط ہوئے ہیں ژہر کرتے وقت ہواڑے سے یہ معنی لکھے گئے اسی لیے قوسوں میں

ہیں۔ (گ - ی)

دفتر پنجم: فدوی کے مقدمے میں گولبرک صاحب بہادر کی رپورٹ کے جواب میں حضور والا کا حکم یہ ہے کہ اسد اللہ خاں کے دعوے کے اسباب کی تحقیقات کر کے اس سلسلے میں صدر مقام کو رپورٹ ارسال کی جائے لا محالہ صاحب بہادر ریڈینٹ دہلی کو چاہیے کہ حضور والا کے حکم کے مطابق فدوی کے مقدمے کے بارے میں رپورٹ کریں اور حضور والا کا آخری حکم اس سلسلے میں حاصل کیا جائے۔

دفتر ہشتم: اس دوران میں خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹوں محسن الدین اور بدر الدین نے مبلغ دو ہزار روپے سالانہ حاصل کرنے کے لیے ریڈینٹ دہلی صاحب بہادر اجازت حاصل کر لی ہے لیکن فدوی حیران ہے کہ یہ اجازت کس دلیل کے تحت حاصل کی گئی ہے اگر انہوں نے نعرانہ بیگ خاں سے اپنی قربت دکھائی ہے تو ظاہر ہے کہ جب خواجہ بی نعرانہ بیگ خاں کے اقربا میں سے نہیں ہے تو اس کے بیٹے کس طرح نعرانہ بیگ خاں کے اقربا سے ہو سکتے ہیں۔

دفتر ہفتم: گورنر جنرل بہادر کے شیعے میں ۱۸۹۶ء میں دارالحکومت سے امر بخش خاں کے نام جاری ہوا خواجہ حاجی کا نام اس طرح لکھا گیا ہے کہ اب دیکھنے کے بعد شک گزرتا ہے کہ شاید خواجہ حاجی نعرانہ بیگ خاں کے اقربا میں سے ہے حالانکہ شیعے میں خواجہ حاجی کا نام محض امر بخش خاں کی استدعا پر لکھا گیا ہے اور یہ مقدمہ فدوی کی جانب سے کونسل کے پیش نظر ہے اور ابھی حضور پر نور (نے) اس کے بارے میں قطعی حکم صادر نہیں فرمایا ہے۔

دفتر ہشتم: خواجہ حاجی کا مسئلہ فدوی کے دعوے کی شقوں میں سے ایک شق ہے اور اصل مقدمے کے فیصلے سے پہلے کسی دفتر کے بارے میں حکم کا صدور اس درخواست کے لیے باعث حیرت ہے کیونکہ یہ مقدمہ کونسل کے زیر سماعت ہو اس پر ریڈینٹ سی کے دفتر سے حکم کا صدور ضابطے کے مطابق نہیں۔

دفتر نهم: مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں کوئی پائیدار حکم نافذ کیا جائے گا کہ جب تک فدوی کا مقدمہ حضور کے زیر سماعت ہے خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹے محسن الدین اور بدر الدین ان دو ہزار روپے سالانہ پر قبضہ نہ کر سکیں اور دوسری استدعا یہ ہے کہ درخواست ہذا آپ کے حکم کے مطابق متعلقہ جج کو بھیجی جائے اور میرے مقدمے کی دوسری دستاویزات میں اسے شامل کیا جائے اور میری یہ تجویز کونسل کے زیر سماعت مقدمے میں شامل ہو۔ حد ادب کا تقاضا ہے کہ اس سے آگے نہ بڑھوں۔ آپ کی حکومت اور اقبال مندی کا سورج جاوہر جلال کے افق پر روشن اور درخشاں رہے۔

معرضداشت اسد اللہ خاں برادر زادہ نعرانہ بیگ خاں مرحوم جاگیردار سوگ سونہلہ

معروضہ ۲۵ نومبر ۱۸۹۶ء بمبئی



(۵۵)

فورٹ ولیم سے جاری شدہ سرکاری مراسلہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۳۱ء سے اقتباس

پیرا گراف نمبر ۱۷۱۷ — اسماء اللہ خان برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگت سونا نے گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا جس میں حضور والا ان کونسل کی توجہ اس جاگیر کی جانب مبذول کرائی تھی جو نواب احمد بخش خاں مرحوم کو عطا کی گئی تھی۔ چنانچہ دہلی کے ریڈیٹنٹ صاحب بہادر سے یہ گزارش کی گئی تھی کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس عرضداشت کا جائزہ لے کر رائے سے مطلع کریں۔

۱۸۳۱ء مراسلت مورخہ ۲۱ جنوری
پیرا گراف نمبر ۱۷۱۷ کے حاشیے میں مندرج جناب مارٹن کی رپورٹ سے یہ حشر ہوتا ہے کہ نہ تو مدعی کوئی تلاش کرنے کا

بھار ہے نہ ہی حکومت فیروز پور کے نواب سے کسی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ داد خواہ چاہتا ہے۔ مزید برآں جناب مارٹن نے اس حقیقت کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس نوع کی عرضداشتیں پہلے بھی دو مرتبہ سرکار عالیہ میں پیش کی جا چکی ہیں۔ اور ریڈیٹنٹ بہادر کے دفتری فراہم کردہ رپورٹ کے مد نظر دونوں مرتبہ رد کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل محولہ بالا دعوے کے ضمن میں مزید کسی کارروائی کے حق میں نہیں ہے۔

(۵۶)

منجانب: اسد اللہ خاں پرلورہ زلورہ نصر اللہ بیک خاں چاکیر وار سوئٹ سوئٹا
بنام فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر

سورخہ کیم اپریل ۱۸۸۲ء

گزشتہ ماہ دسمبر میں فدوی نے حضور کے دربار عالیہ مشفقہ دہلی میں بہ نفیس نفیس حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا تھا نیز یہ کہ معتد پر سب صاحب بہادر کے توسط سے ایک عرضی بھی پیش کی تھی جس میں فدوی نے حضور والا سے عرض کیا تھا کہ فدوی کے معاملات سے متعلق جملہ کاغذات و دستاویزات صدر دفتر سے طلب فرما لیے جائیں اور فدوی کی عرضداشت پر حسب دل خواہ فیصلہ صادر فرمایا جائے۔ حضور نے فدوی کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور متعلقہ کاغذات کے ساتھ اسے پیش کرنے کے احکامات صادر فرمائے فدوی آپ سے یہ بھی درخواست کرتا ہے کہ مذکورہ معاملے کے متعلق جلد فیصلہ صادر فرمایا جائے اور فدوی کو بھی اس کی نقل فراہم کی جائے۔

فدوی کا دعویٰ ہر لحاظ سے مناسب اور حق پر مبنی ہے۔ مذکورہ معاملے نے نہ بولنے کی وجہ سے جہاں سرکار برطانیہ کو زر استمراری سے محروم ہونا پڑ رہا ہے وہاں فدوی کو بھی اپنی حق تلفی کی بنا پر نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ انگریز سمجھتی بہادر کے سرکاری فرمائے میں زر استمراری جمع کیا جائے اور فدوی کے گزارے کے لیے حقش شدہ رقم از سر نو ادا کی جائے۔ فدوی کو یقین ہے کہ اس کے معاملات ان دستاویزات کے مطالعہ کے بعد بالکل واضح ہو جائیں گے جو اس عرصے کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان کاغذات کی صداقت آپ کے سرکاری دفتر کے ریکارڈ سے ثابت ہو جائے گی۔

فدوی ان دنوں شدید الجھنوں کا شکار ہے اور بن بن جوئی کا بھی محتاج بنا ہوا ہے لہذا جناب والا سے قوی امید

ہے کہ اختر کے معاملات پر ازراہ نوازش طور فرمائیں گے نیز فدیہ کی عرض گزار ہے کہ مسئلہ دستاویزات کا معاملہ فرما کر اور جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۴ مئی ۱۸۷۶ء کا جائزہ لے کر اس کی دائرہ سی فرمائیں گے اور اس کے حق میں خاطر خواہ فیصلے کے اعلان کریں گے۔

(ترجمہ مطابق اصل) (درجہ) سی 'ای' ٹریج لیان (۳۳)

مذکورہ بالا عرضہ میں حوالہ شدہ دستاویزات :

۱۔ عزت مآب سر۔ ای 'کول بروک کی رپورٹ مور اس کے جواب کی نقل۔

۲۔ مدعی نے ہائیکز صاحب بہادر کے فیصلے سے دل گرفتہ ہو کر حکومت عالیہ میں انگریزی میں جو درخواست پیش کی تھی اس کی نقل۔

۳۔ جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر نے نوآب امیر بخش خان کو جو اسناد مرحمت فرمائی تھیں ان کی نقل۔

۴۔ مدعی نے دہلی کے ریڈیٹنٹ ہائیکز صاحب بہادر کے نامے میں انگریزی میں جو درخواست حکومت عالیہ کو بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی اس کی نقل ہے۔

حصہ دوم

۳۰ جون ۱۸۴۵ء تا ۲ مارچ ۱۸۴۰ء

(۵۷)

آگرہ پریذیڈنسی کی سیاسی کارروائی مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

منجانب: اسماء اللہ خاں

بخدمت گرامی: جناب آر' ایچ' مکناٹ صاحب بہادر

کالم مقام محترم برائے حکومت آگرہ، شعبہ ریاستی امور

الہ آباد

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء

جناب عالی!

فدوی چند یادداشتیں فعالیت ماب گورنر صاحب بہادر آگرہ کی خدمت مقدس میں بعد روانہ غور اور امکانات کے لیے پیش کر رہا ہے اور حضور والا کی حمایت اور سرپرستی کا خواہاں ہے۔

چونکہ جناب ٹی ٹی مکناٹ صاحب بہادر کی عدالت عالیہ میں ایسے متعدد مقدمات زیر سماعت ہیں جن کا تعلق مرحوم شمس الدین خان کے نجی معاملات خصوصاً قرض و فیوض سے ہے "لہذا فدوی نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنا مقدمہ آپ کے توسط سے فعالیت ماب گورنر صاحب بہادر آگرہ کے رویہ پیش کر کے ان کے مشعلات فیصلے کا وار خواہ رہے۔

آخر میں آپ سے دست بستہ التجا ہے کہ فعالیت ماب گورنر صاحب بہادر آگرہ اس عرضداشت پر جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں آپ فدوی کو بروقت مطلع فرمادیں۔

دلی حکومت بہادر کا تاجدار اور آپ کا خدمت گزار

(در حقیقت) اسماء اللہ خاں صاحبہ

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء



(۵۹)

کیفیت

درخواست گزار اسد اللہ خان نہایت سہولت سے عرض کرتا ہے کہ جب احمد بخش خان کی جاگیر حکومت برطانیہ کے قبضے میں چلی گئی تھی اس وقت درخواست گزار نے اُن کے گورنر صاحب کی خدمت میں دو درخواستیں بذریعہ سرکاری ڈاک ارسال کی تھیں۔ انہی کی نقل لف ہذا ہیں۔

محمد اسد اللہ خان

برادر ذوالقہر لہر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونہا

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایڈوائزری ریکارڈز۔ کیس نمبر ۱۔ بی ۱۰۱۔ ۱

(۶۰)

عاجزانہ عرضداشت اسد اللہ خاں برادر زادہ نصر اللہ بیگ خاں مرحوم

بخدمت گرامی : فضیلت باب ولیم سٹٹ صاحب بہادر گورنر آگرہ۔

بعض عرض جناب عالی

یہ کہ نصر اللہ بیگ خاں جاگیردار سوہک سونا نے جب رحلت کی تو مرحوم کے دربار میں مندرجہ ذیل چھ افراد شامل تھے۔ ایک والدہ صاحبہ تھیں بمشیریں، دو بچے۔ وفات کے وقت مرحوم کے زیر نگرانی ۴۰۰ سواروں کا ایک دست تھا اور اس کے علاوہ پچاس عدد گھوڑے موجود تھے۔ خواجہ حاتی مذکورہ دستے کا سلاہ تھا۔

نصر اللہ بیگ خاں کی رحلت کے وقت جرنیل لیک صاحب بہادر نے مرحوم کے پس ماندگان کی کفالت اور ۵۰ لاکھ سواروں کی ملازمت کے سلسلے میں کونسل عالیہ بہادر کی خدمت میں ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ جس میں انہوں نے اس امر کی پر زور سفارش کی تھی کہ کفالت حلقین کے لیے مبلغ دس ہزار روپے اور خواجہ حاتی کے سواروں کی امداد کے لیے مبلغ پندرہ ہزار روپے مختص کیے جائیں۔ مذکورہ دو عددوں کی مجموعی رقم مبلغ ۲۵ ہزار روپے تھی جس کی اور انجی احمد بخش خاں کی جاگیر سے ہونا تھی۔ اس ضمن میں حکومت نے ہاتھوہ امکانات جاری کیے تھے۔ (ملاحظہ ہو منسلک نمبر ۳) گورنر جنرل بہادر ان کونسل نے مذکورہ رپورٹ کی توثیق ایک فارسی مکتوب کے ذریعے فرمادی تھی۔ (ملاحظہ ہو منسلک نمبر ۴)۔

دوم : آپ کا درخواست گزار مرحوم کا بھتیجا ہی نہیں خونی رشتے کی بنا پر ان کا قریبی عزیز بھی ہے، لہذا غور کو ان کا فرزند کہنے میں حق بجانب سمجھتا ہے۔ فدوی کے مرحوم حقیقی چچا بھی اپنی زندگی میں ایسا ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ نصر اللہ خاں کی رحلت کے بعد فدوی ان کے خاندان کا سرپرست بنا اور اس حیثیت میں آپ کے درخواست گزار نے ۱۸۲۸ء میں کونسل عالیہ کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کیا تھا۔

سوم : فدوی کے چچا کے انتقال کے بعد احمد بخش خاں کی جاگیر سے اسے حکومت کے مختص شدہ دس ہزار روپے میں سے سالانہ تین ہزار روپے ملتے رہے۔ پس مبلغ سالت ہزار روپے سالانہ ابھی تک ادا نہیں کیے گئے اور بقیہ واجب

الودا رقم منی ۱۸۳۶ء سے منی ۱۸۳۵ء تک مبلغ ۳۰۰۰۰ روپے بنتی ہے۔ انیس سال کا عرصہ گزر گیا اور فدوی کو مذکورہ رقم ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔

چهارم: خمس الدین خان کی جاگیر حکومت سرکار برطانیہ کی تحویل میں ہے لہذا فدوی ہمد آؤپ عرض گزار ہے کہ براہ کرم ایک قربان جاری کیجئے کہ فدوی کو سرکاری خزانے سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ ادا کیے جائیں۔ نیز یہ اتھاس ہے کہ خمس الدین کی جو رقم مبلغ ۳۰۰۰۰ روپے حکومت کی تحویل میں ہے اس سے سائل ہذا کو ۳۰۰۰ روپے کی بتایا رقم ادا کرنے کے امکانات ملاد فرمائے جائیں۔

حکومت کا تہجدار اور آپ کا خدمت گزار

محمد اسد اللہ خان

دہلی

مورخہ ۳۰ جون ۱۸۳۵ء

اس عرضداشت کے ساتھ قاری زبان میں تحریر شدہ دو عدد ایسی اسٹامپیں کی جا رہی ہیں جو لازماً ایک صاحب بہادر نے مرمت فرمائی تھیں۔ ان کی تصدیق نکلے یا دہلی کے دفاتر میں موجود ریکارڈ سے کدائی جاسکتی ہے۔

بہ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریڈیو ٹی ویز ایجنسی ریکارڈز۔ کس لبریری۔ بی ہارٹ۔ ۱

(۶)

نقل سند استمرار فیوز پور، جھڑکہ و ساگرس،
جرنل لارڈ لیک بھلور کی مہر اور دستخط کے ساتھ
پیام نواب احمد بخش خان، تحریر ۲۲ دسمبر ۱۸۰۳ء
قاری سے اردو)

ہر گز فیوز پور، جھڑکہ اور ساگرس کے ذمہ دار افسران، چھپڑی، قانون کو، زمیندار، پیل کار اور مزار میں ملحق
ہوں کہ چونکہ نواب احمد بخش خان بھلور کبھی انگریز بھلور کی حکومت کے پیشہ جات خدمت گزار اور غیر خواہ رہے ہیں
لہذا نواب مذکور کو اس صلے میں مہیا ہو کر مذکورہ علاقہ مبلغ پانچ ہزار ایک مطابق مندرجہ الوقت ہالقص تمام وسائل،
اموال کے ساتھ بطور استمرار ابتدائے ۱۳۳۳ فصل سے پیشہ کے لیے نسل در نسل حضور سرکار دولت دار کبھی انگریز
بھلور کی طرف سے نواب صاحب مشار الہ کو عطا کیا جاتا ہے۔ اسیں چاہیے کہ خدمت گزاری اور مالگزاری کے لیے
نواب موصوف کے کارندوں کے سامنے حاضر رہ کر فرمان برداری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کریں اور نواب صاحب
مشار الہ پر واجب ہے کہ وہ حسن سلوک سے رعایا کو راضی رکھیں اور ذراعت کی کثرت میں کوشش کر کے معینہ رقم
کو اقلہ کی سال بھال اور فصل بہ فصل سرکاری فروانے میں داخل کرانیں۔

۲۳ فروری ۲۲ دسمبر ۱۸۰۳ء بمبئی

مذکورہ بالا مہارت کی جتنیں حسب ذیل ہے :

۱۔ احمد بخش خان کے نام فیوز پور، جھڑکہ و ساگرس کے دو پگنوں کی بخشش بطور جاگیر بہ عوض مبلغ پانچ ہزار ایک
صدا مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۰۳ء رو بہ عمل آئی۔

(۶۳)

نقل سند استمراری پر گنہ پونا پانا و پچھور و گھینہ، لارڈ لیک ہمارے کے دستخط اور مہر کے ساتھ بنام
 نواب احمد بخش خان مرحوم نوشتہ ۳ مارچ ۱۸۰۶ء
 (تاری سے اردو)

نمبر دوم

اہم امور کے اہم دار امیران حال و مستقبل، چہ دریں، قانون گوئی، سرداران دہسہ اور مزار میں پر گنہ پونا پانا
 پچھور اور گھینہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ چونکہ نواب احمد بخش خان ہمارے دام اقبالہ سرکار عالیہ کبھی ہمارے کی غیر خواہی
 خدمت گزاری اور ہائے شہادت میں دل و جان سے حاضر اور مصروف رہے ہیں لہذا ازراہ مصلحتی مذکورہ پر گنہ تمام وسائل
 اور اموال کے ساتھ ہوض مبلغ میں ہزار روپے سکے رائج الوقت بالمقتضی ۳۳ سال فصلی کی فصل رائج کی ابتدا سے
 ہمسائے ان الحاک، امیر، معالی جاگیدوں، میں اترتے روزانہ یا سالانہ و خانک کے جو زمانہ قدیم سے مقرر ہیں بطور استمرار
 پیش کے لیے نواب موصوف کو عطا کیے جاتے ہیں انھیں چاہیے کہ آئندہ کے نقد کو مد نظر رکھتے ہوئے نواب
 موصوف کے تاخیر کی خدمت میں حاضر رہیں اور پیدوار کی بیج آوری اور خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت
 نہ کریں اور نواب صاحب کی رضامندی اور اور ہمارے کو اپنے بارے میں موثر سمجھیں نواب صاحب موصوف پر
 بھی واجب ہے کہ وہ اپنے حسن سلوک سے رعایا اور دیگر کھنوں کو راضی اور شکر گزار رکھیں اور ذراعت کی ترقی اور
 پرگنوں کی آبادی میں کوشاں رہیں نیز مقررہ واجب الادا رقم کی اقساط سال بہ سال اور فصل بہ فصل خزانے میں جمع
 کرواتے رہیں۔

نمبر ۲

مذکورہ بالا سند سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ احمد بخش خاں کو مورخہ ۳ مارچ ۱۸۰۶ء کو تین پگائے پٹا ہانا، بھجور اور جھینڈ بھوض مبلغ میں ہزار روپے سالانہ عطا کیے گئے تھے۔
 واضح رہے کہ دو عطف اوقات میں یہ طے کیا گیا تھا کہ مذکورہ رقم مبلغ میں ہزار روپے احمد بخش خاں حکومت کو
 ادا کریں گے اس ضمن میں تریل زر کی معافی نہ تو ان کے حق میں دی گئی تھی اور نہ ہی ان کے خاندان کے حق میں
 دی گئی تھی۔ ❦

❦ گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایڈمنسٹریشن ریکارڈز۔ کس نمبر لیٹا پارٹ ۱۱

(۶۳)

نمبر ۳

لیفٹیننٹ کرنل میکلم صاحب بہادر کے مکتوب مورخہ ۳ مئی ۱۸۰۶ء کا اقتباس۔

مذکورہ حوالہ اس دستاویز کے متعلق ہے جو گزشتہ صفحہ میں درج کی گئی تھی۔

(۶۳)

گورنمنٹ کے شقے بنام احمد بخش خاں مشتمل بر حکم منظوری تجویز جنرل لارڈ ایک ہلور کی نقل
(فارسی سے اردو)

شامت پناہ' عالی مرتبت احمد بخش خاں ہلور حفظ آتی میں رہیں۔

مصمم الدولہ الحاج الملک خاں دوران جنرل لارڈ ایک ہلور فتح جنگ سپہ سالار نے ان کی خیرامی اور جانفشانی کے پیش نظر مملکت فیروز پور بحرک اور پٹ ساگرس پٹاٹا' پھور دھیمہ مع مال و سامان اور تمام بندوبست سوائے ان باغات ہاکیوں' ایہ معافی ہاکیوں' پن اور تھ اور دھیموں کے جو کہ قدیم سے مشرور ہیں ہمیشہ کے لیے انھیں بخش دیے ہیں بشرطیکہ وہ حکومت سے کسی قسم کی معاونت طلب نہ کریں۔ اور ان علاقوں کا انتظام و انصرام اپنے کارندوں کے ذریعے درست رکھیں اور خواہ حاجی و فیروز متوطنین مرزا نصرت علیک خاں کی پرورش و پرورش کریں اور برکت ضرورت اور حسب العطب یہاں سوار سرکار میں حاضر کریں اور کچھی انگریز ہلور کی سرکار و اقتدار کی جانفشانی اور خیر خواہی میں مصروف رہیں چنانچہ میں ان کی خدمت گزاری ٹیک بیجی اور کچھی کی حکومت کے لیے خیر خواہی کے پیش نظر جو مجھے سپہ سالار مذکور سے معلوم ہوئی مذکورہ مملات خزانہ دار کے تحت از ابتداء فصل ربیع ۱۳۳۱ فصلی بر سبیل دوام نسل در نسل عطا کرتا ہوں اور حکومت کے افسران آج کے بعد ان مملات سے کوئی سود کار نہیں رکھیں گے اور ان مملات میں رہنے والوں کی کوئی ملکیت نہیں سنی جائے گی۔ یہ ہاکیہ ہمیشہ ان کے اور ان کی اولاد کے قبضے میں رہے گی۔ وہ اس علیہ عقلی کے لیے حکومت کے مرہون منت رہیں اور حکومت کے لیے خیرامی اور جانفشانی کا مظاہرہ کریں۔ یہ ان کے لیے بھلائی اور بھری کامیاب ہو گا۔

مرقوم ۲ مئی ۱۸۶۶ء

نمبر ۴

یہ شیعہ مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۰ء امر بخش خاں کی درخواست پر جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کی منظوری کے مطابق حکومت کی جانب سے ارسال کیا گیا۔ یہ لارڈ لیک صاحب بہادر کے نواب کے ساتھ اس بندوبست جس کا حوالہ سر ہونا میٹنگ کی رپورٹ نمبر ۳ میں کیا گیا ہے کی توثیق کرتی ہے۔ یہ اس مسودے کے مطابق تیار کی گئی ہے جو جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کے کہنے پر نواب موصوف نے تیار کیا تھا، اگر تلاش کیا جائے تو یہ مسودہ بلاشبہ سرکاری ریکارڈ میں مل جائے گا۔ امر بخش خاں مذکورہ مسودے میں حمایت بدینتی کے ساتھ دس ہزار روپے جو سرکار عالیہ نے نھراٹھ بیگ خاں کے اقربا کی اعانت کے لیے مختص کیے تھے کا ذکر گول کر گئے نیز انھوں نے خواجہ حاجی تک کا ذکر بھی نہیں کیا حالانکہ نھراٹھ بیگ خاں نے اسے پچاس سواروں کا سلام مقرر کر رکھا تھا۔ تاہم خواجہ حاجی 'نھراٹھ بیگ خاں کے خاندان سے مسمی و نہیں کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا تھا۔

مذکورہ بالا عبارت گزشتہ صفحے پر مندرجہ دستخط سے متعلق ہے ☆۔

ی نکتہ آہن میں۔ صدقہ اصول وضوہا کی تردید ہی دراصل غلط نتیجے کی بنیاد ہوتی ہے۔

دفعہ دوم: قاری غلط و کتابت میں لفظ "خواب" کو رز جزل ہلور کے لیے لانا استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مذکورہ شق میں صاحب موصوف کے اسم گرامی سے قبل اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ نتیجہ لفظ کیا جا سکتا ہے کہ اس شق کو ایک ایسے شخص نے مرتب کر کے سپرد قلم کیا ہے جو سرکاری دفتر کے قاری شعبے کے اصول وضوہا سے قطعاً نا آشنا ہے۔

دفعہ سوم: شق کے متن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نعرالہ یک خان مرحوم کی اداو کا مسئلہ موضوع تحریر ہے جبکہ اقرا کے ناموں کی فرست میں خواجہ حاجی کا اندراج عمل نظر ہے۔ واضح رہے کہ خواجہ حاجی ثانی شخص نعرالہ یک خان کے خاندان سے مسی و نسبی کسی بھی قسم کا تعلق نہیں رکھتا۔ چنانچہ یہ بات بھی سراسر مفلوک ہے کہ ناموں کی فرست میں خواجہ حاجی کا نام تو شامل کر لیا گیا ہے لیکن مذکورہ خاندان سے اس کے مسی و نسبی تعلق کی قطعاً نشان دہی نہیں کی گئی ہے۔ حالانکہ دیگر ناموں کے ساتھ خاندانی رشتے کی باقاعدہ وضاحت موجود ہے۔

دفعہ چہارم: اس شق کے مطابق سیل ۵ ہزار روپے نعرالہ یک خان مرحوم کے اقرا کی اداو کے لیے مختص کیے گئے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ نہ تو مذکورہ شق میں اور نہ ہی اس مقدمے سے تعلق کسی بھی دستخط میں یہ ذکر موجود ہے کہ اس رقم کا تعلق کس دے سے ہے۔ اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ سیل ۵ ہزار روپے کی یہ رقم سیل ۲۵ ہزار روپے کی اس رقم کے علاوہ ہے تو یہ اقدام نہ صرف انصاف کے سراسر خلاف ہو گا بلکہ باغذاً العمل بھی نہیں رہے گا کیا حکومت نے شدہ رقم سے زیادہ رقم کا مطالبہ کرنا چاہے گی؟

دفعہ پنجم: اگر یہ دلیل دی جائے کہ سیل ۵ ہزار کی یہ رقم سیل ۵ ہزار روپے کی اس رقم کا نصف ہے جس کا ذکر بواسطہ طور پر جرنل لارڈ ایک صاحب ہمارے اپنی رپورٹ نمبر ۳ مئی ۱۸۹۶ء میں کیا تھا تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ۳ مئی ۱۸۹۶ء کو گورنر جزل صاحب ہلور نے مذکورہ رپورٹ کی منظوری دے دی تھی تو اس صورت حال میں لارڈ ایک صاحب ہمارے نے کس طرح کہا "لانا" مجموعی رقم سے نصف منہا کر لیا ہو گا؟ واضح رہے کہ مذکورہ شق پر ایک ماہ بعد کی تاریخ درج ہے یعنی ۲۶ جون ۱۸۹۶ء۔ مزید برآں جرنل لارڈ ایک صاحب ہلور نے اس شق کے حوالے سے گورنر جزل ہلور سے کسی قسم کی غلط و کتابت نہیں کی تھی۔ علاوہ ازیں، ایسی کوئی دستخط دستیاب نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سیل ۵ ہزار کی بجائے نصف رقم کہاں خرچ ہوئی۔ حالانکہ اس معاملے کا کہیں نہ کہیں اندراج ہونا چاہیے تھا۔ مذکورہ رقم شق کے مطابق منقسم کر دی گئی تھی۔

دفعہ ششم: باریک بینی نظر بھی یہ عیادت نہیں کر سکتی کہ اس شق "لارڈ ایک صاحب ہمارے کی پیش کردہ رپورٹ سے منسلک دو استاد اور گورنر جزل کے تصدیق نامے کے درمیان کوئی جگہ سی بھی مشابہت پائی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ آخر لفظ "کے ساتھ ایسی چار دستخطات بھی منسلک تھیں جن میں احمد بخش خاں کی جاگیر کے انتظام و انصرام کا ذکر موجود تھا اور انھیں اقرا نعرالہ یک خان کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داری بھی باقاعدہ تفویض کر دی گئی تھی۔

دفتر ہفتم: مستد اعلیٰ "ایچ" بینکٹن صاحب بیلور کے واسطے سے یہ حقیقت خرچ ہوتی ہے کہ اصل شدہ سرخان بینکم صاحب بیلور کی خدمت اقدس میں پہنچی روانہ کیا گیا تھا تاکہ وہ لارڈ ایک صاحب بیلور کی سر اور دھچکا کا بغور معائنہ فرمائیں۔ انھوں نے دونوں چیزوں کے اصلی ہونے کی تصدیق فرمادی تھی یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی تردید کرنے کی جرأت فدوی ہرگز نہیں کر سکتا لیکن چند ایسے مثبت اسباب ہیں جن کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے اور جنہیں مد نظر رکھتے ہوئے فدوی یہ یاد کرتا ہے کہ امور بخش خاں نے غلط کو معقول رشوت دے کر لارڈ ایک صاحب بیلور سے دھچکا کروا لیے تھے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ غلط موقع کی تلاش میں رہا اور موقع ملنے ہی دیگر کاندھات کے اہلکار کے ساتھ مذکورہ شدہ بھی برائے دھچکا پیش کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ دھچکا اور سر کے سلسلے میں دفتر کے محلے پر ہی عمل انجام کیا جاتا ہے۔

دفتر ہشتم: خواجہ حاجی سواروں کا سالار قلعہ چانچہ خواجہ حاجی کو دینے کے لیے مختص سا ہزار روپے کی رقم سے محفواہ ملنی چاہیے تھی۔ یہ سراسر انصافی کی بات ہے کہ نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی پرورش و پرداخت کے لیے مختص رقم سے خواجہ حاجی اور اس کے متعلقین کی مالی اعانت کی جائے۔

فی الوقت خمس الدین خاں کی جاگیر حکومت کی تحویل میں ہے لیکن مستقل میں متعدد ذیل صورتوں میں کسی ایک پر عمل در آمد ناگزیر ہو گا:

اول: جاگیر خمس الدین خاں کو واپس کر دی جائے۔

دوم: حکومت اس کا قبضہ اپنے پاس رکھے اور اس کے عوض خمس الدین خاں اور ان کے متعلقین کی پرورش و پرداخت کے لیے ایک مخصوص رقم مہیا کر دے۔

سوم: حکومت عالیہ پروری کی پوری جائیداد ضبط کر لے۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں فدوی نہایت مودبانہ عرض گزار ہے کہ ایک ٹکٹانے کے ذریعے پچاس سواروں کے دستے کو معطل کر دیا جائے اور جاگیردار کو پابند کیا جائے کہ وہ سواروں کی سالانہ محفواہ مبلغ پندرہ ہزار روپے اور نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی کفالت کے لیے مختص شدہ رقم مبلغ دس ہزار روپے سرکاری خزانے میں جمع کرائے۔

دوسری صورت کی بات فدوی کی یہ درخواست ہے کہ سواروں کی محفواہ مبلغ پندرہ ہزار روپے اور نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی کفالت کی رقم مبلغ دس ہزار روپے ان سب کی لواغی خمس الدین خاں اور ان کے اہل و عیال کی پرورش و پرداخت کے لیے مختص رقم سے ہونی چاہیے۔

تیسری صورت کے متعلق کچھ عرض کرنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس لیے کہ سب سواروں اور اور خواجہ حاجی کی خدمات غیر ضروری تصور کر کے خودی کا حکم قرار دے دی جائیگی۔ البتہ حکومت پر یہ واجب ہو گا کہ وہ نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی پرورش و پرداخت کے لیے مبلغ دس ہزار روپے ادا کرتی رہے۔

فدوی اس عرضداشت کے آخر میں شمس ہے کہ مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں جو بھی نافذ العمل ہو حکومت کے پاس شمس الدین خاں کی جو دو لاکھ ساٹھ ہزار کی رقم موجود ہے اس میں سے مبلغ دو لاکھ تین ہزار روپے علیحدہ کر لیے جائیں۔ یہ بڑی پونگی فی الواقع حکومت کی ہے۔ اس پر اعتراض خاں کے پس ماندگان کا جائزہ حق بنتا ہے۔ یہ رقم کسی صورت میں بھی ہائیکورٹ کی تحویل میں نہیں جانی چاہیے۔

دہلی حکومت کا تاجدار اور آپ کا خدمت گزار

محمد اسد اللہ خاں بٹا

سورخہ ۳۰ جون ۱۸۸۳ء

بٹا تاجپ گورنمنٹ آر کالونیز۔ دہلی ریجنل ٹری ایڈز انٹرنیشنل ریکارڈز کس فیسر۔ بی 'پارٹ'۔ ۱

(۶۵)

(فارسی سے ترجمہ)

نواب احمد بخش خاں بہادر کے نام جرئل لارڈ لیک بہادر کے خط نوشتہ ۷ جون ۱۸۰۶ء کی نقل

شامت پناہ عالی مرتبت 'نواب صاحب' مہمان دوستان نواب احمد بخش خاں بہادر 'حکیم اللہ تعالیٰ' چونکہ کینی انگریز بہادر دام اقبالہ 'کو مرزا نعر اللہ بیگ خان کے پس ماندگان کی نمود و پرداخت منظور ہے اور اس سے پہلے جناب گورنر جنرل بہادر جو سند انھیں مرحمت فرما چکے ہیں اس میں بھی مختصر طور پر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے لہذا لکھا جاتا ہے کہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت اس پر گز سے جو حضور والا کی طرف سے انھیں مرحمت ہو چکا ہے مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق مندرجہ ذیل مرزا مرحوم کو مقرر کردہ کے مطابق ماہ بہاد اور سال بسال پہنچتا رہے۔ تاکہ وہ اس سے اپنی گزر اوقات کر سکیں اور حضور والا کی دولت و اقبال کے لیے دعا گو رہیں۔ اس امر پر تاکید کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عمل کیا جائے۔

خواجہ حالی

والدہ و ہمیشہ مرزا مرحوم

مرزا نوشہ و مرزا یوسف

۳۰۰۰ روپے

۱۵۰۰ روپے

۱۵۰۰ روپے

موقوفہ ۷ جون ۱۸۰۹ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۲۲۱ھ

برادر ذلنگان مرزا مرحوم

(۲۶)

اقتباس از نقل خط جرنیل لارڈ لیک بہادر بنام نواب احمد بخش خان

سرکار دولت دار کبھی انگریز بہادر کے کار پردازوں کی عین خواہش ہے کہ ہمسایہ کان نعرالہ بیک خان مرحوم کی پرورش و پرداخت کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں چنانچہ اس ضمن میں سابقہ "آپ کو ایک سند مرحمت کی جا چکی ہے جو ہم انداز میں تحریر کی گئی تھی۔ اسے اب دوبارہ تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ کو جو ہرگز مرحمت کیا گیا ہے اس سے پانچ ہزار روپیہ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال مرزا مرحوم کے متوطنین کو پہنچانا مقصود ہے تاکہ ان کی پرورش و پرداخت ہو سکے۔ وہ اقربا آپ کی درازی عمر کے لیے دعا گو رہیں گے اور کبھی انگریز بہادر کے کار پردازوں کی خوشحالی کے معنی ہوں گے۔

خواجہ حاتمی	والہد و بخشیدہ مرزا مرحوم	مرزا نوشہ و مرزا یوسف
۳۰۰۰ روپے	۱۵۰۰ روپے	برادر زادہ ہائے مرزا مرحوم
		۱۵۰۰ روپے

مترجمہ ۷ جون ۱۸۶۶ء بمطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۸۱ھ

(12)

تعم ہوا کہ مذکورہ صدور کائنات برائے ریچرٹ دہلی کے انجنت صاحب بہادر کی خدمت میں روانہ کیے جائیں۔

فصل سابع

400

مفتوحہ برائے حکومت اسلامی

☆ الخطبة: ألقى د. محمد عبد الحليم نور الدين، أستاذ الفقه وأصوله، في ٢٤/١٢/١٤٣٩ هـ، في الموعظة الـ ١٠٠

(۶۸)

نقل سیاسی کارروائی 'آگرہ پریذیڈنسی' مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۳۵ء

منجانب:

جناب ٹی 'ٹی'، حاکم صاحب بہار

لیجنٹ برائے گورنر دہلی۔

بخدمت گرامی:

جناب آر 'جی' سنگھ صاحب بہار

قائم مقام مسٹر

شعبہ سیاسی برائے حکومت، آگرہ والہ آباد۔

مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۳۵ء

جناب عالی!

میرے لیے باعث الشکر ہے کہ آپ کا مکتوب

مورخہ ۱۸ سبتمبر ۲۸ اکتوبر جس کے ساتھ اسد اللہ خان

عرف مرزا نوشہ کے خط اور دیگر یادداشتوں کی نقل

برائے رپورٹ روانہ کیے گئے تھے موصول ہوا۔

منجانب مسٹر اعلیٰ مقام قائم مقام ریڈیٹ صاحب

بہار، مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء۔

دوم: فضیلت باب گورنر جنرل صاحب بہار کے

ملاحظے اور احکامات کی خاطر مصلحت دعاوی میں اٹھائے

گئے جملہ نکات کے بارے میں تسلی بخش جواب پیش

کیا جا رہا ہے۔ مزید برآں میں حاشے میں مندرج

۱: دہلی کے ریڈیٹ صاحب بہار کی جانب سے نائب مسٹر

حکومت کے نام ارسال مکتوب، مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۳۶ء

۲: نائب مسٹر کا جواب مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۳۶ء

۳: قائم مقام ریڈیٹ صاحب بہار کا مکتوب

مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۳۰ء

۴: حکومت کی جانب سے جواب مورخہ ۱۹ دسمبر

مکتوب منجانب قائم مقام ریڈیٹ صاحب بہار

مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۳۰ء مع منسلکات۔

قائم مقام ریڈیٹ صاحب بہار کا جواب

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء مع منسلکات۔

مکتوب مستر اعلیٰ جام قائم مقام ریڈینٹ، مورخ ۳ دسمبر ۱۸۳۰ء مع ضمیمہ۔
جناب مستر حکومت بمبئی۔
مکتوب کی جانب توجہ مبذول کرنا چاہوں گا۔
نیز ضروری حوالے کی خاطر ان تمام دستاویزات کی نقل بھی لف ہیں جو دفتر ہذا میں موصول ہوئی رہی ہیں۔

جناب سیکٹن صاحب بہادر، مستر کاکتوب مورخ یکم مئی ۱۸۳۶ء۔
سوم: مدعی ضرعہ بیگ خاں جنھیں مقررہ پر تاجن

حیات سوگ اور سونا کے پر گئے عطا کیے گئے تھے اور جو اوائل ۱۸۰۶ء میں دلائے پانگے تھے، کا نتیجہ ہے۔
چامڑ: فیصلت ماہ جنرل لارڈ ایک بہادر نے ماہ جون ۱۸۰۶ء میں ضرعہ بیگ خاں کے سربراہ نواب احمد علی خاں کو فیروزپور کی جاگیر اس معاملے کے تحت مرحمت فرمائی تھی کہ وہ مرحوم کے اقربا و پسماندگان کی پرورش و پرداخت کے لیے مبلغ ۵ ہزار روپے سالانہ مندرجہ ذیل شرح کے ساتھ ادا کرتے رہیں گئے۔

۲۰۰۰ روپے	خواجہ حاجی
۱۵۰ روپے	والدہ و ہمیشہ مرزا مرحوم
	مرزا نوشہ و مرزا یوسف
۱۵۰ روپے	برادر زولوگن مرزا مرحوم

اس دستاویز سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ دعویٰ باطل تھا ہے۔

بچم: مرزا نوشہ نے سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کیا کہ مذکورہ شدہ ہی سرے سے جعل ہے۔ لیکن جب مدعی کو یہ پلور کر لیا گیا کہ نواب مرحوم سیکم صاحب بہادر نے مذکورہ شدہ کی صحت کی تصدیق کردی ہے تو اس نے دوسرا دعویٰ یہ کیا کہ جنرل لارڈ ایک بہادر کی مراد و حتمہ فریب کاری کے ذریعے حاصل کیے گئے تھے، اس طرح مدعی کے متنازعہ قضیت ہونے کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

مستر اعلیٰ برائے حکومت کاکتوب مورخ ۳۱ دسمبر ۱۸۳۱ء جام ریڈینٹ دہلی
عشقم: جناب مستر سیکٹن صاحب بہادر کاکتوب
تمام ایکٹ برائے گورنر جنرل بہادر مورخ یکم مئی ۱۸۳۲ء
جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے دفتر ہذا کے ریکارڈز میں موجود نہیں۔ البتہ میں خط کے منسلک کا ترجمہ منسلک کر رہا ہوں جو اس خط کی نقل ہے جو مدعی کو پہچاننے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

تپ کا خلاصہ
(در حتمہ) بی۔ بی۔ بی۔ منکاف
ایکٹ برائے گورنر صاحب بہادر ۱۸۳۵ء
دہلی ایجنسی
مورخ ۳ دسمبر ۱۸۳۵ء

(۶۹)

گورنر جنرل صاحب بہادر کی ہدایات کے تحت جناب معتمد میکنائن کی جانب سے یکم مئی ۱۸۳۲ء کو اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ کو تحریر کیے جانے والے مکتوب کا ترجمہ

آپ کی جانب سے ملحقہ پیش کی گئی عرضداشت میں آپ کی درخواست کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کی رجسٹرڈ مورخہ ۴ مئی ۱۸۳۶ء کی روشنی میں ماہانہ پنشن میں جو کہ آپ کو فیروز پور کے جاگیردار نواب محسن الدین خان کی جانب سے مل رہی ہے اضافے کا معاملہ ان دستاویزات کی روشنی میں جو آپ کی عرض کے ساتھ ملحق ہیں دوبارہ برائے انکالات پیش کیا جائے منظور کی جا چکی ہے۔ دستور کے مطابق متعلقہ جملہ دستاویزات کا ترجمہ کروانے کے بعد فیصلت باب گورنر جنرل لارڈ ولیم ہیک صاحب بہادر کے حضور پیش کیا گیا۔ نیز مقدمے سے متعلق دیگر دستاویزات کا بھی از سر نو جائزہ لیا گیا۔ گلی ازیں پاکیز صاحب بہادر قائم مقام ریڈیفنٹ دہلی کے عہد میں جب حکومت نے اس مقدمے کے متعلق رجسٹرڈ طلب کی تھی 'نواب محسن الدین خان نے ایک شدہ داخل کیا تھا جس پر فیصلت باب جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کے دستخط اور مرثیت تھی۔ اس کے درجے نواب موصوف نے یہ ثابت کیا تھا کہ آپ اور آپ کے چچا نصر اللہ بیگ خان مرحوم کے دیگر درجہ مبلغ ۵ ہزار روپے سالانہ سے زائد رقم کے قطعاً حق دار نہیں۔ مذکورہ دستاویز میں معاملہ باقاعدہ ملے پا چکا ہے۔ علاوہ ازیں اصل دستاویز جسے آپ نے جعلی قرار دیا ہے تصدیق کے لئے بمبئی کے گورنر سرجون نیگم صاحب بہادر کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی جو لارڈ ایک صاحب بہادر کے زمانے میں ہونے والی تمام سرکاری کارروائیوں سے بہ حسن و خوبی واقف رہے ہیں سرجون نیگم صاحب بہادر نے اس ضمن میں اپنی رائے ظاہر کی دیا ہے۔ بایں امر 'نائب صدر ان کو شل (سری - ٹی) - مکلف صاحب بہادر نے اس ضمن میں اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ مبلغ دس ہزار روپے کی معافی ذراسترداری کے حوالے سے جس معاہدے کے تحت نواب احمد بخش خان اور اس کے جانشین اس امر کا نکتہ ہیں کہ وہ نصر اللہ بیگ خان مرحوم کے اقربا کو ذر کفالت میا کریں گے اس کی رو سے نصر اللہ بیگ خان کے ورثہ کو وہ تمام کی تمام ادا کرنے کے پابند نہیں نیز یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ حقیقت شدہ گرانٹ کے ضمن میں لارڈ ایک صاحب بہادر سے نواب احمد بخش مرحوم نے دوسری سند حاصل کر لی جس میں نصر اللہ بیگ کے ورثہ کے مطالبوں کو ۵۰۰۰ روپے تک محدود کر دیا گیا تھا۔

پنانچہ فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر، فضیلت ماب نائب صدر ان کونسل کے خیالات سے کلی پر اتفاق فرماتے ہیں۔ لہذا ایسی صورت حال میں نواب شمس الدین خاں سے آپ کا موجودہ پٹنن میں اضافے کا مطالبہ سراسر ناروا ہے اور جرئیں لارڈ ایک صاحب بہادر کی عطا کردہ سند جس میں مختلف حصہ داروں کے نام مخصوص رقم کا اندراج موجود ہے بالکل صحیح ہے۔

(ترجمہ بمطابق متن)

(درجہ اولیٰ)۔ مکلف

ایکٹ برائے گورنر

* ایڈیشنل سیکریٹری۔ نمبر آئی او آر۔ ایف / ۲ / ۱۹۴۳ بورڈز ٹیکسز نمبر ۱۵۲۸

(۷۰)

ماسب ہدایت دہلی کے ایجنٹ کو مطلع کیا جاتا ہے چونکہ اسد اللہ خاں کے دعوے کی مکمل جانچ پڑتال کر لی گئی ہے اور اسے سرکار عالیہ نے مسترد کر دیا ہے اس لیے مزید امکانات کی ضرورت نہیں۔ مخالف صاحب ہمارے استدعا کی جائے کہ وہ خاں موصوف کو مطلع کر دیں کہ فیوز چود کے جاگیردار کے ساتھ طے شدہ معاہدے پر ان کا اعتراض بالکل ناروا ہے۔

(نقل مطابق اصل)

دھولہ (کر۔ ایچ۔ سکات

قائم مقام مستند برائے

حکومت آلہ

نہ اٹھا جنس دیکھا روز لعل۔ فہر آئی نو کر۔ ایف / ۴ / ۱۷۴۳ ع ۱۲۶۲ بمبئی فہر ۱۵۲۹

(۷)

حکومت آگرہ کے سیاسی شعبے میں ہونے والی کارروائی باہت ملہ اکتوبر ۱۸۳۵ء کی اشاریوں اور بیانات سے اقتباس

مکررہ ۷۱ فروری ۱۸۳۶ء

اسد اللہ خان کی دو عرضداشتیں موصول

ہوئیں۔ جن میں سائل نے یہ موقف اختیار کیا ہے

کہ وہ نصر اللہ بیگ خان کا وارث ہے اور اسے

فیوزچر کی جاگیر سے ملو نواب خُص الدین خاں کی

تحویل میں ہے اُس ہزار روپے سالانہ پنشن ملنی

چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس مئی ۱۸۳۶ء سے اسے

صرف تین ہزار روپے سالانہ ملنے رہے ہیں۔ چنانچہ

دی نے یہ التماس کی ہے کہ اسے بھلا جات نواب کی

اس مجموعی رقم سے ملنے چاہئیں جو حکومت کو سرکاری

قرضے کے طور پر دی گئی ہے۔ سائل نے

یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ نواب خُص الدین خاں کے والد نے نہایت غلط طور پر فیوزچر کی جاگیر حاصل کی تھی۔

کذات کے معاملے سے یہ حقیقت مختلف ہوتی ہے کہ اسد اللہ خان کے دعوے کی پہلے بھی پوری طرح

جانچ پتال کی جا چکی ہے اور سرکار نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اور دہلی کے ریڈیفنٹ صاحب ہاندر کو ہدایت کی گئی تھی

کہ وہ مذکورہ شخص کو مطلع کر دیں کہ جاگیردار فیوزچر کے خلاف اس کا دعویٰ سراسر ناروا ہے۔

جراگراف نمبر ۳۳:

فیوزچر کے جاگیردار نواب خُص الدین خاں کے خلاف

اسد اللہ خاں کے دعویٰ سے متعلق

کارروائی مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء نمبر ۲۰/۲۳

کارروائی نمبر ۳

مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۳۵ء

مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۸۳۵ء

کارروائی نمبر ۳۲/۲۵

حوالہ مجموعہ دستخطات نمبر ۷۱ جراگراف نمبر ۳۳:

(۷۳)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان، برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان مرحوم

بخدمت گرای :

فضیلت ماب لا راجی آکلیڈ صاحب ہلور، جی سی بی کے سی بی (۳۵)

گورنر جنرل ہند، فورٹ ولیم

بمعرض جناب عالی

یہ فدوی نہایت مودبانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا اس کے مقدمے کے تمام متعلقہ کاغذات پر ہمدردانہ غور فرما کر فدوی کو پہنچنے والے نقصانات کی حافی کے انکانات صادر فرمائیں گے۔

دوم : یہ فدوی بہ نفس نفیس نکلنے آکر اور آپ کے انصاف کے در دولت پر حاضری دے کر جناب والا کی خدمت اقدس میں چند معروضات پیش کرنے کا حتمی ہے۔ لیکن نہایت تہمت کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے خرابی صحت کی وجہ سے طویل سزا اختیار کرنا فدوی کے بس میں نہیں ہے۔

سوم : ۱۸۷۸ء میں جب ڈپٹی بی، نیلے صاحب ہلور (۳۶) نکلنے میں نائب صدر کے عہدہ پر فائز تھے فدوی نے ان کے حضور اپنی گزارشات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ حضور والا نے فدوی کو ہدایت فرمائی تھی کہ قائم مقام ریڈیٹنٹ صاحب ہلور کی عدالت میں اپنی درخواست پیش کرے۔ لیکن ابھی تک فدوی کے ساتھ کوئی انصاف نہیں ہو سکا۔

اس ضمن میں حکومت کے چند انکانات مختلف وقتوں میں دہلی کے کئی ریڈیٹنٹ صاحبان کی رپورٹیں اور فدوی کی جانب سے پیش کی گئی عرضداشتیں نکلنے کے دفتری ریکارڈ میں موجود ہوں گی۔

چہارم : حضور والا ان کو نسل کی خدمت میں فدوی اپنی یہ عرضداشت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تمام متعلقہ کاغذات و انکانات کی نقول بھی منسلک کر رہا ہے۔ جن کاغذات کی نقل یا کاپی فدوی کے پاس موجود نہیں انھیں علیحدہ سے ایک یادداشت کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کاغذات حکومت کے دفتر خانہ نکلنے کے ریکارڈ سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

پنجم : یہ فدوی حضور والا سے انصاف کا مطلب گار ہے اور مودبانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا فضیلت ماب شاہ برطانیہ کے نمائندے کی حیثیت سے فدوی کے مقدمے کا ہمدردانہ جائزہ لیں گے اور انگریز ہلور کے دستور سہولت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

ششم : حضور والا ان کو نسل کی خدمت اقدس سے یہ فدوی نہایت دل برداشتگی کے عالم میں آپ کی خصوصی توجہ

ان امور کی جانب مبذول کرانے کے لیے یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ مقامی حکام (مسند صاحبان اور ایکٹ صاحبان) نے فدوی کے مقدمہ کو ملت ردد کیا ہے اور اس کے ساتھ باضابطہ کرتے رہے ہیں چنانچہ فدوی کو یقین واثق ہے کہ مذکورہ افراد کو ملوث کیے بغیر اس کے مقدمے کا جائزہ لیا جائے گا اور حضور والا مذکورہ کٹھنات کی بنیاد پر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

بلقم: فدوی نے اپنے مقدمے کے سلسلے میں تمام کوائف اس عرضداشت میں پیش کر دیے ہیں۔ مزید برآں، حضور والا کے ملازمین اور احکامات کی خاطر تمام دعوے ایک علیحدہ درخواست میں پیش کیے گئے ہیں۔
فدوی آپ کی درازی عمر اور خوشحالی کے لیے دعا گو رہے گا۔

دلی محمد اسد اللہ خان برادر زاہد نصر اللہ بیگ خان، جاگیردار سوئک سونا
۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء
محمد آنکھ :

حضور والا کا درخواست گزار آپ کی جناب میں یہ گزارشات ارسال کرنے کے بعد اس فکر میں غلطیاں و جھپاں رہے گا کہ آیا یہ کٹھنات فیصلت باب کے روبرو پیش کیے گئے یا نہیں؟ چنانچہ فدودی کی یہ مودبانہ درخواست ہے کہ اسے یک طرفہ رسید سے مطلع فرمایا جائے۔
فدوی ضلعت ادب سے التماس گزار ہے کہ حضور والا محلات اس مقدمے کے ضمن میں جو بھی فیصلے و قضا "نواق" صادر فرمائیں ان سے احتراز کو مطلع کیا جائے۔ (تحقیقات کے بعد جو بھی حکم جاری ہوں) اس لیے کہ مقامی حکام جن کے فیصلے کے خلاف یہ اپیل کی گئی ہے اگر اس کے مقدمہ کے بارے میں کوئی مبہم رپورٹ دیں گے تو وہ ان کا شافی جواب دے سکے گا۔

محمد اسد اللہ خان
برادر زاہد نصر اللہ بیگ خان، جاگیردار سوئک سونا
محمد ۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء

(۷۴)

کیا اس مقدمے کا بار بار فیصلہ نہیں ہوا ہے؟

(دستخط) آکلیٹ

شعبہ سیاسی کو ارسال کیا گیا۔

بھکم (گورنر جنرل)

(دستخط)

۱۲۸ اپریل ۱۸۳۶ء

ذاتی مستند

درج بالا حکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء والی درخواست پر تحریر کیا گیا تھا۔

۱۰ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریٹیلے ٹی ایچ بی دیکارڈز کمپن فیبرو بی پورٹ۔ ۱

(۷۵)

اسد اللہ خان پر اور ذوالوہ نصر اللہ بیگ خان کی عاجزانہ عرضداشت

خدمت گرامی: فضیلت باب لارڈ جی آئیکلڈ ہلورڈی سی بی کے سی بی ان کونسل
گورنر جنرل ہند فورٹ ولیم

بعض عرض جناب عالی

فدوی سوبانہ عرض گزار ہے کہ اسے قانونی معاملوں سے جو نفاذ قانون کے لیے بھائی تھیں ہیں، کیا حقہ، انصاف حاصل نہیں ہو سکا۔ چنانچہ حضور وکلاء ان کونسل کی خدمت میں جرنیل لارڈ ایک ہلورڈی کی اس رپورٹ کا اقتباس ارسال کر رہا ہے جو موصوف نے ۳ مئی ۱۸۸۶ء کو سپریم کونسل میں پیش کی تھی۔ اس رپورٹ کی اصل اور اس پر گورنر جنرل ان کونسل کی تصدیق دفتر خانہ کلکتہ کے ریکارڈز میں موجود ہیں۔

دوم: مذکورہ دستاویز کے مضامہ کے بعد یہ واضح ہو جائے گا کہ فدوی کے بچا نصر اللہ بیگ خان، جاگیردار سوٹک سونا کی وفات کے بعد مذکورہ المٹاک حکومت کے قبضے میں آگئی تھیں۔ تاہم فضیلت باب لارڈ ایک صاحب ہلورڈی نے جاگیر کے عوض نصر اللہ بیگ خان کے متعلقین واقفہ کی پرورش و پرداخت کے لیے نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی امداد عطا فرمائی تھی اور گورنر جنرل صاحب ہلورڈی ان کونسل نے اس کی توثیق فرما دی تھی۔

سوم: نصر اللہ بیگ خان کی وفات کے وقت ان کے ورثہ کی کل تعداد چھ تھی، یعنی ایک والدہ، تین بیٹیں اور دو بھتیجے (ان کے بھائی کے بیٹے) یہ فدوی اور اس کا بھائی۔ چند سال بعد نصر اللہ بیگ خان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ بقیہ پانچ ورثہ بقیہ حیات ہیں۔

چہارم: اپنے بچا کی رحلت کے بعد فدوی اور اس کے اقبا کو احمد بخش خان کی جاگیر سے حکومت کی طرف سے مختص کیے گئے مبلغ دس ہزار میں سے کل صرف تین ہزار روپے سالانہ ملتے رہے اس طرح فیوضہ کے جاگیردار نے حکومت انتظامات پر نہیں بلکہ دھوکہ دہی سے مبلغ سات ہزار روپے سالانہ کی کٹوتی کر دی۔

پنجم: نواب شمس الدین خان کی یہ جاگیر اپریل ۱۸۸۵ء تک اس کی تحویل میں رہی اور مئی ۱۸۸۵ء سے حکومت نے

اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ سات ہزار روپے سالانہ کے حساب سے مئی ۱۸۹۹ء سے اس وقت تک جب تک مرحوم جاگیردار کے پاس رہی فدوی کے ۲۹ سال کے بٹایا جات جاگیردار کے ذمہ بنتے ہیں۔

ششم: یہ فدوی عرض گزار نے کہ گذشتہ انیس برسوں کی واجب الادا رقم مبلغ ۳۰۳۰۰۰ روپے جس الدین خان کی ۱۸۷۵ء سے اس رقم سے ادا کیے جائیں جو حکومت کی تحویل میں ہے اور یہ کہ ماہ مئی ۱۸۸۳ء سے فدوی کو سرکار نے اس کی مختص رقم مبلغ دس ہزار سالانہ ادائیگی کی ہے۔

ہفتم: اگر حضور والا مذکورہ جائیداد میں جس خان کے ورثہ کو واپس کرنا ضروری تصور کریں تو ان حالات میں فدوی کا احتمال ہے کہ انیس یہ ملکیت نواب لارڈ ایک صاحب بیاد کی وضع کردہ اصل شرائط کے تحت دی جائے گی۔ مزید برآں فدوی کی یہ تجویز ہے کہ مذکورہ جائیداد سے زراعتی کے طور پر مبلغ پچیس ہزار روپے سالانہ منشا کر کے سرکاری خزانے میں جمع کروا دیے جائیں۔ مذکورہ رقم میں مبلغ پندرہ ہزار روپے تو وہ ہیں جو حکومت نے بپاس اسپ سواروں کی دیکھ بھال کے لیے مختص کیے تھے فدوی کا یہ احتمال ہے کہ یہ دست ختم کر دیا جائے گا اس لیے کہ حکومت کو شاید ہی اس کی ضرورت پیش آئے۔ بقیہ دس ہزار روپے اس فدوی کو سرکاری خزانے سے سال بہ سال ادائیگی جائیں۔

آخر میں فدوی یہ موہانہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ وسائل کی کمیابی آپ کے حضور پہ نفس نہیں حاضر ہونے میں مانع رہی اور نہ ہی وہ اس قابل ہے کہ وہاں اپنی بیوی کے لیے کوئی ماہر قانون دان مقرر کر سکے جو فدوی کی جانب سے مقدمے کی پیروی کر سکے۔ فدوی کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ حضور والا کی انصاف پروری اور رعایا مستری کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا مقدمہ خود حضور والا کی عدالت میں پیش کرے۔ ہاں یہ فدوی امیدوار ہے کہ اس پر انصاف کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔

حضور والا کا عرض گزار آپ کا دعا گو:

محمد اسد اللہ خان

برادر ذوالو نصر اللہ بیگ خان

جاگیردار سوگٹ سونا



مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۶ء

(۷۶)

لیفٹیننٹ کرنل میکلم صاحب بہادر کے مکتوب محررہ ۳ مئی ۱۸۵۶ء کا اقتباس

جب امیر بخش خان جنگ اور جہانہ کے علاقے سے دستبردار ہوئے اس وقت لارڈ الیک صاحب بہادر نے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میوات میں جو اضلاع ان کی تحویل میں ہیں وہ انھیں تاجین حیات مبلغ ۲۵ ہزار روپے سالانہ کی ادائیگی پر بطور استمرار مرحمت کیے جائیں گے۔ اس کے فوراً ہی بعد نعرانہ جنگ خان جو امیر بخش خان کے عزیز تھے وفات پا گئے۔ چنانچہ جاگیردار کو سوکھ اور سونا کے جو اضلاع مرحمت کیے گئے تھے وہ واپس لے لیے گئے۔ لیکن حکومت نے یہ ضروری تصور کیا کہ مرحوم کے بھائی اور ان کے خاندان کی کفالت کا کچھ نہ کچھ بندوبست کیا جائے۔ اور اس بات کی اہمیت یوں بھی وہ چتر ہو گئی کہ اسپ سواروں کے بے قاعدہ دستے کو ختم کرنا ضروری سمجھا گیا۔ مذکورہ دستے میں مرحوم کے خاندان کے کئی افراد ملازم تھے۔ علاوہ ازیں دشمن سے تعلق رکھنے والے ایک دو افسر بھی حمایت اور تحفظ کے وعدے پر اس دستے میں شامل تھے۔ ان امور کی ناگوارت کو کم سے کم کرنے کے لیے حضور والا (لارڈ الیک) نے مناسب خیال کیا کہ نواب امیر بخش خان کو اس معاملہ میں رعایت دی جائے چنانچہ انھیں چندہ ہزار روپے ادا کرنے کا پابند کر دیا گیا۔

امیر بخش خان کے زیر تسلط علاقے کی صورت حال وہاں کی جنگمہ پرور حالت، حکومت کو ادا کی جانے والی مختصر ترین مال گزاری اور موصوف کی خدمت کے پیش نظر عزت مآب نے انھیں پیش کش کی کہ اگر وہ اپنے تمام مطالبات سے دستبردار ہو جائیں، زیر تسلط علاقے میں امن و سکون بحال رکھنے اور بوقت ضرورت پچاس اسپ سوار مہیا کرنے کا وعدہ کریں تو انھیں جملہ مال گزاری سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا اور انھیں موجودہ جاگیر انھی شرائط پر مرحمت کردی جائے گی جن پر نہایت علی خان اور سرخان کو دی گئی تھی، انھوں نے یہ پیش کش یہ رضا و رغبت قبول کر لی۔ جرنیل لارڈ الیک صاحب بہادر کے ایما پر سند کا مسودہ شلک کر دیا ہوں جو انھی خطوط پر تیار کیا گیا ہے جن پر قبل ازیں مذکورہ بالا دو جاگیرداروں کے لیے ہوا تھا۔

مجھے فضیلت مآب لارڈ الیک صاحب بہادر نے ہدایت فرمائی ہے کہ میں امیر بخش خان کی اس درخواست کی نقل اور اس کا ترجمہ ملفوف کروں جو انھیں (لارڈ الیک) موصول ہوئی تھی۔ امیر بخش خان ”سونہ“ اور ”لوح“ کے جو اضلاع

اپنی تحریک میں لینے کے آرزو مند ہیں وہ راجا اڑی کے بیچ تلک چودھری کو زیادہ حاصل کے عوض تین سال کی مدت کے لیے عطا کر دیے گئے ہیں۔

فصلیت ماب (برٹش لارڈائیک) ایسے طریق کار سے آگاہ نہیں ہیں جس کے تحت گورنر جنرل بہادر کی کونسل عالیہ ان صوبوں کے معاملات حل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ چانچہ موصوف نے امرو بخش خاں سے ایسی کوئی بات بیان نہیں کی ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ ان کی درخواست پر عمل درآمد ہو گا۔ تاہم عزت ماب نے مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی ہے کہ اگر مذکورہ صوبہ جات کوئی الفور اپنی انتظامیہ کے ذریعہ تھیں کیے بغیر سرکار برطانیہ کے لیے درپہر منفعت بنائے جائے یا اس کی طاقت کا سرچشمہ بنائے جائے کے لیے کوئی متبادل انتظامات کیے جاتے ہیں تو ایسی صورت حال میں ان (لارڈائیک) کی نظر میں امرو بخش خاں سے بڑھ کر کوئی اور ایسی جاگیردار نہیں جس کے ساتھ پراچہ اور قسلی بخش انداز میں معاملات طے کیے جاسکیں۔ اس لیے کہ وہ اعلیٰ چنڈہ عمل و اہانت کے مالک ہیں۔ انھیں ملک میں اچھا خاصا اثر و رسوخ حاصل ہے اور وہ (نواب امرو بخش خاں) سرکار برطانیہ (عزت ماب لارڈائیک کو یقین ہے) کے مجلس اور وفادار ہیں۔

(نقل بمطابق اصل)

(درجہ اولیہ) ایچ۔ بیکنش

قائم مقام مستر اعلیٰ برائے حکومت

(نقل بمطابق اصل)

(درجہ اولیہ) ایم۔ بیکن

معاونی اول برائے قائم مقام گورنر جنرل ہند

ہندوستان گورنمنٹ آف انڈیا۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر بی بی پی آرٹ۔ ۱

(۷۷)

یادداشت

درخواست گزار مسی احمد اللہ خان مودبان عرض کرتا ہے کہ فضیلت ماب گورنر آگرہ نے سابقہ عرضداشتوں کا مطالعہ فرمانے کے بعد ٹی ٹی منکاف صاحب بہادر کو ہدایت فرمائی تھی کہ موصوف دہلی ریڈیو کمی کے جملہ ریکارڈ کا جائزہ لے کر رٹوی کے مقدمے کی رپورٹ مرتب کریں۔ چنانچہ مذکورہ امکانات کے پیش نظر رٹوی نے گورنر آگرہ صاحب بہادر کے حضور دو درخواستیں سرکاری (انگریزی) ڈاک کے ذریعے روانہ کی تھیں۔ ان کی نقول کی تفصیل سب سے پہلے

ہے:

نوٹ: محولہ بالا عرضداشتیں صفحات ۱۵۰ تا ۱۵۱ اور صفحات ۱۵۲ تا ۱۵۳ پر ہیں۔

(۷۹)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان

خدمت گراہی: فضیلت باب الیکزادر اس (۳۷) گورنر آگرہ

بعز عرض جناب عالی

فدوی نے گذشتہ بار آکٹوبر میں جو یادداشتیں ارسال کی تھیں ان کے حوالے سے چند اہم نکات حضور والا کے ملاحظے اور خصوصی توجہ کے لیے پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔

شر میں یہ خبر گرم ہے کہ ٹی ٹی ٹی ٹی صاحب بہادر نے جب سے انکیت کا وعدہ سمجھایا ہے۔ انہوں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ وہ دفتر کے فوری عمل کو نظام کی جانب سے موصول ہونے والے معاملات کے علاوہ تحریر کرنے کے لیے کہتے ہیں اور اسی بنیاد پر اپنی راج رت تیار کرتے ہیں۔ فدوی متفق ہے کہ اس کے مقدمے کے ضمن میں حضور والا مذکورہ دفتر کے دفتر سے موصول ہونے والی کسی راج رت کو قتل افتا سمجھ کر فیصلہ صادر نہ فرمائیں۔ فدوی کس مہری کے عالم میں ہے اور مذکورہ عملے کو خوش کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا، لہذا یہ لوگ اس کے ساتھ معاونانہ رویہ رکھتے ہیں اور مقدمے کا مجسم خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

یہ کہ سر جوں بیگم صاحب بہادر نے محض فضیلت باب لاؤڈ لیک صاحب بہادر کی مراد و مصلحت کی تصدیق فرمائی ہے جس سے فدوی انکار نہیں کرتا۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سب کچھ حاصل کس طرح ہوا؟ یہ بات واضح ہے کہ مذکورہ شق (سورہ ۷۷ جون ۱۸۶۶ء) جعلی ہے اور جیسا کہ فدوی اپنی ایک یادداشت میں وضاحت کر چکا ہے، یہ قریب ہی کے درجے حاصل کیا گیا تھا، ایسی صورت حال میں جب گورنر جنرل ان کو نسل نے مبلغ دس ہزار روپے بطور گزارہ ادا کرنے کی منظوری مرحمت فرمادی تھی لاؤڈ لیک صاحب بہادر اس کے مطابق حکم کیوں کر صادر کر سکتے تھے۔ مزید برآں، فدوی کے لیے خوش آمد بات یہ ہے کہ ایسی کوئی دستخط موجود نہیں ہے جس سے ذمہ داری و تحلیہ کے متعلق سابقہ انکالات کی لٹی ہوئی ہو۔

یہ کہ احمد بخش خان نے جس قریب و دیا کاری کے ذریعے مذکورہ شق حاصل کیا ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی

شہادت نہیں۔ فدوی کو کال محمود ہے کہ مذکورہ جائیداد کے سرکار برطانیہ کی تحویل میں چلے جانے کے بعد وہ دفتر کے ایجنٹ احمد بخش خان کی چال بازی کے دام میں نہیں آئیں گے نہ ہی فدوی کو اس کے ان حقوق سے محروم رہیں گے جو لارڈ الیک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۳ مئی ۱۸۵۶ء کے بموجب جاتے ہیں۔

یہ کہ فدوی انصاف کی عدالت میں موجود عرض کرے کہ ایسا معاہدہ اور اسقام سے پر شقہ جس کی نقل کسی بھی سرکاری دفتر میں دستیاب نہ ہوتی ہو، کسی صورت میں بھی قابل اہتمام تصور نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ فدوی موجودہ عرض گزار ہے کہ حضور والا ازراہ قواضی و انسان دوستی اس کے مقدمے کا جائزہ لیں اور اپنی بے جاگ رائے کا اظہار فرمائیں۔

فدوی حضور و اس کے لیے دعا گو رہے گا۔

دہلی

(درمختل)

۱۲ دسمبر ۱۸۵۳ء

اسد اللہ خان

☆ جناب گورنمنٹ آف انڈیا، دہلی ریجنل ایجنسی ریکارڈز، کیس نمبر ۹ - بی پارت ۱۰

(۸۰)

سیاسی کارروائی، آگرہ پریذیڈنسی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

احتکات صلور کرنے کی ضرورت نہیں!
(نقل بمطابق اصل)

آر۔ ایچ۔ سکاٹ
قائم مقام مستند برائے حکومت
آگرہ

لے کورہ بلا حکم اسد اللہ خان کی درخواست مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۳۵ء پر دیا گیا تھا۔

۱۵۱۱۱۱۱۱ آئس ریکارڈز، لندن۔ لبر آئی لو آر۔ ایف / ۳ / ۱۸۳۳ بورڈز انکلیشن نمبر ۱۵۱۱۱۱۱۱

(۸۱)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان پر اور زاورہ نصر اللہ بیگ خان

بخدمت گرامی:

فضیلت باب الیکزادر اس مگور زانگرہ

بعز عرض جناب عالی

فراغت مودبانہ عرض ہے کہ فدوی نے ۳۰ جون ۱۸۳۵ء کو آپ کی خدمت میں دو عرضداشتیں ارسال کی تھیں اور یہ گزارش کی تھی کہ ٹی ٹی مظاہر صاحب بہادر کی جانب سے رپورٹ موصول ہونے پر حضور والا اسے در طور اشتہار نہ سمجھیں گے، فدوی آپ کی خصوصی توجہ دوسری درخواست کی آخری طور کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہے اور یہ توقع رکھتا ہے کہ آپ ازراہ نوازش آگرہ کے گورنر صاحب بہادر کے ایجنٹ عظیم دہلی کو حکم صادر فرمائیں گے کہ فدوی کی مطلوبہ رقم مبلغ = / ۳۰۳,۰۰۰ روپے شمس الدین خان مرحوم کی اس رقم مبلغ = / ۳۰۶,۰۰۰ روپے سے منہا کر لیے جائیں جو حکومت کی تحویل میں ہے اور یہ رقم سرکاری خرچے میں جمع کراوی جائے تاکہ معنی کے قرض خواہوں میں تقسیم کیے جانے سے محفوظ رہے۔

یہ کہ حضور والا کی اطلاع کی خاطر فدوی یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ احمد بخش خان جو عقیقہ (سلاطین تین ہزار روپے) فدوی اس کے بھائی نور نصر اللہ بیگ خان کی تین بہنوں کو لوا کیا کرتا تھا اسی کے ہٹایا جائے فیوز پر کے حاصل سے واجب الودا ہیں۔ فدوی مودبانہ درخواست کرتا ہے کہ آپ ازراہ نوازش ٹی ٹی مظاہر صاحب بہادر کو یہ حکم صادر فرمائیں گے کہ وہ ریاست کے حاصل سے یہ ہٹایا جائے دلوانیں۔

یہ کہ فدوی نے مذکورہ ہٹایا جائے کی ادائیگی اپریل ۱۸۳۵ء تک اس لیے محدود رکھی ہے کہ یہ جاگیر مولہ تاربخ تک مرحوم جاگیردار کی تحویل میں تھی اور ہاں اسکے سے اس ریاست کا حکومت سے ملحق ہو گیا تھا۔

فدوی نے اپنے نور اہل خاندان کے تین ہزار روپے سلاطین کے ہٹایا جائے کا مطالبہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا

پہ کیا ہے: اولاً: فدوی مذکورہ مدت تک کے حسابات یہ بتا کر جانے کے لئے ٹھہرنا ہے اور ثانیاً: "فدوی اور اس کے اہل خانہ ان کو گزر بسر کے ذرائع مہیا ہوں تا آنکہ اس معاملہ کا جو آپ کی عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے" فیصلہ حتمی طور پر صادر ہو جائے۔

آپ کا فرمانبردار
(درحفظ) اسد اللہ خان

دہلی
۱۶ دسمبر ۱۸۳۵ء

(۸۴)

نوٹ

فدوی اسد اللہ خان مودہانہ عرض گزار ہے کہ اس کے مقدمے کی ہدایت مذکورہ بالا درخواست اور گورنر صاحب ہمارے آگرہ کے ایجنٹ مقیم دہلی کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد فضیلت باب گورنر آگرہ نے یہ امکانات معلوم فرمائے کہ چونکہ گیل اویس اس مقدمے کی سماعت کلکتہ کی کونسل عالیہ میں ہو چکی ہے لہذا ان کی ہدایت میں اس کی سماعت نہیں ہو سکتی۔

نواب گورنر بہادر آگرہ کے یہ امکانات سر آٹکھوں پر۔ لیکن فدوی یہ ضروری سمجھتا ہے کہ اس مقدمے سے حلقہ قلم کٹھنات کی نقل گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کو پیش کرے اور بے لاگ فیصلے کا امیدوار ہو۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل ان عرضداشتوں اور دستخطوں جن کی تفصیل درج ذیل ہے 'کا جائزہ لینے کے بعد مذکورہ مقدمے کی ہدایت کماحقہ 'آگاہ ہو جائیں گے۔

۱۔ فدوی کے مقدمے کے حلقہ سر ایڈوکیٹ کول ہدک صاحب بہادر کی حکومت کو رپورٹ اور حکومت کی طرف سے دیا گیا جواب فرانسس ہاکنز صاحب بہادر کی رپورٹ اور حکومت کی جانب سے جواب۔

فدوی کی انگریزی میں دو درخواستیں جو سرکار عالیہ کی خدمت میں بذریعہ سرکاری (انگریزی) ڈاک روانہ کی گئی تھیں اور سرجن بیگم صاحب بہادر کے چم حکومت کا خط اور موصوف کا جواب۔

گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل ہر دستخط کا بطور جائزہ لینے کے بعد متعدد جہ ذیل نکات سے واقف ہو چکیں گے:

اول: فدوی نے شد کو صریحاً جمل ہی قرار نہیں دیا ہے بلکہ یہ عرض بھی کیا ہے کہ اس کا انگریزی رپورٹ کے ساتھ قائل کیا جائے۔

دوم: سرجن بیگم صاحب بہادر نے تو محض لارڈ ایک صاحب بہادر کی مراد و دخل کی ہی تصدیق کی ہے۔ لیکن موصوف نے انگریزی رپورٹوں کی قطعاً نفی نہیں فرمائی ہے۔

سوم : چارج سرفیس صاحب بہار کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ شق انگریزی رپورٹ مورخہ ۳ مئی ۱۸۵۶ء کو نہ تو کاغذ پر قرار دے سکتا ہے نہ اسے جملہ کرتا ہے۔

مذکورہ شق کے جعلی ہونے کی بات تمام حقائق پیش کیے جا چکے ہیں ہم اسظام سے پر اس شقے کا انگریزی رپورٹ سے جو موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ فدوی گورنر جنرل صاحب بہار ان کو نسل سے بعد ادب التماس کرتا ہے کہ وہ ازراہ افضال دونوں دستاویزات کی جانچ پڑتال کریں۔ تب ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ مذکورہ شق واقعی جعلی ہے۔ فدوی یہ وضاحت کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ جب تک تمام کاغذات کا منظر نامہ مطالعہ نہیں کیا جاتا، مقدمے کے سلسلے میں حقیقی رائے قائم کرنا دشوار ہو گا۔

فدوی کے دعوے سے اس امر کی کما حقہ تصدیق ہو جائے گی کہ مذکورہ شق لارڈ ایک صاحب بہار کے دفتر سے موصوف کی ہاتھ دہاات کے تحت جاری نہیں کیا گیا تھا بلکہ امر بخش خان نے عمل کے ساتھ ملی بھگت کر کے لارڈ ایک صاحب بہار سے دخل بھی کرا لیے اور موصوف کی سرکاری ثبت کرا دی۔ ان تمام حقائق کی وضاحت آگرہ کے گورنر ولیم بلٹ صاحب بہار کے نام درخواست میں کی جا چکی ہے۔

آخر میں مدعی مود باذ عرض گزار ہے کہ گورنر جنرل صاحب بہار ان کو نسل مذکورہ شقے کا انگریزی رپورٹ کے ساتھ موازنہ کر کے یہ بات تسلیم کریں کہ جب حکومت نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا تھا کہ مبلغ دس ہزار روپے سالانہ بطور وغیلہ فدوی اور اس کے اہل خانہ ان کو دیے جائیں تو اس کے بعد لارڈ ایک صاحب بہار نے کن اصول و ضوابط کے تحت ایسا مقصود حکم جاری فرمایا۔

یہ بات بالکل نا ممکن ہے کہ لارڈ ایک صاحب بہار کی کوئی ایسی دستاویز لے جس سے پتہ چلے کہ وہ ایسا کرنے پر مائل ہوئے ہیں جاری کیے بغیر یا حکومت کو بتائے بغیر کسی سابقہ حکم کو جس کی توثیق حکومت نے کر دی تھی منسوخ کر دیا۔

-۱۷۳-

(دخل) اسد اللہ خان صاحب

(۸۳)

بخدمت گرامی: عزت مآب جناب سی گمنبر صاحب بہادر
معاون خصوصی فیروز پور ٹیکسپ

جناب علی!

فدوی بعد افکار آپ کی اطلاع کے لیے مندرجہ ذیل نکات پیش کرنا چاہتا ہے:

خواجہ حاجی کے لڑکے خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدر الدین جنہیں نواب امیر بخش خان کی جاگیر سے ملحق دو ہزار روپے سالانہ ملے رہے ہیں 'وہ صبا' صبا' کسی طرح بھی نصرائف بیگ خان سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان دونوں افراد کا والد نصرائف بیگ خان کا ملازم اور پچاس اسپ سواروں کا بھدار تھا۔ لاڈل ایک صاحب بہادر کے ساتھ نواب امیر بخش خان کا جو معاہدہ ہوا تھا اس کی رو سے وہ اس امر کے پابند تھے کہ مذکورہ دستے کی اپنی جاگیر سے کنالٹ کرتے تاکہ سرکار برطانوی کی ضرورت کے وقت یہ خدمت سرانجام دے۔ اگرچہ نواب امیر بخش خان خواجہ حاجی کو ماہانہ دو ہزار وقفہ دیتے رہے لیکن اسے پیشہ ورانہ آمد واریوں سے سکدوش کر دیا تھا۔ اس سے یہ تاثر ابھرا کہ خواجہ حاجی مرموم نصرائف بیگ خان کا رشتہ دار ہے۔ بادی التقریر میں اسپ سواروں کا بھدار اسی وقت تک اسپ سوار ہے۔ یہ حال وہ سکتا ہے اور اپنی محفوزہ وصول کر سکتا ہے جب تک اسپ سواروں کا دستہ خدمت گزاری پر مامور ہو۔ لیکن چونکہ نواب موصوف کی جاگیر حکومت کے قبضے میں چلی گئی ہے 'یہ بات ابھی تک واضح نہیں کہ کیا یہ دستہ برقرار رکھا جائے گا یا نہیں؟

فدوی نصرائف بیگ خان کا جتہا اور حکومت کا بھی خواہ ہونے کے باوجود دلا کو مذکورہ مطلوبت بہم پہنچانے کا پابند ہے۔ فدوی نے فضیلت مآب صاحب بہادر گورنر آفیس کی خدمت القدس میں پہلے ہی ایک درخواست پیش کی ہے جس میں اپنے حقوق اور دعوے کے حوالے کے ساتھ ساتھ اس معاملے کو عوامی طور پر بیان کیا ہے۔

مذکورہ جاگیر نواب شمس الدین خان کے قبضے میں اواخر اپریل ۱۸۳۵ء تک رہی۔ مارچ ۱۸۳۵ء سے حکومت کے ساتھ اس کا الحاق ہو گیا۔ چنانچہ فدوی کا یہ عندیہ ہے کہ خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدر الدین کو مذکورہ تاریخ

تک کے وٹکانک جاگیر کے محاصل سے ادا کیے جائیں اور مزید ادائیگی اس وقت تک روک دی جائے جب تک حکومت اس ضمن میں حتمی فیصلہ صادر نہ کر دے۔

آخر میں فردی حضور والا سے گزارش کرتا ہے کہ آپ اس معاملے کے متعلق ضروری انتظامات صادر فرمائیں اور اس کی ایک نقل از راہ کرم آگرہ کے گورنر صاحب بہادر کو دہلی روانہ فرمائیں اور اگر حضور والا مناسب سمجھیں تو اس کے متعلق اپنی رائے سے فیصلہ باب گورنر کو بھی مطلع فرمائیں۔

آپ کا تابعدار

دہلی

(دخلا) اسد اللہ خان

اکتوبر ۱۸۶۵ء

(۸۴)

نوٹ

فدوی احمد اللہ سودا خان عرض کرتا ہے کہ اس مکتوب کے مطالعہ سے فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے رد میں فدوی تین نکات برائے ملاحظہ پیش کرنا چاہتا ہے۔

اول: نواب سی گبز صاحب بہادر کے نام مذکورہ بالا خط ارسال کرنے کے ساتھ فدوی نے ان سے یہ درخواست کی تھی کہ موصوف اس کی نقل دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں روانہ کر دیں تاکہ وہ اس پر ضروری احکامات صادر فرمادیں یا اگر وہ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں برائے خود روانہ کر دیں۔ مذکورہ خط نہ تو گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں اگر وہ روانہ کیا گیا نہ ہی ایجنٹ صاحب بہادر نے اس پر ضروری احکامات صادر فرمائے۔

دوم: فدوی نے صاحب بہادر گورنر اگر وہ کے نام اپنی درخواست میں یہ گزارش کی تھی کہ فیروز پور کی ریاست کے محاصل سے فدوی اور اس کے خاندان کے بتایا جات ۳۰۰ سو روپے سالانہ کے حساب سے ادا کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔ لیکن اگر وہ کے نواب گورنر صاحب بہادر نے اس ضمن میں کوئی احکامات صادر نہیں فرمائے۔

سوم: فدوی نے اپنے مطالبات اگر وہ کے نواب گورنر صاحب بہادر کے ملاحظے کے لیے پیش کیے تھے۔ لیکن فضیلت ماب نے نہ تو خود اس پر اپنا فیصلہ صادر فرمایا اور نہ ہی کو نسل عالیہ کے غور و غوض اور ضروری احکامات کے لیے نکتہ روانہ کیا البتہ یہ تحریر فرمایا کہ یہ مقدمہ ان کے عدالتی اختیار میں نہیں۔ اس پر سرکار عالیہ ہی فیصلہ صادر کرنے کی مجاز ہے۔



احمد اللہ خان برادر دار

نصرت بیگ خان

چاکر دار سوکھ سوسہ

(۸۵)

سیاسی کارروائی، آگرہ پریذیڈنسی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

تعم ہو کہ دہلی کے ایجنٹ سے درخواست کی جائے کہ وہ اسد اللہ خان کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیں کہ ان کی عرضداشت مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۳۵ء حکومت عالیہ کے زیر غور رہی ہے۔ لیکن مذکورہ مقدمہ گورنر جنرل فنیلت مایب لارڈ ولیم ہیشک صاحب بہادر کے فیصلے کے مطابق نمٹایا جا چکا ہے۔

بلا انڈیا آفس ریکارڈز، لندن۔ نمبر آئی او آر ایف / ۳ / ۱۸۳۳۔ بورڈز انکلیشن نمبر ۱۵۱۱۹

(۸۶)

بخدمت گرامی جناب ٹی ٹی سکاف صاحب بہادر
 ایکٹ برائے فیڈریشن گورنر
 شمال مغربی صوبہ جات دہلی مشعبہ سیاسی

جناب عالی

مجھے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ آپ اسد اللہ خان کو اس حقیقت سے مطلع کر دیں کہ ان کی عرضداشت
 مورخہ ۲۳ مارچ گزشتہ فیصلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے زیر غور رہی ہے لیکن مذکورہ مقدمہ گورنر
 جنرل فیصلت ماب لارڈ ولیم ہنک صاحب بہادر کے فیصلے کے مطابق نمٹایا جا چکا ہے۔

آپ کا مخلص

اللہ آباد

(درست) بی اے بی بی بی

مورخہ ۱۸ جون ۱۸۳۶ء

☆ جناب گورنمنٹ آف انڈیا دہلی ریڈیو ٹی وی ایڈجمنٹری ریکارڈ کس نمبر بی پارت - ۱

(۸۷)

شمال مغربی صوبہ جات کے یقینیت گورنر صاحب بہادر کے شعبہ سیاسی کی کارروائیوں سے
اقتباس مورخہ ۲۵ جون ۱۸۳۶ء

جناب:

ڈپٹی ایچ میکناٹن صاحب بہادر معتمد برائے حکومت ہند
بخدمت گرامی:

جناب جی، اسے جس باقی صاحب بہادر معتمد برائے فضیلت ناب یقینیت گورنر
شمال مغربی صوبہ جات، الہ آباد شعبہ سیاسی
مورخہ ۱۳ جون ۱۸۳۶ء

جناب عالی:

میرے گذشتہ نام کی ۲۳ تاریخ کے مراسلہ تسلسل میں مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اسد اللہ خاں کے اصل
کاغذات جو نواب گورنر صاحب بہادر کے ذاتی معتمد کے نام ہیں اور ان کے منسلکات مورخہ ۲۳ مئی ۱۸۳۶ء آپ کو
بھیجوں۔

گزارش ہے کہ دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کے توسط سے منسلک نواب اسد اللہ خاں کو بھیجا دیا جائے۔ اس
کی ایک نقل فضیلت ناب یقینیت گورنر صاحب بہادر کی اطلاع کے لیے لف ہے۔

آپ کا محض

فورٹ ولیم

(درجہ بالا) ڈپٹی ایچ۔ میکناٹن معتمد برائے حکومت ہند

۳ جون ۱۸۳۶ء

(۸۸)

منجانب: اسد اللہ خان

بخدمت گرامی: فضیلت باب آر، کالون صاحب بہادر (۲۸)
ذاتی معتمد برائے گورنر جنرل، فورٹ ولیم

جناب عالی:

فدوی نہایت مودبانہ عرض گزار ہے کہ آپ مسئلہ درخواست گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے غور کے لیے پیش فرما دیں اور آپ سے یہ بھی التماس ہے کہ اس ضمن میں جو بھی امکانات صادر ہوں، ان سے ازراہ نوازش دہلی کے انسر مجاز کو مطلع فرما دیا جائے۔

فدوی بعد ادب التماس گزار ہے کہ اس نے گذشتہ مارچ کی ۲۳ تاریخ کو جو عرضداشت روانہ کی تھی وہ گورنر جنرل صاحب بہادر کے ملاحظے سے گزری کہ نہیں؟ یہ حقیقت جاننے کے لیے فدوی سخت فکر مند ہے۔ چنانچہ آپ کی کرم قربانی ہوگی اگر اس بارے میں یک سطر تحریر سے فدوی کو مطلع فرما دیں تاکہ اس کا تردد رفع ہو۔

آپ کا قربان بہادر

دہلی

فارسی سر

(درستخط) اسد اللہ خان

مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۳۶ء

(۸۹)

عاجزانہ عرضداشت اسد اللہ خان برادر زلزلہ نصر اللہ بیگ خان مرحوم

بخدمت گرامی : فیضیت ماب لارڈ جی کلکٹڈ صاحب ساور
کے۔ ی۔ بی۔ گورنر جنرل ہند، فورٹ ولیم۔

بعر عرض جناب عالی!

فدوی سلامت مود بان عرض گزار ہے کہ اس نے گذشتہ مارچ کی ۲۳ تاریخ کو حضور والا کی خدمت میں اپنا مقدمہ مع ضروری دستاویزات آپ کے مرجعہ غور کے لیے پیش کیا تھا۔ کئی ایک دستاویزات جن کی نقل فدوی کو دستیاب نہ تھیں، ایک علیحدہ یادداشت میں ان کی تحصیل عقیدہ زردی تھی تاکہ حکومت کے دفتر خانہ کلکتہ کے ریکارڈ سے حاصل کی جاسکیں۔

فدوی کو گزٹ کے درجے یہ علم ہوا ہے کہ حضور والا ان دنوں ملکی معاملات طے کرنے میں بے حد مصروف ہیں۔ چنانچہ فدوی کا گمان ہے کہ اس کے مقدمہ پر ابھی کوئی فیصلہ صادر نہیں ہو سکا ہے تاہم فدوی کو ایسی کوئی غلطی بھی نہیں ہے اس لیے کہ اسے یقین واثق ہے وقت آنے پر حضور والا ازراہ لوازش اپنی مشفقانہ توجہ مقدمے پر ضرور مہذول فرمائیں گے۔ فدوی کو حضور والا کی ذات گرامی سے پوری توقع ہے کہ اسے جائز انصاف طے گا اور اس کے واجبات ادا کیے جائیں گے۔ لیکن کچھ ایسے حالات رونما ہوئے ہیں جنہوں نے فدوی کے ذہن میں کچھ الجھن پیدا کر دی ہے اور اس کے ازالے کے لیے ناگزیر ہے کہ فدوی حضور والا کے علم میں مندرجہ ذیل نکات پیش کر کے خصوصی توجہ اور فوری احکامات کے ثبوت کا طلب گار ہو۔

حضور والا نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ فدوی نے قبل ازیں حقوق کے مقابلہ کے ضمن میں یہ گزارش کی تھی کہ اس کی واجب الادا رقم (جس کا ذکر بہت سے دعوؤں میں کیا تھا) مبلغ = ۳۰۰۰۰ روپے خواب جس الدین خاں کی مجموعی رقم مبلغ = ۳۰۰۰۰ روپے سے لوا کی جائے جو فی الوقت سرکار برطانیہ کی تحویل میں ہے اور یہ کہ دیگر دعویداروں کو مذکورہ رقم اپنے تصرف میں لانے سے باز رکھا جائے اس لیے کہ یہ سائل ہی دراصل اس کا حق دار ہے

اور یہ کہ فدوی نقل از اس یہ بیان کر چکا ہے کہ مذکورہ رقم فی الواقع حکومت کی ملکیت ہے اور اس پر صحیح معنوں میں نرائیڈ بیگ خان مرحوم کے متوطنین کا ہی حق ہے۔

شمس الدین خان کے ورثہ یا دیگر دعویداروں نے دہلی کی دیوانی عدالت میں یہ درخواست دے رکھی ہے کہ مذکورہ رقم انہیں ادا کی جائے۔ اس لیے فدوی عرض گزار ہے کہ حضور واکا دہلی کے ایجنٹ یا سیشن جج صاحب کو حکم صادر فرمائیں کہ اس مدعی کی مطلوبہ رقم مبلغ = ۳۰۰۰ روپے = ۳۰۰۰ روپے والی رقم سے منہا کر لی جائے اور فدوی کے مقدمے کا حق فیصلہ جانے تک سرکاری خزانے میں جمع کرا دی جائے۔

عرض گزار آپ کے لیے دعا گو رہے گا۔

دہلی، مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۳۶ء



☆ ایڈیا آفس ریکارڈز، لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایک / ۳ / ۱۸۳۳ مورخہ کلکشن نمبر ۱۵۶۹

(۹)

حکم ہوا کہ اسد اللہ خان کے نام مذکورہ خط دہلی کے ایجنٹ کے توسط سے ارسال کیا جائے۔

(نقل مطابق اصل)

سی 'جی' میسل (۳۹)

قائم مقام معتمد برائے یٹینٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات ہوا

ہوا افلا آفس ریکارڈز لندن۔ فیبرکی نو آر ایف / ۳ / ۱۸۳۳ وریڈز کلکٹس نمبر ۱۵۱۱۹

(۹۳)

بخدمت گرامی: جناب آر، ایچ، سکاٹ صاحب بہادر
 قائم مقام مستند برائے یقینیت گورنر،
 شمال مغربی صوبہ جات شعبہ سیاسی آگرہ۔

جناب عالی!

میں آپ کی خدمت میں لاءنڈ خان برادر زادہ لواء بیگ خان مرحوم کی انگریزی زبان میں تحریر کی ہوئی
 درخواست نام فضیلت باب یقینیت گورنر صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات، ارسال کر رہا ہوں۔

آپ کا تقاضا

(درجہ) ٹی ٹی سکاٹ

ایکٹ برائے یقینیت گورنر شمال مغربی صوبہ جات ہے

دلی ایجنسی

سورخہ ۲۶ اگست ۱۸۸۳ء

نو: جناب آر کا تجویز۔ دلی ریڈیو ٹی ایچ ایجنسی دیکھاؤ۔ کہیں نمبر ۹۔ پی پارٹ۔ ۱

(۹۳)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان، برادر زاوہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوٹک سونا

بخدمت کرائی:

فضیلت باب سوبی ٹی ایم ملک صاحب ہلور بیرونٹ جی سی بی
یفلینٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات آگر

بمعرض جناب عالی:

حضور والا اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ فدوی کے حقیقی بچا مرحوم نصر اللہ بیگ خان کو سرکار برطانیہ نے بطور عطیہ ایک جاگیر مرحمت فرمائی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد جب مذکورہ جاگیر حکومت نے قبضہ میں لے لی تو نصر اللہ بیگ خان کے اقبا (مشتمل بر پانچ افراد یعنی یہ فدوی، اس کا بھائی اور ہماری تین بیویاں) کی پرورش و پرداخت کے لیے اہم بخش خان کی جاگیر سے وقفہ مقرر کر دیا گیا اور ان پانچ افراد کو اہم بخش خان کی جاگیر سے سالانہ کل تین ہزار روپے ۱۸۰۶ء سے ملتے رہے۔ جاگیر کی عطیہ کے بعد یہ افراد سرکاری خزانے سے بخش وصول کرتے رہے۔ یہاں اس حقیقت کا اہتمام نامناسب نہیں ہو گا کہ نصر اللہ بیگ خان کے اقبا کو بخش اہم بخش خان کی جاگیر کی آمدنی سے نہیں ملتی بلکہ اس زر استمرار سے ادا کی جاتی ہے جو اہم بخش خان کی جانب سے حکومت پر واجب الادا ہے۔

دوم: فدوی اور اس کے اہل خاندان کو تین ہزار روپے سالانہ کے حساب سے مبلغ ۳۵۰۰ روپے بطور بقایا جات شمس الدین خان نے ادا کرنے ہیں۔ اس رقم میں سے مبلغ ۳۷۵۰ روپے بلا شرکت فیہ فیہ فدوی اور اس کے بھائی کو گزشتہ ۵ سال کے بقایا جات کے طور پر واجب الادا ہیں اور مذکورہ رقم سی گھن صاحب ہلور کے ماتحت کنکریٹ ڈیپارٹمنٹ سے دیے جانے منظور ہوئے ہیں اور دہلی کے ایجنٹ ہلور نے بھی ۳۱ اکتوبر ۱۸۳۵ء کو ایک حکم جاری فرمایا تھا کہ یہ رقم فدوی کو شمس الدین خان مرحوم کی جائیداد کی فروخت سے لوا کر دی جائے۔ لیکن ۳۵۰۰ روپے کے واجبات ابھی تک مذکورہ تمام افراد یعنی آپ کے درخواست گزار، اس کے بھائی اور تین بیویاں (۳۰۰۰ ہزار روپے سالانہ کے حساب سے چودہ لاکھ بقایا جات) کو لوا کئے جانے باقی ہیں۔ سی ٹی ملک صاحب ہلور کے

حکم کے مطابق فدی کا دعوے دہانی عدالت میں زیر سماعت ہیں اور معلقہ مسل کارروائی کے لیے چار ہے۔ جہاں تک ۳۵۰۰ روپے کا قرض ہے تو یہ فیروز پور کے کفالت سے ثابت ہو جائے گی۔ اس فدی نے اول الذکر رقم کے جو مطالبات کیے تھے وہ فیروز پور کے کفالت سے پہلے ہی صحیح ثابت ہو چکے ہیں اور یہ بات بھی واضح ہے کہ فدی اور اس کے اہل خاندان نہ تو محس الدین خان مرحوم کے ملازم ہیں نہ قرض خواہ اور حکومت کے امکانات کے بموجب ان کی بخش خواب احمد بخش خان کی جاکیر سے مقرر ہو چکی ہے اور یہ رقم حکومت کے ذرا استمراری سے ادا ہوئی ہے۔

سوم: فدی اور اس کے اہل خاندان مذکورہ رقم کا مطالبہ کرتے ہوئے نہایت سود بانہ التماس گزار ہیں کہ ان کے مطالبات کو محس الدین خان مرحوم کے ملازمین اور قرض خواہوں کے مطالبات کے انداز میں نہ دیکھا جائے۔ فدی نہایت اوب کے ساتھ اسی نوعیت کے ایک مقدمے کی مثال پیش کرنے کی اہانت چاہتا ہے۔ امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کو ان کے واجب الادا بھٹیلا جلت مبلغ ۳۳ ہزار روپے محس الدین خان کی جائیداد کی فروخت کی رقم سے ادا کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ اس فدی اور اس کے اہل خاندان کو یقین ہے کہ ہمیں بھی بھٹیلا رقم اسی طرح مل جائے گی۔ اگر یہ دلیل دی جائے کہ امین الدین خان (۳۰) اور ضیاء الدین خان (۳۱) کے واجبات لوہاروی کدنی سے ادا کیے گئے تھے تو یہ دہی بعد اوب عرض گزار ہے کہ ہمیں بھی بخش کی رقم حکومت کے ذرا استمرار سے ادا کی جائے۔

چہارم: آپ کا خاکسار مدعی اور اس کے نوادر اہل خاندان نہایت تکلیف دہ صورت حال سے دو چار ہیں لہذا ہم سے بعد اوب محس ہیں کہ حضور والا دہلی کے ایبٹ صاحب ہمارے کو از راہ نوازش ہدایت فرمائیں گے کہ وہ ہمارے مطالبات کو محس الدین خان مرحوم کے عام ملازمین اور قرض خواہوں کے مطالبات کی مانند تصور نہیں کریں گے بلکہ یہ حکم دیں گے کہ یہ رقم (فی الوقت) بھی رقم فدی اور اس کے خاندان کے لیے قرض کی ادائیگی کا واحد ذریعہ ہے۔ ہمیں اسی انداز میں ادا کر دی جائے جیسے امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کو ان کے بھٹیلا جلت ادا کیے گئے تھے۔ مذکورہ رقم بعد ازاں کھاتے میں درج کی جاسکتی ہے۔

مدعی آپ کے لیے دعا گو رہے گا

دہلی

عنا اگست ۱۸۸۳ء

محمد احمد اللہ خان



(۹۵)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی منکاف صاحب بہار
 ایجنٹ برائے لیفلینٹ گورنر صاحب بہار
 شمال مغربی صوبہ جات، دہلی، شعبہ سیاسی

جناب عالی!

میں سب بدانت یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ کا گزشتہ اگست کی ۲۹ تاریخ کا کتبہ موصول ہوا۔ اسد اللہ خان
 کی شکوکہ درخواست گورنر صاحب بہار کے ماتحت کے لیے پیش کر دی گئی ہے۔

آپ کا مخلص

آمر

(دستخط) آرمی، این، سی، بھٹن

۲۰ ستمبر ۱۸۷۳ء

جناب گورنمنٹ آف انڈیا، دہلی ریڈیو ٹیلی ایڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۔ بی ہارٹ۔ ۱۔

بخدمت گرامی: جناب آر این سی ہملٹن صاحب بہادر (۴۲)
 قائم مقام معتمد برائے فضیلت ماب یونیٹنٹ گورنر صاحب بہادر
 شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ سیاسی، آگرہ

جناب عالی

تپ کا حالہ ماہ کی ۳۰ تاریخ کا مکتوب نمبر ۱۹۰ جس میں اسد اللہ خان کی درخواست کی نقل بغرض رپورٹ بھیجی گئی تھی، موصول ہوا اور جواب میں ریاست فیروز پور کے افسر انچارج کے ۱۸۳۵ء کے اس بیان کی (جو مدعی کی جانب سے داخل کیے گئے معاملات سے متعلق ہے) کی نقل فضیلت ماب یونیٹنٹ گورنر کے ملازم کے لیے پیش خدمت ہے۔

۲۔ اس دستاویز کے جانے سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ (فصلی سال ۱۲۳۷ھ - ۴۱ تک) جب ریاست ضلہ کی مٹی، بھٹیا جات کی اصلی رقم یعنی مبلغ / ۳۰۰۰۰ روپے مرحوم نواب کی طرف واپس الودا تھی جس میں مبلغ / ۳۲۵۰ روپے پہلی اقساط میں چکا دیے گئے تھے اور بقیہ رقم مبلغ / ۳۵۵۰ روپے اسد اللہ خان و فیرو کو واپس الودا ہے۔
 ۳۔ بھٹیا رقم جس کا تعلق جاگیر کی ضلعی سے قبل سے ہے، میرے خیال کے مطابق اسے ضلہ شدہ جائیداد سے ادا کیا جانا چاہیے نہ کہ حکومت کے خزانے سے۔

۴۔ عزت ماب یونیٹنٹ گورنر صاحب بہادر اگر اس کلیہ سے اتفاق فرماتے ہیں تو پھر بھٹیا رقم کی ادائیگی سرکاری خزانے میں جمع شدہ رقم سے یا تو فوری ادا کر دی جائے یا ریاست کے معاملات حتیٰ طور پر طے ہو جانے کے بعد دے دی جائے۔

تپ کا تخلص
 (دستخط) بی بی منکاف

دہلی ایجنسی، ۲۷ ستمبر ۱۸۳۷ء۔

ایجنٹ برائے یونیٹنٹ گورنر صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات

(۹۷)

بخدمت گرامی: ٹی ٹی منٹگف صاحب بہاور
ایکٹ برائے گورنر جنرل صاحب بہاور
دہلی، شعبہ سیاسی۔

جناب عالی

آپ کے حالیہ ۱۰ کی تاریخ کے کتب اور مرزا نوشہ، یوسف وغیرہ کی واجب الادا قسطوں کے متعلق مشککہ و استاوریات کے جواب میں عرض ہے کہ انہوں نے اپنے دعووں میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ درست نہیں، مذکورہ خاندان کو ملنے والے دھینے کی رقم محض ۵۰۰۰۰ ہزار روپے سالانہ یا ۲۵۰۰ ہزار فصلانہ ہے۔

جب جاگیر ضبط ہوئی اس وقت مرزا یوسف اور مرزا نوشہ کے بھتیجا جات مبلغ ۳۵۰۰ روپے تھے۔ یہ فصلی سال ۳۳۷ - ۳۸ - ۳۹ کی جمع شدہ رقم تھی۔ جب ربیع کی فصل کی آمدنی وصول ہوئی تو مذکورہ موسم کے کل فصلانہ سے اس خاندان کو ۲۵۰۰ روپے ادا کر دیے گئے تھے۔ اور بھتیجا جات کی قسط کے طور پر ۵۰ روپے بھی ادا کیے گئے جس کی رضامندی نواب نے پہلے ہی دے دی تھی۔ اس طرح ان کو مجموعی ادائیگی = ۳۲۵۰ روپے ہو گئی۔

لہذا اس وقت کل ۳۷۵۰ روپے ان کو واجب الادا ہیں۔ چونکہ مذکورہ رقم کی ادائیگی چھپے برسوں کی آمدنی سے ہوئی چاہیے تھی، لہذا اس کا بار جاگیر کی مستقبل کی آمدنی پر نہیں پڑے گا بلکہ نواب کی جائیداد سے ادا ہوگی۔ چاہے اس کی رقم سرکاری خزانے میں جمع ہو یا اس (نواب) کے اٹائے فروخت کر کے حاصل ہوئی ہو۔

میں نے مذکورہ جاگیر کے حسبت کی بغور جانچ پڑتال کی ہے لہذا میں نہایت اطمینان کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا نوشہ وغیرہ نے جو استغاثہ داخل کیا ہے وہ سراسر لٹا ہے۔

میں اس خط کے ساتھ ان نوٹوں کی بھتیجا رقم کا صحیح گوشوارہ مشککہ کر رہا ہوں۔

آپ کا مخلص

فیروز پور آنس

(دستخط) سی، گجسز

کمپ ریوالی

نائب اول برائے قائم مقام گورنر جنرل و کشتی

۲۹ اکتوبر ۱۸۸۳ء

(۹۸)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی سکاف صاحب بہادر
 ایجنٹ برائے لیٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
 شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ ریاستی امور

جناب عالی!

مجب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا ماہ گذشتہ کی ۲۰ تاریخ کا مکتوب جس میں آپ نے مرزا اسد اللہ خان کے اپنی بخش کے بجایا جات کے سلسلے میں نواب شمس الدین خاں مرحوم کی ریاست کے خلاف استغاثہ پر اپنی رپورٹ پیش کی ہے موصول ہوا۔

۲۔ حسب خواہش جواب میں یہ عرض ہے کہ مذکورہ بجایا جات واقعی نواب مرحوم کی جائیداد سے واجب الادا ہیں۔ جن کی بے باقی وہاں کے عامل ہی سے ہونی چاہیے۔

آپ کا مخلص
 (درست) آر امین سی بھٹن
 قائم مقام معتمد

آگرہ
 ۳ اکتوبر ۱۸۹۳ء

(۹۹)

بخدمت گرامی: جناب آر این سی ہملٹن صاحب بہادر
 قائم مقام معتمد برائے ایفٹینٹ گورنر صاحب بہادر
 شمل مغربی صوبہ جات، شعبہ سیاسی اگمرہ

جناب عالی

آپ کا ہوا کی بے تاریخ کا مراسلہ نمبر ۱۹۳ جس میں نواب احمد بخش خان مرحوم کی بھتیجیوں، بنیادی تنظیم (۱۹۳) اور امراؤ تنظیم (۱۹۳) کا اصل اسکاٹ برائے رپارٹ بھیجا گیا ہے، موصول ہوا۔

☆ ☆ ☆

۶۔ جہاں تک دوسری مدعہ امراؤ تنظیم کا معاملہ ہے تو دفتر کے ریکارڈ کے معائنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ماہ جون ۱۸۹۹ء میں برٹش لارڈ ایک صاحب بہادر نے فیروز پور کی جاگیر سے موصوفہ کے شوہر مرزا اسد اللہ عرف مرزا نوشہ کو بخش دینا طے کیا تھا۔

۷۔ نواب محسن الدین خان نور مرزا اسد اللہ کے درمیان (تقابلاً ۱۸۶۸ء میں) جگزا ہو جانے کے باعث آخر الذکر نے بخش لینے سے انکار کر دیا۔ امراؤ تنظیم نے ۳ اگست ۱۸۶۳ء کو اس جملی لکھت کی خدمت میں ایک عرضی پیش کی تھی جس میں یہ گزارش کی تھی کہ ان کے شوہر کی بخش کے بقایا جات سے انہیں بھی رقم ادا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ جس پر فریزر صاحب بہادر نے مرزا اسد اللہ کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ اپنی بخش کا کتنا حصہ اپنی اولیہ کو دینا چاہیں گے۔

۸۔ مرزا اسد اللہ نے جواب دیا کہ ماضی میں انہوں نے اپنی اولیہ کو سالانہ ۳۰۰ روپے بطور گزارہ الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن گزشتہ ۵ سال سے انہوں نے اپنی بیوی کو کچھ بھی نہیں دیا ہے اس لیے کہ خدو ان کی آمدنی

(۱۰۰)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی مکلف صاحب ہمار
ایکٹ برائے یقینیت گورنر صاحب ہمار
شمل مغربی صوبہ جات، شعبہ سیاسی، دہلی

جناب عالی

محب دہانت عرض ہے کہ آپ کا ماہ ہذا کی عدا کریغ کا مکتوب جس میں بنیادی حکم اور امرائے حکم کے استغاثے سے پر رپورٹ پیش کی گئی ہے موصول ہوا۔ جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان حکامات نے جو استغاثے دائر کیے ہیں وہ جواب جس الدین خان مرحوم کی راست کے خلاف ہیں۔ اس لیے یقینیت گورنر صاحب ہمار اس معاملے میں براہ عملت قطعاً مناسب نہیں سمجھتے۔

گفتہ صاحب ہمار کی عدالت میں زیر سماعت تحقیقات مکمل ہونے کے بعد آپ جملہ صورت حال سے یقینیت گورنر صاحب ہمار کو مطلع فرمائیں تاکہ مرحوم جس الدین کے خاندان کی ضرورتوں اور مالی پریشانیوں کا کماحقہ اہتمام ہو سکے۔ اس طرح آپ حکومت کے لیے مددگار ثابت ہوں گے۔

آپ کا قلم

آئی

(دستخط) آئی ایم سی بھٹن صاحب ہمار

مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

تاکم مقام مستند

(۱۰۱)

اقتباس از سیاسی مکتوب برائے ہندوستان مورخہ ۷ فروری ۱۸۸۳ء

اکتوبر ۱۸۳۵ء کی دورہ نمبر ۳۳ - ۳۴ اور ۳۶ - ۳۷ سے
 اپریل '۸۸ء میں اور جون ۱۸۳۶ء کی دورہ۔ اسواٹھ کان کی
 جانب سے فیورچر کی جاگیر سے ملے والے دغیفہ میں اضافہ
 ۱۲ استکان۔

۸۸ - جاگیر کی ضبطی کے بعد یہ استکان مستقل دکان
 کی بنیاد پر دوکر دیا گیا تھا۔

☆ اٹلیا آئیں دیکھاؤڈ' لکھنا۔ نمبر آئی او آر ای / ۴ / ۷۳۳۷ پائیکل ڈیپنچ نمبر ۱۲ مورخہ ۷۔ فروری ۱۸۸۸ء

(۱۰۳)

احمد بخش خان مرحوم کے برادر حقیقی الہی بخش خان کے ورثہ علی بخش خان، بنیادی بیگم اور امراؤ بیگم کی جانب سے فضیلت ماہ گورنر جنرل بہادر کو ۲۰ فروری ۱۸۳۸ء کو موصولہ عرضی کی تلخیص

مدعیان نے یہ عرض کیا ہے کہ ان کے مرحوم چچا احمد بخش خان نے انہیں مثل اپنی اولاد کے سمجھتے ہوئے سرکار برطانیہ کی جانب سے مرحمت کی گئی جاگیر سے ان کی ملی امانت کے لیے طبعہ و تحیفہ مقرر کر رکھا تھا جو سلطان خور و نوش و ملیوسات نیز شادی بیاہ اور ان کے خاندانوں میں وقوع پذیر ہونے والی تقریبات کے اخراجات کے علاوہ قلعہ یہ کہ حال ہی میں حکومت کی جانب سے جاگیر کی ضبطی کی بنا پر ان کے وظائف بند کر دیے گئے ہیں اس صورت حال کی وجہ سے یہ لوگ غربت کے پست ترین درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور روز مرہ کی ضروریات زندگی سے بھی بالکل قحی دست ہو گئے ہیں، اس کسمپرسی کے عالم میں حضور والا کے مساویات و بے لاگ انصاف کے پیش نظر امید کرتے ہیں آپ ان کے بد قسمت معاملہ پر غور فرمائیں گے اور ہمدردانہ ملی معاونت کی کوئی سہیل پیدا فرمائیں گے۔

(مختصر ترجمہ مطابق اصل)

(درجہ اول) ایچ۔ ٹورنر (۳۵) نائب مستند ☆

(۱۰۳)

بخدمت گرامی: جناب ڈبلیو، ایچ، میکٹاشن صاحب بہادر
 معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر
 شمل مغربی صوبہ جات، شملہ

جناب عالی

میں بعد افتخار فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کے انکلات کی تعمیل کے لیے مرزا نصر اللہ خان مرحوم کے ایک وارنٹ مرزا اسماعیل خان عرف مرزا نوشہ کی انگریزی درخواست پیش کر رہا ہوں جس میں استدعا کی گئی ہے کہ مرحوم نواب شمس الدین کی ریاست کے امور کو نمٹانے کے لیے مقرر کیے گئے خصوصی کشنوں نے اس کے حق میں جتنی رقم کا فیصلہ صادر کیا ہے وہ اسے پوری کی پوری رقم لوا کی جانی چاہیے اس کا موقف ہے کہ اس رقم کو قرض نہ سمجھا جائے بصورت دیگر دوسرے قرض داریوں کی طرح اسے بھی محض منافع ہی حاصل ہوگا۔

۲۔ مرزا اسماعیل خان اور اس کے بھائی مرزا یوسف نے خصوصی کشنوں کی عدالت میں یہ دعویٰ دائر کیا تھا کہ مرحوم نواب کی رحلت کے وقت ان کی پیشین کے چھاپا جات مبلغ / ۳۵۵۰ روپے واجب الادا تھے۔ مرزا نصر اللہ ایک کے درکار کی حیثیت سے ان میں سے ہر ایک کو مبلغ / ۱۱۱۱ روپے سالانہ کے حساب سے عزت ماب جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کی جانب سے مرحمت کیے گئے اس علیہ کی رو سے جس کی توثیق حکومت نے کر دی تھی کے حق دار تھے۔

۳۔ ۱۸۷۳ء میں ان لوگوں نے اپنے واجب الادا چھاپا جات کی بے باقی کے سلسلے میں کس جملی لکھت کی مدد چاہی تھی اس پر نواب شمس الدین سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ مطالبہ پورا کریں۔ جواب میں نواب موصول نے فریڈر صاحب بہادر کو مطلع کیا کہ مدعیان نے اپنی جائز واجب الادا پیشین سے زائد کا مطالبہ لا کیا تھا اور چونکہ ان کے مطالبے کی سختی سے نفی کی گئی، لہذا انہوں نے وہ رقم بھی جس کے وہ حق دار تھے لینے سے انکار کر دیا۔ بلاخر حکومت کے دوبارہ معاملہ پیش کیا گیا اور مدعیوں کی جانب سے زائد رقم کا مطالبہ ناقابل پذیرائی قرار دیا گیا (۱۸۷۳ء)۔

۴۔ حکومت کے اذکارات ملنے کے بعد مرحوم نواب نے میرے پیش رو کو اس حقیقت سے مطلع کیا کہ وہ اس قابل نہیں ہیں وہ جمع شدہ (بدعیوں کی مقدمہ بازی کے باعث) بتایا جات ایک ملٹ اوار کریں البتہ وہ اس بات پر رضامند ہیں کہ وہ دراصل سال کی بخش کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک سال کے بتایا جات اوار کرتے رہیں گے تا آنکہ حساب بے باقی ہو جائے۔ جناب فریور صاحب ہانورے اس بدعوت کی منظوری دے دی تھی، لیکن نواب کی زندگی نے دنا نہیں کی اور وہ معاملے پر عمل درآمد نہ کر سکے۔

۵۔ مذکورہ بالا واقعات سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو گئی کہ مدعیان کی اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے بتایا رقم جمع ہوتی چلی گئی جنہوں نے اپنے بے بنیاد دعوے کے منظور کیے جانے تک اپنے جائزہ واجبات بھی حاصل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ خصوصاً کشنوں نے ان کے حق میں ایسا استناد دینے سے انکار کر دیا جو دوسرے قرض خواہ سے نا افسانہ پر منتج ہو۔

آپ کا مخلص

دلی ایجنسی

(دستخط) ٹی، ٹی، ملک صاحب ہمار

۳ جولائی ۱۸۷۸ء

ایکٹ برائے گورنر جنرل صاحب ہانورہ شمال مغربی صوبہ بات ۵۷

۵۷ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دلی ریڈیو ٹی ایڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کس نمبر۔ بی پاد۔ ۵

(۱۴۴)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان، برادر زاوہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوٹک سونسا

فضیلت ماب لارڈ جارج آکلینڈ صاحب بہادر
جی سی بی گورنر جنرل صاحب بہادر ہند

بعض عرض جناب عالی

فدوی احمد ادب ہادر کرتا ہے کہ حضور والا اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ اس کے چچا نصر اللہ بیگ خان مرحوم کو سرکار برطانیہ نے ایک جاگیر بطور عطیہ مرحمت فرمائی تھی جو صحن حیات عطیہ ہونے کی بنا پر ان کے انتقال کے بعد حکومت کی ملکیت قرار پائی اور ان کے اقربا کی پرورش و پرواقت کے لیے حکومت نے لارڈ ایک بہادر کی رپورٹ مورخہ ۳ مئی ۱۸۶۶ء پر مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی پنشن مقرر فرمائی جو نواب احمد بخش خان کی جاگیر کے اس زر استرااری سے جو حکومت کو واجب الادا تھا ملتا تھی لیکن احمد بخش خان نے اس حکم کو پوشیدہ رکھا اور جب سے اس مدی اور اس کے اہل خانہ ان کو مبلغ تین ہزار روپے ادا کرتے رہے ہیں (دس ہزار سالانہ میں سے)۔ یہ عرض کرنا غیر ضروری ہے کہ یہ معاملہ قتل و خون بن چکا ہے اور فدوی کی انجیل حضور والا نے از راہ نوازش و انزیکشوں کی عدالت کے فیصلے کے لیے بھیج دی ہے۔ جب تک فیوض پر ر کی جاگیر وہاں کے جاگیردار کی تحویل میں رہی، یہ فدوی اپنی پنشن وہیں سے وصول کرتا رہا۔ اس کی ضابطی کے بعد، حکومت کے امکانات کے بموجب فدوی کو مذکورہ پنشن سرکاری خزانے سے ادا کی جا رہی ہے۔

جب تک مذکورہ جاگیر جس قدر خان مرحوم کی تحویل میں رہی، اس وقت تک کی پنشن کے پتلیا بہت مبلغ۔
/۳۷۵۰ روپے (بشمال - /۳۰۰۰ روپے سالانہ) فدوی کو واجب الادا ہیں اور جناب کولن لنڈ سے نے بھی بحیثیت خصوصی کمنٹر تھیش کے بعد مذکورہ رقم کو صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے بھی مدی کے حق میں ڈگری دی ہے۔

اب مدعی کو یہ معلوم ہوا ہے کہ شمس الدین خان مرحوم کے تمام قرض خواہوں کو فی روپیہ ۸ آنے چھ پائی بطور معاوضہ دیا جائے گا۔ یہ کہ اس مدعی کو بھی اسی فیصلے کے مطابق ادا کی ہوگی اس بات سے سائل کے ذہن میں تو معمولی سا غلطیاں بھی نہیں ہے تاہم فدوی کو احتمال ہے کہ اس حقیقت حال پر حضور والا ضرور حیران ہوں گے اس لیے کہ یہ فدوی نہ تو مرحوم جاگیردار کا کوئی خادم تھا نہ ہی اس نے اپنی فروخت شدہ اشیاء کی قیمت یا دیے گئے قرضہ کا مطالبہ کیا ہے۔ مذکورہ رقم تو بطور بخش فدوی کو واجب الادا ہے جو سرکار برطانیہ نے مقرر کی تھی جس کے لیے احمد بخش خاں کو حکومت کو واجب الادا زر استمرار میں تحفیل کر دی گئی تھی۔ لہذا فدوی کے مطالبہ کو شمس الدین خان کے دیگر قرضوں کے مقابلے کے مساوی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

حضور والا کا مدعی اپنے موقف کی حمایت میں ایک تازہ مثال پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے امین الدین خان اور ان کے بھائی کو فیروز پور کے مرحوم جاگیردار کی چاندیاد سے مطالبے کی پوری رقم مبلغ ۳۴ ہزار روپے لوہارو کی تحصیلات کی مد سے ادا کر دی گئی۔

اندریں حالات فدوی بعد اوب امیدوار ہے کہ حضور والا اس کے مطالبے کو دیگر قرض خواہوں کے مطالبات پر فوقیت دیں گے اور حضور والا از راہ لواوش (در حقیقت مختلف نوعیت ہونے کی بنا پر) گورنر جنرل صاحب ہماور کے ایجنٹ مقیم دہلی کو یہ ہدایات صادر فرمائیں گے کہ وہ دیکھیں کہ فدوی کو اس کی پوری رقم ادا ہو۔ بصورت دیگر درخواست کنندہ کو بخش میں ناروا کنوٹی کی وجہ سے خاصا نقصان ہوگا جس میں خواجہ احمد بخش خان مرحوم کی ساز باز کی وجہ سے پہلے ہی خاصی کی واقع ہو چکی ہے اور جو موجودہ حالات میں فدوی اور اس کے اقربا کے گزارے کے لیے ناکافی ہے۔

فدوی حضور والا کے لیے دعا گو رہے گا۔

محمد اسد اللہ خان صاحب

دہلی

۲ جنوری ۱۸۳۸ء



(۱۰۵)

بخدمت گرامی: جناب لیجنٹ صاحب بہادر برائے گورنر جنرل
دہلی، شعبہ سیاسی

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا بلا ہذا کی ۳ تاریخ کا مکتوب منسلک ہر نواب فیوز پور کی ریاست کے خلاف مرزا اسد اللہ خان کے دعوے کے متعلق ہیں، موصول ہوا۔ اور جواباً عرض ہے کہ خصوصی کشنوں نے اس کے اس مطالبے کو کہ دیگر قرض خواہوں کے ساتھ برتے گئے قانون سے اس کو مستثنیٰ قرار دیا جائے، خارج کر دیا ہے۔ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کی رائے میں ان حالات کی روشنی میں جن میں یہ رقم جمع ہوئی ہے یہ اقدام بالکل جتنی پر انصاف اور مناسب ہے۔

آپ کا مخلص

شیلہ

(درستخط) ایچ، نوروز صاحب بہادر

۱۸ جولائی ۱۸۳۸ء

نائب مفقود برائے گورنر جنرل صاحب بہادر

☆ جناب گورنر جنرل آف انڈیا، دہلی ریویو آف ایڈمنسٹریشن، ریکارڈز، کیس نمبر ۹۔ بی پارٹ۔ ۱

میں نے وفات پا گئیں۔ ان کے شوہر کی آمدنی کا اب کوئی ذریعہ نہیں۔ جہاں تک ان (زمین العابدین) سے میری ذاتی واقفیت کا تعلق ہے میں ان کے متعلق یہ کہہ سکتا ہوں کہ خواہش کے بلحاظ ملازمت اختیار نہیں کریں گے۔

علامہ ازہر، موصوف نواب فیض اللہ بیگ خان کے ہوتے ہیں۔ نواب موصوف کی خدمات کے اعتراف میں حکومت نے انہیں تیسرا کا پرگنہ ملا فوہلا قرا جس کی سالانہ آمدنی ۱۵۵۱۵ روپے تھی۔ ان کی وفات کے بعد یہ جاگیر ضبط ہو گئی اور ان کے بیٹے غلام حسین جو دعوئی دار کے والد ہیں کے لیے مبلغ ۳۰۰ روپے ماہانہ پنشن مقرر ہوئی۔ باپ اور بیٹے کے تعلقات کشیدہ ہیں اول الذکر قرض خواہوں کے دباؤ سے حکومت نے ایک کھسٹر مراعات کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

فیروز پور کے خاندان کے سربراہ سے برہائے شادی قرچی عروج داری اور ان کے دلاوا نواب فیض اللہ بیگ خان کی خدمات، ان کی تاقوت بہ حالت اور اعلیٰ مالی صلاحیت کے فقدان اور ملازمت حاصل کرنے کے لیے بولنے میں چٹکاپٹ کے پیش نظر فضیلت ماہ گورنر جنرل سے یہ زور سفارش کروں گا کہ ان کی ایلیہ مرحومہ کو پچاس روپے کی ہر ماہانہ پنشن ملے گی تھی وہ انہیں جاری کر دی جائے۔ اپنی ایلیہ نواب بیگم سے ان کی کوئی اولاد نہیں۔ دوسری شخصیت حاجی بیگم کی ہے یہ ریمیں سے احمد علی خان کی بیٹی ہیں۔ یہ والد کے دور کے رشتہ دار غلام محی الدین خان سے جو فیروز پور میں بیکاری تھی ہیں۔

ان میں سے کسی کے پاس بھی بظاہر روزی کے ذرائع موجود نہیں۔ لہذا میں سفارش کروں گا کہ ان کی سوجلی بہن جمائیکو بیگم کی طرح ان کے لیے بھی ۵۰ روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

ادوار کی طالب تیسری شخصیت حاجی بیگم کی ہے جو نواب احمد علی کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کی بیوہ ہیں۔ ان کا چھوٹے سے ایک قطعہ زمین کے سوا جس سے ماہانہ ۶ یا ۷ سات روپے کی آمدنی حاصل ہوتی ہے کوئی اور ذریعہ معاش نہیں۔ چنانچہ میں تجویز کروں گا کہ نواب صاحب مرحوم کی جانب سے انہیں جو وظیفہ یعنی دس روپے ماہانہ ملا کر آقا داد ان کے لیے تاحیات جاری کر دیا جائے۔ ان کی عمر اس وقت ۵۵ سال بتائی جاتی ہے۔

۴۔ مذکورہ بالا افراد کے علاوہ میرے علم میں مذکورہ خاندان کا کوئی اور فرد ایسا نہیں جو حقیقی معنوں میں خصوصی توجہ کا مستحق ہو۔ حال ہی میں کی گئی تحقیقات میں سب کی تفصیلات برائے گیکھنہ ہیں اس لیے یہ بعید از قیاس نہیں ہے کہ فضیلت ماہ کی خدمت میں مزید درخواستیں پیش کی جائیں گی۔ ایسی صورت حال میں مسئلہ گوشوارہ مزید مبالغہات کا فیصلہ کرنے میں ملحد ثابت ہوگا۔

آپ کا مخلص

دلی ایجنسی

(دستخط) بی بی، ملک صاحب باراد

۱۰ جنوری ۱۸۳۹ء

ایکٹ برائے گورنر جنرل صاحب باراد شمال مغربی صوبہ جات

فیضانِ یلغار کے خاکے پر دارِ نواب احمد بخش خان مرحوم کے افروزِ خاندان و تحقیقین کی فہرستِ حالات اور رشتہ داری کی نوعیت۔

خبردار	م	ر	رشتہ داری	سابقہ دارِ نواب احمد بخش خان	دارِ نواب احمد بخش خان کا	ذاتی کیفیت	تجربہ: موروثی کاروبار اور دیگر معاشی = اگر
						اور اس کی تعداد نسبت	رکنِ عورت ہے تو اس کی ظاہری کسی سے پہلی۔ خبردار
							چتر اور اوریج معاشی۔

۱	مونا انیس امرین	۵۵	مونا انیس سے اولاد	خوار و کار ہے کڑا دشمنی	امریکی کی سہولت	ہاگہر دست ہے	کسی لدا کی صورت نہیں
---	-----------------	----	--------------------	-------------------------	-----------------	--------------	----------------------

۲	مونا انیس احمد خان	۵۶	انہما	انہما	انہما	مستلم نہیں	اب بھی اپنے بچوں کے ساتھ رہتی ہیں
۳	سرمگم	۵۷	نوت	انہما بچوں کے ساتھ	انہما	مستلم نہیں	اب بھی اپنے بچوں کے ساتھ رہتی ہیں

اور انہی کی کمپنا پر گزرا ہے۔
 کسی اور کی ضرورت نہیں

کہہ سکتے

دینی ہیں اور ان
 کے پر گزرتے حاصل
 خیر کمپنا سے ان کی
 کفالت ہوئی ہے
 اپنی دولت اور ہائیتوں
 کے ساتھ رہتی ہیں۔

ہر حکم سے

۴

موجود ہوں حکم

ثانی

خارجہ کو طبعی ظاہر سے چاہی گئی ہیں۔ انہیں وہاں
 ہائیتوں کی طرف سے پہنچا دیا ہے اور پہنچاتے ہیں۔
 ان کے خیر چاہی پوچھا گیا۔ ہر صوفیہ کے ہائیتوں نے
 انہیں ملالہ پر گزرتی سارا کے صوفیہ پر شہادت کیا ہے۔

ان کی ایک ہی کوئی ہے۔

کسی اور کی ضرورت نہیں

ایسا

ایسا

ہر حکم سے

۵

ہر حکم

ظاہر کیا ظاہر سے چاہی گئی ہیں۔ انہیں ہائیتوں
 کی جانب سے پہنچا دیا ہے اور پہنچاتے

ہیں۔ خیر ظاہر ظاہر دین کرتے ہیں۔

کسی اور کی ضرورت نہیں۔

ایسا

ایسا

ایسا

۶

ہر حکم

موجود حسن ظاہر سے چاہی گئی ہیں جنہیں ایک
 زمانے میں کسی الدین ظاہر سے پہنچا دیا ہے اور پہنچاتے
 چاہتے تھے۔ لیکن وہب کی وفات سے بعد ہر
 پہلے پہلے دیکھ رہے ہو کیا ظاہر۔ ہر سطح حکم کو پہنچاتی
 ہے اور پہنچاتی ہے اور پہنچاتی ہے۔ اسی ہے وہاں

کا گوارہ ہے۔ شہر میں خاندانی

ہمت ہے لڑنا ہارست پیر نہیں کرتے ایک ایک کوئی ہے۔
کسی اور کی ضرورت نہیں۔

امیر تعلق خاں کے مکان میں کریں وہ بچے بچے
رہتی ہیں۔ حکومت نے سچی ۱۹۳۸ میں انہیں
۱۰۰ روپے ملانے دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

ایم اسوں نے اسے لپٹے سے یہ کمرہ کرانہ
کر دیا کہ مکان کی کھال کے لیے یہ رقم ہے وہ
تھیں ہے کہا ہوا ہے کہ جس امریہ مکان کی
دنیا میں انہیں ملانے وہ روپے نکل اور

تقریباً ۵۰ روپے انہیں سے نکال

خود روٹی کے لیے وہ کہتے تھے۔ آج تک وہ یاد

خوش ہے کہ دنیا کی ہر کوئی چیز اپنے

حوالہ سے اور خیالات اور بات کر کے ضرورت پوری نکلی ہیں۔
کسی اور کی ضرورت نہیں

پلے ہو مضم خاں سے ملتی تھیں۔ وہ میری عزیز اس
(مضم خاں) کے بھائی اور سگی خاں سے شادی
ہوئی۔ گزشتہ ۱۰ سنی میں حکومت نے حاجات انہیں
۵۰ روپے ملانے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن کے

بکہ نہیں

جس امریہ مکان کی جانب
سے انہیں ۵۵ روپے نکل
اور ۵۰ روپے خود روٹی
کے لیے ملانے کا
کرتے تھے

ایم / جس
امریہ خاں کی
والہ

بہر خانم

بکہ نہیں

جس امریہ خاں
کی جانب سے
مبلغ ۱۰۰ روپے
ملانے کے لیے

بہر خانم سے

۳۳

بہر خانم

موجودہ خوبر کے پاس اپنی بی بی کی شکایت تھی
اور انھی کوہست سے ملائے ۳۰ روپے بھی
ان کے مردم وادہ پاس لگی تھیں کی خدمات کے
احوال میں ملے تھے۔

مردہ کسی امداد کی ضرورت نہیں

گورنمنٹ لا سٹی میں کوہست سے ان کی

زادہ لوب حکم کے لیے وہ روپے ملائے کا وغیرہ

مقرر کیا تھا جو ان کی وفات پر بند ہو گیا۔

ان کے خوبر وری وقت جدا جرات اور

گولٹ ملان فوجت کر کے کرانہ

کر کے تھے۔ ان کے والد لوب تمام دشمن تھیں کہ

کوہست سے ملائے ۳۰ روپے لا کر دے تھے۔

یہ وغیرہ اس وقت مقرر ہوا تھا جب ان کے

والد لوب دشمن ملان تک تھیں کے انتقال پر

تھیں پر گزیر کوہست کی تحویل میں چا گیا تھا

زین الملکین تھیں نے کوہست پر چڑھے سے کوئی صاحبہ

نہیں کیا ہے۔ لیکن اس کو خوبر سے کے ساتھ

مشکل نظر میں جو بددلت تھان کی لگی تھیں ان میں

ان کے معاملے کو بطور خاص ملاحظہ کیا گیا ہے۔

خبر ملان تھیں

کی بابت سے

ملائے ۳۰ روپے

ملائے لا کر دے

تھا

اور کئی تھیں

کی بی بی لوب

حکم کے خوبر

تھیں۔ کئی کی

لوب سے یہ

اور کئی کے بی بی

لوب اپنی کئی تھیں

کے فوجت میں اور

والد کی طرف سے

یہ اور کئی تھیں

کے ملا کے

یہ ملان تھے۔

اپنی اہلیہ کی زندگی میں انھیں اپنی اہلیہ کی شخصیت کے لیے

شخص الہیہ جاننے کی جانب سے ۳۳ سو پہ اہلہ

دار کرنے تھے جسکی اہلیہ کی وفات کے بعد یہ رفیقہ بد مذہبہ

موجودہ سے تین اداؤں میں ملتی تھائی حکیم عمرہ سال کی ملاقات پروردگار

عمرہ سال اور محمدی حکیم عمرہ سال کی ملاقات پروردگار

شخص الہیہ جاننے کے لیے تھی بد مذہبہ لڑکی جسکی علی جان

داد سحت علی جان سے بد مذہبہ لڑکی ہے سو سو پہ سر سرتی کارکر

ایسی کو خدا سے جس نے فرمایا ہے کہ کے ساتھ رہتی تھی یہ

چند سو پہ اپنی جان کے ساتھ رہتے تھے یہ جاننے لکھی

دعا گار کی حالت کے لیے جان سے باہر کیا جا رہے۔ سابقہ انجیل

کے لکھی جان اس پر تھی یہ کیا گیا ہے۔

کسی اور کی ضرورت نہیں

ان کی شادی اور علی جان کے

دور کے رشتہ دار حکیم کی الہیہ جان سے بد مذہبہ

شخص الہیہ کی جانب سے ان کی اہلیہ کے رفیقہ کے جان

انھیں ۵۴ سو پہ اہلیہ دار کرنے تھے

اب ان کی کردار پر کارکنی لکھی تھی اور

ان کے خیر بھی نہیں ملایا انھیں یہاں اب

تک یہ رک چکی تھائی باہر دارا ہوا

شیر علی جان

ان کا ایک

جان پہ

شیر کی

قیمت

۳۳ سو پہ

شیر الہیہ

جان کی جانب

سے ملایا ۳۳ سو پہ

اہلیہ ضرور ہے

امر علی جان

کے جان

لی جان

جان کے

چلے جان

ان کی شادی

اور علی

جان کی راج

سید حکیم

سے جان

حالات علی

جان

دوسرو علی

۴۵

ملایا حکیم

۴

جان میں ان

کا ایک مکان پہ

شیر کی قیمت

۳۳ سو پہ سے

۵۴ سو پہ تک

قیمت سو سو کی

شیر سے تقریباً

ملایا ۳۳ سو پہ

اہلیہ کی جان

پہ انھیں رحمت

کیا گیا پہ

[illegible]

2019-2020

10/20/2014

605-233-7777

2500

150

525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000

www.elsevier.com/locate/jmb

Scholarship

500-768-9000

100

李 文 華

THE UNIVERSITY OF CHICAGO



200

157



—

100

5

100

↑
↑
↑
↑
↑

512

5



سخت اسٹے ہیں اور علامات کی علامات کرنا ہے

سے بڑی بھلی ہیں کسی اور کی ضرورت نہیں۔

مدا ہے اس بھلی کے جس میں رہتے ہیں

خواب خریف سے باہر کوئی اور پہنچا کر

نہیں پہنچا ہے بھلی بھلا، رقم پر گزرا کرے

ہیں۔ ان کے نہیں ہے اور ایک جی ہے۔

بٹیاں تھیں خواب خام اور خواب دوزخ کو سمجھ

ورسہ پھر کھینچ لے ادا کا کوڑا

بھوں کا بھلا۔ جسکی اس وقت یہ باتوں ہے یادگار

ہیں تیار ہی خواب عام، ادا ہیں مطلع

رنگ میں سرکاری پوٹس اسر ہے۔

جی شادی شدہ ہے۔ اس معاملے میں

کوئی روکھ رہنے کی ضرورت نہیں۔

اس ہے کہ بچے علامات کے پابند ہیں۔

خس ادا ہیں بھلی لے اپنے اطفال

سہا ہوا ہے بھلی بھلی اس میں رہے جانے

دانا وہ سو پہ کا روکھ رہ کر بنا ہی

اہلہ کوٹ لے اس میں بھلی

۱۸۳۸ سے سو رہے ہا۔

دا بھلی مطلع

۱۸۳۸ رو پہ

کی بات

کا بھلی

خس ادا ہیں

بھلی اس میں

سہ رو پہ

کر ہا ہا

کرے ہے

اور جسکی ہا۔

اور سری

مطلع۔ ۱۸۳۸

رو پہ بھلی کے

تخلیف شدہ بھلی

(پیدا) پر رہے

ہوئے ہے

خس ادا ہیں

بھلی کی باہر

سہ ۱۸۳۸ رو پہ

بھلی لے ہے

صاحب تمام

بھلی بھلی

بھلی جو آب بھلی

بھلی بھلی کے

بھلی بھلی

۵۵

خواب خریف

بھلی

۳۳

۴۰

بھلی بھلی

۳۳

دیکھ رہا شروع کر رہا ہے۔ اس کا
ایک ہمارا وقت ہے وہ کسی
ادارہ کی ضرورت نہیں۔

میں چاہتے ڈانٹا نہیں
ہے کے ایک ہیں

یہ نظام جس میں جنس صورت نے اس کے

مطلوبہ میں

جس لادیں

تجلی۔ یہ

۴۵

ذاتی حکم

۴۴

دلالت کی وضاحت کے عوض وہ پہلا

۴۵ پہلا

میں کی جانب

نئی لکھی ہیں

دیتی ہے۔ یہ پہلی سی کی ہیں۔

کی حالت

۴۴ پہلا

کی بنی ہیں

لیکن یہی ہے جھوٹا ہونے کے بعد اسوں

کا ایک مکان

۴۴ ہے

نے اپنے مکان جس کا ذکر پہلے حکم میں آیا

۴۴

۴۴

کہا ہے اس میں وہ طاقت اس کی گزیر کے لیے پہلا

کہہ بھی نہیں دیتے۔ فی الحال وہ مکان کو رہی کہ ر

۴۴

حاصل شدہ رقم پر گزارہ کرتی ہیں۔ جس لادیں جن میں ذاتی کو

۴۴ پہلا کا دور دیکھ رہا ہوا کہ لے لے لے لے لے لے لے

۴۴ پہلا میں ملے اس وقت کرنا تھا۔ یہ ایک لادیں مکان

نہایت جنس دہر کی دیکھ رہا ہے دی گزیر کا مکان

۴۴ پہلا کے کا دیکھ رہا اور پھر اس کی جنس ۴۴ پہلا ۴۴ پہلا

پھر جنس لے لے لے لے لے لے لے

کسی ادارہ کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ

شروع میں اس کی کمالات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے
اس کی شادی میرا اسد ملے گا اس سے جنس نہیں

کہہ لیں

۴۴ پہلا

۴۴

۴۴

۴۴ پہلا

۴۴

پہر کی باغیچہ سے جھڑک دیرپہ ملازمہ بنا کر گئے تھے ہوئی
 حکومت سے باغیچہ کے کٹن ہوئے کے بعد یہ رقم حاصل رہی
 تھیں دیرپہ کا ملازمہ دیرپہ جس المیہ تھیں۔

بہر کر دیکھ کہی المیہ کی ضرورت تھی۔

اس کے خیر خواہ مل تھیں

موسم ہوا اقل ہوا کیا قدر

اس کا مزید صاف باغیچہ دے

حاصل شدہ کمائی ہے جس کا

ذکر پہلے کالم میں کیا جا چکا

چہ اس کے علاوہ اس کے

پاس کوئی اور باغیچہ نہ تھیں

اس کے لئے پیچھے سے کسی اور

کی ضرورت تھی۔ البتہ

میں یہ سہارن پل کوٹوں کا کر جس المیہ

تھیں اس کی طرف سے ملے والا دس روپے

کا دینیہ چاہی کر دیا جائے۔

میں المیہ کی ہوئی رقم حیر کر کے اچھا

کی اہمیت سے حاصل شدہ رقم پر گزارہ کرتے تھے۔

تھیں ہمارے بچوں کے باپ تھے۔ جس المیہ تھیں

کی باپ سے
 تھیں دیرپہ
 ملازمہ

ایک ملازم

میں اس کا

حصہ ہے

جس سے

۹۹۹

روپے ملازم

مل جاتے ہیں

جس المیہ کے

تھیں کی باپ

سے دس روپے

ملازمہ دیرپہ

۱۱۱۱

۵۵

بانی حکم

۳۱

مکہ تھیں

جس المیہ

اور اس تھیں

۵۵

پہر المیہ

۴۲

تھیں سے ملازم

کے چھ روپے ملازم

۵۵ روپے

کے تھیں کا پٹا

[illegible]

جہ دو لوگوں کے باپ ہیں۔
 اور میری گودا کی ضروری
 نہیں۔

دلی خیر میں اس
 کے تھپکا ہوا ڈار
 سو پہ لہجہ کے دو
 شکایت ہیں ایک میں
 غور رہے ہیں ایک
 دو سو۔ اسی سو پہ
 آج کر لے پہ
 دیا ہوا ہے۔
 چھ نہیں

خس المریخ
 تلوں کی زندگی
 میں ۱۰۰-۱۰۳ سو پہ
 آج لے جے
 چکا زار بھائی
 چکا زار چکا
 ظالم تلوں
 چکا ہے

خس المریخ تلوں
 کی زندگی میں
 آج سو پہ
 آج لے جے

اور بکلی تلوں
 کی ایک بھینس کے
 جتنی ہیں

اس کی شادی مرد مراد شاہ
 آجیر تلوں کی گھر تلوں
 تلوں کی ایک بھینس ہے
 بکلی تلوں کی ایک بھینس ہے
 آج تک تلوں سے ۱۰۰ سو پہ آج
 طائر تلوں ہیں۔ اس کے
 دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔
 کسی اور کی ضرورت نہیں۔
 اور بکلی تلوں کے انتقال پر خس المریخ تلوں نے
 نے اس کا عقیدہ کر دیا تھا۔ محنت کی
 بہانہ سے اس کے بھائی تلوں میں بکلی کے

اور بکلی
 تلوں کی
 اس کی تلوں

اور بکلی تلوں
 کی بہانہ سے
 ۱۰۰ سو پہ آج
 چکا زار بھائی تلوں
 اور تلوں کے چکا
 ظالم تلوں

شہادت تک
 تلوں

مرد حسن تلوں

ضرورت اور بکلی

تلوں

حقی وارث کے طور پر اس میں ۳۰ روپے
 ملا۔ بچے ہیں کسی املاک کی ضرورت نہیں
 اپنے والد طبعی اللہ بک
 صلی کے وارث ہوئے
 کے ۲۷ روپے اس میں ملا۔ ۳۰۰
 روپے ملتے ہیں اس کی
 شادی بچہ پڑی حکم خیرہ کے ساتھ
 ہوئی ہے کسی املاک کی ضرورت نہیں۔

۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

بنی بانیہ
 ہے
 دلی میں
 اس کی عاقبت ہوئی
 بانیہ ہے

خرمیں
 اس کی عاقبت ہوئی
 بانیہ ہے

(دستخط) بی بی عتیقہ
 لکھت برائے گورنر جلی
 کل. مسلمانی صوبہ بدلت

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

دلی ایجنسی
 صدر دفتر ۱۰، پتھر کی ۱۳۱۱۱۱

(۱۰۸)

شعبہ ریاستی امور، شمال مغربی صوبہ ہیات

بخدمت گرامی:

جناب ٹی۔ ٹی۔ مختلف بلوار

لیکچر برائے گورنر جنرل، دہلی

جناب عالی:

عزت مآب گورنر جنرل بہادر کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ آپ کا مکتوب نمبر ۳۹، مورخہ ۱۰ جنوری گزشتہ موصول ہوا۔ اس کے ساتھ فیوژ پور کے مرحوم نواب محسن الدین خاں کے خاندان کے حدود افراد کے نام اور زندگی کے کوائف سے متعلق گوشوارہ منسلک تھا۔ آپ کو مندرجہ ذیل مشاہدات اور اشکالات سے مطلع کیا جاتا ہے:

(۱) مرزا امین الدین احمد خاں، (۲) مرزا غلام ضیاء الدین احمد خاں، (۳) ابو نعیم، (۴) منور جہاں نعیم، (۵) بادشاہ نعیم، (۶) ملا رفیع نعیم، (۷) جہانگیرہ نعیم، (۸) الفضل الزبانی نعیم، (۹) نواب نعیم، (۱۰) حسین علی خاں، (۱۱) امراؤ نعیم، (۱۲) سپہ دار خاں، (۱۳) طرہ باز خاں، (۱۴) غلام نور الدین خاں، (۱۵) شعبان بیگ خاں، (۱۶) میر حسن خاں، (۱۷) قدرت اللہ بیگ خاں، (۱۸) غلام حسین خاں اور (۱۹) فتح اللہ بیگ خاں۔

۲۔ گورنر جنرل صاحب بلوار آپ کی اس رائے سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا افراد کے لیے کسی امدادی کارروائی کی ضرورت نہیں۔

بخشن کی رقم تاریخ اشکالات

روپے آنے

۳۰ - ۱۷ نومبر ۱۸۳۸

۵۰ - ۲۵ جولائی ۱۸۳۸

نمبر شمار: ۱۱ امداد خاں

۲۳: ۱۱ علی بخش خاں

۳۔ محولہ بالا اشکالات کے تحت ان افراد کو باقاعدہ ان کے نام کے آگے مرقوم و کوائف لی دے دیں، کسی مزید امدادی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

نمبر شمار: ۷	ہو بیگم	۳۰۰ روپے
" ۱۵:	امیر ہو بیگم	۱۵۰ روپے

۳۔ مذکورہ دونوں مستورات کو انکسالات پیر ۹ مئی ۱۸۳۸ء کے تحت سو سو روپے کے وظائف عطا کیے گئے تھے۔ لیکن ان کے محلات کا دوبارہ جائزہ لینے کے بعد گورنر جنرل صاحب بہادر نے یہ محسوس کیا ہے کہ اصل امدادی رقم ان کے لیے کافی ہے اور اب بخوشی ہو بیگم کے وعید میں ایک سو روپے اور امیر ہو بیگم کے وعید میں ۵۰ روپے کے اضافے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اس طرح اول الذکر کا مجموعہ وعید ۳۰۰ روپے بلائد اور آخر الذکر کا ۱۵۰ روپے بلائد ہو جائے گا۔

نمبر شمار: ۸	زین العابدین خاں	۵۰ روپے
" ۱۳:	حاجی بیگم	۱۰۰ روپے
" ۱۶:	جانی بیگم	۲۰ روپے

۵۔ آپ نے اپنے مذکورہ مراسلے میں جن حالات کا ذکر کیا ہے اور اس خیال کے پیش نظر کہ حاجی بیگم کو جاگیر میں ایک گاؤں ملا ہوا ہے جس سے سالانہ ۳۰۰ روپے کی آمدن ہے اور ان کے شوہر کو خمس الدین خاں کی جانب سے وعید ملتا رہا ہے، فضیلت باب نے از راہ نوازش ہر ایک کے لیے اس کے نام کے سامنے دی گئی رقم کے مطابق بلائد وعید مقرر کر دیا ہے۔

نمبر شمار: ۳	سلطان بخش خاں	۳۰ روپے
--------------	---------------	---------

۶۔ چونکہ اس شخص کے گزراؤقت کا کوئی معقول ذریعہ نہیں، امیر بخش خاں سے اس کا قریبی تعلق ہے اور اس کی مرحومہ زوجہ کو تمام حیات وعید ملتا رہا، گورنر جنرل صاحب بہادر از راہ نوازش اس کے لیے تیس روپے بلائد کا وعید مقرر کرتے ہیں۔

نمبر شمار: ۲۰	افضل اقسام بیگم	۳۰ روپے
" ۲۱:	عزیز اقسام بیگم	۱۵ روپے

۷۔ چونکہ یہ دونوں مستورات خاتون کے دیگر افراد کے ذریعہ کفالت زندگی بسر کر رہی ہیں، لہذا گورنر جنرل صاحب بہادر اول الذکر کے لیے ۳۰ روپے بلائد اور آخر الذکر کے لیے ۱۵ روپے بلائد کا وعید مقرر فرماتے ہیں۔

نمبر شمار: ۲۲	خواجہ شریف خاں	۷۰ روپے
---------------	----------------	---------

۸۔ فضیلت باب نے از راہ نوازش شخص ذرا کے لیے ۷۰ روپے بلائد وعید مقرر فرمایا ہے جو اسے پہلے بھی ملتا رہا تھا۔

نمبر شمار: ۲۳	بنیادی بیگم	۳۰ روپے
---------------	-------------	---------

۹۔ اگرچہ ان خاتون کا کوئی قصور نہ تھا، لیکن حلقہ کے دوسرے کے پیش نظر انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کے شوہر کی جانب سے انہیں کسی قسم کی امداد نہیں ملتی، گورنر جنرل صاحب بہادر ان خاتون کے گزارے کے لیے

تمیں روپے ملانے پٹن منظور فرماتے ہیں۔

۱۱۔ یہ منظور شدہ پیشکش تاحیات ہیں اور مراعت یافتہ کی وفات پر کاغذ ہو جائیں گی۔ جب تک کہ حکومت خصوصی رپورٹ موصول ہونے کے بعد اصل پٹن یافتہ کے ورثہ اور چانشینوں کو پوری پٹن یا اس کا کچھ حصہ عطا کرنے کی منظوری مرحمت نہ فرما دے۔

۱۲۔ گورنر جنرل صاحب بہادر نے اس خیال کے پیش نظر کہ بعض اشخاص کی درخواستیں جن کے لیے اب پیشکش منظور کی ہیں کافی عرصہ حکومت کے زیرِ غور رہیں اور ان کے حالات یہ نکلتے ہیں کہ حالات کے پیش نظر از راہ نوازش سے وہ ٹکاف چھ ماہ کے بھایا جات کے ساتھ جو اسکے ماہ کی یکم سے واجب الادا ہوں گے منظور فرمائے ہیں۔

نمبر ۱ تمام کا تمام وظیفہ اضافی شرح پر مع چھ ماہ کے بھایا جات اسکے ماہ کی یکم سے وصول کرے گی۔ نمبر ۲ کو وہ مدت کے وظیفہ کے اضافہ کے بھایا جات وصول کرے گی اور نمبر ۱۹ دو ماہ کے بھایا جات وصول کرے گا تاکہ ساتھ تاریخ کی ادائیگی دوسروں کے مساوی ہو جائے۔

۱۳۔ امیر بخش خاں مرحوم کے خاندان کے بیشتر افراد نے جناب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں عرضداشتیں پیش کی ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ان تمام متعلقہ افراد کو حتیٰ فیصلے سے مطلع کر دیں تاکہ آئندہ اس قسم کی غیر ضروری درخواست گزاری کو روکا جاسکے۔

آپ کا خالص

گورنر جنرل

(دستخط) بی۔ ایچ۔ میڈاک

۲۷ فروری ۱۸۳۹ء

تمام مقام معتد برائے حکومت، شمال مغربی صوبہ ہند

(۱۰۹)

بخدمت گرامی: ٹی۔ ایچ۔ میڈاک صاحب ہمدرد، معتقد برائے حکومت ہند۔

جناب عالی!

فضیلت باب گورنر جنرل صاحب ہمدرد کی خدمت میں ان کے منصفانہ اور ہمدردانہ غور کے لیے شکریہ اداداشت پیش کرتے ہوئے فدوی عرض گزار ہے کہ آپ صاحب موصوف کے دہندہ اس احقر کے سارے معاملات ان کی فیاضانہ نظر کرم کے لیے سو شکر انداز میں بیان فرمادیں گے۔

فدوی یہ حقیقت بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہے کہ اس کی پنشن کے بقایا بات کی رقم کے معاملے کو مفاد عامہ کے دعوے کے طور پر ملحوظ رکھا جائے اور اسے دیگر قرض خواہوں کے نجی دعوے کے مساوی ہرگز نہ گردانا جائے۔

عزت باب! آپ اس امر سے یقیناً آگاہ ہوں گے کہ سرکار برطانیہ کی جانب سے فدوی کی یہ پنشن اس کے مرحوم چچا نصر اللہ بیگ خاں کی جاگیروں جو انیس ان کی شاندار خدمات کے بدلے عطا کی گئی تھیں کے عوض مقرر کی گئی ہے۔ ان کی وفات کے بعد وہ جاگیریں حکومت نے اپنی تحویل میں لے لی تھیں۔ حذکر پنشن فیروز پور کی جاگیر سے حکومت کو ملنے والے زر استرداد سے ادا کی جانی تھی۔ ان حالات میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فدوی سرکار سے پنشن یافتہ ہے اور اسے فیروز پور کے جاگیردار کے دیگر نجی قرض خواہوں کے دعوے میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔

عرفیہ حق طلب، داد خواہ

اسد اللہ خاں جتوئی



دہلی

سورخہ ۳ جنوری ۱۸۸۳ء

(۱۰)

اسد اللہ خاں کی عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی :

عزت مآب جارج لارڈ آفیسٹ صاحب بہادر

جی سی بی دفینہ گورنر جنرل ہند۔

بعض عرض بجناب عالی متعالیٰ !

فدوی نے گذشتہ ماہ کی ۲۹ تاریخ کو حضور والا کی خدمت میں اپنا مقدمہ بذریعہ ڈاک ارسال کیا تھا اور یہ درخواست کی تھی کہ اس عرض گزار کی بخش کے ہلایا جات جاگیوار فیوزپور کی ریاست سے اوائجے جائیں۔ یہ معلوم کر کے کہ جناب بی بی مکالم صاحب بہادر سے اس ضمن میں کیفیت یا رپورٹ طلب کی گئی ہے یہ درخواست بعد ادب یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ اس کی عرضی ایک ایمل کی صورت میں تھی اور ممکن غالب ہے کہ موصوف بہادر جو بھی ارشاد فرمائیں گے وہ ان کے اپنے امکانات کی تائید میں ہو گا۔

لہذا فدوی بعد ادب چند نکات حضور والا کے مفصلانہ اور متصانہ لحاظ کے لیے پیش کرنے کی اجازت چاہتا

ہے۔

اول : یہ کہ آپ کے درخواست گزار نے ۱۸ جولائی کے امکانات کہ اسے بخش کے ہلایا جات ادا کر دیے جائیں کی پوری طرح بجا گوری کرنے ہوئے ان ہلایا جات کا جو حیثیت واجب الادا ہیں نصف وصول کر لیا ہے۔ اگرچہ اس مطالبہ کو جو بخش کے ہلایا جات کے لیے ہے دیگر قرض وادوں جو فیوزپور کے مرحوم جاگیوار کو فروخت شدہ سلاٹ کی ادائیگی اور بطور قرض دی ہوئی رقم کی واپس کا تقاضا کر رہے ہیں کے مساوی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

دوم : حضور والا کی اطلاع کے لیے عرض گزار نے اپنی سابقہ عرضداشت میں یہ گوش گزار کیا تھا کہ فدوی کے مطالبات چارے کرنے کے لیے جائیداد موجود تھی اور یہ کہ سلاٹ اور فیوزپور کے سمار شدہ امکانات کی فروخت کی رقم جو سرکاری خزانے میں جمع کرائی گئی اس سے فدوی کو ادائیگی ہو سکتی تھی۔ اس دعوے کی

صداقت قرآن و دلائل سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تاہم فذویٰ لہیک لہیک یہ نہیں جانتا سکتا کہ مذکورہ رقم کس سرکاری خزانے میں جمع کرائی گئی ہے۔ کیا وہی میں یا گز گاؤں میں۔ البتہ گز گاؤں یا فیروزپور کے کلکٹر کو یہ معاملہ بھیج کر اس نکتہ کا تعین ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں 'فروخت کی گئی توپوں کی رقم بھی سرکاری خزانے میں جمع کرا دی گئی ہے۔ مزید برآں 'کچھ دینی چائیو اب بھی موجود ہے جو اس مدی کے مطالبے کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو گی۔

آخر میں فذویٰ احمد اوب احساس گزار ہے کہ ٹی۔ ٹی حاکم صاحب بہادر نے اس مقدمے کی بابت جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کے خلاف مسائل نے اس نہایت ضروری نکتہ کے حوالے سے اکیل کی ہے کہ اس کے دعویٰ کو مفاد عامہ کی نوعیت کے پیش نظر قرض خواہوں کے فنی دعووں سے غلط خط زمین کیا جا سکتا۔

ان حالات کے پیش نظر فذویٰ حضور والا کی خدمت میں ملتی ہے کہ آن جناب از راہ نوازش اس کے ساتھ انصاف فرمائیں تاکہ اس کے جائز حقوق اسے مل سکیں۔ آپ کے درخواست گزار کا فرض ہے کہ وہ بیٹھ آپ کے لیے دعا گو رہے۔

عرضداشت

اسد اللہ خاں

برادر زاہد نصر اللہ بیگ خاں

جاگیر دار سوئیٹ سونہا ہاؤس



دہلی

مورخہ ۳۳ جنوری ۱۸۸۳ء

(۱۱)

خدمت گرامی: ٹی 'ایچ' میڈاک صاحب بہادر
معتد برائے حکومت 'شعبہ سیاسی' کیپ 'شمال مغربی صوبہ جات

جناب عالی

میرے لیے یہ باعث افتخار ہے کہ آپ کی طرف سے ماہِ حال کی دو تاریخ کے مراسلہ کی رسید ارسال کر دی جس میں اسد اللہ خاں کی اصل مرض داشت عزت باب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے ارسال کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مسترد چلے گئے امور قابلِ توجہ ہیں:

اول: لارڈ لیک صاحب بہادر کی سند مورخہ ۷ جون ۱۸۸۶ء کے مطابق تھراٹھ بیگ خاں کے ورثہ کے لیے فیورچر کی جاگیر سے جو مراعات دی گئی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مرزا اسد اللہ خاں اور ان کے بھائی یوسف خاں کی کثالت کے لیے مبلغ -/۵۰۰ روپے سالانہ کی پنشن دی جائے۔ لیکن جس الدین خاں کی زندگی میں مدعیان نے اس استدلال پر کہ وہ اس سے زیادہ کے مستحق ہیں پورے پانچ برس تک اپنی پنشن لینے سے انکار کر دیا اور اس کے لیے انہوں نے حکومت کے روپیہ وصولی داخل کر دیا۔

دوم: جب حکومت کے انتظامات جن میں اس کا دعویٰ مسترد کر دیا تھا موصول ہوئے تو نواب جس الدین ۱۱ ہجریا جات جو پنشن یافتہ افراد کی حکم عدولی کی وجہ سے جمع ہو گئے تھے یکجہت ادا کرنے سے قاصر تھے۔ نواب صاحب بہادر کی وفات کے بعد ان (اسد اللہ بیگ خاں و فیور) کے ان مطالبوں کو اور مرحوم کی ریاست کے دیگر قرض خواہوں کے اسی قسم کے مطالبات کے ساتھ لیٹیننٹ گورنر صاحب بہادر انگریز کے حکم کے بموجب خصوصی کمشنروں کو بغرض تسویہ سپرد کر دیا گیا۔ تقبیل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مدعیان ۱۸۷۳ء روپے کے حق دار ہیں۔ اور مذکورہ رقم کے سلسلے میں ایک ڈگری ان کے حق میں جاری کر دی گئی۔ چونکہ ریاست کی کمائی مطالبات کے مساوی نہ تھی۔ لہذا حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ قرض خواہ اچانکے کے پیش نظر منافع حاصل کریں گے۔ چنانچہ مذکورہ مدعیان نے بھی اسی اصول کے تحت اپنے حقوق حاصل کیے۔

سوم: مدعیان نے گذشتہ موقع پر حکومت کی دادرسی کے لیے درخواست پیش کی تھی۔ لیکن خصوصی کمشنروں

کے ان امکانات کی جس میں انہوں نے ان کے منافع کا تعین کیا تھا منظور دے دی گئی اور اس صورت حال سے انہیں ایک مکتوب مورخہ ۱۹ جولائی ۱۸۳۱ء کے ذریعے مطلع کر دیا گیا تھا۔

چارم : مدعیان کے اس بیان کہ دہلی کے خزانے میں ۳۵۵۵ روپے جمع ہیں جو فیروزپور کے بعض مسہار کے ہوئے مکانات سے حاصل شدہ رقم ہے کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ خزانے میں صرف ۲۲۳۸ روپے جمع ہیں جو بدو قوں اور کار قوسوں کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی ہے یہ رقم بلا شرکت غیرے سرکار برطانیہ کی ملکیت ہے۔

۲۲۔ مذکورہ بالا واقعات کے پیش نظر میری یہ رائے ہے کہ مدعیان کسی بھی خصوصی مراعات کے حق وار نہیں اور اگر ان کی درخواست کے مطابق عمل در آمد ہوتا ہے تو دیگر قرض خواہ بھی بالکل اسی طرح لئے والے منافع کے بارے میں عدم اطمینان کا اظہار کریں گے۔

۳۔ آپ کے مراسلے کے ساتھ موصول ہونے والے اصل ضلعات واپس کیے جا رہے ہیں۔

آپ کا مخلص

دہلی ایجنسی

(دستخط) ٹی، ٹی، مکاف

کمپ جو دھکا

ایجنٹ برائے گورنر جنرل شمالی صوبہ جات پلا

، ضلع سرسا

۲۱ جنوری ۱۸۳۰ء

نواب گورنمنٹ گراکائیوز۔ دہلی ریڈیٹ ٹی اور ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹۔ بی پارٹ۔ ۱۱

(۳)

بخدمت گرامی: ٹی، ٹی، ٹی، ملکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات، دہلی، شعبہ سیاسی

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا گزشتہ ۳۱ جنوری کا مکتوب موصول ہوا۔ جس میں مرزا اسماعیل خاں کے اس دعوے کے متعلق، جس کے تحت مدعی نے مرحوم خٹم الدین خاں کی جائیداد کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی سے اپنی پیشین کے بھائی جات ادا کرنے کا تقاضا کیا ہے اور یہ بلور کرایا ہے کہ حاکم رقوم دہلی کے سرکاری قوطے میں جمع ہے، رجسٹر دی گئی ہے۔ جو لکھا "آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ عزت مآب لیفٹیننٹ گورنر جنرل صاحب بہادر آپ کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں اور موصوف کی یہ رائے ہے کہ مذکورہ دعویٰ بالکل ناقابل پذیرائی ہے۔

آپ کا مخلص

(دستخط)

حکم مقام معتمد برائے حکومت

آگرہ

۲ مارچ ۱۸۳۰ء

(۱۱۳)

(نقل)

منجانب: اسد اللہ خان

بخدمت گرامی: ٹی، ایچ، میڈاک صاحب بہادر،

مستند برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر، الہ آباد۔

جناب عالیہ

میرے لیے یہ باعث افتخار ہے کہ میں اس خط کے ساتھ مسئلہ ایک عرضداشت نام نواب گورنر جنرل صاحب بہادر جس میں ایک یادداشت حلقہ عالیہ کے نام ہے پیش کر رہا ہوں۔ نہایت احترام کے ساتھ درخواست ہے کہ آپ اس احقر پر کرم قربانی کرتے ہوئے مسئلہ عرضداشت موقع و محل دیکھتے ہوئے حضور والا کے حضور پیش کر دیں گے۔

نقدی تھمس ہے کہ مذکورہ یادداشت یورپ بھیج دینے کے بعد آپ از راہ نوازش اس کی تاریخ روانگی سے مطلع فرمائیں گے۔ میری ذات پر آپ کا یہ احسان عظیم ہو گا جسے میں احساس ممنونیت کے ساتھ بیش یاد رکھوں گا۔

آپ کا مہم دار

(درجہ) اسد اللہ خان

(نقل مطابق اصل)

(درجہ) ایلچی الہوداؤز

نائب مستند برائے حکومت ہند

مع گورنر جنرل صاحب بہادر

دلی

۲۹ جولائی ۱۸۴۲ء

(۱۴)

(نقل)

اسد اللہ خان کی عاجزانہ عرضداشت

مہتاب: اسد اللہ خان گورنر جنرل صاحب بہادر

بخدمت گرامی: فضیلت ماب لارڈ الیڈورڈ الین برا صاحب بہادر (۳۸) کے بی بی

گورنر جنرل ہندوستان آید

بعض عرض مہتاب عالی!

آپ کے درخواست گزار کو میڈاک صاحب بہادر کے بارگشتہ کی ۱۵ تاریخ کے مراسلہ ذریعے اس کے مقدمہ سے متعلق بورڈز آف ڈائریکٹرز کے فیصلے کی نقل موصول ہوئی۔ مدعی اپنے مقدمے کی بابت صلور ہونے والے احکامات سے مطمئن نہ ہونے کی بنا عزت ماب ملکہ عالیہ کے دوبارہ شافی میں اپیل کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ حضور واکا سے بعد ادب گزارش کرتا ہے کہ آپ فوری پر رحم کھاتے ہوئے مسئلہ یادداشت ملکہ عالیہ کے کرم مستر ملاحظے کے لیے پیش کر دیں۔

آپ کا درخواست گزار آپ کے لیے دعاگو رہے گا۔

(نقل مطابق اصل)

(درجہ بالا) ڈپٹی ایڈورڈز

معاون معتمد برائے حکومت ہندو

گورنر جنرل صاحب بہادر

دہلی

۲۹ جولائی ۱۸۳۲ء

(۱۵)

فورت ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۸۲ء

(نقل)

گزشتہ ماہ اگست کی ۵ تاریخ کو مندرجہ ذیل جواب گورنر جنرل کے معتمد نے
اسد اللہ خاں کو ارسال کیا تھا۔

منہاج: معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بلوار، الہ آباد

شعبہ سیاسی

بخدمت گرامی: اسد اللہ خاں

جناب عالی!

گورنر جنرل کی ہدایت کے مطابق میں آپ کو یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ نے اپنے مکتوب مورخ
۲۹ جولائی کے ساتھ جو یادداشت روانہ کی ہے وہ حاضر ذاک سے فاضل گورنر آف انٹرکٹرز کو بجوا دی جائے گی تاکہ
وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کا جائزہ لے سکے۔

الہ آباد

۵ اگست ۱۸۸۲ء

آپ کا مخلص

(درجہ) ٹی "ایچ" میڈاک

معتمد برائے حکومت ہند مع

گورنر جنرل صاحب بلوار

(نقل مطابق اصل)

(درجہ) ٹی "ایچ" میڈاک

معتمد برائے حکومت ہند مع

گورنر جنرل صاحب بلوار

(۱۶)

شعبہ سیاسی خدمت گرامی فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز، ایسٹ انڈیا کمپنی

معزز اراکین

میں بعد اختتام آپ کی خدمت میں اسد اللہ خاں کی یادداشت مورخہ ۲۹ جولائی ارسال کر رہا ہوں۔ مدعی نے اپنی
بخشن میں غلط فہم انسانے کی فرض سے یہ مسئلہ یادداشت ملکہ عالیہ بہادر کے نام تحریر کی ہے۔ آپ معزز اراکین سے
استدعا ہے کہ اپنی صوابدید کے مطابق اس عرضداشت کا جائزہ لے لیں۔

آپ کا خدمت گزار

ایوب شناس اور وقار خادم

(دستخط) ایوب شناس

الہ آباد

۳ اگست ۱۸۶۲ء

بہ انڈیا ایسٹریکٹڈ لندن۔ نمبر آئی آئی او آر۔ ایچ۔ ۳/۲۰۴۳ مورخہ یکشنبہ نمبر ۸۶۸۴

(۱۷)

فورٹ ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۴۲ء
(نقل)

مجنوب: اسد اللہ خاں
بخدمت گرامی: ٹی "ایچ" میڈاک صاحب بہادر
مستند برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر وغیرہ "الہ آباد۔

جناب عالی!

آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۵ اگست موصول ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ میری عرضداشت بذریعہ حاضر ذاک
یورپ بھجوا دی جائے گی۔ آپ کے اس اقدام کو بھلائے و خیر دانہ کے لئے فکری از حد شکر گزار ہے۔ نیز تعینات باب
گورنر جنرل صاحب بہادر کا بھی ممنون احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ (گورنر جنرل) اور آپ پر رحمتوں کا نزول اور آپ کی کوششوں کو کامیاب کرے۔

آپ کا تابعدار

دہلی

(دوست) اسد اللہ خاں

۱۵ اگست ۱۸۴۲ء



(نقل مطابق اصل)

(دوست) ٹی "ایچ" میڈاک

مستند برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

(۱۹)

فورت ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۳۲ء شعبہ سیاسی

تعم ہوا کہ مذکورہ بالا مکتوب کی نقل دفتر ہذا کے اقتباس نمبر ۸۰ مورخہ ۳۱ جنوری کے حوالے سے سول ٹائٹلز کے مطابق اور ہدایت کے لیے بجوا دی جائے اور یہ کہ انکوائری جیل کو بھی اس کی ایک نقل فراہم کر دی جائے ☆۔

☆ افواہ جس ریکارڈ لندن۔ افریقہ پبلیکیشنز سلسلہ ۱۹۶۱ء۔ جلد ۲۳

(۱۸)

محترم این 'بی باریک ایم۔ پی

ایسٹ انڈیا ہاؤس

۳ اکتوبر ۱۸۴۲ء

جناب عالی!

کورٹ آف ڈائریکٹرز کی ہدایت کے بموجب اسد اللہ خان کی شملہ یادداشت جو ملک عالیہ بہادر کے نام مرقوم ہے پیش کر رہا ہوں۔ جو لارڈ ایلن برو کے مکتوب مورخہ ۳ اگست (نمبر ۱۰) ۱۸۴۲ء کے ساتھ شملہ مرصعہ ہوئی تھی۔

آپ کا تخلص

(درجہ) ہے 'سی' میلویل (۳۹) ☆

معتمد۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ فبروری آئی ٹو آر۔ ایچ۔ ۲/۳ ۲۰۴۳ رورڈ ٹیکسٹس نمبر ۸۸۸۸

(۱۴۰)

ہندوستان ارسال کیے جانے والے ریاستی امور پر مبنی مراسلے،
مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۴۳ء (نمبر ۳۰) سے اقتباس

گورنر جنرل کا ریاستی امور پر مبنی
مراسلہ، مورخہ ۳ اگست نمبر ۱۰/۱۸۴۳ء
اور اس سے شکستہ اسوائفہ غاں کی
یادداشت تمام ملک عالیہ بہادر پر سلسلہ
اضافہ بخش!

بذاتہ اعلیٰ آفس ریکارڈ لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ای / ۳ / ۳۷۔ پبلیک ڈیپتھی مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۴۳ء

(۳۲)

اسد اللہ خاں کی عاجزانہ عرضداشت

خدمت گرامی : لفٹیننٹ مای لیٹیننٹ جنرل لارڈ سر ہنری ہارڈنگ صاحب ہبلور (۵۰) 'پارونٹ جی سی پی' گورنر جنرل ہند 'فورٹ ولیم

حضرت عرض بہتاپ عالی

حضور والا کے درخواست گزار نے بعد افکار حضور والا کے معزز و محترم پیش رو کی خدمت میں ۲۹ جولائی ۱۸۴۲ء کو اپنے دعوے پر جی ایک یادداشت پیش کی تھی کہ اسے حکم عالیہ ہبلور 'انگلستان کے ملائطے کے لیے مجبور کیا جائے۔ ۵ اگست کو اس وقت کے معتد برائے حکومت ہند سرٹی 'ایچ' میڈاک صاحب ہبلور نے اپنے نکتہ کے ذریعے مطلع فرمایا کہ مذکورہ یادداشت فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کی خدمت میں ارسال کر دی گئی ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کے متعلق رائے قائم کرے۔

فدوی نے ۲۵ جنوری ۱۸۴۳ء کو حکومت کو ایک چٹھی لکھ کر یہ معلوم کرنا چاہا تھا کہ انگلستان ارسال کی جانے والی یادداشت پر کیا فیصلہ صادر ہوا ہے۔ حضور والا کے درخواست گزار کو حکومت کے معتد نے خط کے ذریعے مطلع کیا ہے کہ وہاں سے حاکم اعلیٰ کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا ہے۔

چونکہ مذکورہ یادداشت کو برپ روانہ کیے ہوئے دو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، لہذا فدوی بعد افکار اپنے مطالبات کے متعلق کیے گئے فیصلے کے جاننے کا خواہشمند ہے۔ نیز ملحق ہے کہ اس سلسلے میں جو بھی مشکلات موصول ہوئے ہوں، ان سے فدوی کو مطلع فرمایا جائے۔

حضور والا کا درخواست گزار آپ کے لیے دعا گو رہے گا۔

(۱۴۳)

بخدمت گرامی فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز، ایسٹ انڈیا کمپنی

معزز اراکین!۔

فاضل عدالت کو ارسال کردہ خط نمبر ۱۰ مورخ ۱۲ اگست ۱۸۸۳ء - فاضل عدالت کا خط نمبر ۳۰ مورخ ۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء برائے اگراف۔

اسد اللہ خاں کی ایک یادداشت تمام محکمہ عالیہ بہادر جو ایک مکتوب مورخ ۱۲ اگست ۱۸۸۳ء (نمبر ۱۰) کے ساتھ آپ کی فاضل عدالت کو بھیجا گیا تھا، کے حوالے سے عرض ہے کہ ہم اسی مدعی کی ایک درخواست بجوا رہے ہیں جس میں شخص مذکور نے اپنی پیشین گوئی کے اضافے کے سلسلے میں ارسال کردہ عرضداشت کا نتیجہ معلوم کیا ہے۔ بعد ادب!

معزز اراکین کے وفادار

(در حلقہ) ایچ۔ ایل۔ ڈی

”ٹی۔ ایچ۔ میڈاک

”جی۔ پوک (G.P.)

فورت ولیم، شعبہ امور خارجہ

۱۸ نومبر ۱۸۸۳ء

(۴۴)

مکتوب مورخہ ۱۹ نومبر ۱۸۴۳ء و (نمبر ۴۰) کا جواب

اسد اللہ خاں کی درخواست کو خالق کے امانے کے
 کے سلسلے میں ارمال کردہ بادشاہت نام
 لکھ عالیہ کے مصلحت ہونے والے فیصلے سے
 مطلع کیا جائے۔
 مجموعہ نمبر = ۱۸

۸۰۔ لکھ عالیہ ہمارے نے مذکورہ بادشاہت کے سلسلے
 میں اپنی کسی کارروائی سے ہمیں آگاہ نہیں کیا
 ہے۔

☆ ایذا آفس ریکارڈز' لندن نمبر آئی نو آر۔ ایف / ۲ / ۸۴۔ پبلیکل ڈیپنچ نمبر ۲۲ مورخہ ۲ جون ۱۸۴۵ء

(۳۵)

ایسٹ انڈیا ہاؤس

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء

جناب عالی:

دہلی سے ارسال کردہ عرضداشت نمبر ۱۹ مارچ جس میں آپ کی جانب اور دیگر افراد کی جانب سے مطالبات پیش کیے گئے ہیں کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے کسی بھی فرقہ کی عرضداشت اس وقت تک کورٹ آف ڈائریکٹرز کے زیر غور نہیں لائی جاسکتی جب تک اسے مقامی حکومت کے توسط سے نہ بھیجا گیا ہو۔ لہذا آپ کی درخواست واپس ارسال ہے۔

بخدمت گرامی:

جناب سپہ دار خاں

دہلی

آپ کا مخلص

(دستخط) جے 'سی' میلوئل ☆

☆ جناب گورنمنٹ آف انڈیا - دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایڈمنسٹریٹیشن ریکارڈز - کیس نمبر ۱ پاورٹ - ۱

(۱۳۶)

عاجزانہ عرضداشت

بخدمت کرامی :

فضیلت ماب ہے، قحاسن صاحب ہبلور (۵۳)

لیٹلیٹسٹ گورنر شہل مغربی صوبہ جلتہ، آگرہ

مپہ دار خاں

طرو باز خاں

غلام محمد الدین خاں

پہران کالے خاں

ولد بی بخش خاں

بخت اٹلی بخش خاں

نواب احمد بخش خاں

جاگیر فیروز پور، نواح دہلی

حسن علی خاں :

امراؤ بیگم :

برادر زادے "برادر زادیاں :

بعض عرض جناب عالی

ام دھیمان احمد نواب القاس گزار ہیں کہ منسلک عرضداشت بنام فضیلت ماب گورنر جنرل ہبلور جس کے ساتھ قاضی کورٹ تک ڈائریکٹرز کے نام یادداشت ملوف ہے کو پہلی فرصت میں ہمارے ایک مدعی کے نام آئے ہوئے مکتوب مورخہ ۱۹ جولائی جس کی نقل آف ہے کے حوالے سے جگوا دیا جائے۔ مذکورہ یادداشت جسے جناب مملول نے واپس کر دیا تھا کورٹ تک ڈائریکٹرز کے ملاحظے کے لیے منسلک کیا جا رہا ہے۔

دھیمان اپنے حق پر ہمدردانہ غور کے لیے اپنے القاس کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھتے اس لیے کہ سب پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ جو کچھ بھی املا ان کے پاس موجود تھا وہ ایک بڑے اور بڑھتے ہوئے کتبے کی کفالت کی خاطر

فروخت کر دیا گیا ہے۔ مدعیان بخشیں ہیں کہ عزت باب ان کی یادداشت پر سفارش فرمائیں گے۔
مدعیان سدا دعا گو رہیں گے

مرزا حسن علی خان	غلام محمد الدین خان	طرو باز خان
ولد نبی بخش خان	ولد کالے خان	ولد کالے خان
سپہ دار خان	امراء یکم	
ولد کالے خان	ہت انکی بخش خان	

دہلی
۲ اکتوبر ۱۸۶۳ء

بہ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایڈجینسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ بی۔ پارٹ۔ ۱

(۱۴)

منجانب: سر تھیو فیلز مکلف صاحب ہبلور بیروٹ
ایجنٹ برائے لیٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ ہات، دہلی

بخدمت گرامی:

جناب ہے، 'تھارٹن صاحب ہبلور'

معتد برائے حکومت'

شمال مغربی صوبہ ہات'

آمر

جناب علما

نواب احمد علی خاں مرحوم، جن کی ریاست فیروزپور ۱۸۳۵ء میں حکومت کی تحویل میں آگئی تھی، کے امراء سپہ دار خاں، طرہ باز خاں، نظام خاں، خاں حسن علی خاں اور امراء بیگم کی درخواست کے مطابق میں بعد اٹھارہ مئی ۱۸۳۵ء میں عزت مآب لیٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ ہات ارسال کر رہا ہوں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے، اس میں ایک درخواست قاضی کورٹ آف ڈائریکٹرز کے رد میں پیش کرنے کے لیے ہے جس میں کفالت بذریعہ بخش کے مطالبات پیش کیے گئے ہیں جو حکومت کے حکم نمبر ۲۸- ایف، بحریہ ۲۷ فروری ۱۸۳۹ء کے مطابق موقوف کردی گئی تھی۔

۲- بحوالہ حکم کے اختتامی حوالے کے حوالے سے یہاں یہ عرض کرنا مین مناسب ہے کہ جب مدعیان نے قاضی عدالت کو یہ عرضداشت پیش کی تھی، اس وقت انہیں یہ جواب دیا گیا تھا کہ "ہندوستان کے کسی بھی فرقہ کی درخواست اس وقت تک ان (ڈیڑا آف ڈائریکٹرز) کے زیر غور نہیں لائی جاتی تو قاضی یہ مقامی حکومت کے توسط سے نہ بھیجی گئی ہو۔" چنانچہ میں ان کی درخواست جناب معتد قاضی صاحب ہبلور کی ہدایات کے بموجب پیش کر رہا ہوں جو انہوں نے عزت مآب ایف، رابرٹ سن کے عہد گورنری کے وقت مجھے دی تھی اور یہ ہمارا کرایا تھا کہ کوئی بھی

دستخط جو انگلستان کے وزارت داخلہ کے محاذ حکام کے نام ہو، وہ ہمیں کی جاسکتی۔

آپ کا تخلص

ایجنسی دہلی، کیپ مرزا پور

(درستخط) بی بی ملکاف

پرگنہ حصار، ضلع حصار، علاقہ دہلی

ایجنٹ برائے لیٹریچر گورنر صاحب بہادر

شہلی مظفری صوبہ جات ہند

۲۶ نومبر ۱۸۸۳ء

=====

جناب گورنمنٹ امریکہ - دہلی ریجنل ٹیکسی وکھارڈز - کس نمبر پر پارت - ۱

(۴۸)

بخدمت گرامی: جناب ایچ ایم ایلٹ صاحب ہمارے (۵۳)
مستند برائے حکومت ہند شعبہ امور خارجہ

جناب عالی

عزت مآب ایف بی بی گورنر صاحب ہمارے کی ہدایت کے تحت میں آپ کی خدمت میں ایک لٹاف ارسال کر رہا ہوں جو فضیلت مآب گورنر جنرل صاحب ہمارے کے نام ہے اور اسے دہلی کے ایجنٹ نے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ اس کے اندر خواب احمد بخش مرحوم کا گیارہ فیروز پور کے بعض اقربا کی عرضداشت بہ سلسلہ بخش موجود ہے۔

۲۔ عزت مآب نے رائے دی ہے کہ ریاست فیروز پور کے المان کے بعد جب مدعیان نے بخش کے سلسلے میں درخواست بھیجی تھی تو ٹیبل ملٹی صوبہ جات کے گورنر جنرل نے ۲۷ فروری ۱۸۳۹ء کو اسے حتمی طور پر منظور کر دیا تھا اور یہ کہ اس وقت اس موضوع پر جو احکام صادر ہوئے تھے ان کی معزز کورٹ آف ڈائریکٹرز نے توثیق کر دی تھی جیسا کہ ان کے مکتوب نمبر ۹ مورخہ ۹ فروری ۱۸۴۰ء کے پیرا گراف ۵۵ سے ظاہر ہے۔ لہذا ایف بی بی گورنر اس بات کے حق میں نہیں کہ اس معاملے کو دوبارہ اٹھایا جائے۔ باری ہمد یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مشکلات آپ کی خدمت میں پیش کر دینے جائیں کیونکہ فضیلت مآب خواب گورنر جنرل ہمارے کے نام ارسال کیے گئے ہیں۔

آپ کا خالص

(درستخط) ہے قمار علی ☆

صدر دفتر

۲۲ دسمبر ۱۸۳۹ء

(۳۰)

بخدمت گرامی جناب انجنت صاحب بہادر
برائے یقینیت گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ ہات، دہلی

جناب عالی

آپ کے گزشتہ نومبر کی ۲۲ تاریخ کے مکتوب کے امراء فیوز چار کے جواب احمد بخش خاں کے اعزاء و محققین
سہ دار خان و طرہ ہاز خاں و فیروہ کی حکومت کی جانب سے کثارت بذریعہ پٹن کی جو درخواست پورٹ آف ڈائریکٹرز کو
پہنچنے کے لیے پیش کی گئی تھی کے متعلق ہیں سب ہدایت جناب مستند ایلیٹ صاحب بہادر کی جانب سے جواب میں
لکھے گئے ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۳ کے مکتوب کی نقل منسلک کر رہا ہوں۔

آپ کا تخلص
(دو حلقہ) ہے، قمار خاں
مستند برائے حکومت
شمال مغربی صوبہ ہات

شعبہ امور خارجہ
شمالی مغربی صوبہ ہات
صدر دفتر
۳۶ جنوری ۱۸۳۸ء

(۳۱)

فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے مکتوب مہر خہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۰ء سے اقتباس

فیروزپور کے نوآبادی کے اہل خانہ کے خاندان کے کچھ افراد
کی یادداشت جس میں اس جا پر کہ مذکورہ جاگیر حکومت نے
تحویل میں لے لی ہے کفایت بذریعہ پٹن کی درخواست کی
گئی ہے۔
۵۔ اس درخواست کو محض یہ کہہ کر کہ ”مرحوم
نواب کے اہل خاندان کی پٹن کی لواحقیت کا معاملہ
بہت پہلے نمٹایا جا چکا ہے“ رد کر دینے کا جو جواز
پیشینٹ گورنر نے پیش کیا ہے اور جس کی گورنر

جنرل نے توثیق کی ہے، اس وقت سوزوں ثابت ہوتا اگر مدعیان کا یہ استدلال پہلی مرتبہ آگے پیش کیا جاتا، لیکن وہ یہ
الزام لگا رہے ہیں کہ جاگیر کی قبضگی کے بعد وہ مسلسل اپنا دعویٰ پیش کرتے رہے ہیں۔ لہذا ان کا متعلقہ مقدمہ استحقاق
کی بنیاد پر ہی نمٹایا جاسکتا ہے۔ نیز ہمیں اس بات میں شبہ کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ انہوں نے جو موقف اختیار
کیا ہے اس پر مناسب غور و خوض نہیں کیا گیا ہو گا۔ تاہم ہمیں آپ کی حکومت کے فیصلے کے خلاف اپیل موصول
ہوئی ہے، لہذا ہماری خواہش ہے کہ اس معاملے کے حلقہ ضروری مطلوبات ہمیں فراہم کی جائیں تاکہ اسے نمٹایا جا
سکے۔

(اقتباس مطابق اصل)

(دستخط) ایچ۔ ایم ایلیٹ

مقررہ برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

(۳۲)

منجانب: سرہنری ایلٹ صاحب بہادر کے سی بی
 معتد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

بخدمت گرامی:

جناب ہے "قمارنٹن صاحب بہادر"

معتد برائے حکومت شمال مغربی صوبہ ہات "شعبہ امور خارجہ"

جناب عالی!

فیوز پور کے نواب احمد بخش خاں مرحوم کے چند اہل خانہ ان نے فیوز پور کی جاگیر کی ضلعی کے نتیجے میں کفالت بذریعہ فٹن سے حلقہ ایک پادراشت گذشتہ مئی کی تاریخ کو فنیات باب گورنر جنرل صاحب بہادر کو پیش کی تھی جو فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے ملائے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ مجھے گورنر جنرل بہادر نے ہدایت کی ہے کہ محترم ایڈمنٹ گورنر کی معلومات کے لیے فاضل عدالت کے مکتوب مورخہ ۳۰ اکتوبر نمبر ۳۰ کے پیرا گراف ۵ کا اقتباس پیش کروں جس میں معزز عدالت کی جانب سے حلقہ استناد کے حلقہ رائے کا اعداد کیا گیا ہے۔

۲۔ آپ ازراہ کرم اپنی اولین فرصت میں فاضل عدالت کو درکار مطوعات فرام کر دیں۔

آپ کا تہمدار

(دھنن) ایچ ایم ایلٹ

معتد برائے حکومت ہند

مع گورنر جنرل

کیپ وزیر آباد

۲۳ دسمبر ۱۹۵۰

(۱۳۳)

بخدمت گراہی سراج ایملٹ صاحب ہمارے کے سی بی
مستند برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب ہمارے شعبہ امور خارجہ

جناب عالی

معزز ایملٹ گورنر صاحب ہمارے کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ آپ کا مکتوب ۱۸ دسمبر کی ۲۳ تاریخ کا
کتب نمبر ۲۹۹۳ اور اس سے منسلک فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے مراسلے نمبر ۳۰ مورخ ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۰ کے
اقتباس کا پیرا گراف ۵ جس میں فیوچر کے نوآباد احمد بخش خاں کے بعض امور کی جانب سے بخش کے استغاثے کے
متعلق معلومات دریافت کی گئی ہیں موصول ہوا۔

۲۔ حسب ہدایت جواب میں نوآباد مرحوم کے چند اہل خاندان کے گوشوارے کا اقتباس پیش کر رہا ہوں جسے دہلی کے
ایکٹ صاحب ہمارے نے ۱۰ جنوری ۱۸۳۹ء کو فراہم کیا تھا اور یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اسی بنیاد پر شمال مغربی صوبہ جات
کے گورنر جنرل صاحب ہمارے نے اپنے احکام مجھے ۲۷ فروری ۱۸۳۹ء میں یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ ان مدعیان کو امدادی
سہولت فراہم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کا مخلص
(درجہ) ہے تھارنٹن

شعبہ امور خارجہ
شمال مغربی صوبہ جات
کمپ ایملٹ گورنر
۳ فروری ۱۸۵۰ء

نیز زوار کے باگیموڑ اور اب بھی غلام مرحوم کے حضور افراد خاندان کے گوشوارے سے آقا جس جو دلی کے ایٹھ نے فراہم کیا تھا۔

تجربہ: حور کی کامیابیوں اور صفائی اگر دیکھ کر کہت ہے
و اس کی شادی کسی سے نکلی۔ شہر کا چھ اور اور صفائی

دانی کیست
اور اس کی جست

نہر گار
م
رشتہ دانی

اور اس واسطے غلام جسٹیا نے فراہم

کی باگیموڑ سے حور روپہ کا کرنے ہے

مکرم سے باگیموڑ کے حق ہونے کے بعد یہ رقم

صفائی دینی۔ اور نہیں روپہ کا ایک روپہ جسٹیا نے فراہم

نے بد کر دیا۔ اور دانی اور دانی خود ہی جسٹیا

نہیں اور دانی دانی رقم پر کوہا کرتے ہیں۔

نیز گھر کا ایک اور روپہ کر کے اور ایک

پورے کرتے ہیں۔ تجویز اور پورے کے باپ ہیں۔

جسٹیا نے فراہم غلام نے ایک سے پہلے ان کا روپہ بد

کر دیا تھا۔ یہ اور دانی کو کرنے کے قابل ہیں

اور دانی خود ہی جسٹیا

نہیں اور دانی دانی رقم پر کوہا کرتے ہیں۔

کلی باگیموڑ
نہیں

اور غلام غلام
کی باگیموڑ سے

نہیں روپہ
اور غلام ہے۔

جسٹیا نے فراہم غلام

سے اور دانی

روپہ کا کرنے

ہے

جسٹیا نے فراہم غلام

غلام کی جسٹیا

نہیں روپہ غلام

کی جسٹیا

اور دانی غلام

جو اور غلام غلام

کے چار اور غلام

کے غلام غلام کا پانی

اور دانی کے چار

کی غلام کا پانی

اور غلام غلام

طیباور غلام

شہر میں اس کا

جسٹیا نے فراہم غلام

۴۴

۴

یہ کر کا اچھا چکر اور خوشی لے کر

اخراجت پورے کرتے ہیں۔

ان کی تین گھڑیاں بیٹیاں ہیں۔ جس اللہ میں

نے اپنا زندگی جس ان سے پاکیزہ دانی لے

لے لی تھی۔ گوروادی ضروری تھی۔

جس اللہ میں خاں نے اپنی ہفت سے ہار

پانچ سال قبل تین کا ہاتھ دیکھ کر کہا

تھو ان کی لپٹ کر وہ رب برحق خاں کی

دختر ہیں۔ کومت سے ۳۳ روپے ہاتھ ملتے ہیں۔

یہ تین کے دلہن ہر پالی کے باغبار ہے

کی ہفت پہ ہلور دیکھ کر بنا شرمع ہوا تھو

گوروادی ضروری تھی۔

محولہ پہنچا اور ہفت کر کے گورو ہر

کرتے ہیں۔ وہ رب جس اللہ میں خاں کی زندگی

میں ان کے تھو ہے۔ ان کے تھو چتے ہیں

انہی کی شادی سلطان کش خاں کی بیٹی تھی حکم

سے ہوئی ہے۔ وہ کہہ چتے ہوا ان ہیں اور یہ روزگار۔

ان کے صلی ہار کہا ہوا ہے کہ رہتا انہی کے

کل میں ہوت ہے۔ کسی گوروادی کی ضرورت نہیں

اپنا مکان ہے

جس میں رہتے ہیں

اس کی ہفت

۳۳ روپے ہے

نے انہیں دیکھ گئی

واقصہ پاکیزہ میں

وہ خاص کی سارہ

کہانی ۳۳ روپے تھی

کے چاروں بیٹا

کالے خاں کا بیٹا

لور ان کے چا

گئی خاں کا بیٹا

شخص میں ہے

اپنا مکان ہے

جس میں رہتے ہیں

جس کی ہفت

۳ ہزار روپے ہے

جس اللہ میں خاں

کے زمانے میں تھو

روپے ۱۱۰ ہا

کرتے ہے

ان کے چار وار

بیٹا کالے خاں

کا بیٹا لور ان

کے چا گئی خاں

کا بیٹا

دل میں انہی

چار روپے

سے ۳۳ روپے

کا مکان ہے

جس اللہ میں خاں

کی بیٹ سے

۱۱۰ روپے

ملے ہے

یہ امر تھی

خاں کے بیٹ

ہوئی تھی تھی

خاں کے چتے

تھو

۳۵ تمام خاں

۴۰ حسن علی خاں

(۱۳۵)

حکومت پنجاب کے قاری ریکارڈ پر مبنی بستہ نمبر ۲۹ میں موجود ایک ایسا رجسٹر ہے جس میں ۱۸۶۳ء سے ۱۸۷۴ء تک کے مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ اس بستے کا اندراج نمبر ۵۸ "سورخہ" ۲۸ جون ۱۸۶۹ء تک اس نوعیت کا ہے :

عرضی امراؤ بیگم زوجہ مرزا اسد اللہ خاں غالب سکندہ دہلی معہ کافذات انگریزی بگوارش نہ ہونے
گزارا ماہوار مجوزہ صاحب کشن بہادر میں درخواست واکزاری کل پنشن شوہر متوفی بنام خود و
حسین علی خان (۵۵) پسر متبنی خود۔

تکم ہوا

اصل عرضی بنام کشن بہادر دہلی مرسل ہو اور مسئلہ کو اطلاق دے دی جائے۔

ضمیمہ ۲

برہان قاطع اور سید چین

سے متعلق

متفق مکاتیب

۱۱ مارچ ۱۸۶۶ء تا ۱۵ مارچ ۱۸۶۸ء

(۱۳۶)

عزت مآب ڈی ایف میکلوز صاحب ہملور سی بی لیفٹیننٹ گورنر

۱۱ مارچ ۱۸۶۶ء

محترم جناب میکلوز صاحب ہملور (۵۶)

کرنل ہملٹن صاحب کے توسط سے مرزا نوشہ دہلوی کی ایک تصنیف کے چار نسخے موصول ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا عنوان ہے ”طالع بہان“۔ اس میں فارسی کی مشہور لغت ”بہان طالع“ کے بعض حصوں پر تنقید کی گئی ہے۔ کرنل ہملٹن صاحب ہملور کا خیال ہے کہ حوالے کے طور پر یہ کتاب کارآمد ثابت ہوگی اور اس کا سکول کی لائبریریوں میں رکھنا مفید ہو گا۔ مرزا نوشہ کو سیلہ ۵۰/۵ روپے کی قیمت سے سرگرازا کیا جائے، ایک نسخہ انجمن اور کالج کی لائبریری کے لیے ارسال ہے، اگر یہ کتاب فی الحقیقت کارآمد تصور کی گئی تو اس کے مزید نسخے خرید کر اعلیٰ ثانوی سکولوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

آپ کا تخلص

(درجہ) بی ایچ ہمارنسن ☆

(۱۳۷)

بخدمت گرامی ڈاکٹر جی، ڈبلیو لائبر (۷۷) صاحب بہلول
صدر، سوسائٹی برائے فروغ علم، نافع، لاہور

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۶ء

جناب عالی!

بعد اعزاز آپ کی خدمت میں مرزا نوشہ دہلوی کی کتاب ”قاطع بہان“ کا ایک نسخہ ارسال کر رہا ہوں۔ اس میں قاری کی مشہور لغت ”بہان قاطع“ کے بعض حصوں پر تنقید کی گئی ہے آپ سے استدعا ہے کہ اسے ”انجمن پنجاب“ کے سامنے اس درخواست کے ساتھ رکھیں کہ وہ اس کی خریدوں کے حلقے رائے دے، نیز یہ بھی بتائے کہ آیا یہ سکولوں اور کالجز کے لیے مفید ثابت ہو کی یا نہیں!

(دھلا) ٹی، ایچ قمار دشن ☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیو۔ بی پریسڈ ٹکڑ نمبر ۸ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۶ء

(۱۳۸)

بخدمت گرامی ٹی، ایچ تھارنٹن صاحب بہادر
 معتمد برائے حکومت پنجاب اور اس کے ماتحت ادارے

جناب عالی!

آپ کے گزشتہ مارچ کی ۱۵ مارچ مکتوب نمبر ۱۰۰ کے حوالے سے عرض ہے کہ سوسائٹی کی ہدایت کے بموجب
 اس کے رکن شیخ فیروز الدین کی "قاصع بہان" کے معلق رائے جس کی انجمن نے بھی توثیق کی ہے ارسال ہے۔
 مکتوب نمبر ۱۰۰ "قاصع بہان" شکرے کے ساتھ واپس کی جا رہی ہے۔

سوسائٹی برائے فروغ علم و ادب	آپ کا دلدار خادم
لاہور	نوبین سی رائے (۵۸)
۲ جون ۱۹۶۶ء	معتمد برائے سوسائٹی

۱۰ پنجاب گورنمنٹ کالونیز - "بی" ہوسٹل ٹکڑ نمبر ۱۰۱ سورہ اکت ۱۹۶۶ء

(۱۳۹)

مرزا نوشہ کی کتاب ”قاطع بہان“ کے مفید ہونے کے متعلق
سوسائٹی برائے فروغ علم نافع کی رائے۔

یہ کتاب (قاطع بہان) خود ایک مستقل لغت نہیں، البتہ مصنف نے مشہور فارسی لغت ”بہان قاطع“ کے بعض حصے منتخب کر کے ان پر تنقید کی ہے۔ اس میں ظلم نہیں کہ مصنف نے اس کتاب کو مرتب کرنے میں اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے جو قابل تعریف ہے۔ مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں، البتہ اگر ”بہان قاطع“ مدرسوں میں رکھی جائے تو اس کے ساتھ اس کتاب (قاطع بہان) کا رکھنا مناسب ہو گا۔
مذکورہ بالا رائے اصلاً سوسائٹی کے رکن شیخ فیروز الدین نے دی ہے جس کی اراکین کی اکثریت نے توثیق کی ہے۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیو - ”بی“ سیکشنز نمبر ۱۲، سورتھ اگست ۱۸۶۶ء

(۱۳۰)

رائے نسبت کتاب قاطع برہان مولفہ مرزا نوشہ صاحب

حسب درود چٹھی صاحب سکریٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب یام ڈاکٹر صاحب بہادر بدین خلاصہ کہ آیا یہ کتاب واسطے مدارس وغیرہ کے اچھی لغت تصور ہوگی یا نہیں ڈاکٹر صاحب صمدی و دیگر ممبران انجمن نے نسخہ قاطع برہان مجھ کو واسطے دیکھنے اور لکھنے رائے مناسب کے دیا تو میں نے کتاب کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعض لغات برہان قاطع کے رد میں ہے خود مستقل کتاب لغت نہیں اور اگرچہ معصف نے یہ ڈکاوٹ خود بعض مقام میں ایسا زور طبع دکھایا ہے کہ قائل تحریف ہے مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں ہے اور یہ بھی خارجاً مانا گیا ہے کہ اس کے اوپر اور رد و قدح بھی ہوا ہے۔ پس میری دانست میں اس کتاب کا تمام مدرسوں میں رکنا چنداں ضروری نہیں۔ البتہ اگر برہان قاطع مدرسوں میں رکھی جوسے تو اس کے ساتھ اس کا رکنا خالی از قاعدہ نہیں ہے اور جو رسائل اس کے اوپر رد و قدح کے ہوں ان کو بھی رکنا ضروری ہے تاکہ ناظرین کو امر تحقیق پر آگاہی ہو فقط - ۲۳ اپریل ۱۸۸۶ء

مستتر باب: تلخ فیروز الدین (۵۹) مقلی عنہ

پنجاب گورنمنٹ کراچی - "لی" پریسنگز نمبر ۱۲ سورتھ اگست ۱۸۸۶ء

(۱۳۱)

خدمت گرامی ٹی، ایچ، تھارنٹن صاحب بہادر، مستند برائے حکومت، پنجاب

جناب عالی!

یہ جاننے کے بعد کہ عزت مآب یونیٹس گورنر صاحب بہادر ہندوستان میں مسروں کے امتحانات کے لیے قاری قواعد کی کتاب داخل نصاب کرنا چاہتے ہیں۔ جو کسی مشترکہ مصنف کی نگہی ہوگی۔ میں نے اردو میں اس موضوع پر کتاب نگہی اور اسے دہلی کے کسٹمر کرفی بھٹن صاحب بہادر کے توسط سے حضور والا کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ لیکن مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ عزت مآب نے اسے منظور فرمایا کہ نہیں۔ لہذا میں جناب والا سے احساس کروں گا کہ مجھے اس امر سے مطلع فرمائیں کہ آیا عزت مآب اسے عبارت کے لائق سمجھتے ہیں کہ نہیں۔ یہ میری ناچیز رائے ہے کہ مذکورہ تصنیف سرکاری کالجوں اور سکولوں کے طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ امید ہے کہ جواب سے سرگراں کیا جاؤں گا۔

دہلی

آپ کا وفادار غلام

۲۶ جولائی ۱۸۳۶ء

اسد اللہ خاں، شاعر دہلی ☆

محمد اسد اللہ خاں ۱۳۳۸

(۳۲)

بخدمت گرامی ناظم تعلیمات عامہ

سورہ ۳ اگست ۱۹۶۶ء

مرزا نوشہ دہلوی کی کتاب ”قاطع بہان“ جو مشہور فارسی لغت ”بہان قاطع“ کے بعض حصوں پر تنقید ہے کا ایک نسخہ آپ کے تجربے کے لیے ارسال خدمت ہے۔

۵۰ بابائے گرامسٹ آرکائیو ”پی“ پریسنگز نمبر ۱۱/ سورہ ۳ اگست ۱۹۶۶ء

(۱۳۳)

منجانب میجر اے۔ آر۔ فلر، آر اے،
ناظم تعلیمات عامہ، پنجاب۔

خدمت گرامی: فی، ایچ، قمار فن صاحب بہادر،
مفتد برائے حکومت، پنجاب۔
مورخہ یکم دسمبر ۱۸۹۶ء

مکتوب نمبر ۲۷۵ مورخہ ۳ اگست ۱۸۹۶ء کا جواب اور مکتوب نمبر ۲۸۲ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۸۹۶ء کی یاد دہانی۔
مولوی کریم الدین (۶۶) "ذہنی انجیکٹر آف سکول" لاہور سرکل اور مولوی طہار حسین (۶۴) اسٹنٹ پروفیسر علی،
لاہور گورنمنٹ کالج کے مرزا نوشہ دہلوی کی "طالع بہان" پر اردو میں لکھے ہوئے تبصرے مع ڈائریکٹر صاحب کی
یادداشت کے پیش خدمت ہیں۔ مرحلہ کتاب کا نسخہ بھی واپس کیا جا رہا ہے۔

(دستخط) اے، آر فلر
ناظم تعلیمات عامہ، پنجاب ☆

(۱۳۴)

جناب عالی!

مضب اھم حضور کے کتاب قاطع برہان بدھ نے پڑھی اور خوب غور سے اس کتاب کو دیکھا۔ اس کتاب کا یہ حال ہے کہ کتاب برہان قاطع جو ایک لغت فارسی کی کتاب ہے اور مدت سے چاری ہے اور اس مصنف کو بھی اسی سے جینا فارسی مٹی ہے اس کے بعض بعض لغت پر اس کتاب کے مصنف نے اعتراض کیے ہیں اور اعتراض اس کے اس طور کے ہیں کہ یا تو یہ کتاب ہے کہ یہ لغت میں نے کیسں نہیں دیکھا نہ پڑھا اور یا یہ کتاب ہے کہ اس لغت کے کئی معنی جو برہان قاطع میں لکھے ہیں ان میں سے فلاں معنی ہرگز نہیں ہیں اور دلیل اس کی کیسں نہیں لانا۔ اپنے تئیں جامع اللغات سمجھتا ہے اور اعتراض بہت سے کیے ہیں یعنی کھٹے مقام پر تو صاف صاف گالیاں مصنف برہان قاطع کو دی ہیں اور بعض جگہ اس کی ہنسی اور مضحکہ ایسا کرتا ہے کہ اہل خلق سے اس طرح کی عبارت کا سرزد ہونا بہت نازیبا ہے اور بارہو اس کے میں نے سنا ہے کہ ایک کتاب اس کے جواب میں درمیان میرٹھ کے چمپ بھٹی ہے۔ اس میں اس کی غلطیاں بھی بتائی گئی ہیں۔ اس کا نام قاطع اللغات ہے۔ یہ میرے نزدیک یہ کتاب بے فائدہ ہے۔ البتہ ایک طرح فائدہ ہوتا کہ چند لغات جن پر اس نے اعتراض کیے تھے ان کو صحیح کر کے برہان قاطع کے اخیر میں چھپوا دیتا اور یہ لکھ دیتا کہ یہ اصلاح میرا ہے۔ جو لغت پر اعتراض کرنا معیوب سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ مصنف سابق نے جو معنی اس لغت کے یہ لکھے ہیں بے شک کسی محاورہ یا کسی کتاب حقوق سے لکھے ہوئے ورنے اس غمرست کو نہ جانتے اور جو شخص معتقد اس مصنف کے ہوتے ورنے مان لیتے۔ اب اس نے جو ایک کتاب بڑی اور مضحکہ آمیز لکھی ہے اس کا سوا اس کے اور کچھ فائدہ مقصود نہیں ہوتا کہ طلباء کو طریقہ بڑی پڑنے اور بیوقوف لکھنے کا آہلوسے جو کہ سراسر مٹائی اخلاقی کے ہے اور جب نہیں ہے کہ جن معقول پر اور جن لغتوں پر اس نے اعتراض کیے ہیں وہ اس کی نظر سے نہ گزرے ہوں کیونکہ وہ غیر ملک کی بولی ہے جہاں پر یہ مصنف کبھی نہیں گیا اور نہ شاید وہ محاورے اس نے سنے ہوں اور جبکہ اس کتاب کا جواب شرم میرٹھ میں چمپ بھٹی چکا ہے اور اس مصنف کی غلطیاں انھوں نے سب بتا دی ہیں تو اس کتاب سے کچھ فائدہ مقصود نہیں ہے۔ فقط۔

زیادہ حد آداب

کریم الدین ذہبی انسپکٹر مدارس

۲۸ ستمبر ۱۸۸۶ء

(۱۳۵)

عالی جاہ!

چونکہ یہ مقدمہ تصنیف کتاب قاطع بہان کا بہت طویل پکڑ گیا ہے۔ اسی واسطے مناسب معلوم ہوا کہ میں ابتدا ہی سے اس مقدمہ کا کچھ کچھ حال مختصر طور پر مع اپنی رائے کے گزارش کروں۔ کتاب بہان قاطع کو فارسی لطافت میں حکیم محمد حسین حمید زئی بہان تخلص نے تالیف کیا۔ یہ کتاب ۱۲۵۷ ہجری میں یہ عہد سلطان قلی شاہ بن قلی شاہ کے دکن میں تالیف ہوئی۔ بموجب بہان مصنف کے اس میں ۱۸۸۸ لغت اور کتابیہ ہیں اور اگر اس کے مطبوعات کو بھی شمار کیا جائے تو اس میں ۲۲۳۲۲ قتب ہیں۔

مصنف نے اس کو ضمیمہ صحت اور علاج کے ساتھ فرہنگ جماعتگیری، مجموعہ الفرس سرودی، سرمد سلیمانی، صحاح الادبیہ حسین الانصاری وغیرہ پڑی پڑی مستبر اور مشہور کتابوں سے اور نیز مآثورات اہل زبان کا نتیجہ کر کے تالیف کیا ہے اور اسے آسان اور دلچسپ ترتیب پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے تصنیف ہونے کے بعد پہلی کتابوں پر لوگوں کی چنداں توجہ نہ رہی۔ یہ ہی کتاب مقبول طبائع ہر خاص و عام ہو کر سب جگہ پھیل گئی۔

دو سو برس سے یہ کتاب تمام فضلا اور مصنفوں کے دعووں کی دستاویز چلی آئی ہے اور اس نے سب خاص و عام فارسی دانوں کی گردنوں میں اپنے مصنف کی احسان مندی کا طوق ڈال رکھا ہے۔

ہذا جو اس کثرت لغات کے اور اس قدر زمانہ تصنیف گزرنے کے لیکن کسی ایک لغت پر بھی اس کے انگشت اعتراض کسی قاضی کو رکھتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ سنا۔

اب نواب اسد اللہ خان صاحب غالب کہ جو اپنے زمانہ میں فارسی دانی اور شاعری کے اندر شاید ایک آدمی ہیں اور اپنا نظیر نہیں رکھتے اس کتاب پر معترض ہوئے ہیں اور انھوں نے بموجب صاحب مصنف عرق القاطع (کذا) کے ۲۸۸۳ لفظوں پر اس کے اعتراض کیے ہیں اور ان اعتراضوں کو فی الحقیقت ویسے ہی قوت دی ہے جیسے کہ وہ لاہور اب قاضی ہیں۔ (ان ہی اعتراضوں کا نام قاطع بہان ہے کہ جس پر حضور رائے طلب فرماتے ہیں) ان اعتراضوں کے جواب میں اور پھر ان جوابوں کے جواب میں عرق القاطع (کذا) 'قاطع القاطع' ضارب سیف قاطع 'سالم بہان' داغ منڈان 'لظائف لہمی' نامہ غالب وغیرہ بہت سے رسالہ اب تک تالیف اور تصنیف ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض رسالہ حقیر نے بھی دیکھے ہیں۔ غلام ان کا مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا اسد اللہ خان صاحب کے ۲۸۸۳ اعتراضوں میں سے

صرف ۲۴ اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے اور ان ۲۴ میں بھی صرف پانچ چار ہی ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جو حقیقتاً درست ہیں اور جن میں سے صرف دو کو قواب اسد اللہ خان صاحب نے بھی مان لیا۔

پس میری رائے ناقص اس مقدمہ میں یہ ہے کہ اگر یہاں قاطع کے ۲۴۲۲۲ لغزوں میں سے صرف ۲۸۴ پر اعتراض کیا گیا تو ان اعتراضوں سے نہ یہاں قاطع کی بے اعتمادی اور منصفیت لازم آتی ہے اور نہ اس کے مصنف کی جرات شہان اور فیض بخشی اور احسان پر کچھ حرف آتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان اعتراضوں کے ضمن میں لکھتے ایسے ایسے اعتراض بھی ہیں کہ مثلاً آیتوں کو بدوین آیتیں کس واسطے لکھا یہ قید زائد ہے۔ اس کو ہر شخص جانتا ہے۔ یا مصدر تو لکھا ہی تھا پھر اس کے مشتک کو علیحدہ تحت قرار دے کر لکھنے کی کیا ضرورت تھی وغیرہ۔

مٹی ہذا القیاس مرزا اسد اللہ خان صاحب کی اگر ستم خیزی سے الغماض کیا جائے کہ جو انھوں نے مصنف کتاب یہاں قاطع کے حق میں کی ہے تو ان کا یہ کام کہ انھوں نے اس کتاب کی تقریباً ۲۸۴ غلطیوں پر ہم کو آگاہی بخشی اور آئندہ کو ان مقاموں کی غلطی میں چڑھنے سے ہم کو روکا اور وہ حقدارین کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بارے میں کہ جو ایک نہایت ضروری اور ترقی بخش کام اس ملک میں میسر نہ ہوا تھا آتا ہے فی الحقیقت نہایت احسان مندی کے ساتھ ان کا شکر یہ ہم پر واجب ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کے اعتراض صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ ان کی معلومات کے نکات اور ان کی تحقیقات کے تجربوں پر بے منت تلاش کے اور بغیر رجوع کرنے کے بڑی بڑی کتابوں کی طرف ایسی آگاہی بخشتے ہیں کہ جو آگاہی بڑی بھاری تلاش نے بعد ہی حاصل ہوتی تب ہی ممکن ہے کہ جبکہ ہم میں سے ہر ایک مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب بن جائے۔

پس میں یہاں قاطع اور قاطع یہاں دونوں کا طرفدار اور دونوں کا شکر گزار ہوں اور اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں یہاں قاطع ہو وہاں قاطع یہاں بھی ضرور رہتی چاہیے یا قاطع یہاں کو سامنے رکھ کر یہاں قاطع کو درست کر دیا جائے جب کہ ملک یورپ میں انکی کتابیں پھیل چکی اور اصلاح کا دستور ہے غلط۔

مرنے

ممداد حسین پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور

۲۷ ستمبر ۱۸۹۶ء

(۱۳۶)

یادداشت

۱۔ "قانع" ایک قاری لغت ہے جسے حکیم محمد حسین حمزوی نے ۱۳۵۷ھ ہجری میں بہ عہد سلطان عبداللہ قلعہ شاہ
دکن میں تالیف کیا تھا۔ کتاب کے متن اور ضمیمہ جات میں ۲۳۳۲۲ الفاظ شامل ہیں۔

۲۔ عبداللہ خاں (غالب) معروف بہ مرزا نوشہ جو دہلی کے سابق مروج بادشاہ کے درباری شاعر تھے، نے مذکورہ کتاب
میں ۲۸۴ خطیوں کی نشان دہی اپنی کتاب "قانع بہان" یا "دورنشا کلابائی" میں کی ہے، اور موصوف کے اعتراضات کا
بعض پمفلٹ نگاروں نے بھی جواب دیا ہے۔

۳۔ اس موضوع پر جو اختلاف قائم ہوا ہے اس کے متعلق مشرقی ماہرین السنہ کی آراء کم و بیش مرزا نوشہ کے حق میں
ہیں۔ نیز، انہوں نے جو معرکوں اور حقائق بیان کیے ہیں، ان کا خلاصہ بطور "لفظ نامہ" "بہان قانع" میں شامل کرنا
بہت مفید ہو گا لیکن یہ حقائق خالصے طویل ہیں اور ان کا انداز بیان لائق بھی ہے اور طرز آمیز بھی!

(درحفظ) اے۔ آر۔ ظفرؒ

(۱۳۷)

قاطع بہان

یقینیت گورنر صاحب بہادر

میرا خیال ہے کہ ہم اس کے ایک درجن نئے اجنس 'کلچ' کی لاہور وں اور بعض اعلیٰ درجے کے مدارس میں
تعمیم کرنے کے لیے خرید لیں۔

(دھلا) بی 'ایچ' تھارنٹن

بہت بہتر! لیکن معصک کو مطلع کر دیا جائے کہ چونکہ یہ ایک قسم کا تیسرا 'تعمید اور نصابی موضوع' ہے 'لہذا
حکومت کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ تعلیمی مقاصد کے لیے اس کی وسیع پیمانے پر سرپرستی کرے۔

(دھلا) بی 'ایچ' تھارنٹن

۱۲ دسمبر

(۱۳۸)

بخدمت گرامی مرزا اسد اللہ خاں غالب، دہلی

جناب عالی

آپ کے مکتوب مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۷۱ء کے جواب میں حسب ہدایت عرض ہے کہ حکومت آپ کی تصنیف "قاطع بہان" کے بارے میں انجمن لاہور، کالج کی لاہوریوں اور دیگر اعلیٰ قسم کے مدارس میں تقسیم کرنے کے لیے خرید لے گی۔

۲۔ ہمیں ہر لمحے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ اگرچہ اس میں بہت تحقیق سے کام لیا گیا ہے لیکن اس کی حیثیت 'تہرے' تنقید اور نزاعی ہے، لہذا حکومت کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ تعلیمی مقاصد کے لیے اس کی وسیع پیمانے پر سرکاری کرے۔

(درحقیقت) "آئی" ایچ قمارتسن

مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۷۱ء

جناب گورنمنٹ آف انڈیا "آئی" پریسنگ گزٹیر ۳۸/۳۹ مورخہ دسمبر ۱۸۷۱ء

(۱۳۹)

صاحب دلا مناقب عالیہاں قلم فیض و عمان احسان جناب فی ایچ تھارنٹن صاحب بہادر چیف سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب لاہور کی خدمت میں ہمد ہزار انکسار عرض کیا جاتا ہے کہ کل روز شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۳۹ء کو بواسطہ جناب صاحب کنسٹر بہادر قسمت دہلی آپ کا نوازش ہند محرمہ ۱۵ دسمبر ۱۸۳۹ء نمبر ۴۹۹ میں نے پایا 'سر پر رکھا' آنکھوں سے لگایا۔ چونکہ وہ تحریر دو دسمبر کی ہے۔ پہلے نمبر کے جواب میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ قاطع برہان کا بعد بڑھانے مطالب اور کچھ تبدیلی عبارت کے درفش کاویانی نام رکھا گیا ہے اور اس کو میں نے اپنے صرف زر سے چھپوایا ہے۔ وہ جلدیں فوراً ہی تقسیم ہو گئیں۔ فی الحال ۱۳ جلدیں باقی تھیں۔ حسب اہکم ۳ جلدیں اس خط کے ساتھ بسیل نذر بھیجتا ہوں اور متوقع ہوں کہ اس نذر کے قبول کرنے سے میری آمد بڑھائی جائے گی۔

دوسرے نمبر کے مطالب کا جواب سوچ کر رکھوں گا۔

ایسا خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریر لاہور میں آپ کی نظر سے گزرے گی۔

گورنمنٹ بہادر کا غلام اور

آپ کا خدمت گزار

محمد امجد اللہ خان غالب

چار شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۳۹ء

(۱۵۰)

بخدمت گرامی: بی، ایچ، تمہارے صاحب بہادر،
مستند برائے حکومت پنجاب، لاہور۔

جناب والا!

عزت مآب جناب یسٹینٹ گورنر صاحب بہادر کے قیام دہلی کے دوران میں میں نے آپ کے دفتر سے موصولہ احکام کے تحت ”میران قلع“ ✽ جس کا نام ”درفش کوبانی“ بھی ہے کے بارے میں پچھچھا کر لیا ہے۔ مجھے ابھی تک ان کی رسید سے مطلع نہیں کیا گیا ہے۔ بعد ازاں میں نے عزت مآب کی خدمت میں ایک عرضی بھی روانہ کی تھی اور ایک منہ کے اجراء کی درخواست کی تھی، لیکن مجھے اب تک یہ بھی نہیں ملی ہے۔ امید ہے کہ آپ میری التجا کو شرف قبولیت بخشیں گے۔

آپ کا مخلص

شاعر اسد اللہ خان ✽

دہلی

۷ فروری ۱۸۹۷ء



✽ اصل نام ”قلع میران“ ہے شاید حروف چینی کے موقع پر ”میران قلع“ لکھا گیا ہے۔ (گ۔ ن)

✽ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ”بی“ پروسیجر نمبر ۳۸/۳۹ مورخہ فروری ۱۸۹۷ء

(۱۵۱)

بندہ مست کراچی :

ذہنی کشنر صاحب ہمار

دہلی

گپ سے درخواست ہے کہ اسد اللہ خاں (شاعر) کو اطلاع دے دیں کہ انہوں نے ”بہان قانع“ کے جو دار
نئے ارسال کیے تھے وہ موصول ہو گئے ہیں۔ ان سے مذکورہ شخصوں کی قیمت بھی دریافت کر لیں۔ ادائیگی قیمت معلوم
ہوتے ہی کر دی جائے گی۔

(دوست) لی 'ایچ' قمار کی ☆☆

سورخہ ۱۸ فروری ۱۹۶۷ء

 ☆ اصل نام ”قانع بہان“ ہے شاید حروف گہنی کے سونچ پر ”بہان قانع“ لکھا گیا ہے

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ”لی“ پریسنگ نمبر ۲۸/۲۹ سورخہ فروری ۱۹۶۷ء

(۱۵۴)

منجانب ڈی 'فنز پبلیک صاحب بہادر' (۳)
قائم مقام ڈپٹی کمشنر، دہلی۔

بخدمت کرامی :
ٹی 'ایچ' تھارنٹن صاحب بہادر
مستند برائے حکومت پنجاب، لاہور۔

شعبہ تعلیم، ۱۸۹۷ء

مکتوب نمبر ۵۷، مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۹۷ء کا جواب

عرض ہے کہ شاعر اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی تصنیف کا معاوضہ نہیں لیں گے۔

(درجہ بالا) ڈی 'فنز پبلیک
قائم مقام ڈپٹی کمشنر

مورخہ ۲ فروری ۱۸۹۷ء

(۱۵۳)

منجانب: ڈی قز پیٹرک صاحب ببلور، قائم مقام ڈپٹی کمشنر، دہلی۔

بخدمت گرامی:

لی 'ایچ' قمار خان صاحب ببلور،

مسند برائے حکومت پنجاب،

لاہور۔

شعبہ تعلیم، ۱۸۶۷ء

مرزا نوش کی مملوہ فارسی تصنیف کے ۱۰ نسخے ارسال ہیں۔

(دستخط) ڈی قز پیٹرک

مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۶۶ء

قائم مقام ڈپٹی کمشنر

ایڈمنسٹریٹو گورنر صاحب ببلور

تاہم تعلیمات عامہ کی اطلاع اور مشورے کے لیے ایک نسخہ ارسال کر دیں تاکہ بقیہ نسخے تقسیم کیے جاسکیں

اور ضرورت پڑنے پر مزید خریدے جاسکیں۔

(دستخط) ڈی 'ایچ' بیکوڈا

(۱۵۴)

بخدمت گرامی قائم مقام ناظم تعلیمات عامہ

مورخ ۱۵ اکتوبر

مرزا نوشہ دہلوی کی مطلوبہ فارسی تصنیف کا ایک نسخہ اطلاع اور مٹھورے کے لیے ارسال ہے تاکہ مزید ۹ نسخے جو دفتر میں موجود ہیں، تقسیم کیے جاسکیں اور ضرورت پڑنے پر مزید خریدے جاسکیں۔

۵۰ جناب گورنمنٹ آف کانپور سٹی، "پریسنگ ٹکس نمبر ۱۵/۱۹ مورخ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء"

(۱۵۵)

منجانب کمیٹین ڈبلیو، آر، ایم ہارلینڈ (۶۳) صاحب بہادر
ناظم تعلیمات عامہ، پنجاب

بخدمت گرامی :

جناب سی یو ایچکس صاحب بہادر (۶۵)

قائم مقام معتمد برائے حکومت پنجاب

مراسلہ نمبر ۴۵ مورخہ ۷۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء کا جواب

عرض ہے کہ سید یحییٰ معتمد مرزا نوٹھ ساکن دہلی اگرچہ شاعرانہ انشاء ہونے کی بنا پر مصنف کے نزدیک شہرت
مستند ہے مگر اسے مدارس کے نصاب میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔
التماس ہے کہ اس تصنیف کے جو آٹھ نسخے مستردی میں موجود ہیں وہ دفتر ذرا کو ارسال کر دیے جائیں تاکہ
اعلیٰ مدارس میں اساتذہ اور محققین کے فارغ اوقات میں مطالعہ کے لیے تقسیم کیے جاسکیں۔

(دیکھو) ڈبلیو، آر، ایم ہارلینڈ
ناظم تعلیمات عامہ پنجاب

مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۸ء

(۱۵۶)

جواب

سورہ ۵ مارچ ۱۸۶۸ء

جیسا کہ انہوں نے مشورہ دیا ہے مرزا نوشہ کی تصنیف کے تمام کے تمام ۸ حصے جو موجود ہیں ارسال خدمت ہیں تاکہ اعلیٰ مدارس میں تقسیم کیے جاسکیں ☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "لی" ہدیہ نمبر ۳/۸ سورہ مارچ ۱۸۶۸ ☆ ۱۸۶۸

☆ یہاں نقلی سے ۱۸۶۸ء کھسکا گیا ہے صحیح مارچ ۱۸۶۸ء کا۔ (مرتب)

حواشی و تعلیقات

از

ڈاکٹر گوہر نوشای

(۱) اس دستخط کا انگریزی سے اردو ترجمہ عاہلیات کے صوفی صحتی آجملی ملک رام نے بھی اپنا آئیں لکھوں میں موجود غالب کی اصل درخواست سے براہ راست کہا تھا جو ان کی تصنیف لکھنؤ غالب میں مقصود پائل کا عرض دعوتی کے عنوان سے شامل ہے۔ ان کے ترسے اور دیر نظر ترسے کو ملانے سے اندازہ ہوا کہ جب ملک رام نے جنت میں جنس کی کئی سطرس نظر انداز کر دی ہیں۔ اس اعتبار سے ذیل نظر ترجمہ زیادہ عمل اور جامع ہے۔ (مکیر نوشانی)

(۲) جنرل بیرون کا اصلی نام پائے کیلبر تھا۔ فرانس کے رہنے والے مولیہ میں بیٹی انریکی شیت سے ہندوستان آئے۔ انری بیرون سے فرار کر کے ۱۸۵۱ء میں پہلے ایک اور ہندوستانی رہنے کے پاس آئے پھر راجہ بھرت پور کے پاس آ گئے۔ ۱۸۵۵ء میں پورب واپس گئے اور ۱۸۵۴ء میں وفات تک فرانس میں قیام رہا۔

(۳) مرزا نصرائف بیگ خاں، مرزا قوچان بیگ خاں کے چھوٹے صاحبزادے اور غالب کے حقیقی چچا تھے۔ ان کی شادی غائب احمد خاں خاں دانی فیروز پور بھکرہ و جاگیردار لہارو کی بہن سے ہوئی تھی۔ اس وقت انگریز آباد اور اس کے گرد و نواح میں مرہٹوں کا راج تھا۔ جب ۱۸ فروری ۱۸۵۵ء کو دوسری سندھیا نے انکال کیا اور اس کے بھائی کے پستہ دولت راج سندھیا نے گوی سبھائی۔ انگریزوں نے مرہٹوں کے بدستہ ہونے اتفاق کو روکنا چاہا۔ چنانچہ انہوں نے سیدہ کی کمان میں مرہٹہ سپہ سالاروں سے مل کر سازش کی اور ان کے تمام منظم قتلوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ صورت حال مرہٹوں کے لئے انتہائی تشویش کا اور پریشان کن تھی۔ انہوں نے نصرائف بیگ خاں کو آگرہ کا قلعہ دار مقرر کیا۔ ۱۸۵۳ء میں لارڈ لیگ نے آگرہ کے قریب دہراج میں پیش قدمی کی تو نصرائف بیگ خاں نے ہتھیار ڈال دیئے اور پورا شہر کسی مزاحمت کے بغیر انگریزوں کے حوالے کر دیا جس پر لارڈ لیگ نے ان کو ہی قلعہ دار رہنے دیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد ان کی بیگ ستر و لیر کی تھناتی عمل میں آئی۔ نصرائف بیگ خاں نے ستر اٹھ کر لارڈ لیگ سے ملاقات کی جس پر لارڈ لیگ نے ان کی کمان میں چار سو سواروں کا دستہ دے دیا اور ستر سو روپے مالک گواہ مقرر کی۔

جب انگریزوں اور بھرت پور میں ایک معاملہ کی رو سے دو جلد تعلقات پیدا ہو گئے اور لارڈ لیگ نے انگلستان جانے کا قصد کیا تو اسے نصرائف بیگ خاں کی خدمات اور وفاداریاں یاد آئیں، چنانچہ اس نے ۲۵ ستمبر ۱۸۵۵ء کو سونا کے دو پے گئے باجین حیات ان کو مرحمت کر دئے جو ستر ا سے سولہ سیکل دور کھیر جانے والی سڑک پر واقع تھے، ان دونوں پگلوں کی سالانہ کھلی ایک لاکھ روپے سے زائد تھی۔

نصرائف بیگ خاں کو ان دونوں پگلوں کی آمدنی سے زیادہ دنوں فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا۔ وہ ان کو اپنے انصرام و تصرف میں لینے کے دس گیارہ ماہ بعد سیر کو جانے ہوئے باجین سے گر چسے، جس سے ان کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور شدید زخم آئے۔ ۱۸۵۶ء میں ان کا انتقال ہو گیا جس پر انگریزوں نے سبک اور سونا کے پے گئے واپس لے گئے اور پسماندہ گاہ کے لئے پانچ ہزار روپے سالانہ کی رقم مقرر کر دی۔ (راجال غالب ۲۸، مکاتیب غالب ۸، ۳۳ ذکر غالب ۲۸، آجکل فروری ۳۳، بزم غالب ۳۸)۔

بھرتی مرہٹہ سال ہوئی کہ فلیش پاپ کا سایہ ماضیت میرے سر سے اٹھ گیا۔ میرے چچا نصرائف بیگ خاں نے چاہا کہ ناز و خم کے ساتھ میری پرورش کرسے تو اس کو قتل نے امان نہ دی اور بڑے بھائی کے مرے کے بعد خود اس نے بھی اسی کے نقش قدم پر چل کر راج مرگ طے کی اور مجھے اس دہانہ آباد میں تھا پھوڑ دیا اور یہ حادثہ کہ میرے لئے

نکاح چان گوازی اور آسمان کے لئے کینہ سازی کا وقت تھا ۱۸۸۶ء / ۱۳۱۱ھ میں چلی گیا۔
(مکتب قاری عام مولوی سراج الدین احمد: پنج آنکھ عوام اور اوراق معلانی ص ۴۳)

- (۳) ایک "لارڈ گیرارڈ" (Gerard Laker) طالب نے ان کا ذکر ملٹی صیب اللہ خاں ڈاکٹر ہوسٹ مرزا اور نواب غلام الدین خاں معلانی کے نام غلطو میں کیا ہے۔ یہ چارلس ایک کے بچے صاحبزادے تھے۔ ۲۷ جولائی ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ایک بدوحسن میں برطانوی فوج کے کمانڈر جن چیف اور بدوحسن کوئل کے دوسرے ممبر مقرر ہوئے۔ ایک نے برطانوی فوج کی تربیت پر دست زور دیا۔ بدوحسن میں مہجوں کی حالت کو ختم کرنے میں لیجن کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ گنگا اور ہمتا کے درمیان کا علاقہ جسے وہ کہہ سکتے ہیں اور جس پر سندھیا نے قبضہ کر لیا تھا "لارڈ ایک" کی کوششوں سے کبھی بہادر کے تحت آیا۔ ۹ فروری ۱۸۸۷ء کو یہ انگلستان واپس گئے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء کو چن ان کا انتقال ہو گیا۔
- طالب کے چچا خیراٹ یک خاں مہجوں کی طرف سے اکبر آباد کے گورنر تھے۔ جب ۱۸۸۳ء میں لارڈ ایک نے اکبر آباد پر حملہ کیا تو بلیر کسی وجوہات کے خیراٹ یک خاں نے ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ لارڈ ایک کے حوالے کر دیا۔ بعد کے کئی سڑکوں میں خیراٹ یک خاں "لارڈ ایک" کے ہمراہ رہے۔ لارڈ ایک نے خیراٹ یک کو انگریزی فوج میں شامل کر لیا۔ چار سو سوار کا دستار دار بنا کر ستر سو روپے میٹا نکالوا مقرر کر دی۔ خیراٹ یک نے بنکے کے سپاہیوں کو ہتھ دے کر ہجرت پور کے قلعہ میں سواک اور سونا دو سیر حاصل پگھوں پر قبضہ کر لیا۔ لارڈ ایک نے خیراٹ یک خاں کی بہادری کے اعتراف کے طور پر ان کو یہ دو قلعوں پر گئے تھیں نہایت مغربی جاگیر میں دے دیئے۔ ۱۸۸۶ء میں باقی پر سے گر کر خیراٹ یک خاں کا انتقال ہو گیا۔ لارڈ ایک نے مرحوم کے چانوہن کے لئے دس ہزار روپے ملاد کی پاشی مقرر کر دی۔ طالب کے چچے میں صاحبزادے سات سو روپے سال آئے ہو زندگی بھر ملے رہے۔
- (پہان طالب غلطو غلطو طالب: جلد چہارم ص ۷۶ ص ۲۴۲ نیک لپٹ ص ۴۴۲)

- (۵) اصبار الغالب میں شامل فوجو مرزا طالب میں خیراٹ یک کے ایک بیٹے شیخ اللہ یک خاں عرف صاحب یک خاں کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن یہ ہے فوجو صاحبزادہ ناصر الدین احمد خاں عرف خسرو مرزا تک قانونی روایات میں پایا ہو۔ اگر یہ درست ہے تو وقت کے وقت خیراٹ یک خاں کی کوئی اولاد زندہ تو نہ تھی لیکن وہ اولاد یا بے اولاد نہیں تھے۔ (گ - ج)
- (۶) خواجہ حاجی "مرزا مرحمت اللہ یک" نے خواجہ حاتی کو طالب کے چچا اعلیٰ درجہ خاں کے بھوسے بھائی رستم خاں کی اولاد میں سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ چار پشت اور طالب اور خواجہ حاتی کا سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ یہ بات دو درجہ غلط اور مشکوک ہے۔ طالب کے چاہات اس کے برعکس ہیں "انہوں نے خواجہ حاتی کے باپ کے اپنے دلوا تو قلعہ یک خاں کا ساکھیں بتایا ہے۔
- خواجہ حاتی "مرزا توکان یک" خاں کے سواروں کے دست میں ساکھیں کا کام کر رہا تھا جس کے علاوہ میں اس کو پانچ روپے بہادر ملے تھے۔ توکان یک خاں نے اس کی خدمات اور دیانتداری کے اعتراف کے طور پر اپنی بیوی کی بیوہ بہن کی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ خواجہ حاتی کا ذکر "طالب" نے اپنی بعض خبروں میں اختلافی حواہات کے ساتھ کیا ہے۔ یہ اسی خواجہ مرزا کی اولاد میں تھیں لیکن کے بیٹے تھے "جن کو توکان یک کی بیوی نے اپنے بھائی کی طرح باز و قلم سے پرورش کیا تھا۔

جب مرزا نصرائے بیگ خاں کا باغی ہ سے کرنے کی وجہ سے انتقال ہو گیا تو خواجہ ہاتھیوں ' اوتھوں ' پانکیوں اور سراسی سادوں کو لے کر نوآباد احمد بخش خاں ' داہنی تیرہ پور بھرکے کی خدمت میں پہنچے نوآباد احمد بخش خاں پہلے سے ہی خواجہ خانی سے واقف تھے۔ ان کو اس بات کا علم تھا کہ خواجہ خانی ان کے بھائی مرزا نصرائے بیگ خاں کا خادم اور لے پانگ ہے۔ انہوں نے اس کو اپنے ملازموں میں شامل کر لیا اور انگریزوں کی جانب سے مرزا نصرائے بیگ خاں کے پسرانوں کے لئے ان کی وسالت سے پانچ ہزار روپے کی جو خاشا مقرر ہوئی تھی اس میں سے دو ہزار روپے مرزا خانی اور اس کے لواحقین کو دینے گئے۔

جب غالب بن شعور کو پہنچے تو انہیں محسوس ہوا کہ نوآباد احمد بخش خاں نے ان کے بچا مرزا نصرائے بیگ خاں کی خاشا میں بد دیا تھی کی ہے اور انہیں اور ان کے اہل خانہ ان کو دھوکہ میں رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس خطے میں محدود مروجہ تقریری اور ذہنی احتجاج کیا جس پر نوآباد احمد بخش خاں اپنی بیحدرواں اور مفہوداں جان کرتے اور انہیں نالائے رہے۔ ان کا کہنا تھا:

"مجھ سے غلطی ہو گئی" میں لارڈ لیگ کے سامنے خانی مرزا کو مرزا نصرائے بیگ خاں کا رشتہ دار کہہ چکا ہوں اور اگر اب میں کہہ اس کے خلاف کون تو یہ میری بے عزتی کا باعث ہوگا" چند دن اور صبر کہ خواجہ خانی کے مرے کے بعد میں اس کے دو ہزار روپے بھی تم دونوں بھائیوں کے دینے لگوں گا"

نوآباد احمد بخش کی اس وضاحت کے بعد غالب نے خاموشی اختیار کر لی اور یہ جان کر مطمئن ہو گئے کہ خواجہ خانی کے بعد ان کی خاشا ان کے نام منتقل ہو جائے گی۔ لیکن جب ۱۸۴۵ء میں خواجہ خانی حدام میں جتا ہو کر انتقال کر گیا تو نوآباد احمد بخش خاں نے اس کے بیٹوں خواجہ جان اور خواجہ لکن کو دو ہزار روپے سالانہ دینا شروع کئے جس پر غالب کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ وہ ٹکٹ ہا کر گورنر جنرل ہند کو اپنے احتیاطی اور مطالبات ایک سلسلہ میں درخواست دی۔ چنانچہ انہوں نے ٹکٹ جا کر ۲۸ اپریل ۱۸۴۸ء کو گورنر جنرل ہند کو دو درخواستیں پیش کی اس میں پہلا مطالبہ یہی کیا کہ "میں نے خاں کے خاںوں کے ایک خادم خواجہ خانی کو ان کی خاشا میں برابر کا حصہ دار کیوں کیا گیا۔ حکومت اس معاملہ کی تحقیق کرے۔" (بزم غالب ص ۳۴، ۳۵)

اس بیان میں خواجہ خانی کا سائیکس ہونا گل ٹھہرے۔ (گورنر نوشاہی)

(۷) نوآباد احمد بخش خاں : مرزا عارف جان کا سلسلہ نسب ' باب ارسلاف کے ایک بزرگ خواجہ احمد یوسفی سے ہوتا ہوا حضرت علی دہ کے سائبرائے محمد بن خلیف تک پہنچتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں قاسم جان اور عالم جان کے ہمراہ ہندوستان آئے وقت یکہ دونوں انگ میں رک گئے۔ اس دوران دونوں کے صوبہ دار محمد بیگ خاں نے ان کو فرزندگی میں لے کر اپنی سائبرائی سے ان کا تعلق کر دیا۔ نوآباد احمد بخش خاں ان ہی کے سائبرائے اور بی بخش خاں ' اہلی بخش خاں اور محمد علی خاں کے پتے بھائی تھے۔ غالب نے اپنے اکثر خطوط میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا سال ولادت ۱۷۷۵ء اور مقام ولادت انگ ہے۔ جب مرزا عارف جان نے دہلی کی راولی تو یہ بھی اپنے دھوکے ساتھ ہو گئے اس طرح ان کی بھائی کا زہد دہلی ہی میں گذرا بعد ازاں انہوں نے گوالیار جا کر صدارت کی فوج میں ملازمت کر لی لیکن اس ملازمت کا سلسلہ زیادہ دنوں نہیں چل سکا اور وہ گھوڑوں کی تجارت کرنے گئے۔ ایک دھوکہ وہ اسی فرض سے دہلی جا رہے تھے کہ ریاست اور کے صدارت بخارہ سکھ سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے ان کو دیکھنے ہی ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کر لیا اور اپنے دربار میں ملازمت کی جتنی بخش کی تھے انہوں نے قبول کر لیا اور خانمیرج ریاست میں شمار ہوئے گئے۔ جب

Devotion to love یعنی محبتی ہونا چاہیے۔ (گنگہ نہا)

(۱۰)

مرزا ابلی بخش خاں : معروف 'مرزا عارف چاں کے صاحبزادے' نواب امیر خلیفہ خاں والی لہور کے بھائی اور غالب کے شہرچہ۔ انہوں نے جس زمانے میں ہوش سلجھا "دلی طلاء اور صوفی کا مرجع" مرکز بنی ہوئی تھی۔ مولانا فخرالدین دہلوی کے لہوش باطنی اور کمال کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا تھا۔ معروف کے دوستوں اور ملے والوں میں بڑی تعداد انہی لوگوں کی تھی جو اس حصولِ حاصل سے متاثر تھے۔ اس حاصل نے معروف کو بھی متاثر کیا اور وہ دوستوں اور مولویوں کی "مذم حال دکان" کو زورِ جہالت خیال کرنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت جلد ان کا ارادت اور وابستہ سے بے نیابت ہو گیا۔ انہوں نے اس سے اپنے بھائی نواب امیر خلیفہ خاں کے حق میں دیکھل ہو کر مولانا سید فیاض الدین کے ہاتھوں پر پتھر سلسلہ میں ریخت کر لی۔ جو مولانا فخرالدین دہلوی کے اہل عقائد میں سے تھے۔ مولانا سید فیاض الدین نے ان کی ظاہری اور باطنی تربیت ہی نہیں کی بلکہ ان کو لوگوں کے سرور کرنے کا اختیار بھی دے دیا لیکن انہوں نے اس اختیار سے کام نہیں لیا۔ ان کے مریضوں میں وہ عیادت خاں اور شاہ نظام الدین کے علاوہ اور کسی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

معروف ایک طرف صاحبِ حال و قابلِ تکریم صوفی اور دوسری طرف کلمہ مطلق اور جہاد الکلام شاعر تھے۔ ان کے حالات و شاعری کے بارے میں گفتگو یہ قدر پڑا تو کہ ہے۔ جس کے حالات کی پانچویں حصہ کے حدود تو کہیں سے ہوئی۔ معروف کو شاہ نصیر دہلوی سے تعلق تھا۔ جہاد خلیفہ صاحب نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔

"نئی شاعری سے صاحبِ تمام تھی۔ مدت مدید تک مطلق حق شاہ نصیر مرحوم سے کی جاتی تھی طبیعت خدا واد کی دہشتی سے کشورِ حق میں بر خلاف استاد کے ایک رستہ اور صاف اور پاکیزہ ہاتھ لگ گیا۔"

اس کے برعکس وہ حسین آزاد نے معروف کو ذوق کا شاعر بتاتے ہوئے ان کا سارا کلام اپنے استاد کی ذہنی تلاش کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ یہ نہ صرف غلام بلکہ دودھ بھالی کی بدترین مثال بھی ہے جو کسی واقعہ کار یا تذکرہ نویس کو زیب نہیں دیتی۔ مرزا سید الدین امیر خاں غالب نے اپنے والد کے حوالے سے اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ :

محبوبِ معروف کی خدمت میں اہل ارادت کی طرح حاضر ہوتے تھے اور ان کی صحبت سے فیضِ یاب ہو کر دینی و دنیوی کاموں کو اچھے سے نہاندہ تولد کی توفیق کی توفیق کا تھا "اس زمانے میں ذوق کو اچھی استعداد اور لیاقت ہی کہاں تھی جو معروف جیسے کلمہ مطلق اور پختہ کلام کو اصطلاح دیتے۔"

معروف نے ۱۲۳۲ھ میں انتقال کیا اور درگاہ نظام الدین اولیاء کے مقام میں دفن کئے گئے۔ جہاد خلیفہ صاحب کے بیان کے مطابق معروف کو تمام اصنافِ حق پر قدرت اور انواعِ کلام سے آگاہی تھی۔ کیم الدین نے ان کا دماغ ان دیکھا تھا۔ ان کے بھائی معروف کے شعر اکثر اچھے ہیں۔ (مذم غالب ص ۲۵۵)

(۱۱)

خواجہ شمس الدین : عرف خواجہ جان اور خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی تھے بھائی اور خواجہ حاجی کے بیٹے تھے۔ خواجہ امان کے سوانح کی تفصیل یہ ہے :

خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان برحقانِ طہا کے حرم کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں۔ غالب نے اپنے خطوط میں ان کے والد خواجہ حاجی کو اچھے نام سے یاد نہیں کیا ہے۔ ان کے چچان کے مطابق خواجہ حاجی کا پاپ ان کے دوا

مرزا قاجان ایک کامیاب قیادت میں کوپانچ روپے ماہانہ حقوق کے طور پر دیتے جاتے تھے۔

خواجہ امان کا سال ولادت ۱۸۵۵ء ہے۔ ترکی "قاری اور اردو ان کے گھر کی زبان تھی" اس لیے ان کو اس سلسلے میں کسی کا دست نگر نہیں ہونا چاہا۔ جو کہ وہ گئی تھی وہ حکیم مومن خاں مومن اور غالب کی صحبتوں سے پوری ہو گئی۔ خواجہ امان کے لئے یہ حکمت نہیں تھا کہ وہ خواب اور بلی غاں والی فیروز پر بھروسہ دیا جائے اور لوہاروں کی جانب سے ملنے والے قلعہ و محنت اور آرام کی زندگی گزار سکیں۔ انہوں نے علاؤ الدین دہلوی سے باہر قدم ڈالنا اور کوپانچ کر راجہ شیوہاں سنگھ کے مصاحبوں میں شامل ہو گئے۔ راجہ شیوہاں سنگھ نے ان کی بڑی قدر والی کی اور ان کو پوجان خیال کے ترانے کے کام پر مامور کیا۔ خواجہ امان پوجان خیال کی پندرہ جلدوں کا ترجمہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ نہیں کیا جا سکا کہ انہوں نے ترجمہ کا آغاز کیا۔ لیکن اللہ ہے کہ وہ ۱۸۷۵ء سے بہت پہلے ترجمہ کا کام شروع کر چکے تھے۔

پوجان خیال کی پہلی جلد سوانحی اتحاد کے نام سے دہلی کے اکمل المطبع سے ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوئی تو اس کا رواج غالب نے لکھا۔ اس میں خواجہ امان کو "ہجرت اور پیارا ہجرت" ظاہر کرتے ہوئے ان کی بڑی تعریف کی۔ اس رواج سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ امان نے موسیقی اور مصوری میں کمال حاصل کیا اور ان پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ غالب نے اس رواج کی المطبع غلام ٹوٹ خاں سے خبر کو ان الفاظ میں دی ہے :

"میرے ایک رشتہ کے بچے نے پوجان خیال کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ میں نے اس کا رواج لکھا ہے۔ ایک دو ورق بہ صورت پارسل بلکہ بہ قیمت خط بھیجا ہوں"

پوجان خیال کی دوسری جلد پندرہویں پر پریس سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے بعد کچے بعد دیگرے اس کی پانچ جلدیں ۱۸۷۶ء تک شائع ہوئیں۔ چھٹی جلد چھپنے کے لئے پریس جا رہی تھی کہ خواجہ امان کو اس بات کا علم ہوا کہ ساتویں جلد کے ترجمہ کا مسودہ کسی نے چرا لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ساتویں جلد کے ترجمہ کا کام از سر نو شروع کر دیا۔ ابھی اس پر نظر پانی نہ کر سکتے تھے کہ ان کا وقت آگیا اور وہ ۱۸۷۹ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔ (مقام غالب ص ۵۵)

(۳) سر ڈیوڈ ہارڈن آرکھائی : (اکٹر جنری) ۱۲ فروری ۱۸۵۸ء کو پیر ۱۱-۱۲-۱۸۵۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی بنگال کی عازمت اختیار کی۔ ۱۸۷۳ء میں دہلی کے ریڈیٹنٹ بنائے گئے۔ ۱۸۷۳ء میں بنگال کے سٹے کے دوران انہوں نے دہلی کا دورہ کیا۔ ۱۸۷۶ء میں الہ آباد میں کلبز تھے۔ ۱۸۷۸ء میں سٹیج کی مہم میں دلچسپی لگنے کے خلاف کمان کی۔ ۱۸۷۸ء کو ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے وطن سے واپس ہو کر وکٹ پٹی۔ وکٹ سے پہلے وہ دہلی کے انگریزی ریڈیٹنٹ بھی تھے۔ (ایک لکچر ص ۳۲۱)

(۴) معتمد الدولہ چارلس تھیو فیلس ہارون مکلف : آئی۔ سی۔ ایس۔ عارضی گورنر جنرل ۳۰ جنوری ۱۸۷۵ء کو فکٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام لیبر قاضی تھیو فیلس مکلف تھا جو آخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر بھی رہے۔ ہارون مکلف کی تعلیم برطانیہ میں ہوئی وہ جنوری ۱۸۷۹ء میں بحیثیت ایسٹ انڈیا کمپنی فکٹ میں ملازم ہوئے۔ وہ فورٹ ولیم کالج کے لٹریچر طلبہ میں سے بھی تھے۔ ۱۸۸۳ء میں گورنر جنرل آفس میں قائم دولت راجہ سوجیا ہارٹ کے ریڈیٹنٹ تھے۔ ۱۸۸۳ء کی مہرب بنگ میں ڈراما ٹک کے پرفیکشن افسر اور ۱۸۷۹ء میں ریڈیٹنٹ دہلی کے اسٹنٹ تھے۔ ۱۸۷۹ء میں ساراچہ دلچسپی لگنے والی دلچسپی کے ساتھ ملکہ کرنے کے لیے خصوصی مشن پر لاہور آئے۔

۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۲ء تک لارڈ کنو کے ڈپٹی سیکریٹری رہے۔ ۱۸۸۲ء میں ریٹائرمنٹ کو ایلار اور ۱۸۸۸ء سے ۱۸۸۹ء تک ریٹائرمنٹ دہلی کے عہدے پر فائز رہے۔ جنوری ۱۸۸۸ء سے ستمبر ۱۸۸۹ء تک سیاسی اور خلیہ جگے کے سیکریٹری اور گورنر جنرل مارکوس بیٹن کے پرائیویٹ سیکریٹری کے طور پر کام کیا اور ۱۸۸۹ء میں حیدر آباد کے ریٹائرمنٹ مقرہ ہوئے۔ اگست ۱۸۹۷ء سے نومبر ۱۸۹۳ء تک حلف ریٹائرمنٹ دہلی قائم مقام گورنر جنرل راجنوک اور پیرام کوئٹل کے سیر تھے۔ نومبر ۱۸۹۳ء میں آگرہ کے گورنر تھے۔ اور مارچ ۱۸۹۵ء سے مارچ ۱۸۹۶ء تک دوبارہ قائم مقام گورنر جنرل رہے۔ جون ۱۸۹۶ء میں بنگالی سول سوسائٹی کے ریٹائرمنٹ گورنر بنائے گئے۔ یہ تین جون ۱۸۹۸ء تک رہا۔ مدراس کی گورنری سے ریٹائر ہو کر مسیحی ہوئے جس پر ۱۸۹۹ء سے ۱۸۹۳ء تک انھیں جیہ کا گورنر اور ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۵ء تک کینڈا کا گورنر جنرل مقرہ کیا گیا۔ اس کے بعد ان کے رشتہ دار سرخان نمودار ہوا جس سے ان کی ایک آنکھ کی عیادت ختم ہو گئی۔ حلف ۵ ستمبر ۱۸۹۶ء کو فوت ہوئے۔ پک ایڈ میں ۲۸۷

نائب ان کی مداح میں کہتے ہیں :

در	نیکو	معلم	الدول	صل	فعلی	ہم	زبان	مست
معل	سید گاہ	نور	سنگم	صل	سند	کر	قدردان	مست
من	نہ لود	خوشن	گویم	صل	کوبہ	خدا	لہجہ	مست

کلیات نائب قاری جلد اول ص ۱۱۳ تا ۱۱۶

علامہ انبی کلیات قاری میں حلف کے نام ۳۸ اشعار کا ایک قصیدہ بھی موجود ہے جس کا مطلع ہے۔

یافت آئینہ بہت تو ز دولت پرداز

بلکہ ننگہ بدین حسن خدا ساز ہزار

اس قصیدے کے بارے میں قیاس کیا جاتا ہے کہ پہلے ہاتھ کے نام تھا (کلیات نائب قاری جلد دوم ص ۱۳۰)

(۱۳) میر فضل مولیٰ خاں : میرے ایک دوست ہیں "دوران سفر مرشد آباد میں اچانک ان سے ملاقات ہو گئی سلسلہ گفتگو میں یہ بات ان کی زبان پر آئی کہ خواب قزوین کا انتقال ہو گیا۔ ننگہ پہاڑ تو مرزا افضل بیگ اور دوسرے کچھ دوستوں سے وہی معلوم ہوا۔ انھوں نے اس حادثہ کا چراغ روشن نہ دیا اور اس کے شہستان آئندہ میں اندھیرا چھا گیا۔

(مکتوب نائب ہام مرزا علی خاں علی آجنگ بکوالہ اور افغان مولیٰ ص ۵۷)

(۱۴) مرزا یوسف خاں : نائب کے حقیقی بھائی تھے۔ ان کا سلی ولادت ۱۲۱۳ھ ہے۔ جس وقت نائب نے آگرہ کا قیام ترک کیا اور دہلی میں آکر رہ گئے تو مرزا یوسف خاں نے بھی ان ہی کی تقلید کی اور ان کے مکان سے دو بڑا قدم کے فاصلہ پر قراں جانے کے قرب سری کی گئی میں عمارت بنے گئے۔

مرزا یوسف خاں کی عمارتیں برس ہی کی تھیں کہ ان پر اچانک دھ آگ کا دودھ پڑ گیا اور وہ آخر تک اسی میں جلا رہے۔ دھ آگ کی کیفیت یہ تھی کہ نہ وہ کسی کو جانتے تھے نہ خود نوخاست کرتے تھے۔

۱۸۵۷ء کی سنی انقلاب ہاکم ہوئی اور انگریزوں نے دوبارہ دہلی پر قبضہ کر کے غم و غصہ کا انتہائی سلسلہ شروع کیا تو منزل نائب مرزا یوسف کی خاں کی پوری اور ان کی بچوں اور کنیوں کے ساتھ بے چارہ کی طرف بھاگ جانے میں عیادت گئی۔ اور ان کو گھر کے سامنے سمیت ایک بوڑھے دربان اور پانچا کچر کے ساتھ بھڑا دیا۔ نائب ہر چند ان تین افراد کو بلاتا اور ان کا سامان منگوانا چاہتے تھے۔ لیکن دہلی کی فضا کچھ ایسی تھوڑی تھی کہ گھر سے نکلنے والے انسانوں کا

زہرا تب ہو گیا تھا۔ غالب کے لیے ممکن نہیں تھا وہ صرف یہ سوچ کر رہ جاتے تھے کہ ان کے بھائی نے دن میں کیا کھایا ہو گا۔ اور رات کس طرح کائی ہو گی اور بڑا قیامت کا یہ عالم تھا کہ ان کو اس بات کی بھی خبر نہیں تھی کہ ان کا بھائی زندہ ہے یا انگریزوں نے اس کو قتل کر دیا۔

اسی یاس و دم کی حالت میں غالب نے ۲۱ مئی کو یہ اطلاع سنی کہ انگریزوں نے شر کو قتل کر لینے کے بعد اس کی کھلی کا دردناک ہند کر لیا اور ان کے بھائی کے مکان پر چند دوڑے۔ سارا مل و اسباب لوٹ لیا۔ دھڑلے مرزا یوسف خان ان کے دربان اور کچیر کو زندہ چھوڑ دیا۔ اسی دوران وہ بعد خانہ انوں نے ان کے مکان میں چھالی اور ان کے خورد و نوش کا انتظام کرنے لگے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد مرزا یوسف خان کے بڑے دربان نے ۱۹ اکتوبر کو غالب کے پاس پہنچ کر یہ خبر سنائی کہ مرزا یوسف خان پانچ دن بیمار خانہ میں جکڑا رہے اور گرمی رات کے قریب ان کا انتقال ہو گیا۔

اس سلسلہ میں صمیم الدین حسن خان کا بیان ہے کہ مرزا یوسف خان مدت دراز سے حالت جنون میں تھے۔ گولیوں کی گواہی سن کر پانچ گھر سے باہر نکلے اور مارے گئے۔ مرزا یوسف خان کے انتقال سے زیادہ ان کی تخلیق کا واقعہ درد انگیز تھا۔ شریں پائی، "دولت" "شمال" "مورکن" "لعلہ" چرنے اور گھرے کا حصول اور کھن کے لیے اچھے برے کپڑے کی تلاش بے سود تھی۔ میت کو قبرستان تک لے جانے کا مسئلہ اس سے کہیں زیادہ مشکل تھا۔ اس موقع پر چند چارسوں نے مدد کی۔ جنازہ کے ایک سپاہی کو آگے کیا اور غالب کے دو نوکروں کو لے کر تخلیق کے لیے چل چلے۔ اور دو تھیں پرانی سفید چادروں میں لپیٹ کر مکان سے قریب ایک مسجد کی زمین میں دفن کر دیا۔

مرزا یوسف خان کی تاریخ انتقال ۲۹ مئی ۱۲۷۵ھ ہے۔ غالب نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے مرزا یوسف کی تاریخ وفات پوچھی میں نے ایک آہ کھینچی اور کہا "تاریخ دیوانہ" "تاریخ دیوانہ" سے ۱۲۷۵ھ کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں آگے ۲۱ بعد نکال دینے جائیں تو مطلوبہ تاریخ برآمد ہوگی ہے۔

(تقدیر کا نتیجہ میں ۵۵۰ خود کے صبح و شام میں ۸۸۰ احوال غالب میں ۸۷۰ "دعوت مشمولہ اودے" نے مغل دہلی)

(۲۴۱ تا ۳۳۳) ۲۴۱ تا ۳۳۳

غالب نے اس شکاری پر مصروف اول قطعہ کہا جو بارغ و دور میں شامل ہے۔

(۲۴)

مرازا اجمن طوی میرزا یوسف
قراہ یافت . درجہ سے بھگم رب ۱۲۷۵
دو شہر بہت و دم روز از سر شعبان
دیکھ مر نہ سوی قبلہ سر بسجود
کرم کہنے و فریاد زب بزم نکلا
بر بزم شب اجنا کہ تا طلیعہ صبح
صحن نظامہ رقص است و اختراع سرود
پیہ دم کہ و فیض شہول کھٹ گل
دم صمیم سر حکماء خواہ بد

شہزادہ چاہب کا شمار مونس دہان
ہے شادی بخت مبارک مسعود
ہے ہری بیج وقت برکت
چاہب بندہ نوازی ہی دہان افروز

اس قلعہ کی تحصیل جان کرتے ہوئے سید و ذریعہ الحسن عابدی کہتے ہیں :

یہ قلعہ غالب کے چھوٹے بھائی مرزا یوسف کی شادی کا محکوم واقعہ یعنی دعوت نامہ ہے۔ مرزا یوسف غالب سے دو سال چھوٹے تھے (دختر ص ۱۹)۔ اس طرح ان کا سال ولادت ۱۱۳۳ھ قرار پاتا ہے۔ ہمیں سال کی حرکت ۱۱۳۵ھ سے اور اس کے بعد سے ان کی عمر کے ہمیں سال دہائی کی حالت میں گزرتے (ایضاً) اور ان کی موت ساٹھ سال کی عمر میں عدا اکتوبر ۱۱۵۵ھ (شب دست و خم ماہ صفر ۱۱۵۵ھ) کو واقع ہوئی۔ (دختر ص ۲۰۰) اس حساب سے مرزا یوسف کی شادی ۲۹ صفر ۱۱۳۳ھ سے پہلے کی مدت میں ہوئی ہو گی۔ اس قلعے میں کہا گیا ہے کہ اس تقریب کی بزم شاد ۱۱۳۴ھ شعبان کا دن گزر کر ۱۱۳۵ھ شعبان کی) شب میں منعقد ہو گی اور دوسرے دن صبح کو برات دہلی کے گھر روانہ ہو گی اور اسی دن دولہا کے گھر واپس آنے کی' جہاں صافوں کی پذیرائی کی جائے گی۔

اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ مرزا یوسف کی شادی ۱۱۳۵ھ غالب کی شادی کی طرح تیرہ سال کی عمر میں یا اس کے کچھ بعد ہوئی ہو گی' اس تقریب کی امکانی تاریخیں از دوسے حکم صرف دو قرار دی ہو گی' ایک سے شب ۲۳ شعبان ۱۱۳۳ھ (مطابق کم جنبر ۱۱۳۳ھ) دوسری سے شب ۲۳ شعبان ۱۱۳۴ھ (مطابق ۸ جولائی ۱۱۳۴ھ) طاری نظر میں شادی کی تاریخ ان میں سے پہلی تاریخ ہے' اس لیے کہ یہ تاریخ غالب کی شادی سے لگاتار دو نہیں' بلکہ ان دونوں شادیوں میں ۱۱۳۵ھ فصل رہتا ہے جتنا دونوں بھائیوں کی عمریں میں فرق غالب کی شادی اکبر آباد سے دہلی آنے پر ۱۱۳۵ھ (مطابق ۱۱۳۵ھ) میں مانی گئی ہے۔ غالب اور مرزا یوسف کے حالات اور شرقی رسوم و روایات کا مختصراً بھی یہی حاکم چھوٹے بھائی کی شادی غالب کی شادی کے بعد جلد از جلد اہتمام پائے۔ اس بنا پر تیسری امکانی تاریخ سے شب ۲۳ مارچ ۱۱۳۰ھ خارج از بحث ہو جاتی ہے اور دوسری مذکورہ تاریخ کا بھی امکان نہیں رہتا' خصوصاً اس بنا پر کہ یہ دوسری تاریخ جولائی میں پڑتی ہے' جو دہلی میں شدید گرمی اور بھس کا زمانہ ہے۔ برخلاف اس کے پہلی مذکورہ تاریخ ماہ جنبر کی ہے' جس میں اعتدال خورشید واقع ہوتا ہے اور وہ موسم ہوتا ہے کہ دم ہوا سرد' فیض شمول گشت گل' سے لگھوار' ہو سکتا ہے' حنیہ کیفیت ہو سکتی ہے جو اس قلعے کے پانچویں شہر میں جان ہوئی ہے۔ جولائی کے سینے میں دہلی کی گھیاں پھولوں کی خوشبو سے نکلیں' یہ قابل تصور نہیں۔ اس کے علاوہ ۱۱۳۵ھ میں مرزا یوسف کی صاحبزادی مرزا افسانہ زوجہ غلام فرید الدین چار بچوں کی ماں تھیں۔ یہ بات اس کے ساتھ کامل قافیہ رکھتی ہے کہ اس وقت مرزا یوسف کی شادی کو تقریباً ۱۱۳۵ھ برس گزر چکے تھے اور انہیں روانہ ہونے تیسریں ہوتے تھے۔

یہ شادی بھی غالب کی شادی کی طرح دہلی میں ہوئی تھی۔ لاضل گمراہی مالک رام صاحب نے سرکاری دستاویزوں سے تحقیق کر کے معلوم کیا ہے کہ مرزا یوسف کی شادی لاہور حکم سے ہوئی تھی' جو سیدانی تھیں اور ان کا خاندان فراھانے (شہر دہلی) میں ایک وقت (نوائے لوب' یعنی شہر اپریل ۱۱۵۹ھ' مقالہ ہنزہ مرزا یوسف)

۵ : شمل : یہاں اس لفظ کا استعمال قاری محمود کے کے لفظ سے لیا ہے۔ اس کے بجائے غالب دہلی' یا نقو' کہہ سکتے تھے۔ (بارغ دور : دہلی ۳ - الف)

(۱۷) عزیز القسام : درجہ نظام فریدی خاں ولد مرزا علی بخش ولد لوہاں اتی بخش معیوف۔

(۱۸) مرزا عبداللہ بیگ خاں : مرزا قوکان بیگ خاں کے صاحبزادے نور غالب کے والد تھے۔ ان کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ ان کو ان کے خاندان میں مرزا دودا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ مرزا قوکان بیگ خاں جب تک زندہ رہے "مرزا مہدائے بیگ خاں کو کسی قسم کی فکر نہیں ہوئی" ان کا انتقال ہو گیا تو مرزا مہدائے بیگ خاں نے حاشیہ روزگار میں دہلی کی حکومت ترک کر دی اور امیرپور جلی کے پٹان کے مطابق مباراد سے پور کی خدمت میں پہنچ کر ان کے ملازم ہو گئے۔ اس دوران نظام حسین کھنڈان کی صاحبزادی حضرت انصاء بیگم سے ان کا عقد ہو گیا جس پر انھوں نے مباراد سے پور کی ملازمت چھوڑ دی اور خانہ دارا کی حیثیت سے انور میں رہنے لگے۔

غالب کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد قوکان بیگ خاں کو شاہان دہلی کی طرف سے پرگنہ چماو بطور جاگیر ملا تھا۔ ان کے انتقال کے وقت یہ خواجہ الملوکی کا پنکار گرم تھا اس کی وجہ سے پرگنہ چماو کی جاگیر جاتی رہی۔ اور مرزا مہدائے بیگ خاں حاشیہ کی فرائض سرگرمیوں سے انور میں لکھا ہے :

"اب میرا مرزا مہدائے بیگ خاں بطور کھنڈان جا کر لوہاں ۳ صوفیہ دارا کا نوکر ہوا۔ بعد چند روز عید تہار جا کر لوہاں نظام علی خاں کا نوکر ہو گیا۔ تین سو سوار کی جمیت کے ساتھ ملازم رہا" کی برس وہاں رہا۔ وہ نوکری ایک خانہ جنگی کے کھیلنے میں جاتی رہی "مہدائے بیگ خاں بطور نے گھبرا کر انور کا قصد کیا۔ وہاں راجہ بنگلور شکر کا نوکر ہوا"۔

مرزا مہدائے بیگ خاں کو دارا بخاور شکر کا ملازم ہونے چند ہی دن گزرے تھے اور ان کو مناسب حال نوکری نہیں دی گئی تھی کہ راج گڑھ کا سرکار چلی آگیا۔ حالی کے پٹان کے مطابق :

"ایک گزنی کے زمیندار راج سے ہار گئے یہ فوج اس گزنی پر سرکشی کے لیے بھیجی گئی" اس کے ساتھ مرزا مہدائے خاں کو بھی بھیجا گیا تھا وہاں پہنچتے ہی فوج کے گولی گئی اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور راج گڑھ میں دفن ہوئے۔"

غالب کے ایک اور خط سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ راج گڑھ کا سرکار ۱۸۶۲ء میں وقوع پذیر ہوا تھا اور اسی میں مرزا مہدائے بیگ خاں کام آئے تھے۔ غالب نے ۱۸۶۰ء میں راجہ شیو دھان شکر والی انور کی مدد میں ایک قبیضہ لکھا تھا جس کے ایک شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے :

کافی بود مشاہدہ شاہد ضرور نیست
در خاک راج گڑھ پدرم را بود ضرور

مرزا مہدائے بیگ کے بارے جاننے کے بعد راج بخاور شکر والی انور نے وہ گاؤں اور کسی قدر دوزخ ان کے دونوں لڑکوں یعنی غالب اور ان کے بھائی مرزا جوسف خاں کی پرورش کے لیے مقرر کر دیا۔ جس کے حلقے یہ بات بخود تحقیق طلب ہے کہ یہ گاؤں انور سے دیکھ کر اور کچھ دور مسدود ہوا؟

(دارا بکر غالب ص ۱۸، کلیات نظم ص ۳۵۲، انتخاب یادگار ص ۲۳۰، انجیل فروری ۱۸۶۳ء، کلیات نظم قاری دوم ص ۳۳۱، بزم غالب ص ۳۳۵ تا ۳۳۷)

(۱۹) نظام حسین کھنڈان : غالب کے ۱۱ سرکار سارنپور میں عسکری خدمات پر مامور رہنے کے بعد بنگلور میں رہے۔
(اوراق معلانی ص ۱۸)

نے انتخابی دواؤں کی صفحہ کام چیتے ہوئے اپنی ہائیڈرو اپنی زندگی ہی میں اپنے بھائی کے درمیان تقسیم کر دی۔ فیروز پوری بھڑک کا علاقہ نواب خٹم الدین خاں کو اور لہارو کا علاقہ نواب امین الدین احمد خاں اور ضیاء الدین احمد خاں کو دیا۔

نواب احمد خاں خاں کے انتقال پر نواب خٹم الدین خاں نے اس تقسیم کے خلاف آواز بلند کیا اور سرکار انگریزی میں مداخلت کرنے کے لیے طلبہ اکبر ہونے کی حیثیت سے فیروز پور بھڑک کا بلا شرکت غیر حق وارہوں۔ فرانسس ہائرس نے اپنی ریفرنس کے ذریعے میں ان کو ان کے بھائیوں کا علاقہ یعنی لہارو بھی دلا دیا جس پر نواب امین الدین احمد خاں نے ۱۸۳۳ء میں نکلنے کا کردار اعلیٰ میں اہل کی۔ اس اہل کا فیصلہ نواب خٹم الدین خاں کے خلاف ہوا اور اس کے بعد دونوں بعد ۲۲ مارچ ۱۸۳۳ء کو کسی ماسٹرم خٹم نے دہلی کے ریفرنس وکیم فریزر کو کوئی کا نشانہ بنا دیا۔ لوگوں میں خٹم کے حق کی چہ بیگونیوں شروع ہو گئیں۔ خوش حال گوہر، ملائی بھدار، عقیقین بیک کوٹوال، حمایت علی، ادب، منٹال، آغا جان اور اسی خٹم کے دوسرے جاہ طلب افراد انعام و اکرام کے لالچ میں تحقیقاتی افسروں سے مل گئے اور ان کو پھونکی دیا۔ انہیں پہنچا کر اس امر کا یقین دلایا شروع کیا کہ ریفرنس وکیم فریزر کو نواب خٹم الدین خاں کی اکیکٹ ہے ان کے ملازم کریم خاں نے ہاک کیا ہے۔ مقدمہ کی ابتدائی سماعت کے بعد کریم خاں کو چھائی دی گئی۔ اس کے بعد نواب خٹم الدین خاں کے مقدمہ کی باقاعدہ سماعت کا آغاز ہوا۔ ۹ اگست ۱۸۳۳ء کو شائع ہونے والے سلطان الاخبار کی اطلاع کے مطابق عدالت گواہوں سے جو چاہتی انگریزی میں گھسوا لیتی تھی۔ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے اس لیے ان کو اس امر کا پتہ نہیں چلا تھا کہ وہ نواب خٹم الدین خاں کے خلاف بیان دے رہے ہیں یا ان کی صفائی میں۔ ان مرض اور جعلی بیانات کا سلسلہ ختم ہونے پر عدالت کی جانب سے چھائی کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کا علم ہونے پر نواب خٹم الدین خاں نے اسٹریڈ ہیک کو اپنا وکیل بنا کر نکلنے بھیجا لیکن اس سے پہلے کہ نکلنے میں اس فیصلے پر نظر ثانی کی جاتی، مرزا کو بحال رکھا گیا۔

انگریزوں کو خدشہ تھا کہ اگر نواب خٹم الدین خاں کو چھائی دی گئی تو پھر شر مقلض ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے چھائی دینے کے بجائے ایک روز کل یعنی ۷ اکتوبر ۱۸۳۵ء کو ہی احتیاط کے طور پر اور شروع کو خوفزدہ کرنے کے لیے سواری دودھ اور کھجور دودھ اور دودھائی علاقہ میں عین ہزار مسخ سبائیوں کو حصار کر دیا اور جگہ جگہ بھاری توپیں نصب کرا دیں۔ ان تمام اقدامات کے مکمل ہونے پر ۹ اکتوبر کی صبح نواب خٹم الدین کو پاکی میں بٹھا کر قتل گاہ میں لایا گیا۔ اس وقت ان کے چہرے پر کسی قسم کا ٹھکر یا مال نہیں تھا وہ انتخابی کاٹھن اعداء میں قتل گاہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ایک پادری نے آگے بڑھ کر ان کو صیقلی ہونے کی ترغیب دی جس پر انہوں نے جواب دیا کہ میں عیسائی کا سحر نہیں ہوں جس طرح الہی یود نے ان کو باہر چھائی دی تھی اسی طرح تم ان کے چور ہونے کے باوجود بھ کو بلا جرم چھائی پر چڑھا رہے ہو۔

اس نکلنے کے فوری بعد نواب خٹم الدین خاں کو چھائی کے تخت پر لایا گیا۔ اس وقت ان کے دونوں ہاتھ پشت کی جانب باندھ دیئے گئے اور گلے میں دی ڈال کر چھائی دے دی گئی۔ فریزر بھٹ کے بعد ان کی لاش کو ان کے دروازے کے حوالے کیا گیا ان کے خسر مرزا افضل بیک نے ان کی لاش کو حاصل دیا۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے شاہ محمد اسحاق نے ان کی لاش بتانہ پڑھائی جس میں آٹھ ہزار افراد شریک ہوئے۔ اردو کے مشہور شاعر نواب مرزا داغ ان ہی کے صاحبزادے ہیں جن کی والدہ نے اپنے شوہر کی شہادت کے بعد مرزا فریدی عبد بدار شاہ ظفر سے نکاح کر لیا تھا۔

(دیباچہ، دج ان مرموز، آئین قریب ۱۸۵۹ء نکات نثر غالب ص ۷۰، واقعات دارا گورمت دہلی دوم ص ۴۲ ص ۴۹۳)

تاریخ صحافت اردو ص ۱۰۱، بزم غالب ص ۲۲۲ (۱۸۵۷ء)

(۲۳) انڈرلو سترنگ : ۱۸۵۳ء کے قریب پیدا ہوئے۔ وہ ایمل سترنگ کے بیٹے تھے۔ ۱۸۷۵ء سے ۱۸۷۶ء تک انڈلی بری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۷۳ء میں ہندوستان آئے۔ حکومت کے فارسی سیکرٹری اور پے فیکل ڈیپارٹمنٹ میں ڈپٹی سیکرٹری رہنے کے بعد ۱۸۸۸ء میں قائم مقام گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ وہ بہت ذہین انسان مانے جاتے تھے۔ انہوں نے اڈیسہ پر قابل قدر تحقیقی کام کیا۔ ۲۳ مئی ۱۸۹۰ء کلکتہ میں وفات پائی۔

(یک لائن ص ۳۰۵)

سترنگ کی وفات پر غالب کا یہ اشعار پر مبنی ایک قصہ بھی ہے جس سے چند شعروں پر غور کریں :

فردغِ طالعِ امام مسزِ سترنگ

کہ فر خسروئے تاجی پر خود ز جبین

تجی چہن کہ کنگنی بہار از د گل گل

سری چہن کہ فغانی لب برا و ہدیہ

برای آنکہ بخت برین بود چالشی

زمن و دعا و انصاف چہن اکین

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۷۱۷ و ۷۱۸)

یہ اشعار میں شامل مولوی سراج الدین احمد کے نام ایک خط میں سترنگ کی وفات پر اظہار غم کرتے ہوئے لکھا

ہے۔

"میرے منہ میں خاک اگر میں یہ کون اور د کون تو بہر حال ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مسز اندرلو سترنگ کا انتقال ہو گیا۔ دنیا سے ٹیک تاجی کے سوا کوئی چیز اس نے اپنے ہمراہ نہیں لے۔ کاش کہ میرے کانوں میں روٹی چڑ کر بھردی جاتی تاکہ میں اس بری خبر کو سننے سے بچ جاؤں۔ اب میں تم غمخوار کی امید کس سے رکھوں اور کس کی گردش چشم کا خیال رکھے چکیں رہے۔"

(ادراغ معانی ص ۳۳)

غالب جب پٹنہ کے قلعے کے لیے نکلے تھے تو اس وقت انڈرلو سترنگ گورنر جنرل کے شعبہ فارسی میں سیکرٹری تھے انہوں نے اور ان کے اسسٹنٹ سیکرٹری جس فریڈ نے غالب کی پذیرائی کی۔ دونوں فارسی کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور غالب اپنی والدہ کی طرف سے ان کی لاد کو بہ حد مفید سمجھتے تھے۔ سترنگ کی مدد میں غالب کا بہترین اشعار کا قصیدہ کلیات فارسی میں موجود ہے جس کا مطلع ہے :

فغان کہ نیست سو برگِ دامنِ افغانی

ہے بد خویشِ فرہادِ امِ زمیانی

اس کا مطلع کافی یہ ہے :

ز ہی کرم کہ دستِ بکھرِ افغانی

بہا عرض کرد بد ز امِ نیسانی

اور عرض دعا میں کیا ہے :

گدا گم و چھٹانے دار گدا ام چ دود گے کہ بود قیصرش چ دودانی
نہ نگ خواہم دے نے جان' ایسی قدر خواہم کہ گرد فم زورخ بخت میں دستان
مرا دستان د دور شنگلی لہجہ نہ آرزوے امیری نہ صورت غلی
دست سال لہوں ی شود کہ ی سود کس چورشتہ شمع چ بزم جہان
چ دار گدا رسیدم چنگار دانستم برس چ دار غریباں چنگار ی دانی
(تلمیحات غالب قاری ص ۱۲۰ تا ۱۲۵)

(۲۳) سرحدان ما کلمہ ۲ : ۱۷۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام جہان با کرم تھا۔ وینٹر کرک میں تعلیم حاصل کی۔
۱۷۱۱ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی فٹری سروس میں ملازم ہوئے اور ۱۷۱۳ء میں مدراس پہنچے۔ ۱۷۱۴ء میں سرنگا پٹم چ قبضے
کے دوران وہ قلعہ حیدر آباد کی افواج کے لیے قاری تھان کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۱۷۱۷ء سے ۱۷۱۹ء تک وہ
قارہ پارسی کے سیکرٹری اور اسسٹنٹ ریجنٹلنٹ حیدر آباد کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۷۱۹ء اور ۱۷۲۲ء کے درمیان کی
مہم میں لارڈ ڈالری نے ان کا انتخاب کیا۔ ۱۷۲۲ء سے ۱۷۲۳ء تک لارڈ ڈالری کے سیکرٹری رہے۔ بعد ازاں میں قلعہ کے
دوران ان کی زندگی سرکاری مصروفیات اور کارگزاریوں سے بھری ہوئی ہے۔ انھوں نے ۱۷۳۰ء میں بعد ازاں کو ترک کرنا
اور ۳۰ جولائی ۱۷۳۳ء کو وفات پائی۔ (ایک لپٹ میں ۲۷۵)

(۲۴) خواجہ مرزا : کے حالات اور خانوادہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے خواجہ قمر الدین راقم کا مضمون بعنوان "مرزا غالب کا
سب نامہ" مروجہ مرزا رشتہ ایک مشہور ہندوستانی اخبار دہلی۔

(۲۵) مرزا افضل بیگ : غالب کے بہنوئی مرزا اکبر بیگ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۷۳۰ء نومبر ۱۵ اور ۱۵ مارچ ۱۷۳۲ء
کے درمیان کسی تاریخ کو دہلی میں فوت ہوئے۔ صاحب "تاریخہ سوہری" نے لکھا ہے کہ ضعیف ہو گئے تھے اور انتقال
کیا۔ گریہ فضیلت کوئی حزا اسی سال پڑھے کی سی نہ ہو کی کیونکہ وہ مرتے دم تک اکبر شاہ دہلی کی طرف سے انگریزی
دودار فکٹ میں سفیر رہے اس لیے قیاس ہے کہ فوت مرگ ان کی عمر ۶۰ سال یا اس سے کچھ زیادہ ہو گی۔ اس طرح
ولادت کا سال ۱۷۷۱ء کے آس پاس ضمیمہ کیا جا سکتا ہے۔

انگریزی دودار فکٹ میں سفیر مقرر ہونے کے وقت تھان کے والد اور دوسرے اہل خانہ ان دہلی میں نہیں رہتے
تھے۔ تقرر کے بعد ہی دہلی میں سکونت اختیار کی۔ مرزا "مغرب الدولہ" "سوز الفک" "دودار جنگ" کے خطابات سے سرگراز
ہوئے اور فکٹ بھیج دیے گئے تاکہ وہاں انگریزوں سے تصدیق طلب امور سلطنت کا حل نکال سکیں۔

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ فکٹ کب گئے گریہ جینی ہے کہ جب غالب پٹن کی بھائی کے واسطے میں فکٹ میں جنم
تھے (فروری ۱۷۳۸ء سے اکتوبر ۱۷۳۹ء تک) تو مرزا بعد وقت وہیں تھے۔ پھر وہیں فکٹ میں رہ کر انھوں نے مشہور دانشور
رام موہن رائے کھلی دودار سے دایا کا خطاب دلا کر غیر تصدیق شدہ امور کی مزید پیروی کے لیے انگلیٹھ بھیجا۔ دایا رام
موہن رائے ۱۵ نومبر ۱۷۳۰ء کو لندن (London) کی جہاز سے حاکم انگلستان ہوئے۔ مرزا افضل بیگ دہلی واپس آ گئے۔

مرزا افضل بیگ کی شادی حکیم مومن خاں مومن کی بھائی سے ہوئی تھی تمام فکٹ سے واپس چ وہ اپنے ساتھ
ایک خوبصورت بھانجی کو بھی لے آئے تھے۔ وہ سکتا ہے کہ پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا ہو یا یہ دہی عورت ہے جسے مرزا

الفضل بیگ کی وفات کے بعد مرزا مہاس بیگ (مرزا الفضل بیگ کے بچپن) بھاگ کر پنجاب کی طرف سے لے گئے تھے اور گمراہوں سے دائمی دادا سبکی مول لے لی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنگال کوئی بازاری عورت یا طوائف نہ تھی بلکہ الفضل بیگ کی باقاعدہ بیوی تھی کیونکہ "صاحب کارنامہ سرودی" اس عورت کو مرزا مہاس بیگ کی بیوی کہتا ہے۔ فرحت اللہ بیگ نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں ہر گھر کے ساتھ ایک نہ ایک طوائف کا نام ہوتا تھا مگر یہ گھر (مرزا مہادلہ بیگ پر مرزا الفضل بیگ کا) ایسا تھا جس میں طوائف کا نام نہیں آتا تھا۔

مرزا الفضل بیگ کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام مرزا مہادلہ بیگ عرف مرزا دولا تھا۔ ان کا مکان محلہ چوڑی والاں کی سیکڑیں والی گلی میں تھا۔ ممکن ہے یہ مکان مرزا الفضل بیگ نے خرید لیا ہو یا بڑا ہو اور اپنی عمر کے آخری سالیں یہیں لے لیے ہوں۔

مرزا مہادلہ بیگ کی اولاد تین تھی۔ چھ بیٹے اور دو بیٹیاں۔ جب مرزا الفضل بیگ کے انتقال کے بعد آمدنی کے سب راستے بند ہو گئے تو مرزا مہادلہ بیگ محض پریشاں ہونے کا اب اتنے بڑے کنبے کی پرورش کیسے ہو گی۔ آخر ایک روز وہ اپنے والد کے سرٹیکٹ لے کر ہر الجھی واکسراٹے نے دیے تھے وہی کے ریڈیو ٹی کے پاس غارست مانگنے کے لیے گئے۔ ریڈیو ٹی نے از راہ سہانی انہماک سے کاپور بیگ کی واک گاڑی کا نظام ان کو دے دیا۔ چارہا سیکڑوں چڑکیاں قائم کی گئیں۔ مرزا مہادلہ بیگ اکثر ان چڑکیوں کی دیکھ بھال کے لیے بلا کر گئے تھے۔ اس طرح خانہ کی حالت سنبھل گئی۔

آج تک مرزا الفضل بیگ کے نام غالب کا کوئی خط نہیں ملا۔ تاہم ان کا ذکر دو مہلوں کے خطوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ ایسے ہی خطوں سے مرزا الفضل بیگ کے انتقال کی خبر بھی ملتی ہے۔ مرزا احمد بیگ خاں (ملتان) کو لکھتے ہیں : "فلان بیگ زندہ نیست ورنہ فوراً خودی" "حضرت اکبر شاہ از روز رحلت فلاں بیگ بہ الزواج و عوارض جفا بود۔ پروردگار چہار شنبہ آخری صغیر و فصل صحت کہہ اند" آٹا قاسم و داغ شہیند ملتقات ندادند"

(مختصرات غالب طبع دوم ص ۴۴ - ۴۵ خلا نمبر ۴۴)

دن اور مہینہ نہ سمجھ کر اس خط سے مرزا الفضل بیگ کا سال وفات چھین ہو جاتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ راجا رام سوہن رائے کے خاں لکھنؤ ۱۸۳۵ء کو مازم انگلستان ہونے تک نہ صرف مرزا زندہ تھے بلکہ اس کے بعد وہ بھی واپس آئے اور اپنے ساتھ ایک حسین بنگالی بیوی بھی لائے تھے۔ صغیر چوک ۱۸۳۵ء میں برطانوی اگست میں پڑا ہے اس لیے برطانوی اگست ۱۸۳۵ء یا اس سے پہلے کے کسی انگریزی سینے میں مرزا کا وفات پانا درست نہیں ہو سکتا۔ مرزا احمد بیگ خاں ملتان کا انتقال ۱۵ مارچ (شوال) ۱۸۳۲ء سے کچھ روز قبل ہوا ہے۔ اس لیے مرزا کا انتقال ۱۸۳۲ء کے ہر قریبی - صفر) میں بھی ممکن نہیں کیونکہ اہل کے خط سے ظاہر ہے ملتان کی زندگی ہی میں مرزا انتقال کر چکے تھے۔ اب وہ کیا ۱۸۳۱ء تو یہی مرزا کا سال وفات ہے۔ صفر کا آخری چہار شنبہ ۲۳ صفر ۱۲۴۰ھ میں پڑا ہے جو ۳ اگست ۱۸۳۱ء سے مطابقت ہوتا ہے۔

بادشاہ (اکبر شاہ ثانی) کو مرزا کے انتقال کا سخت رنج ہوا اور وہ طرح طرح کے مارفوں میں جفا رہنے لگے خدا خدا کر کے شفا پائی اور ۳ اگست ۱۸۳۱ء کو غسل صحت فرمایا۔ مگر بیماری اس قدر شدید اور لمبی تھی کہ عرصے تک بھارتی باقی رہی۔ مرزا کا انتقال بادشاہ کے غسل صحت سے ایک دو ماہ پہلے ہوا جو گھر سال وفات ۱۸۳۱ء ہی ہے۔

غالب کو شبہ ہی نہیں بلکہ یقین تھا کہ مرزا الفضل بیگ بٹن کے قلعے میں خدا کی بجائے ان کی مخالفت کر رہے

گفت غالب و کنار و ز الہام داد
از کرم جان من خلق و میدان داد

(کلیات غالب قاری جلد اول ص ۲۱۸-۲۱۹)

(۲۹) فرانسس ہاکنز (۱۸۳۸ء کے پاس) کو ۱۸۷۸ء کے بعد دہلی کا ریڈیٹ بنایا گیا۔ وہ ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان اس عہدہ پر فائز تھے۔ ہاکنز نے غالب کے خلاف رپورٹ لکھی تھی۔ بیچ آجک کے وہ غلوں میں غالب نے ہاکنز کی اس زیادتی کا ذکر کیا ہے۔ مولوی سراج الدین احمد کے نام خط میں لکھا ہے:

”اس عراب آباد کے حاکم نے جسے فرانسس ہاکنز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، مرزاخان فیروزپور کے ساتھ بیان بکھلی ہاند رکھا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اس کی مرضی کے مطابق رپورٹ صدر میں بھیج دی۔“ (اوراق معافی ص ۳۶)

اور انہی کے نام وہ سبے خط میں لکھتے ہیں:

”ہر رپورٹ کہ فرانسس ہاکنز (ہاکنز) بہادر نے خصوصیت کے ساتھ میری دوا وطنی کے بارے میں صدر میں بھیجی ہے۔ کیا کہوں کہ وہ کس حد تک امیدوں کو گھٹانے اور غلوں کو بڑھانے والی ہے۔“ (اوراق معافی ص ۳۳)

غالب نے ہاکنز کی رپورٹ پر حدود و اہل قطعہ بھی لکھا تھا جو کلیات غالب قاری کے ص ۲۱۷ پر موجود ہے:

لاحم لہ غالب ز ہاکنز سگال

حد سینہ بی کینہ از ظلمات دماغ

اگر حدود خلاف تو کہہ است رپورٹ

وگر غم بقتل تو بہت است ہتلا

تھا بڑی عربی گندہ ہم زخمت

مدیدہ ای کہ جان کس غالب است جارح

(گورنمنٹ)

ہاکنز بڑا ہی بدعلاق شخص تھا۔ اس کی عزت اور شہرہ کی کوئی حد اور انتہا نہ تھی۔ وہ سب لوگوں کو ہٹا چاہتا تھا کہ برطانوی اقتدار کے آگے مل جل کر بیٹھیں۔ وہ ایک کڑی جلی کے مشق ہے کہ ہر چاہو اس کا مدد کرو۔ چاہے یہ بات صحیح بھی ہو تب بھی ظاہری آداب کا لحاظ سیاست کاری میں ضروری ہوتا ہے۔ وہ شاہی دربار میں بھی بد نظری سے جڑی آتا تھا۔ وہ پہلا ریڈیٹ تھا جس نے دربار میں بیٹھنے کے لیے کرسی طلب کی۔ ایک مرتبہ کسی صحنہ کو دربار خاص دکھانے کے لیے لایا تو بادشاہ کی ایازت کے بغیر گھوڑے کو اندر تک لے گیا۔ بادشاہ نے اس کی ظلمت کی جین وہ مجبور اور بے بس تھا۔ چپ ہو رہا۔ چپ لکھتے گورنمنٹ کو یہ اطلاعیں پہنچیں تو اسے داییں ہٹا لیا گیا۔

(غالب اور آجک غالب ص ۸۷)

(۳۰) نیشنل انجمن اڈیسیون سٹون: ۶ دسمبر ۱۹۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۳ء میں محل مدرسہ اختیار کر کے نکلے آئے اور سب سے پہلے نیکرٹ میں تقرر ہوا اور حکومت کے قاری حرم طرز کیے گئے۔ اس کے بعد قائم مقام گورنر جنرل

کے ٹیکری 'اس کے بعد سر مارا کارک سر پی ایچ ہارلو اور مارا وٹلی کے ساتھ ٹیکری کے طور پر کام کیا۔ مدراس میں سلطان فتح کے خلاف کم میں بھی شامل رہے۔ ۱۸۰۹ء میں ملاو حکومت ہند کے عہدہ خراج میں بحیثیت چیف ٹیکری کام کیا۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۱۳ء سے ۲۷ جنوری ۱۸۱۸ء تک سپریم کونسل کے رکن رہے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر تھے جبکہ ۳ مئی ۱۸۳۱ء کو فوت ہو گئے۔ ایچ سوشلون کے بارے میں غالب کے مدحہ فتح کے چند اشعار یہ ہیں:

فرزادہ بگادہ از منشن ہلار
کامرت دانش اندی آئینا کاروانی
در محفل کشا طلی زہرا + نذر سخی
ہر کوٹ رہا عش' کیوان ہاسپلی
ماں کہ ہند ہاشم ہاشی + آشکارا
ماں کہ کہہ ہاشم ترک دکانی
روٹی فروشی سخی در سولت طرازی
امید بگد عشقی در محنت رسائی

(خلیت غالب قاری جلد اول ص ۱۸۳ - ۱۸۴)

(۳۱) بھری تھوپی پر سپ : والد کا نام ان پ 'سپ' ۱۵ جولائی ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائیویٹ طور پر حاصل کی۔ اس کے بعد لی بیچ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کالج برٹ فورٹ کاسل میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۸۹۹ء میں بنگال چلے۔ ۱۸۸۳ء میں گورنر جنرل مارکوس ہیشنگٹن کے پرائیویٹ ٹیکری بنائے گئے۔ ادوہ 'بھلی طوطی' صوبہ اور خیال کے دوروں میں وہ گورنر جنرل کے ساتھ تھے۔ انھوں نے ۱۸۸۳ء میں مارکوس ہیشنگٹن کے انتظامی دور کی تاریخ بھی شائع کی۔ ۱۸۹۰ء میں وہ حکومت کے قاری ٹیکری اور ۱۸۹۵ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے جن میں دلچسپ حکم کی سوانح قابل ذکر ہے۔ وہ شاعری بھی کرتے تھے۔ ۱۵ فروری ۱۸۷۷ء کو وفات پائی۔ (یک لیز ص ۳۲۲)

(۳۲) سوہلیم ہے پارٹنٹ میکناٹن : اگست ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ وہ سرورک میں میکناٹن بار ایسٹ لا' بیچ سپریم کورٹ مدراس کے 'درے بنے تھے۔ پارنر پلاس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۸۵۹ء میں مدراس آئے۔ جیہ آباد بنگال اور کلکتہ میں خدمات انجام دیں۔ ۱۸۶۰ء سے ۱۸۶۳ء ہنگلی ہندوستان کی سیاحت پر رہے۔ ولیم ہشنگ نے سپ راج میں صدارت دلچسپ حکم سے ملاقات کی تو ولیم نے اس کے ساتھ تھے۔ انھوں نے شہزادہ 'فرنی اور کلل کی مصوں میں بھی حصہ لیا۔ ۱۸۶۱ء میں وفات پائی۔ (یک لیز ص ۳۲۹)

غالب کے قاری تعلقات میں ولیم میکناٹن کا ایک مدحہ قطع موجود ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:

ہر کا مشورہ اقبالی پادہ گورہ اند
نام کماہی ہلار زبہ طوائف دیدہ ام
آ سر اور را در جہان فرہانوانی دادہ اند
چراغ را از قندہ انگیزی پشیمان دیدہ ام

دعوتِ اہلِ اقصیٰ اور اہلِ اقصیٰ
کلی دعوہ از قلم مولانا محمد رفیع

(تکلیفاتِ قاری جلد دوم ص ۳۸ تا ۳۲)

(۳۶) ولیم ہارڈوچ ہیلی : تلی۔ ایس۔ ایس۔ خاص شہرہ تھ ہیلی کے بیٹے تھے۔ ایشی اور کیمبرج میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۷۹ء میں ہندوستان آئے۔ ۱۸۸۳ء میں گورنر جنرل لارڈ دکن کے دفتر کے ایجنٹ ہونے میں کام کا آغاز کیا۔ ۱۸۸۰ء میں صدر کورٹ کے رجسٹرار مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۳ء میں نیکرٹری راجہ لور ۱۸۸۸ء میں کینی حکومت کے چیف نیکرٹری مقرر ہوئے۔ برٹانی سے دسمبر ۱۸۸۳ء کے دوران پیرام کوئٹہ کے لیے گئے۔ راجہ سے برٹانی ۱۸۸۸ء تک قائم مقام گورنر جنرل ہوئے۔ ۱۸۸۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر بنائے گئے۔ ۱۸۵۸ء میں سکندریا ہوئے اور ۳۹ مئی ۱۸۸۰ء کو وفات پائی۔ (یک لیز ص ۳۱)

(۳۷) انگریز اور چارچ رس : ۹ جنوری ۱۸۸۰ء کو پیدا ہوئے۔ ایس۔ ایس۔ اور پندرہ مئی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں فوجی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۸۷ء میں لینڈنگ گورنر بنائے گئے۔ ۱۸۵۸ء سے ۱۸۵۹ء تک ہندوستان کی جنگ آزادی میں بھی شریک رہے۔ وہ شمالی علاقہ جات 'سرحدی علاقوں' افغانستان اور پنجاب میں بھی فوجی کام کرتے رہے۔ (یک لیز ص ۳۲)

(۳۸) لینڈنگ گورنر جان رسل کالون : تلی۔ سی۔ ایس۔ والد بنجر کالون ۲۹ مارچ ۱۸۸۰ء کو گلگت میں پیدا ہوئے۔ بیٹ ایڈریس اور بیٹی جی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۸۶ء میں بنگال اور ۱۸۸۷ء میں حیدرآباد میں مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۸ء سے ۱۸۸۹ء تک حکومت ہند کے محکمہ مال گواہی میں اسسٹنٹ نیکرٹری اور ڈپٹی نیکرٹری کے عہدوں پر کام کیا۔ ۱۸۸۶ء میں گورنر جنرل آکٹو کے پرنسپل نیکرٹری مقرر ہوئے اس عہدے پر ۱۸۸۳ء تک کام کیا۔ ۱۸۸۵ء میں وہ شمالی کے ریجنٹ تھے۔ ۱۸۸۳ء تک وہ صدر کورٹ گلگت کے جج اور لینڈنگ گورنر شمال مغربی صوبہ جات کے عہدوں پر فائز رہے۔ انھوں نے حکومتی مشینری کو چلانے میں بڑا فیصلہ کاردار ادا کیا۔ انھوں نے ۹ جنوری ۱۸۸۵ء کو انتقال کیا اور انگریزوں کے قلع میں دفنائے گئے۔ غالب ان کی مدح میں لکھتے ہیں :

انکو	کالون	کہ	درگاہیں
قل	دل	دست	کعبہ آمل
کن	معنی	طسم	دانش و دار
کن	صورت	جہان	چاہ و جلال
از	قو	در	خواہ آئندہ دارم
گرچہ	رہو	خود	آئندہ ہموال

(تکلیفاتِ قاری جلد دوم ص ۴۱ تا ۴۰)

(۳۹) چارلس گرٹویلی منسل : تلی۔ سی۔ ایس۔ نے ۱۸۸۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت اختیار کی۔ شمال مغربی

سورجہ اور انگرہ میں ۱۸۳۵ تک کی حدودوں پر فائز رہ کر جھلکھٹ ٹکڑی تک کا منصب حاصل کیا۔ ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۱ء تک بنگلہٹ آفیسر، پھر ٹکڑی ناہیات اور پھر ۱۸۴۵ء سے ۱۸۵۰ء تک لارڈ دارفیس کے ساتھ پنجاب کے انتظامی بورڈ میں شامل رہے۔ ۱۸۵۲ء سے ۱۸۵۳ء تک ناچپور کے ریویژنٹ رہ کر سکدوش ہوئے اور ۱۹ نومبر ۱۸۸۹ء کو وفات پائی۔ (ایک لیکچر ص ۲۷۳)

(۳۰) نواب امین الدین احمد خاں اور نواب ضیاء الدین احمد خاں، نواب احمد خاں کی ہم عمر چاہتا ہوی بیگم جان کی اولاد تھے۔ بیگم جان نیاز محمد بیگ کی صاحبزادی تھیں جن کے بھائی خدو محمد بیگ لوہار میں فرج کے بہتان تھے۔ اس لیے ان کے خاندان کو "بیگن خلی" کا نام دیا گیا تھا۔ بیگم جان ۳ نومبر ۱۸۳۹ء کو انتقال کر گئیں۔

نواب امین الدین خاں کا سال ولادت ۱۲۳۹ھ ہے۔ وہ فیروزپور ہجرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ نواب احمد خاں خاں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی ریاست فیروزپور ہجرہ کا علاقہ اپنے حرم زاد نواب شمس الدین خاں کو اور لوہارو کا علاقہ نواب امین الدین خاں کو اور نواب ضیاء الدین خاں کو دے دیا تھا۔ نواب شمس الدین خاں کو یہ تقسیم بہت نہیں تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بھائیوں کا حق بھی ان ہی کو مل جائے۔ پانچ سالہ انہوں نے ۱۸۴۳ء میں لوہارو کا علاقہ اپنے نام منتقل کر دیا۔ اس وقت ولیم فیروز دہلی کے ریویژنٹ تھے۔ انہوں نے دونوں بھائیوں نواب امین الدین خاں اور نواب ضیاء الدین خاں کا حق ان کو واپس دلانے کی سعی کی اور اس سلسلے میں نواب امین الدین خاں کو منظور دیا کہ وہ ٹکٹ چاہیں۔ ۱۸۴۳ء میں نواب امین الدین خاں نے ٹکٹ کا قاعدہ کیا اور وہاں جا کر اہل دائرہ کی جس پر لوہارو کا علاقہ داخلہ اشت ہو گیا۔

نواب نواب امین الدین خاں اور ضیاء الدین خاں سے ہے انتظامی طور پر دیکھتے تھے۔ انہوں نے منظور ہجران دونوں بھائیوں کی مدد کی "نواب امین الدین خاں لوہارو کی بازماندگی کے لیے ٹکٹ کو رد کر دیا ہوئے تو غالب نے حضور دوستوں کے نام خدائی خط اور سفارشی مہیاں لکھ کر دیں۔ نواب امین الدین خاں کو بھی غالب سے اسی درجہ محبت اور مخلص تھا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک اگرین شراب فروش بیکٹرن نے ۱۸۴۳ء میں اپنے قرض کی وصولی کے لیے دو سو پچاس روپے کی پاش کر دی۔ جس وقت غالب اپنے بھائی يوسف خاں کی ملاقات کے لیے جا رہے تھے۔ عدالت کے چراسی نے اس قرض کی وصولی کے لیے ان کو گرفتار کر لیا اور باغی کے مکان پر لے جا کر قید کر دیا۔ نواب امین الدین خاں کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے وصولی سو روپے اصل اور بیڑہ سو روپے سودے کران کو چھڑایا۔

آخر میں نواب امین الدین خاں چار روپے گئے تھے۔ دایرہ میں بھی کچھ ظلم پیدا ہو گیا تھا۔ اس بنا پر ان کے صاحبزادے نواب علاء الدین خاں طائی کو مسدود تھیں کہ دیا گیا تھا۔ نواب امین الدین خاں نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۹ھ کو وفات پائی اور دہلی میں اپنے مودنی قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کے فرج حجاز پر دفن امین الدین خاں بہادر کہتے ہیں جس سے ۱۲۸۹ھ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) دودے معنی ص ۲۸۸، امینی خطوط غالب ص ۲۰۷، ذکر غالب ص ۲۸۷، واقعات دارالحکومت دہلی)

(۳۱) نیر بخشاں نواب ضیاء الدین احمد خاں بھلور دہلوی : پچھٹی صدی ہجری میں سادات طوی میں سے ایک بزرگ خواجہ احمد یوسفی (ف: ۱۵۳۲ھ) باب ارسلان (پاکستان) کے مشہور ولی اللہ مکرے ہیں (یہ حضرت علی علیہ السلام کے پھوپھے صاحبزادے محمد بن ابی النبیہ کی نسل میں سے تھے) انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ حضرت خواجہ يوسف ہوائی سے اکتساب فیض کیا اور انھیں سے سند خلافت لی۔ رک انھیں ابوب اور عقیدت سے "ابوبیوی" سے

غلاب کرتے تھے۔ ان کی امداد میں زمین و دنیا کے مظاہرین اہل ہوسٹ انھیں میں سے ایک خواجہ محمد امین حکومت بخارا میں سلطان یکتی کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ خواجہ محمد امین کے صاحبزادے خواجہ عبدالرحمن باغ میں منتظم ریاست اور محکم دارالطرب شاہی رہے۔ اگرچہ یہ خاندان نسب کے لحاظ سے طبقہ سادات میں سے تھا مگر شاہی منصبدار ہونے کے باعث سورتوں اور شوکے ناموں نے ان کا ذکر مرزا اور خان کے القاب سے کیا ہے۔

خواجہ عبدالرحمن کے تین صاحبزادے تھے: کام خان، عالم خان، عارف خان، مرزا عارف خان سب سے چھوٹے تھے۔ یہ تینوں بھائی امیر شاہ (۱۷۴۸ء - ۱۷۷۴ء) کے عہد میں ترکوں کا ایک مسلح دستہ ساتھ لے کر بخارا سے ۱۷۵۵ء کے قریب بخارا پہنچے۔ اس زمانے میں وسطی ایشیا (دارالامم) کی حکومت انتہائی سیاسی افراطی کے باعث ناخوش ہو چکی تھی۔ اسی سے یہ خاندان تک وطن پر مجبور ہوا۔ ان دنوں حکومت دہلی کی طرف سے مرزا محمد یکتی کے صوبہ دار تھے۔ یہ قائد پندرہ دن ان کے پاس لشکر اسی انڈیا میں صوبہ دار موصوف نے مرزا عارف خان کو اپنی فرزندگی میں لے لیا اور اپنی دختر بانو اختران کے حوالہ عقد میں دے دی۔ اس کے بعد ایک عرصے تک مرزا عارف خان یہاں رہ کر علاقے کے نظم و نسق میں مرزا محمد یکتی کی مدد کرتے رہے۔ آخر ان کی شہادت اور قابلیت کی شہرت اس دور دست علاقے سے نکل کر پایہ تخت دہلی تک جا پہنچی اور یہ حسب غلبہ شاہ عالم کے عہد میں (۱۷۵۹ء - ۱۷۸۶ء) دارالحکومت میں حاضر ہوئے۔

مرزا عارف خان کے چار بیٹے ہوئے۔ امیر بخش خان، امیر بخش خان، امیر بخش خان اور محمد علی خان ان میں سے امیر بخش خان اور امیر بخش خان نے شہرت دوام کے حلقے حاصل کیے۔ امیر بخش خان نے جو اردو زبان میں مصروف کے کھس سے مشہور ہیں، وہ حضرت مولانا محمد رفیع صاحب (ف: ۱۷۹۱ء) کے مرید خاص اور خلیفہ تھے۔ مصروف نے اگر علم و فضل اور تصوف و سلوک کے میدان میں شہرت حاصل کی تو ان کے بڑے بھائی امیر بخش خان نے ریاست و جہانگیری کی دنیا میں اپنا سکہ جاری کیا۔

امیر بخش خان ایک میں ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ جب خاندان دلی منتقل ہوا تو یہ بھی یہاں آ گئے۔ جوانی کا زمانہ بھی گزرا۔ پہلے گوالیار میں بڑا سواراں ملازم ہوئے۔ محفل لبر لوقات تھی لیکن کبھی سب سے یہ روزگار ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس کے بعد گھوڑوں کی تجارت کرنے لگے۔ ایک دفعہ اسی سلسلے میں دلی آ رہے تھے کہ راستے میں مبارک بخارو تک پہنچے۔ وہاں والی اور سے ملاقات ہو گئی جس کے نتیجے میں انھوں نے دوبارہ دہلی کی ملازمت قبول کر لی۔

مبارک بخارو تک پہنچنے کی فرض شاہی اور حسن کارکردگی سے بہت خوش ہوئے اور انھیں دلی میں لاواڑ یک کے یہاں اپنا دیکھل مقرر کر دیا۔ یہ عہد تاج کل کی سعادت کے حریف تھا۔ یہاں بھی انھوں نے اپنے فرائض منصبی کو اس خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ ایک طرف انگریزوں کی حاکمیت کی سلاطین کے عروج تھے تو دوسری طرف مبارک بخارو بھی ان کی دیکھاری سے ہر طرح مطمئن تھے۔ (۱۷۸۷ء) میں انگریزوں نے ریاست بھارت میں قلعہ ڈھک پر چڑھائی کی۔ امیر بخش کی درخواست پر دوبارہ دہلی نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ یہ بیٹی تمسک کی زوالی تھی۔ ایک موقع پر انگریز جنرل فریزر کی جانب سے لائے چکے تھے۔ امیر بخش خان اپنی جان پر کھیل کر اسے دھکیوں کے زلزلے میں سے نکل لائے۔ میدان تو انگریزوں کے ہاتھ رہا لیکن جنرل فریزر کے ذمہ ملک جیت ہونے اور وہ چاہرہ ہو سکے مرنے سے پہلے انھوں نے امیر بخش خان کو ایک سند طرہنوی لکھ دی جس میں حکومت انگریزی سے سفارت کی کہ امیر بخش خان کی خدمات کا مناسب صلہ دیا جائے۔ چنانچہ دلی میں باغ کا دوبارہ ہوا تو لاواڑ یک نے انھیں فیواد چور بھرک "ساگرس" پہاڑانہ "بھور اور گیند کا علاقہ استراری جاگیر میں عطا کیا اور فرمان میں ان کا نام لکھوایا: "فرزند دہلی" دلاور الملک نواب امیر بخش خان مبارک

رحم جنگ۔ سارا ہا بکدور تھکے نے اس پر اپنی طرف سے پرگنہ لوہار کا اضافہ کر دیا۔

نواب امیر بخش خان نے اپنے بیچے چار بیٹے چھوڑے۔ ایک بیوی سے نواب شمس الدین امیر خان (ف) : ۱۸۳۵ء اور ابراہیم علی خان اور دوسری سے نواب امین الدین امیر خان اور نواب فیاض الدین امیر خان۔ شمس الدین امیر خان اپنے والد کی جیسی حیات ۱۸۶۱ء میں فیروز پور بھکر کے نگران ہو گئے تھے۔ لوہار کی جاگیر نواب امیر بخش خان نے اپنے دوسرے بیٹوں کے نام لکھ دی۔ ہماری زبان کے مشہور شاعر نواب مرزا داغ ان ہی نواب شمس الدین امیر خان کے بیٹے تھے۔

نواب امیر بخش خان اکتوبر ۱۸۸۲ء (راج الاول ۱۲۴۳ء) میں فوت ہوئے۔ ”سیرت نظام قراقرظ“ تاریخ وقات ہے۔ دلی کے باہر سردلی میں درگاہ حضرت خواجہ بختیار خاں (ف) ۱۳۳۳ء میں مولانا قراقرظ کے مزار کے بائیں ہونے لگا۔

نواب فیاض الدین امیر خان اپنے والد بزرگوار کی وفات کے وقت ۶ برس کے تھے، یہ فیروز پور بھکر میں اکتوبر ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے تقسیم ہندیاور کی رو سے پرگنہ لوہار ان کے ساتھ ”ان کے بیٹے بھائی نواب امین الدین امیر خان دونوں کے حصے میں آیا تھا۔ اب تک فیاض الدین خان بن بلوچ کو نہیں پہنچے، چاکرا کو نظم و نسق دینے بھائی کے ہاتھ میں رہا اور ان کے حصے کی آمدنی خزانے میں جمع ہوتی رہی۔ بالغ ہونے پر نواب فیاض الدین امیر خان نے مقابلہ کیا کہ مجھے بھی ریاست میں برابر کا شریک بنایا جائے۔ روز ریاست وہ حصول میں تقسیم کر دی جائے۔ حکومت انگریزی نے یہ تجویز نام منظور کی اور چونکہ بھائیوں میں کشمکش روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اس لیے ۱۸۸۸ء میں فیاض کیا کہ آئندہ نواب فیاض الدین امیر خان کو خزانہ ریاست سے اٹھارہ ہزار روپیہ نقد سالانہ وکیلہ ملتا رہے، اور وہ ریاست کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ اس پر یہ لوہار سے نقل مکانی کر کے مستحق ”دلی میں مقیم ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد یہ وکیلہ گنا کر بارہ ہزار سالانہ کر دیا گیا تھا“ ہو ملک کی آزادی تک ان کے خاندان میں جاری رہا۔

نواب فیاض الدین امیر خان کی تقسیم و تربیت گھر ہوئی۔ علم کثیرہ حدیث حضرت شاہ عبدالقادر (بن حضرت شاہ دلی افغ دہلوی) کے شاگرد رشید مولوی کریم اللہ سے، ادب و فن کتاب مفتی صدر الدین آزاد سے، اور فلسفہ و منطق مولانا فضل حق خیر آبادی سے حاصل کیے۔ فارسی میں غالب کے شاگرد تھے اور مفتی سے خود اس زبان کے استاد رہے دلی ہو گئے۔ عملی اور فنی بھی اچھی جانتے تھے۔ ان کی فارسی میں استوائی حیثیت کا اعتراف ان کے معاصرین کو بھی قاضی کا ثبوت مولانا شبلی مرحوم کی زندگی کے ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔

مولانا شبلی نے علی گڑھ کے قیام کے ابتدائی زمانے میں (۱۸۸۳ء) فتح علی حسین کی ایک زمین میں فوٹل کھی : حیدر علی چہ کتبہ، فرارل چہ کتبہ، بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ استاد کی فوٹل پر فوٹل کھینے سے حاصل؟ آخر یہ قسمی کہ حسین اور شبلی دونوں کی فوٹلیں اہل راس حضرات کے پاس عاکس کے لیے بھیجی جائیں۔ خواجہ عزیز الدین عزیز کھنڈوی اور نواب فیاض الدین امیر خان تیر دشمن (اور خانہ دارالقدر خان بہادر نظام نوٹ خان بھکر بھی) علم کثیرہ۔ دونوں فوٹلیں مفتی خداف کر کے ان اصحاب کی خدمت میں بھیجی گئیں۔ سب نے فیاض کیا کہ شبلی کا کام اہل زبان کی شہین رکھتا ہے اور سلف کے کام کا ہم پلہ ہے۔

نواب فیاض الدین امیر خان نجوم اور طب میں بھی اعلیٰ داخلیت رکھتے تھے۔ تاریخ اور جغرافیہ میں ان کی دستخط کا اعتراف سب نے کیا ہے۔ بالخصوص اشیاء کے مختلف ممالک کی تاریخ پر ایسا مواد تھا کہ جبرت ہوتی تھی۔ تمام عمر مطالعہ کتب میں گزری۔ ان کے کتابخانے میں مختلف علوم کی صفحہ اور بلند پایہ کتابیں موجود تھیں۔ الموسی کہ یہ سارا سہیل

۱۷۹۹ء میں وقت کاروبار ہو گیا۔ غالب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ یہ تین ہزار سے کم مالیت کا نہ ہو گا۔ خود کے بعد ہر جمع کرنے لگے مشہور مستشرق ہادس شیخ نے ناصر خسرو طوی کا سفر نامہ اور اس کا قرآنی ترجمہ شائع کیا تھا۔ اس نے قاری خطوط نیرو بخش کے کتابخانے میں سے حکومت ہند کی رسالہ سے حاصل کیا تھا۔ جب حکومت ہند کے سرکاری ایلیٹ صاحب نے اپنی مشہور تاریخ لکھی جس میں ہندوستان کے قاری اور علمی سورتوں کی کتابوں کے ترجمے شائع کیے ہیں تو نواب فیاض الدین احمد خان نے انھیں فراہمی کتب اور ترجمے میں بہت مدد دی تھی جس کا اعتراف صاحب موصوف نے کتاب کے دیباچے میں کیا ہے۔ نواب صاحب کا یہ کتابخانہ جو خود کے بعد جمع ہوا تھا ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے نواب سعید الدین احمد خان نے خود اعتراف کر دے دیا۔

غالب کے ہر تصانیف اس خاندان سے تھے اس کا اعتراف اس سے ہو سکتا ہے کہ غالب کی بیوی امراؤ بیگم نواب الہی بختی خان صوف کی پھولی صاحبزادی تھیں۔ جس زمانے میں نواب شمس الدین احمد خان نیروز پور بھکر کے حکمران تھے انھوں نے کوٹلی کی کہ کسی طرح لوہارو بھی لکھے مل پاس۔ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے۔ اور یہ پرگنہ بھی انھیں مل گیا۔ اس معاملے میں غالب نے ان دونوں بھائیوں کا ساتھ دیا اور لوہارو کے نواب شمس الدین احمد خان کی تحویل میں دے جانے کی سخت مخالفت کی۔ پتا چلے اس علاقے کی ان دونوں بھائیوں کے نام بھالی میں غالب کی سہمی کی بھی یکہ دلیل تھا۔

نواب فیاض الدین احمد خان کی تعلیم و تربیت میں خود آقا غالب نے بہت دلچسپی لی۔ قاری اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ قاری میں نیرو اور اردو میں دشنام لکھی تھیں۔ اپنے استاد کے بانی ناز شاگرد ثابت ہوئے اور میرزا کو ان پر فرقہ انھوں نے ایک زور دار قاری قصیدہ نیرو بخش کی مدح میں کہا ہے (قصیدہ ۳) غالب نے اپنی زندگی میں چند خلافت گھر دی تھی۔ خلیفہ اول نیرو بخش مقرر ہوئے اور خلیفہ دوم نواب فیاض الدین احمد خان بھالی۔ نیرو بخش کا تمام کام نظم و نثر کی نذر میں خدائے ہو گیا تھا۔ بعد کو یہ کچھ جمع ہو سکا۔ اسے ان کے صاحبزادے نواب سعید الدین احمد خان غالب نے "جلوۃ مجید نیرو بخش" کے نام کی کتاب سے شائع کرایا تھا (۱۸۹۵ء)

دہلی سے ضیق انفس کا حادثہ تھا جس سے آخر عمر میں بہت مشکل ہو گئے تھے۔ موت سے پہلے صرف دو تین روز صبر دیں تیسرے دن شہادت اور اس کے ساتھ بے ہوشی بھی ہو گئی۔ ایک رات اور کوسے دن یہ حالت رہی۔ آخر شبہ ۳ رمضان ۱۲۰۲ھ (مطابق ۲۷ جون ۱۸۸۵ء) وہ پیر کے وقت رحلت فرمائی۔ اسی دن شام کے پانچ بجے انجیلی وردانہ کے باہر نماز جنازہ ہوئی اور سرحدی میں حضرت خواجہ بختیار خاں قدس سوا کی درگاہ میں اپنے والد ماجد اور برادر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کا والد و ابا الیہ راجہ جی۔

سرحدی رضی الدین احمد خان دہلی نے پیش ماہ تاریخ کچھ پہنچایا جس پر مولانا حالی نے مصرعے لکھے۔

جوں فیاض الدین احمد خان کشیدہ رشتہ از دنیا سوے دارالسلام
مکتبہ ہائیک ۱۰ رضی سال وفات "روز شبہ نیرو" شعر "سیام"
یہی کہتہ لوح قبر پر کند ہے۔ خود مولانا حالی نے اس سوجھ بوجھ دیا تھا۔

غالب ہے نہ شیفہ نہ نیرو بانی

دشت ہے نہ سالک ہے نہ اور بانی

حالی اب اسی کو بزم ہادس سمجھو

ہادس کے ہر کچھ داغ ہیں دل پر بانی

تمی ہے نہ غازی نہ کبک طراز
آئے ہی غزاں کے سب کر گئے پرداز

قہی بارغ کی یادگار، اک بلبل زار
سو اس کی بھی گل سے نہیں آتی نواز

میں امیرام مولانا فتحی نے قاری زبان میں مرقع لکھا تھا، جو ان کے کلیات میں موجود ہے۔ نواب ضیا الدین احمد خان کا تاج شرف الدولہ کام جان کی پوتی اور مرزا قدرت اللہ خان کی صاحبزادی امتیاز زبانی دکنم عارف عالی دکنم (وفات ۵ اکتوبر ۱۸۸۵ء) سے ہوا تھا۔ اولاد میں ایک صاحبزادی معظم زبانی دکنم صاحبہ اور دو صاحبزادے شہاب الدین احمد خان قاقب اور سعید الدین احمد خان غالب تھے۔ قاقب زندگی ہی میں انیس ہوا، مرگی کا دارغ دے گئے۔ غالب ۱۸۸۸ء تک زندہ رہے۔ دونوں کے حالات لکھے جا چکے ہیں۔ معظم زبانی دکنم عارف کا دکنم کا تاج زین العابدین خان عارف کے بیٹے صاحبزادے باقر علی خان کال سے ہوا تھا۔ ان کا بھی ۲۰ مئی ۱۸۳۵ء کو انتقال ہو گیا۔ بیٹھ رہے نام اللہ تک (خلاۃ غالب ص ۵۲۲)

(۳۲) سر رابرٹ ہارٹھ کوئی ہارٹھ بمبلیٹن : ۷ اپریل ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے، سر لٹیرڈک بمبلیٹن کے بیٹے تھے۔ لی
ری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۸۸ء میں ہندوستان آئے۔ شمال مغربی صوبے میں ملازمت کا آغاز کیا۔ اس کے پد کھڑا آکر
رہے۔ ۱۸۹۳ء میں شمال مغربی صوبے کی حکومت میں نیکرٹری مقرر ہوئے۔

۱۸۹۴ء میں اندور میں ریڈنگ ٹیٹ ہوئے۔ ۱۸۹۵ء میں مرکزی افڈیا میں گورنر جنرل کے لکٹ جوائے گئے۔ ۱۸۹۸ء
میں بہار کونسل میں صوبائی دکن تھے۔ اسی سال فرانسیسی صحت کی بنا پر بیکورڈ ہو گئے اور ۳۰ مئی ۱۸۸۸ء کو وفات پائی۔

(۳۳) بنیادی دکنم : نواب امی علی مہاراج کی بیٹی بی بی قہی۔ مرزا غالب کی اہلیہ امراؤ دکنم ان سے بھرتی تھیں۔ ان
کی شادی شرف الدولہ نواب غلام حسین خان بہادر سراپ جنگ یسوی ہو، نواب فیض اللہ خان بہادر کے بیٹے تھے۔ نواب
غلام حسین شاعر بھی تھے اور مسودہ تھیں کہتے تھے۔ ان سے بنیادی دکنم کے دو بیٹے ہوئے۔ زین العابدین خان عارف
اور سعید حسین خان۔ یہاں رہی ہیں نہ میں مکی اور بلوچی ہو گی۔ شوہر نے ایک مکان بنیادی دکنم کے نام پر کر دیا جس
میں وہ اپنے طور پر آگاہ رہتی تھیں۔ (خلاۃ غالب ص ۳۸)

(۳۴) امراؤ دکنم : نواب امی علی خان مہاراج کی صاحبزادی اور نواب احمد علی خان ولی فیروز پور بھکر و جاگیردار
لوہار دی بھنگی تھیں، ابھی ان کی عمر گیارہ سال کی تھی کہ ان کو ۷ دسمبر ۱۸۲۵ء کو غالب کے محل میں دے دیا گیا۔
غالب غلام الدین احمد خان عارف کے نام ایک خط میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”مے دسمبر ۱۸۲۵ء کو میرے واسطے حکم دیا جس صلہ ہوا، ایک بیٹی (یعنی بیوی) میرے پاس
میں ڈال دی اور وہی شر کو دیکھا، مگر کیا اور مجھے اس دکان میں ڈال دیا۔“

امراؤ دکنم کے ساتھ چکے ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکا جس نے امراؤ دکنم نے اپنے حلقی
ہوئے نواب زین العابدین خان عارف کو اور ان کے انتقال کے بعد ان کے دو کمن بیٹاں باقر علی خان کال اور حسین علی
خان شاد کو چھٹی دیا اور ان ہی سے اپنی بیویں ملتا کو تشکیل دی رہیں۔

غالب آٹھ سو روپے کا قرض چھوڑ کر مرے تھے۔ ان کے مرے ہی امراتہ بگم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ بھنگی کا غم 'قرض خواہوں کے قاتلے' بچوں کی پریشانی 'آٹھنی کی مسددی' یہ سب باتیں ایسی تھیں جن سے امراتہ بگم کا حنا ہوتا چلتی تھا۔ انھوں نے کمشنر دہلی کو درخواست دی کہ ان کے شوہر کی فاقہ ان کے اور ہر جنگی جہیں علی خاں شادوں کے نام منتقل کر دی جائے، کمشنر نے ڈپٹی کمشنر کی ہور دکان دہر دت کے ہاتھ اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ ہر جنگی کو فاقہ نہیں مل سکتی البتہ درخواست گزار بھنگی میں حاضر ہو تو اس روپے تجویز کیے جائیں گے امراتہ بگم 'ایک سزا گہرائی کی ہارمت قانون تھیں' انھوں نے اپنے والد بچا اور شوہر کے مرنے کا خیال کیا اور بھنگی میں حاضر ہو کر فاقہ وصول کرنے کی تجویز ٹھکرا دی اور یکم اگست ۱۸۶۸ء کو نواب کلب علی خاں دہلی رام پور کی خدمت میں ایک عرض ارسال کیا جس میں بتایا گیا کہ آٹھ سو روپے شوہر کا قرض باقی ہے اس کی ادائیگی کے لیے مالی امداد دی جائے' نواب کلب علی خاں کو اپنی پیش سامانوں سے اتنی فرصت کمال تھی کہ وہ اپنے استاد کی یاد کی درخواست پر ہور دکان فور کرتے۔ امراتہ بگم نے ۲ ستمبر ۱۸۶۸ء کو ایک اور عرض کے ذریعے ان کی توجہ اپنی پریشانی کی طرف مبذول کرائی تو انھوں نے کسی قسم کی مالی امداد کرنے کی بجائے نواب مرزا دارغ کو امراتہ بگم کے حالات و واقعات کی حقیقی کا علم دیا۔ یہ تحقیقات تاہم ۳۰ اکتوبر ۱۸۶۸ء تک جاری رہیں۔ اس کے بعد کہیں اس عرض پر غم صاف ہوا کہ امراتہ بگم کو چھ سو روپے کی بڑی بھیجی جائے کتب خانہ رضائیہ میں ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جس کی بنا پر یہ کہا جاسکے کہ امراتہ بگم کو چھ سو روپے کی بھڑکی موصول ہوئی تھی۔ اس بناء پر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کارروائی ٹھکرا دی تھی۔ اقتدار علی مرثی کا کہنا ٹھکرا دیں اس پر مٹی ہے کہ "چھ سو روپے کی بھڑکی رام گٹھ کی دکان سے حکیم غلام نجف خاں کی معرفت مرزا صاحب کی بیوی کو بھیجی گئی تھی"۔ مالک رام نے درست کہا ہے کہ "یہ بات کچھ میں نہیں آتی ہے کہ جب قرض آٹھ سو روپے کا تھا۔ مرزا غالب بھی اپنی زندگی میں اسی قسم کی درخواست کرتے رہے اور امراتہ بگم نے بھی یہی رقم طلب کی گئی تو چھ سو روپے کیوں بھیجے گئے۔"

امراتہ بگم نے نواب کلب علی خاں دہلی رام پور کو دوسری مرتبہ جو عرض ارسال کیا تھا اس میں اپنے بارے میں یہ پیشین گوئی بھی کی تھی کہ میری زندگی اسی عہد میں چر دی ہو جائیگی ان کی یہ پیشین گوئی حلف بہ حلف سچ ثابت ہوئی۔ عظیم دہلی بگم کے بیان کے مطابق امراتہ بگم نے غالب کے برے کے دن ۲ ستمبر ۱۸۶۸ء مطابق ۲ فروری ۱۸۷۰ء کو ان کے گیارہویں انتقال کیا۔ انہی دن کی تجویز دھیمیں کی چارواں کی جا دی تھیں کہ بھنگی کے ملازم نے فاقہ کا غم لا کر دیا۔ جس کی آواز لے وہ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ (ایم غالب ص ۵۹ تا ۶۰)

(۳۵) بھری وانٹ لاک ٹورنر : آئی۔ سی۔ الیہ۔ دہلی پرنٹ ہری ٹورنر ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ بڑا گریج ہائر پاس اور آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی اور ۱۸۸۵ء میں بی۔ اے کیا۔ ایک مختصر مدت قانون آفس میں ملازمت کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ آف ڈائریکٹرز سے راکٹر شپ حاصل کی۔ نومبر ۱۸۸۸ء میں ہندوستان آئے اور میرٹھ میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۸۹۵ء میں نیکیارٹ میں آئے جہاں وہ حکومت ہند کے مختلف ٹھکانوں سے وابستہ رہے۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں مرشد آباد میں گورنر جنرل کے ایجنٹ مقرر ہوئے۔ ۲۱ اگست ۱۸۹۷ء کو کلکتہ میں وفات پائی۔

(۳۶) زمین الخاں خاں عارف : غالب کی بیوی کے حقیقی بھائی تھے۔ ان کے والد کا نام شرف الدولہ غلام حسین خاں بدر سراب جنگ تھا۔ جو نواب فیض علی خاں بہادر کے بیٹے اور نواب قاسم جان برادر عارف جان کے چھٹے تھے۔

مارف ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ بھادی بیگم اپنے شوہر سے طلاق دیتی تھیں۔ انہوں نے ہی اپنے بیٹے کی تمام تربیت کا بوجھ سنبھالا اور تعلیم کے تمام مراحل گزرے ہی طے کر دیئے۔ مارف نے دوسرے علوم و فنون کے علاوہ لٹریچر میں بھی ضروری استعداد کیم پیچہ لپی اور اس سلسلے میں بولور شاہ شہر کے استاد یا قوت رقم خاص جانی، میر جلال الدین خوشنویس کے شاگرد ہوئے اور ان سے ایک سال کے اندر اندر استاد کی سند حاصل کر لی۔

مارف کے والد مسود اور بٹا معروف شخص کر تے تھے۔ اس بنا پر مارف نے ابتدا ہی سے شاعری میں دلچسپی لینا شروع کی تھی۔ اس وقت دلی میں شاہ نصیر کا غرضی پوتا تھا اور ان کی شگوش اور مشکل زمینیں خاص و عام سب کے لئے کھول کر بی ہوئی تھیں۔ مارف بھی ان کے خلاف میں شامل ہو گئے اور چند ہی دنوں کی مطلق میں مطلع مرسلات کے عنوان سے ان کے رنگ کا ایک دوکان مرتب کر لیا۔ جب شاہ نصیر چند دلال شادان کی دعوت پر عید تہار چلے گئے تو مارف نے اپنے کام غالب کو دکھانا شروع کیا۔ غالب کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی انہوں نے مارف کو اپنا جانشین کر لیا تھا۔ انہوں نے مارف کی شعری تربیت پر ضروری توجہ ہی نہیں دی بلکہ ان کو شاہ نصیر کے رنگ سے اس قدر دور کر دیا کہ وہ اپنے صاحب کلام کو نظری قرار دیتے گئے۔

مارف نے دو کلام کیے تھے۔ ان کی پہلی دیوی نواب امیر بخش خان دلی تہار کی صاحبزادی نواب بیگم تھیں۔ متواتر چھ ہفتے پہنچنے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا تو مارف نے دو سرا کلام مرزا محمد علی بیگ بخارا کی صاحبزادی بہتی بیگم سے کیا۔ بہتی بیگم ہی کے بطن سے ان کے دو لڑکے مرزا باقر علی خان لال اور مرزا حسین علی خان پیدا ہوئے۔ جن کی پرورش غالب نے کی۔

مارف کو اپنی دیوی بہتی بیگم سے بے حد محبت تھی۔ وہ اپریل ۱۸۵۵ء میں ۱۵ سال سے کچھ پہلے چار ہونے۔ غالب نے مرزا علی بخش کو اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ -----

”تجی مہند سے کمانی اور چپ میں گرفتار ہے۔ خدا اس پر اور اس کے بچوں پر رحم کرے اور اس کو بچالے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر یہیں سمجھو کہ اگر بچا جانے تو مہوہ جاتا۔“

اس خط کے چند دنوں بعد بہتی بیگم کو اتفاق ہو گیا اور ان کے مرض کی صورت خطرناک نہیں رہی لیکن وہ زندہ نہیں رہ سکیں۔ مالک رام کے مطابق بخاری ۱۸۵۵ء میں درگزر سے ان کا انتقال ہو گیا۔ مارف کو رفاقت ہوا۔ رفاقت میں ناک سے لہو آتا ہے مگر اس کو حد سے لہو آتا۔ ناک سے تھوڑا اور حد کا کیا حال تھا گویا نیک کا دہانہ نکھول رہا ہے۔ ایک ہفتہ میں لہو بھوت نہ ہوانے دس سیر خون لگا، سیاہ ہاردار۔ ہر حال بہتی بیگم کے انتقال نے ان کو اور بھی پست اور ضعیف کر دیا اور جلد ہی تشویشناک صورت حال تک پہنچ گئے۔ موت سے چند روز پہلے خون کی قے ہوئی۔ غالب کی مہارت کو گئے تو یہ شعر بنایا۔

آنکھوں میں دم ہے جس چراغ مہر ہوں میں

لو گد دہی ہے چلت کو کیا انتقاد ہے

مارف کا انتقال بھادی الٹائی ۱۸۶۸ء میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر صرف ۳۶ سال تھی ان کی جہاں مرگی پر غالب

نے اپنا مشہور مرقع لازم تھا کہ دیکھو میرا دست کوئی دن اور کھانا نلنگ نے تاجری وقت لال۔

سال مرگن چوں از فرد مستم

غدا اچلی مقام مارف گشت

(۳۷) سر قاضی ہررت میڈاک : آئی۔ سی۔ ایس۔ ۱۹۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ریڈھ قاضی میڈاک تھا۔ فری گریج سکول ہائیسٹر اور ملی ری میں ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۳ء تک تعلیم پائی۔ ۱۹۷۳ء میں بھوستان آئے۔ ساگر اور نندا کی سرحدوں پر خدمات رہے۔ ۱۹۷۴ء تک بھوپال کے پولیس اکیڈم اور کھنڈ کے ریڈیو ٹاؤن رہے۔ ۱۹۷۶ء میں پولیس افسر بھوپال مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۷۹ء تک قانون سیاسی، عدالتی اور نااہلی امور میں گورنر جنرل کے سیکریٹری تھے۔ ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۲ء تک پیرام کوئٹل کے سیکر رہے۔ وہ ۱۹۷۵ء اور ۱۹۸۸ء میں اپنی گورنر بن جائیں تھے۔ ۱۹۸۶ء میں ریٹائر ہوئے اور ۱۵ جنوری ۱۹۷۰ء کو وفات پائی۔

(۳۸) ایڈورڈ ٹاٹلین براگورنر جنرل : انگلستان کے لاڈل جیل جنس ایڈورڈ ٹاٹلین برا کے بیٹے تھے۔ ۸ جنوری ۱۹۷۰ء کو پیدا ہوئے۔ اپنی اور بیٹ جان کالین کیسرچ میں ۱۹۷۳ء تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۰ء تک پورٹ آف کینول کے صدر تھے۔ دسمبر ۱۹۹۲ء سے اپریل ۱۹۹۵ء تک دوسری مرتبہ اور جنرل سے اکتوبر ۱۹۹۶ء تک تیسرا اس نے اسکوائر برکس کو ۱۹۹۲ء میں لاہور روانہ کیا تاکہ وہ منسل ایڈیٹور بنیں۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں انھیں گورنر جنرل نامزد کیا گیا۔ وہ ۲۸ فروری ۱۹۹۲ء سے ۱۵ جون ۱۹۹۳ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ وہ اس کی پالیسی اپنانا چاہتے تھے لیکن انھیں کبھی جنگ سے ہٹکارا نہ ملا۔ بھوستان میں فرانکس کی لڑائی کے دوران وہ فوجی زندگی سے دلچسپی نہ رہے اور عوام میں شہرت حاصل نہ کر سکے۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۳۴ و ۳۵)

گورنر جنرل ٹاٹلین برا کے بارے میں غالب کے دو فارسی قصیدے کلیات میں موجود ہیں :

۱۔ ہرکس شیخ قاضی دو ایچار ست اردانی
 ذہن صرا و لاڈل ایس برا گیند پٹانی
 مرا درد ست اندر دل کو ہائیسٹائی آزا
 عارف چاہد اما اعتقد واقف کہ میدانی
 بہان درد کاہر چکنا برخواستی چہ
 ستیم دو نور جگدتی از پریشانی
 کرم ی کہ لاڈل آپلیٹ از راہ فم طواری
 تو یز از را فم طواری کرم کنی کو کہانی
 ۲۔ اے برت از ہر پندر آستان تو
 تو پاسان ملک و ملک پاسان تو
 ایس برا کہ شہد نکان دادوی بدر
 ملک و چاہ و شاہ گدا و ایس تو

پہلا قصیدہ ۲۷ اشعار کا ہے جبکہ دوسرا تین سطروں کے ساتھ چالیس اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ قصیدہ دسمبر ۱۹۹۲ء

کو سیدالشاہ میں شائع ہوا تھا لہذا امکان کیا جات ہے کہ اسی زمانے کا لکھا ہوا ہو گا۔ (کلیات غالب فارسی ص ۳۸)

(۳۹) سرچان کاسو میلوئل : ۱۹۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام کبوتری قلب میلوئل تھا۔ ۱۹۸۸ء سے ایسٹ انڈیا کینین

کی ہوم سروس میں تھے۔ جہاں ۱۸۴۲ میں وہ انجین آکوشن کے ایڈیٹر ۱۸۴۲ میں لیٹلس ٹیکسٹری ۱۸۴۶ میں ڈیل ٹیکسٹری مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۸ تک بنگلہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کیج برطانیہ کے زیر نگین آگئی۔ وہ انجین ریٹس کے ڈائریکٹر رہے۔ انھیں ۱۸۶۱ میں ایڈ آر ایس اور ۱۸۵۲ میں کے سی پی کے خطابات دیئے گئے۔ انھوں نے ۲۳ جولائی ۱۸۶۱ کو وفات پائی۔ (بک لیڈ ص ۲۸۵)

(۵۰) سر فریڈرک بارونٹ کیوری : آئی۔ سی۔ ایس مارک کیوری کے بیٹے ۳ فروری ۱۸۵۹ کو پیدا ہوئے چارٹرڈ پاس اور ایلی بری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۸۰ میں ہندوستان آئے اور ۱۸۹۰ء میں شمال مغربی صوبے میں صدر عدالت کے جج کی حیثیت سے تقرر ہوئے ۱۸۴۵ سے ۱۸۶۶ کی پہلی خانہ جنگ میں وہ مغربی پارک سے منسلک تھے۔ اپریل ۱۸۶۷ سے جنوری ۱۸۶۸ تک پیرام کونسل کے قائم مقام ممبر رہے۔ ۱۸۶۸ میں مصطفیٰ ہو کر لارڈ لارنس کی جگہ لاہور کے ریڈنٹ مقرر ہوئے۔ سراج گورنر مکن کا استعفیٰ انھوں نے ہی منظور کیا۔ مارچ ۱۸۶۹ میں پیرام کونسل کے ممبر کی جگہ حاصل کی۔ ۱۸۵۳ میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۸۵۳ میں ایسٹ انڈیا کے ڈائریکٹر اور ۱۸۵۸ میں چیئرمین بنائے گئے۔ ۱۸۷۵ میں وفات پائی۔ (بک لیڈ ص ۱۰۲)

(۵۱) گورنر جنرل فیلڈ مارشل ہنری ہارڈنگ : لاہور کے پہلے وکٹوریٹ ۳۰ مارچ ۱۸۷۹ کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ہنری ہارڈنگ تھا۔ ۱۸۷۹ میں فون سے وابستہ ہوئے اور رائل ملری کالج سے تعلیم حاصل کی اور فراغت کے بعد مختلف محاذوں پر رہے۔ ۱۸۹۵ میں ڈب سکھوں نے دہائے سچ مور کیا تو وہ دہلی اور فیروزپور کی جنگ کے دوران ہارڈنگ سپہ سالار بنی سے سرحد تک کے ساتھ تھے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد ڈب ہارڈنگ نے سکھوں سے اپنی شرائط خواہشیں تو انھیں فائنل سلطنت میں شمار کر لیا گیا۔ ۱۸۴۵ میں وہ گورنر جنرل ہندوستان تھے۔ ۱۸۵۲ سے ۱۸۵۶ تک وہ انچارج کے سپہ سالار بھی تھے جہاں ۱۸۷۹ میں انھیں فیلڈ مارشل کا اعزاز ملا۔ ۲۳ جنوری ۱۸۵۶ کو وفات پائی۔ (بک لیڈ ص ۵۸)

جہاں جتان د جہاں بھل ہارڈنگ کر سست
شباب رنج و شک توں د بادل رکاب
دلی مدرج اسبہ اور دوا دار
دلی ت شرفی فیض بکتاب مالکاب
سار دلی ترا سست شمع بیم مہال
پہ رای قراوانہ شعر راہ صواب
سر عزم دمن جہنم بود و از تو قدم
سر فراہ دمن دست بود و از تو رکاب

تکلیات قادی جلد دوم ص ۲۷۷ تا ص ۲۸۳

(۵۲) فیلڈ مارشل سر جارج بارونٹ پولوک : ۳ جون ۱۸۲۶ کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ڈیوڈ پولوک تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی بحال کر لری میں ۱۸۴۳ میں شامل ہوئے ۱۸۴۳ میں وہ لارڈ لیک کے زیر نگران اس فوجی دستے میں تھے جو ہونٹ داؤ بکر کے خلاف برصغیر تھا۔ انھوں نے شمال کے خلاف جنگ میں ۱۸۴۳ سے ۱۸۵۵ تک آرٹلری کی کمان

کی۔ اسی طرح ۱۸۴۳ اور ۱۸۴۶ء کے درمیان بڑا دار میں بھی آ کر قری کے کنواری رہے۔

۱۸۴۸ء میں ضلع آگرہ کے سیکرٹری تھے۔ ۱۸۴۲ء میں انھیں صوبائی محکمہ کے لیے پٹنار اور جال آباد گئے۔ جب لارڈ آلف ہیرا نے افغانستان سے لوہوں کی دانی کا حکم دیا تو چارج پولک نے دستوں کو بحفاظت پہنچانے میں ضل کر دار ادا کیا۔ ۱۸۴۳ء میں قائم مقام ریفرنٹ کمشنر تھے۔ ۳۰ جنوری ۱۸۴۲ء میں ۳۱ مارچ ۱۸۴۲ء تک سپریم کورٹ کے جونی رکن تھے۔ ۱۸۴۸ء میں فیلڈ مارشل بنائے گئے اور ۱۸۴۲ء میں فوت ہو کر دست فخریہ میں دفن ہوئے۔

(۵۳) جیسے قحاصن : آئی۔ اے۔ ایس۔ ۵ مئی ۱۸۴۳ کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ریوڈ قحاصن نوروز تھا۔ سینڈز اور نیلی ری میں شہم عمل کر کے صدر کورٹ کے رجسٹرار کے طور پر ۱۸۴۲ء میں بھارت آئے۔ ۱۸۴۹ء سے ۱۸۴۳ء تک حکومت کے سیکرٹری رہے۔ ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۳ء کے درمیان جمہوریت ٹھکانے پر تھے۔ ۱۸۴۳ء سے ۱۸۴۶ء تک آگرہ حکومت کے سیکرٹری ۱۸۴۶ء میں سمرقند آ کر ریوڈ ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۳ء تک حکومت ہند کے سیکرٹری خارجہ اور دسمبر ۱۸۴۳ء سے جنوری ۱۸۵۵ء تک شمل ملٹی صوبہ کے پرنسپل گورنر تھے۔ ۲۹ جنوری ۱۸۵۳ء کو بریلی میں وفات پائی۔ وفات کے دن اس کا تقریباً دس کے گورنری حیثیت سے ہوا تھا۔ (ایک ایڈس ۳۲۱)

قالب ان کی مدح میں لکھتے ہیں :

وزار باد فزون محنت و کم است ہنوز
گورنری محسوس قحاصن مبارک باد

(تقریباً قاری جلد اول ص ۱۵۱)

(۵۴) سرمنٹری میجرز ایلیٹ : ولد جون ایلیٹ آئی سی ایس یکم مارچ ۱۸۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ ویلنگٹن میں تعلیم پائی ۱۸۶۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے کپتان تھامس مقابلہ میں کامیاب ہو کر ملازمت حاصل کی اور شمل ملٹی صوبہ میں خدمات اہام دی۔ سیکرٹری بورڈ آف ریوڈ رہے۔ ۱۸۴۳ء میں حکومت ہند کے خارجہ سیکرٹری تھے پنجاب میں لارڈ ہالک اور لارڈ ایڈمز کے ساتھ رہے مسلمان مورخین کا سوانحی اشاریہ مرتب کیا۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۵۳ء کو جبکہ وہ اپنے وطن واپس جا رہے تھے۔ فوت ہو گئے۔ ان کے بہت سارے انگریزی آثار ان کے وفات کے بعد ۱۸۵۳ء کے درجے محترم عام پر آئے۔

(۵۵) مرزا حسین علی خاں شاواں : مرزا زین العابدین مارف کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ مارف کے انتقال کے وقت ان کی عمر صرف ۱۱ سال تھی۔ جس پر قالب نے ان کو اپنا فرزند جینی بنا لیا اور جسے لارڈ پیر سے پرورش کی۔ قالب ایک لمحے کے لیے بھی ان کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتے تھے۔ رامپور کے سفر کے دوران بھی ان کو اپنے ساتھ رکھا تھا۔

حسین علی خاں سے تاریخ کو پہنچنے پر قالب نے اپنی کوششوں سے ان کی عقلی ذہانت اور عقلی ماحول کو بروئے کار لانے کے حقیقی مددگار کی پوری اور انگریز علی خاں کی جینی حسن جہاں حکم سے کر دی اور اس سلسلہ میں تاریخ حق کا قیام بھی کر دیا۔ اس کے بعد وہ قالب کے مالی حالات اور دماغی ایسے نہیں تھے کہ وہ اس بار گزارا سے سلامت گزر جائیں انھوں نے اپنی لاد کے لیے ذہن قالب کی خاں دلی رامپور سے درخواست کی اور اس میں لکھا : "آپ کے تمام ذہنی ماحول حسین علی خاں کی عقل ہو گی۔ دماغ کا مینہ قرار پایا۔ اب میرے بڑھاپے اور مطلق کی قہر آپ کے ہاتھ ہے۔" بطور جواب آپ نے اپنے باپ کے استاد کی اس درخواست کو عمل قرار دے دیا اور پادشہ کی کہ خواہ مخواہ خاطر

قرقر کیا جاسکے۔ اس سے غالب پر کیا گزری اس کا اعجازہ ممکن نہیں۔ بہر حال انہوں نے یہ جبر بھی نہ لیا اور دوبارہ لکھا۔۔۔

”مجھ کو یہ کہ میں در دولت کا گوارے خاک فینوں اور وہ (حصین علی خاں) آپ کا قلم‘ قصیل پر کہ میرے پاس نقد‘ جنس اسباب‘ ہلاک اور میرے گھر میں زور زبید و سبیت کا نام و نشان نہیں‘ ادھار قرض کوئی دیتا نہیں۔ آپ مدد پر حمایت فرمائیں تاکہ یہ تمام سرانجام پاسکے اور بوڑھے فقیر کی پروردی میں شرم نہ پاسکے۔ انہوں نے اس وضاحت میں بھی فی و صومعہ کافی اور حکم دیا گیا کہ مصارف کی تعداد لکھی جائے تاکہ حکم مناسب دیا جاسکے۔

غالب نے ایک بار اور لکھ بھیجا۔

”وہ دم نہیں ہے کہ ساکن مقدار سوال عرض کر سکے۔ محل مصارف ثلثی غلطیوں لکھ دیا۔ وہ داخلی ہزار میں ثلثی ابھی ہو جائے گی لیکن یہ بھی ساتھ عرض کرنا ہوں کہ میرا حق ضمانت اتنا نہیں کہ اتنا مانگ سکوں جو کچھ دو گے اس میں شاکہ نہ ہوگا۔ اس پر بھی جواب کا دل نہ لیجا۔ غالب باقی امداد کی امید پر ثلثی کو بخولی کرتے اور تارکوں کو بڑھاتے رہے۔ حصین علی خاں کی سرسرا دلوں کی جانب سے ثلثی کے تحت تقاضوں کی اطلاع بھی دی کاروباری کے لیے قصیدہ بھی لکھا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ پھر اس باب میں یہ کہہ کر خاموش ہو گئے: ”چنانچہ حصین علی خاں کی ثلثی سے قطع فکری‘ اب اس باب میں عرض نہ کیا جاوے گا کہ ثلثی کسی میری آمد بخالی ہائے توقیہت ہے۔“

غالب کی زندگی میں حصین علی خاں کی ثلثی کا امداد پر را نہیں ہو سکا۔ ان کے انتقال کے ایک ماہ بعد حصین علی خاں نے جواب کتب علی خاں سے اپنے تقریر کی درخواست کی۔

اس درخواست پر امتیاز علی مرثی کے قیاس کے مطابق جواب کتب علی خاں نے حصین علی خاں کو اپنے دوبارہ کے محنتوں میں شامل کر لیا اور انہیں مدد پر باہر مقرر کر دیے۔ مولوی بشیر الدین دہلوی کے بیان کے مطابق حصین علی خاں کو باہر سے پہلے تین اور بعد میں ساتھ دوپے لئے گئے۔ والد سرور اُم اور مانگ دام نے بھی کسی جواز کے بغیر اسی بات کا امداد کیا ہے والد سرور اُم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ حصین علی خاں کا اپنے بڑے بھائی مرزا باقر علی خاں کی موت کے بعد سے دہائی کا زمانہ بگڑ گیا تھا اور وہ آخر زمانے میں باقی خرچا کا شمار ہو گئے تھے اور یہ فرض کر لیا تھا کہ شاعر کے لیے دیا ہوا بہت ضروری ہے۔ اس دم نے صورتحال یہاں تک پہنچا دی کہ باقی اور خدا کا استعمال بھی کم کر دیا۔ حکیم رضا خاں نے ایک خیرہ کا لٹو لکھ کر دیا تھا۔ اب بھی پیسے ہوتے‘ ہزار ہا کر اسے خریدتے اور کھاتے تھے۔ خدا اور باقی کے بغیر زندگی کسی تک رہا کرتی‘ کفایت اور کمزوری نے طول کھینچا اور نیم خوار ۱۸۶۱ء کو تین سال کی عمر میں چل پڑے۔ نذر نے ”شہر فرخ نادر“ سے ان کی یاد بخ وراثت نکالی ہے۔ (غالب ص ۲۳۱ ۲۳۲)

(۵۶)

سردوق فریر میگوڑ: بیلیٹ گورنر‘ بیلیٹ جنرل لندن میگوڑ کے فرزند تھے۔ ۶ مئی ۱۸۸۰ء کو فوت و لم نکلتے میں پیدا ہوئے۔ اپنے بڑا بلی سکول لالچ پٹی اور پٹی پٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۹۸ء میں بنگال آئے۔ اس صوبے سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۶ء تک مساک نندا کے علاقوں اور عمارت میں کام کیا ۱۸۹۶ء میں چاندر کے کنٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں جرنل کھنر پنجاب جاسکے گئے ۱۸۹۵ء کی جنگ آزادی کے دوران ۱۸۹۵ء میں قیادت تھے۔ ۱۸۹۵ء سے ۱۸۹۷ء تک بیلیٹ گورنر پنجاب تھے۔ ان کی شان میں میرزا غالب کا قصیدہ موجود ہے جس کا مطلع

کرنا ہے روزِ چرخِ بید کوئی احترام
فرماندائے کشورِ غالب کو سلام

اور جمِ رقبہ بیکوڑ ہمارے کہہ کر ان کی عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ وہ سندھ، پنجاب اور دہلی ریلوے کے جنرل مین بھی رہے۔ دوقل بیکوڑ لندن میں ڈائریکشن ریلوے کے حادثے میں ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو فوت ہوئے۔ (پگ لینڈ ص ۲۸۸)
ان کی مدح میں غالب کے متعدد اشعار موجود ہیں۔ ایک فارسی قطعہ یوں ہے :

بزمِ نواب جم حتم بیکوڑ
برحالت ز نصرت و ناز
دند گن بزم گار مستحبہ
اطلس چرخ جانی پا انداز
در فیض بیان آئینہ
معدہ ہوا رخ ہر باز
آدم آ چن دی نام
از جہاں زمان ناماز

(تخلیقات غالب فارسی جلد اول ص ۲۰۵-۲۰۶)

(۵۷) ڈاکٹر گوٹلیب و لیلیم لائسنسٹر : ۱۸۳۰ء میں بوڈاپسٹ (ہنگری) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم پہ لسنسٹ کالج مانچسٹر میں سیکڑ کالج میں ملے نہانہ ادب اور قانون اسلامی کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۸۴۳ء میں فرانسی برک سے انجمن سے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۸۴۳ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۵ء میں انجمن پنجاب قائم کی۔ جس نے یہاں کے لوگوں کی ذہنی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ انجمن کی اور پبلک یونیورسٹی کی تحریک کے نتیجے میں ۱۸۶۸ء کے دور میں پنجاب یونیورسٹی اور اورینٹل کالج کی بنیاد پڑی۔ اور پبلک کالج کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۸ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ڈی۔ لیٹ۔ ایل کی ڈگری عطا کی۔ زبانِ دان اور زبانِ شمس تھے اور مشرق و مغرب کی مختلف زبانوں میں گفتگو پر قادر تھے۔ یونیورسٹی میں انجمن کی کوششوں سے مشرقی زبانوں کے فروغ کو بنیادی اہمیت دی گئی۔ ۱۸۸۸ء میں اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج کے پرنسپل کے عہدوں سے سبکدوش ہوئے۔ انگلستان واپس آ کر دو لنگ میں دانش اور ایک کالج کی عمارت حاصل کر کے اسے اور پبلک انشٹیٹیوٹ میں تبدیل کیا۔ ۱۸۹۰ء میں سر ایس ہنر "دی ایشیاٹک کوارٹری" جاری کیا۔ ۲۲ مارچ ۱۸۹۹ء کو برلن (جرمنی) میں وفات پائی۔ گیارہ کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے بیشتر کا تعلق لسانیات سے ہے۔ (آرکائیو نامہ ص ۱۲۸-۱۲۹)

(۵۸) لوئیس چندر رائے : انجمن پنجاب کے رکن 'مولا' محمد حسین آزاد و دیگر کے دوستوں میں سے تھے۔

(۵۹) شیخ فیروز الدین : انجمن پنجاب کے رکن تھے۔ تفصیلی حالات فی المآل مدرس میں نہیں۔

(۶۰) میجر آے۔ آر۔ فگر: ناظم تعلیمات پنجاب، متحدہ کتابوں کے مصنف اور معروف شخصیت۔

(۶۱) مولوی کریم الدین: محکمہ تعلیم پنجاب کے انسپکٹر مدارس۔ متحدہ کتابوں کے مصنف۔ پنجاب کے تعلیمی تحریکوں، مقالات، نگرانی، دہلی میں ذکر موجود ہے۔

(۶۲) مولوی طہار حسین: ممتاز شیعہ عالم دین اور پنجاب کی نامور شخصیت تھے۔

(۶۳) سر ڈینس فینز پیٹرک (Fitzpatrick Sir Dennis): ۲۶ اگست ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے۔ ٹرینی کالج ڈھلی میں تعلیم پائی۔ ۱۸۹۸ء میں آئی۔ سی۔ ایس (ایچ بی سول سوس) کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ۱۸۹۹ء میں دہلی میں اسٹریٹ بحالیات مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۶ء تک حکومت ہند کے محکمہ قانون سازی میں ڈپٹی سیکرٹری رہے۔ ۱۸۹۶-۱۸۹۷ء میں پنجاب ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۵ء کے اواخر میں سی۔ بی کے چیف کسٹمر کا عہدہ ملا۔ ۱۸۸۷ء میں بکے ہندو دھرم کے ساتھ ریفرنڈمٹ 'کوڈ' کے چیف کسٹمر اور پھر آسام کے چیف کسٹمر بنائے گئے۔ ۱۸۸۸ء میں حیدر آباد دکن کے ریفرنڈمٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۳ء میں پنجاب کے ایگزیکٹو گورنر کا عہدہ ملا۔ ۱۸۹۷ء میں ملازمت سے استعفیاء دینے کے فوراً بعد کونسل آف انڈیا کے ممبر بنائے گئے اور ۱۸۹۹ء میں اس کے نائب صدر مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۷ء میں سی۔ ایس۔ آئی، ۱۸۸۰ء میں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی اور ۱۸۹۸ء میں بی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات ملے۔ ۲۰ فروری ۱۹۳۰ء کو لندن میں انتقال کر گئے۔ (زندگی نامہ ص ۴)

(۶۴) کرنل ڈبلیو آر۔ ایم۔ ہارلیٹ: محکمہ تعلیمات پنجاب کے ناظم تھے۔ پنجاب میں اردو کی ترویج کے لیے اعلیٰ کوشش کی۔ ۱۸۷۹ء میں ان کی کتاب رسوم ہند شائع ہوئی۔ ۱۸۸۰ء میں محکمہ تعلیم کی خدمات سے استعفیاء دے دیے۔ (۱۸۹۱ء) جامع انسائیکلو پیڈیا میں ۱۸۷۳ء و برطانوی سلطنت علی خاں ناشر: نظام علی ایڈیٹر 'عزلا' اور ۱۸۸۸ء)

(۶۵) سر چارلس امفرسن (Aitchison Sir Charles Umpherston): جنی ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ ایڈمز ہائیڈروغرافی میں تعلیم پائی۔ سول سروس کے امتحان میں کامیاب ہو کر ۱۸۵۶ء میں برصغیر میں پہلے۔ ۶۵ - ۱۸۵۹ء کے دوران میں حکومت ہند کے محکمہ خارجہ میں ایڈز سیکرٹری رہے۔ ۸۰ - ۱۸۷۸ء تک پنجاب کے ایگزیکٹو گورنر رہے۔ بہ حیثیت عہدہ پنجاب ہائیڈروغرافی کے پہلے چانسلر بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ ۸۸ - ۱۸۸۷ء میں پیرام کونسل کے رکن اور پبلک سروس کمیشن کے صدر رہے۔ ایڈمز ہائیڈروغرافی سے ایل ایل ڈی کی ڈگری لی۔ ۱۸۸۸ء میں سی۔ ایس۔ آئی - اے اور ۱۸۸۸ء میں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملے۔ سوانی اور تاراجی قومیت کی تین کتابوں کے مصنف ہیں۔ سال انتقال ۱۸۷۹ء ہے۔ (زندگی نامہ ص ۱)

ماخذ و منابع (مقدمہ و حواشی)

- ۱۔ کلیات غالب فارسی (جلد اول) مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۷ء
- ۲۔ کلیات غالب فارسی (جلد دوم) مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۷ء
- ۳۔ وحشی آف انڈین بائیو گرافی: بک لینڈ: سنگ میل لاہور
- ۴۔ باغ دو در مرتبہ: سید وزیر الحسن مادی، مجلس یادگار غالب لاہور ۱۹۶۸ء
- ۵۔ اوراق معانی (ترجمہ شیخ آہنگ): ڈاکٹر کتور احمد علوی، اردو اکادمی دہلی ۱۹۹۲ء
- ۶۔ اسرار الغائب: ساجزادہ ناصر الدین احمد خاں، دہلی ۱۹۶۸ء
- ۷۔ یادگار غالب: الطاف حسین حالی، مجلس ترقی ادب لاہور
- ۸۔ خطوط غالب (مقالہ): ڈاکٹر خلیق انجم، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۸۵ء
- ۹۔ غالب: مولانا غلام رسول مر، شیخ غلام علی ایڈیٹر لاہور
- ۱۰۔ حیات غالب: شیخ محمد اکرام، مکتبہ جامعہ، دہلی اکتوبر ۱۹۷۷ء
- ۱۱۔ قسانہ غالب: مالک رام، مکتبہ جامعہ، دہلی اکتوبر ۱۹۵۰ء
- ۱۲۔ قسانہ غالب: مالک رام، مکتبہ جامعہ، دہلی ۱۹۷۷ء
- ۱۳۔ یزیم غالب: عبدالرؤف عروج، یادگار غالب کراچی، مارچ ۱۹۶۸ء
- ۱۴۔ دور چراغ محفل: سید حسام الدین راشدی، یادگار غالب کراچی، مارچ ۱۹۶۸ء
- ۱۵۔ غالب اور عصر غالب: ڈاکٹر محمد ایوب قادری، حفیظ اکیڈمی کراچی ۱۹۸۲ء
- ۱۶۔ سلازہ غالب: مالک رام، مکتبہ جامعہ، دہلی ۱۹۸۲ء
- ۱۷۔ آثار غالب: قاضی عبدالودود، علی گڑھ میگزین ۱۹۳۸ء
- ۱۸۔ زندگی نامہ: ڈاکٹر عبدالغفور احسن، ادارہ تحقیقات پاکستان لاہور ۱۹۸۳ء
- ۱۹۔ غالب اور آہنگ غالب: ڈاکٹر یوسف حسین خان، غالب اکیڈمی نئی دہلی ۱۹۷۷ء
- ۲۰۔ اختر حسن: چراغ دیر (مقدمہ)، انڈین ریگجو سوسائٹی، حیدر آباد
- ۲۱۔ حیات غالب کا ایک باب: ملک حسن اختر، مکتبہ عالیہ لاہور ۱۹۸۷ء
- ۲۲۔ جاگیر غالب: پرتھوی چندر، مرتبہ ڈاکٹر سید صہبجی الرحمن، مکتبہ کاروان لاہور ۱۹۸۳ء
- ۲۳۔ جاگیر غالب: پرتھوی چندر، مرتبہ پروفیسر لطیف الرحمن، ماہنامہ سورج لاہور
- ۲۴۔ سلازہ غالب: ڈاکٹر گوہر نوشاہی، مکتبہ عالیہ لاہور
- ۲۵۔ غالب کا مقدمہ پیش: انیس باگی، القمر انٹرنیشنل لاہور ۱۹۹۶ء
- ۲۶۔ غالب نامہ: شمارہ جولائی ۱۹۸۲ء تا جنوری ۱۹۸۵ء
- ۲۷۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا: چیف ایڈیٹر مولانا حامد علی خاں، غلام علی ایڈیٹر لاہور۔

عدالت عالیہ (مہل فارسی): مجلس اعلیٰ 'انجمن اعلیٰ' سپریم کورٹ
 عالیہ (مہل): اعلیٰ 'بلند دیکھیے عدالت اور کورٹ
 عملہ (مہل) (مال معنی افسر کی جمع): عدالت انصاف یا عدالت مانگڑاری کے افسران جو جج یا افسر حاصل کے ماتحت
 ہوں۔

نوٹ: انگریزی گھاسری کے مرتب نے اس لفظ کے معنی محدود کر دیے ہیں۔ اس کے اصل معنی کسی عہدہ کے ملازم
 دفتر کے ملازم 'کارکن نوک' اور اہلکار ہیں۔

عرضداشت: (مہل فارسی): دعویٰ 'مطالب' یا 'دراشت' کوئی خودیاد گزارش یا ترغیبی چاہے وہ زبانی ہو یا تحریری۔
 ائمہ: (مہل): یہ لفظ عربی نہیں بلکہ ترکی ہے انگریزی گھاسری کے مرتب کو غلط فہمی ہوئی انہوں نے ائمہ جو
 امام کی جمع سمجھ کر اسے عربی گردانا ہے) مغل حکومت کی طرف سے خیراتی یا اسلام سے متعلق مذہبی
 مقاصد کے لیے عطا کردہ جاگیر جس پر لگان یا توپاگل معاف ہو یا اس پر معمولی سا مقررہ لگان مقرر ہو
 سرکار برطانیہ نے ایسی جاگیروں کو تسلیم کیا اور انہیں موروثی اور قابل انتقال قرار دیا۔

بندوبست (فارسی): حاصل کا تقصیر جو کسی زمیندار کی طرف سے دایب الادا ہوں حکومت کا لگان دار یا سوار
 نوٹ: انگریزی گھاسری میں جو پہلے معانی درج کیے گئے ہیں وہ صحیح ہیں جاتی معانی لفظ ہیں اس کے صحیح معانی یہ ہیں:
 انتظام و انصرام 'ضابطہ' 'سیلقتہ' 'تجویز' 'تقدیر زمین کی حد بندی اور نظام مال گزارہ۔
 پارگیر (فارسی): ایسا اسپ سوار جسے گھوڑا حکومت کی طرف سے یا اس سوار کی طرف سے جس کے پاس ملازم ہے
 فراہم کیا گیا ہو۔ سائیکس۔

بستہ (فارسی): 'سب' 'کثافت کا پلندہ' 'بزدلی۔
 قانون گو فارسی): لغوی معانی قانون کا شارح لیکن برصغیر پاک و ہند میں یہ لفظ گاؤں یا ضلع کے افسر حاصل کے لیے
 استعمال ہوتا ہے۔

نوٹ: انگریزی گھاسری کے مرتب نے لغوی معانی تو صحیح تحریر کیے ہیں مگر عمومی معانی میں مقالے کا شمار ہو گئے ہیں یہ
 دراصل پنڈاریوں کے ایک طبقے کا افسر ہوتا ہے اور اس شخص خاص علاقے کی زمینوں کا بندوبست اس کے پاس ہوتا ہے۔
 ایک تحصیل یا ضلع میں کسی قانون گو ہو سکتے ہیں۔

ہوتا ہے۔ ایک تحصیل یا ضلع میں کی قانون کو ہو سکتے ہیں۔

چٹھی (ہندی) : خط، مختصر خط، رقعہ، یادداشت، مراسلہ، کوئی یادداشت یا مراسلہ جس میں کوئی حکم یا فرمان جاری کیا گیا ہو۔

چودھری (ہندی) : (نہی معنوی چار کا حامل شاید حصص یا منافع) کسی پیشہ یا حرفہ کا سربراہ کسی گھوڑ کا سربراہ، حامل زمین جو زمینداروں کے ذمے میں آتے ہیں۔

کونسل عالیہ : (انگریزی لفظ کو نسل اور عربی و فارسی لفظ عالیہ کا مرکب جس میں دہر بلور اشتاعت لگا کر لفظ بنایا گیا ہے) مجلس اعلیٰ عدالت عالیہ، سپریم کونسل۔

کوڑی (ہندی) : سب سے کم مالیت کا سکہ۔

دفتر خانہ (فارسی) : سرکاری دیکارڈ کا دفتر۔

دربار (فارسی) : بادشاہ کے درباری یا خدم و حشم کی مجلس، شاہی عدالت۔

فصل رنج (عربی) (فصل + رنج) : رنج کی فصل، جو فصل سرویوں میں ہوئی جاتی اور گرمیوں میں برداشت کی جاتی ہے۔

فدوی (عربی) : جان نثار، قربان ہونے والا، بندہ، عاجز، خاکسار، عاجزی کے لیے استعمل ہونے والا اصطلاح۔

فصلانہ (عربی) : پیداوار یا فصل سے حلقہ، وہ رقم یا جس جو فصل تیار ہونے پر حکومت یا کسی اور شخص کو ادا کی جائے۔

فصلی (عربی) : فصل یا پیداوار سے حلقہ،

فصلی سال، فصلی سال ۱۹۳۱-۱۹۳۲ بمطابق ۱۳۵۰-۱۳۵۱ سال عیسوی۔ فصلی سال دراصل مغل شہنشاہ اکبر اعظم سے منسوب ہے جن نے برصغیر پاک و ہند پر ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء تک حکومت کی۔ اس کے حکم پر یکم سال ۱۱۲ بمطابق ۹۱۳ ہجری (۱۵۵۵ء) کو جبراً ۹۱۳ سال فصلی قرار دیا گیا۔

استمراری (عربی) : دوا، پیشہ کے لیے۔

استمرار (عربی) : تکلیفی، دوام، کوئی زمین یا پند جو حکومت یا زمیندار کی طرف سے دوا یا عطا کیا جائے۔

استمرار دار (عربی فارسی) : حامل استمرار، جسے زمین یا پند دیا گیا ہو۔

جاگیر (فارسی) : حاصل کی تقوین، وہ گھوڑ یا زمین جو بادشاہوں یا لوہوں کی طرف سے عطا کی جائے۔

جاگیردار (فارسی) : جاگیر کی معالی، جاگیر رکھنے والا، حامل جاگیر۔

جائیداد (فارسی) : ملکیت، زمین پر مشتمل ملکیت، مال و اسباب، جاگیر، پوتھی، اثاثہ، پیداوار۔

خام (فارسی) : نکپا، ناہنت، ان کا، بلور حاصل اس اصطلاح سے مراد مجموعی حاصل (کلٹی سے قبل) ہیں۔ یہ کسی گھوڑ یا تھیلہ شدہ جائیداد سے جو کسی تیسرے شخص یا زمیندار کی مداخلت کے بغیر طے کیے گئے خالص حاصل سے نمیز ہیں۔

قلم دار شب (عربی) فارسی قلم دار اور انگریزی شب کا مرکب) کسی قلعہ کے گورنر یا کنولر کا عہدہ۔

قسط (مہلی): حصہ 'بز'، ٹکڑا، وہ رقم جو حسب معاہدہ قموڑی قموڑی کر کے ادا کی جاتی ہے۔

معافی (مہلی و فارسی): بخشش 'ربائی'، نہایت 'خوش' وہ زمین یا جائیداد جس پر لگان معاف ہو۔ یہ اصطلاح ایسی زمینوں اور زمینداروں کے لیے استعمال ہوتی ہے جن پر کسی بھی قسم کا ٹیکس یا لگان وغیرہ نہیں ہوگا۔ ایسی جائیداد دوائی ہوتی ہے اور نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔

مسل (مہلی): فائل: ایک ہی قسم یا ایک ہی موضوعات پر مشتمل کاغذات جو اسٹیفے شلک ہوں۔ رد واد مقدم۔ مقررہ (مہلی): تقرر یا لگان۔ مقررہ لگان سے متعلق۔ یہ اصطلاح ایسی جائیداد/ہاگیر کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس پر حکومت یا مالک کو مقررہ لگان دینا ہوتا ہے۔

مختار (مہلی): ایجنٹ، نمائندہ، یا نائب، منیم، ہماز، اختیار دیا گیا، ایک قسم کا ذکیل، نمائندہ۔

مختاری (مہلی): مختار کا پیشہ اسم، سربراہی، تربیتی، نمائندگی۔

محال (مہلی): کسی تعلقہ یا ضلع کا حصہ جس پر طبعہ مال گزاری کی تخفیف ہو۔ وہ جائیداد غیر موقوفہ جس میں بہت سی چیزیں ہوں، اور ان کے حاصل کی طبعہ طبعہ تخفیف کی جاتی ہے۔

مقدم (مہلی): (سرواد، راہنما) کسی گاؤں یا کارپوریشن کا سربراہ، 'سرواد'، سرکردہ، چھوٹا۔

مستحقین (مہلی): حوٰلین، اہل خانہ، بیل بچے، نوکر چاکر۔

مستعدی (مہلی): تکرار، منشی، 'راج ان'، صاحب، جمع خرچ نویس۔ عمر، کاتب، نائب، نگار، منظم، دسر، دار، ذکیل۔

نواب (مہلی): نائب، معنی نائب، نائب مختار مگر ترکیبات میں بطور واحد استعمال ہوتا ہے اور قاتل عزت لفظ ہے))، گورنر یا نائب، سلطنت شریا علاقے کا سرواد، صوبہ دار، ناظم، عہدہ منظم کا ایک خطاب۔

پانگی (ہندی): ایک قسم کی ڈولی، 'ہانڈ'، فٹس، ایک قسم کی ڈولی جو کمار اٹھاتی ہیں۔

پردانہ (فارسی): 'نعم'، تحریری، کھنڈہ، حاکم ہماز کی جانب سے ماتحت کو دیا گیا 'نعم'، فرمان، 'پرمت'، اجازت نامہ۔

پن اورتھ (ہندی): پن اورتھ بھی تلفظ کیا جاتا ہے پن اورتھ اور اورتھ کا مرکب): پن یا پن ایک بہت بڑے حصے جیسے کسی مشترکہ جھوس کا چوڑائی یا توہا اور اس کی زمینیں جن کا سرواد یا مقدم طبعہ ہو۔ کچھ مقامات پر اس زمین کی جلد کے ادا کیے درمیان تقسیم نو کی جاتی ہے۔ جیسے برطانوی دور ہندوستان کے شمال مغربی صوبہ جات میں کیا گیا۔ اورتھ کا مطلب ہے دولت، زر، پن اورتھ ایسی زمینوں پر لگائے گئے لگان یا محصول کو کہتے ہیں۔

رسالہ (مہلی): ٹکڑوں پر مشتمل دست، اسب سواروں پر مشتمل دست۔

صدر (مہلی): (صدر کا مطلب عدالت، صدر ہے، یعنی عدالت اور صدر کے درمیان اضافت ہے) حتمی فیصلہ کرنے کی عدالت، عدالت عالیہ یا سپریم کورٹ، صدر عدالت، سب سے بڑی عدالت۔

ساز (مہلی): لگان زمین کے علاوہ بقیہ یا دیگر تمام ذرائع، درآمدات، تجارتی، منیم، لائسنس ٹیکس، گریڈ ٹیکس، نقل و حمل کے ٹیکس سے حاصل ہونے والے حاصل جو حکومت یا کسی شخص کو واجب الادا ہوں۔

سند (عربی): دستخرج، ملک، تصدیق نامہ، منظوری، عطیہ، اہواز نامہ، فیصلہ، ایسی دستخرج جس کے ذریعے کسی شخص کو اس کی خدمات کے متعلق موقوفہ، لقب، سہولیات، عہدوں وغیرہ سے متعلق کچھ کیا جائے۔

شقہ (عربی): شای قرین، حاکم اعلیٰ کی طرف سے قرین، وہ رقم یا حکم جو بادشاہ یا بڑے بڑے امیر اپنے سے کم مرتبہ حاکموں یا امیروں کو لکھیں۔

سکہ (عربی): سرکاری متعلق زر جو ملک میں چلے۔

صوبہ (عربی): ریاست یا ملک کا وہ حصہ جس میں بہت سے اضلاع شامل ہوں۔ مغل سلطنت کی سب سے بڑی انتظامی وحدت شش اودھ، بنگال، بہار وغیرہ۔ مرہٹوں کی سلطنت میں بعض اوقات یہ بہت چھوٹی وحدت کے لیے استعمال ہوتا تھا جس میں پانچ سے آٹھ طرف ہوتے تھے۔ (دیکھئے طرف) صوبہ اگرہ میں دو پرگنے شامل تھے۔

صوبہ داری (عربی فارسی): صوبہ دار یا گورنر کا عہدہ۔

سرکار (فارسی): حکومت، سلطنت، مقتدر اعلیٰ۔ صوبہ کی انتظامی وحدت جس میں کئی پرگنے شامل ہوں۔

سوار (فارسی): گھڑ سوار، دہالے کا ملازم، سواری پر بیٹھا ہوا۔

تقدو خام (عربی فارسی): جملہ سہولت، مجموعی شمار، دیکھیے خام۔

تختواہ (فارسی): مشاہیر، مقتدر اعلیٰ یا حکومت کی جانب سے کسی علاقے کے محصولات سے کسی کو شخص رقم ادا کرنے کی تعبیین، مزدوری، وظیفہ، معاوضہ فوری کا صلہ۔ پٹن، گرجا، پٹنی، عطیہ۔

طرف (عربی): لغوی معنی جانب، سمت، حصہ، کسی ملک یا پرگنہ کی انتظامی وحدت جس میں بہت سے گاؤں شامل ہوں۔ کچھ مقامات پر یہ لفظ ایسی زمینوں یا جاگیروں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ایک ہی قوی کی ملکیت ہوں اور اس کے نام سے منسوب ہوں۔

دگھاروا (مرہٹی، گجراتی، اردو): منکرت کے لفظ دگودی، معنی چال اور دگاری کا مرکب ہے اس ذات یا فرد کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کا پیشہ جنگی درندوں کو پھندا ڈال کر پکڑنا ہوتا ہے: ایک محصول جو جنگل درندوں کا شکار کرنے اور انھیں پکڑنے کے لیے لگایا جاتا ہے۔

دکیل (عربی): کسی دوسری کی ترہیلی کرنے والا، شخص یا عمارت، بنیاد، قائم مقام، وہ شخص جس کے سپرد ایسا کام کیا جائے۔ سفیر، ایجنٹ عدالت قانون میں کسی کی قانونی پیروی کرنے والا۔

زمیندار (فارسی): زمین کا مالک، وہ شخص جو زمینوں کا مالک ہو۔

زمینداران (فارسی): زمیندار کی جمع۔

ضلع: ملک کا حصہ جو کسی بڑی کشتری یا بڑی ٹکڑی کے ماتحت ہو۔

(ترجمہ: قاضی محمد عزیز الرحمن، حاکم)

of Oriental studies, and the promotion of the acquisition of Western knowledge through the vernacular. Sir John Lawrence called him "cunctator" - he died from the effects of an accident on the London Underground Railway, Nov. 28, 1872. (D.I.B. P. 281.)

- 27. LEITNER, GOTTLIEB WILHELM (1840 - 1899)** Born in Budapest, 1840 - son of a physician - to Turkey, 1847 - educated at Malta Protestant College - at 15 was appointed Chief Interpreter to H.M.'s Commissioner in the Crimean War, with rank of Colonel - attended the Muhammadan Theological School at Constantinople - entered at King's College, London, 1858 - appointed there, 1861, Professor of Arabic and Muhammadan Law - M.A.S., 1861 - M.A. and Ph.D., Freiburg, 1862 - Principal of the Government College, Lahore, 1864 - founded the Anjuman-e-Panjab - worked for the foundation of the Panjab University - organised many schools, free libraries, literary Societies and Journals in India - Registrar of the Lahore University College, explored among, studied, and wrote on, the wild tribes of the N.W. frontier, Dards, Hanizis, etc. - established the Journal *Indian Public Opinion*, collected information on the origins of Indian art, and specimens of Graeco-Buddhist art - claimed, to be the originator of the title *Kashmir-Hind* - retired, 1887 - acquired the Royal Dramatic College at Woking, and adapted it to an oriental Institute there - published *Language and Races of Dardistan - The Language and People of Hunza*, and many works on education, philology, trade, dialects, etc. - spoke, read, and wrote 25 languages - edited the *Asiatic Quarterly Review*, from Jan. 1890 - died at Bonn, March 22, 1899 - Ph.D. - LL.D. - D.O.L., 1882. (D.I.B. P. 249.)

- 28. FITZPATRICK, SIR DENNIS (1837-)** I.C.S. - born 1837 - educated at Trinity College, Dublin - entered the Indian Civil Service - called to the bar from the Inner Temple - acted as Judge of the Panjab Chief Court, 1879-7 - was Secretary to the Government of India in the Legislative Department, 1877-85 - Secretary in the Home Department, 1885 - acting Chief Commissioner of the Central Provinces, 1885-87 - Acting Resident in Mysore - Chief Commissioner of Assam - Resident at Hyderabad - Lieutenant-Governor of the Panjab, 1892-7 - Member of the Council of India since 1897 - K.C.S.I., 1890. (D.I.B. P. 147.)

- 29. AITCHISON, SIR CHARLES UMPHERSTON (1832 - 1896)** I.C.S. - born May 20, 1832, son of Hugh Aitchison, of Edinburgh - educated at the High School and University there - and at the University of Halle - passed in the first competitive examination, while Haileybury was being abolished - arrived in India in 1856 - he narrowly escaped the massacre of Europeans at Hissar in 1857 - was Under Secretary in the Foreign Department of the Government of India, 1859-65, and, after some executive work, was Foreign Secretary, 1868-78. Sharing, as he did, the views of Lord Lawrence on questions of Central Asian and Afghan policy, he was strongly opposed to the measures which led to the second Afghan War of 1878-80. He was Chief Commissioner of British Burma from March, 1878, to July, 1880, Lieutenant-Governor of the Panjab, 1882-87 - Member of the Supreme Council from April, 1887, to Nov. 1888 - also President of the important Public Service Commission in 1887-88 - K.C.S.I. in 1881, C.I.E. in 1882 - also LL.D. of Edinburgh and honorary M.A. of Oxford. He compiled the first edition of the *Treaties, Engagements and Summahs*, and authoritative work of reference, always quoted under his name. Wrote also *The Native States of India*, and *Lord Lawrence in the Rulers of India* series - he died at Oxford Feb. 18, 1896. (D.I.B. P. 8.)

24. HARDINGE, HENRY, FIRST VISCOUNT, OF LAHORE (1785 - 1856)

Governor-General, Field Marshal, born March 30, 1785, son of Rev. Henry Hardinge, entered the Army in 1799; went through the Royal Military College at High Wycombe, 1806-7, through the Peninsular war, first as D.A.Q.M.G., afterwards with the Portuguese Army, present in a number of battles, several times wounded, K.C.B. in 1815, lost an arm at Quatre Bras; Commissioner with the Prussians in France, 1818; D.C.L. of Oxford, M.P. 1820-44, for Durham, Newport and Launceston; Secretary at War, 1818-30, and 1841-4; Irish Secretary in 1830, and 1834-5; Lt. General in 1841; G.C.B. in 1844, was Governor-General of India from July, 1844, to Jan. 1848, the first to go out overland, The Punjab being in a state of anarchy since Ranjit Singh's death in 1839, and the Sikh *Khalsa* army dominant. Hardinge strengthened the Satalaj frontier with troops, when the Sikhs crossed the Satalaj, they were defeated at Mudki and Ferozshah in Dec. 1845, and in Feb. 1846, at Sobraon. Hardinge serving as second in command under Sir Hugh Gough, the C. in C. On peace being made, on terms dictated to the Sikhs, Hardinge received a Peerage, and pensions from Parliament and the E. I. Co. Kashmir was annexed and made over to the Raja of Jammu for a large sum, a British Resident (Sir H. Lawrence), at Lahore, was appointed. On retiring from India he claimed to have left it in complete peace. Hardinge also left his mark on the internal administration of India: he established schools; prohibited Sunday work in Government offices; promoted railways and irrigation; determined important military questions, both in the native and the European armies. His equestrian statue was subsequently erected in Calcutta. He was made Master-General of the Ordnance in 1852, and was C. in C. of the Forces, 1852-6; Field Marshal in 1855; died Sep. 24, 1856. (D.I.B. p. 189)

25. ELLIOT, SIR HENRY MIERS (1808 - 1853) ICS; son of John Elliot, born March

1, 1808; educated at Winchester; gained his appointment to the E. I. Co.'s Civil Service by open competition, 1826; served in the N.W.P. Secretary to the Board of Revenue, Foreign Secretary to the Government of India, 1847; accompanied Lord Hardinge and Lord Dalhousie to the Punjab; negotiated the treaty with the Sikhs, 1849; K.C.B., brought out the first volume of a *Bibliographical Index to the Manuscripts of Muhammadan India*; his materials for *The History of India, as told by its own Historians*, were edited after his death by Professor John Dowson (q.v.) and Sir E.C. Bayley, (q.v.); his *Manuscripts of the History, Folklore, and Distribution of the Races of the N.W.P.* were edited by Mr. J. Beames (q.v.); he died at the Cape of Good Hope on his way home, Dec. 20, 1853. A mural tablet in St. Paul's Cathedral, at Calcutta, testifies to his remarkable abilities and attainments, his manly rectitude of conduct, his gentle disposition and noble qualities. He (like Augustus Cleveland) (q.v.) was called by Sir W.W. Hunter *the choice deputy of the Bengal Civil Service*. (D.I.B. p. 135)

26. McLEOD, SIR DONALD FRIELL (1810 - 1872) Lieutenant-Governor; son of Lt.

General Duncan McLeod, born May 6, 1810, at Fort William, Calcutta; educated at Edinburgh High School, Dulwich, Putney, and Harleybury; arrived in Bengal in 1828, commencing his career in that province; in the Sagar and Nerbudda territories and Besaures, 1831-49; Commissioner of Jalandhar, 1849; Judicial Commissioner of 1854; Punjab was at Lahore during the mutiny of 1857; C.B.; Lieutenant-Governor of the Punjab, 1865-70; K.C.S.I. in 1866; Chairman of the Sind, Punjab and Delhi Railway; he had pronounced religious opinions, and was a philanthropist; established the Punjab University, and had warm sympathy with the people; he advocated a greater encouragement

21. ELLENBOROUGH, EDWARD LAW, FIRST EARL OF (1790-1871)

Governor-General, son of Edward, Baron Ellenborough, Lord Chief Justice of England born Sep. 8, 1790; educated at Eton and St. John's College, Cambridge M.P. for St. Michael's, Cornwall, 1813; was Lord Privy Seal, 1828. President of the Board of Control, from 1828 to 1830, from Dec., 1834 to April, 1835, and for a third time in Sep.-Oct., 1841. He, in 1832, sent Alexander Burnes (q.v.) to Lahore, and on to Central Asia; was for a forward policy and for the transfer of the Government of India to the Crown. In Oct., 1841, he was nominated to be Governor-General, and held the appointment from Feb. 28, 1842, to June 15, 1844. He desired a peace policy, but was never free of war. He pushed on the Chinese war and brought it to a conclusion successfully. He desired to withdraw from interference with Afghanistan, after rescuing the Kabul captives which restored British prestige and eventually sanctioned Sir W. Nott's withdrawal from Kandahar via Ghazni, Kabul and Peshawar. Pollock's Army of retribution forced its way through the Khyber to Kabul, and Afghanistan was evacuated in Oct.-Nov., 1842. Ellenborough's bombastic proclamation, on the recovery of the gates of Somanth from Ghazni, exposed him to ridicule. The troops retiring from Kabul were received at Ferozpur with exaggerated pomp. He annexed Sind, by means of Sir Charles Napier's victories, in 1842, though the justification for this act has been seriously questioned. He interfered in the affairs of the Gwalior State, where the Army had rebelled and expelled the regent Mama Sahib; he was present at the battle of Maharajpur, Dec. 28, 1843; a fresh treaty was made with the State. Being disrespectful and out of control, he was recalled by the Court of Directors in June, 1844, against the views of the Cabinet; was created an Earl in 1846; he was made First Lord of the Admiralty, and in 1858, Feb. to June, was again President of the Board of Control. In this capacity, he addressed a despatch to Lord Canning regarding the latter's Oudh proclamation, which the Cabinet disavowed, and Ellenborough had to resign his office. During his Indian career, he preferred the military to political officers, and was unpopular with the civilians. His ability and eloquence were brilliant, but his other qualities detracted from his practical usefulness in high office. He died Dec. 22, 1871. (D.I.B. p. 134/135.)

22. MELVILL, SIR JAMES COSMO (1792 - 1861) Born 1792; son of Captain Philip

Melvill; was in the E.I. Co.'s home service from 1808; auditor of Indian accounts, 1824; Financial Secretary, 1834; Chief Secretary, 1836, until 1858, when the Government of India was assumed by the Crown; Government Director of Indian railways, 1858; F.R.S., 1841; K.C.B., 1853; died July 23, 1861. (D.I.B. p. 285.)

23. CURRIE, SIR FREDERICK, BARONET (1799 - 1875) ICS; son of Mark Currie

born Feb. 3, 1799; educated at Charterhouse and Haileybury; reached India, 1820; was a Judge of the *Sadr Adalat* (court) in the N.W.P., 1840; Foreign Secretary to the Government of India, 1842; with Sir Henry Hardinge in the first Sikh war, 1845-6, and, after Sobroon, drew up the treaty with the Sikhs; made Baronet in Jan. 1847; officiated as Member of the Supreme Council, April 1847 to Jan. 1848; resigned his seat, and succeeded Sir Henry Lawrence as Resident at Lahore in 1848; accepted the resignation of Mulraj, the Governor of Multan, confirmed as Member of Supreme Council resuming his seat March, 1849; retired in 1853; was elected a Director of the E.I. Co. in 1854, Chairman 1857; Member of the Council of India from 1858; D.C.L., Oxford in 1866; died Sep. 11, 1875. (D.I.B. p. 104.)

17. **MANSEL, CHARLES GRENVILLE (1806 - 1886)** ICS : born 1806 : joined the E.I. Co.'s Civil Service in 1826 : served in the N.W.P. : in several appointments at Agra, up to Magistrate-Collector, 1835, and Settlement Officer, 1838-41 : in the Financial Department : Member of the Board of Administration of the Panjab with the Lawrences, 1849-50 : Resident at Nagpur, 1852-4 : retired, died Nov. 19, 1886 (D.I.B. p.274)
18. **HAMILTON, SIR ROBERT NORTH COLLIE, BARONET (1802 -1887)**
Son of Sir Frederick Hamilton, fifth Baronet : born April 7, 1802 : educated at Haileybury : went to India in 1819 : served in the N.W.P. : Commissioner of Agra : Secretary to the N.W.P. Government in 1843 : Resident at Indore with Holkar from 1844 : succeeded as Baronet in 1853 : was made Agent to the Governor-General of Central India in 1854, returned from leave in England in the autumn of 1857 and rejoined at Indore : was to prepare a plan for the pacification of Central India, which was accepted : he, as Political Officer accompanied Sir Hugh Rose in his Central Indian campaign in 1858 : was at the capture of Jhansi and defeat of Tantia Topi : at the restoration of Gwalior to Sindia : K.C.B. and the thanks of Parliament for his military services : provisional Member of the Supreme Council 1859 : retired in 1859, from ill-health : died May 30, 1887. (D.I.B. - P.187)
19. **TORRENS, HENRY WHITELOCK (1806 - 1852)** ICS : son of Maj.-General Henry Torrens : born May 20, 1806 : educated at Brook Green, the Charterhouse, and Christ Church, Oxford : B.A. in 1825, and entered at the Inner Temple : After a short service under the Foreign Office, he obtained a writership from the Court of Directors of E.I.Co. : Arriving in India in Nov. 1828, he held various appointments at Meerut : in 1835 joined the Secretariat in which he served in several Departments under the Government of India, accompanying Lord Auckland to the N.W.P. in Oct. 1837, as Deputy Secretary under Sir W. Macnaghten. In Dec. 1846 he was appointed Agent to the Governor-General at Murshadabad, where, in his endeavours to improve the Nizam's administration, his relations with the Nawab Nizam and his officials became greatly strained : died of dysentery at Calcutta, while on a visit to the Governor-General, Aug. 16, 1852 : buried in the Lower Circular Road Cemetery : In 1839 he assisted in the editing of the *Calcutta Star* : a weekly paper, which became a daily paper, called the *Eastern Star* : was Secretary, 1840 to 1846, to the Bengal Asiatic Society and a Vice-President in 1843-5 : founded the *Meerut Observer* at Meerut, and made an incomplete translation of the *Arabian Nights*, besides editing Professor Lassen's *History of the Greek and Indo-Sarathian Kings*, and writing a novel, *Madame de Malquet*, and a series of articles on the "Uses of Military Literature and History." (D.I.B. - P.426)
20. **MADDOCK, SIR THOMAS HERBERT (1790 - 1870)** ICS : son of Rev. Thomas Maddock : born 1790 : educated at Manchester Free Grammar School and at Haileybury, 1812-3 : went out to India, 1814 : served in the Sagar and Nerbudda territories : Political Agent at Bhopal : Political Resident at Lucknow, 1829-31 : Political Officer in Nepal, 1831 : Secretary to the Government of India in the Legal, Judicial and Revenue Departments, 1838-43 : Member of the Supreme Council, 1843-9, Deputy-Governor of Bengal in 1845 and 1848 : knighted and C.B. : retired, 1849 : M.P. for Rochester, 1852-7 : died Jan. 15, 1870. (D.I.B. - P.269)

was reduced, the subsidies were diminished, the Afghans rose in 1841: Sir A. Burnes was murdered on Nov. 2, 1841, and the envoy, Sir W. Macnaghten on Dec. 23, the British army was destroyed in its retreat from Kabul to the Khyber. Lord Auckland was made an Earl in 1839, on the capture of Kabul: he had left India on March 12, 1842, before Pollock's avenging Army had advanced beyond Jalalabad. Afghan affairs chiefly engaged Auckland's attention. In 1840 the British Resident at Ava was expelled by the King of Burma and not re-established. Auckland was again First Lord of the Admiralty in 1846: died Jan. 1, 1849. (D.I.B. pp. 19-20.)

- 14. ROSS, ALEXANDER (1777 - ?)** I.C.S. went to India, at 18, in 1795-6. Judge of the Provincial Court at Bareilly, 1811: was Resident at Delhi, 1820-3. Puisne Judge of the Sadr Court, 1825. First Judge, 1831. Member of the Supreme Council, Jan. 1833: permanently in Oct. 1833: Governor of Agra, Dec. 1835, to June, 1836: abolished transit duties. President in Council and Deputy-Governor of Bengal, Oct. 29, 1837, to Oct. 15, 1838: when he retired. (D.I.B. P. 363.)

- 15. GUBBINS, MARTIN RICHARD (1812 - 1865)** I.C.S. educated at Haileybury, 1829-30: went out of India in 1830: served in the N.W.P. and in Oudh on its annexation in 1856, when he was made its Financial Commissioner. In the mutiny, he took a leading part in the operations at Lucknow: had charge of the Intelligence Department: advocated various measures, some of which were adopted, and some, such as the disarmament of the native troops, were not accepted by Sir H. Lawrence: served throughout the siege of Lucknow: retrenched and completed the post which bore his name, and was eminent among those who fought hard and laboured unceasingly. After the relief he was with Sir Colin Campbell at Cawnpur: ill-health then compelled him to go to England. He was Judge of the Agra Chief Court, 1858-63: died May 6, 1863: wrote *The Mutinies in Oudh*. (D.I.B. p. 364.)

- 16. COLVIN, JOHN RUSSELL (1807 - 1857)** Lieutenant-Governor. I.C.S. son of James Colvin, Calcutta merchant: born in Calcutta, May 29, 1807: educated at St. Andrews and at Haileybury: went to Bengal in 1826, to Hyderabad in 1827: was Assistant and Deputy Secretary in the Judicial and Revenue Departments of the Government of India, 1831 - 51. Secretary to the Board of Revenue 1833. Private Secretary to the Governor-General, Lord Auckland, 1836 - 42, and is said to have exercised considerable influence over the latter's Afghan policy. He was Resident in Nepal, 1845. Commissioner of Tenasserim, 1846. Judge of the Sadr Court at Calcutta. Lieutenant-Governor of the N.W.P. from Nov. 7, 1853. It was said that Colvin "over Governed": He worked with extraordinary industry, and greatly increased the business of the Government. His action in the mutiny has been the subject of controversy: He issued, in May, a proclamation which was not entirely approved, the violence of the outbreak fell upon him without warning, and the forces at his disposal were inadequate to meet it. He was "worn out by the unceasing anxieties and labours of his charge": so ran Lord Canning notification of his death: he fell ill, became worse, and died in confinements on Sep. 9, 1857: and was buried in the fort at Agra. Sir Auckland Colvin, in his life of his father, J. R. Colvin, in the "Rulers of India" series, has exhausted the subject. (D.I.B. - p. 90.)

Muhammad Anu Khan 1832 wrote on *The Origin of the Sikh Power in the Punjab on Tibet Tartary and Mongolia* 1831 on the *India Question in 1833 A history of the Life of Ranjit Singh Historical Results from Discoveries in Afghanistan*, and published the *Register of the Bengal Civil Servants*, 1790-1842. was the chief founder of the Bengal Civil Fund on his actuarial calculations (approved by professional actuaries in London) the fund was started; also wrote poetry; died Feb. 11, 1878 (D.I.B. p. 344)

12. MACNAGHTEN, SIR WILLIAM HAY BARONET (1793 - 1841) I.C.S.

second son of Sir Francis Workman Macnaghten, *Barr* Judge of the Supreme Courts of Madras and Calcutta; born in Aug. 1793; educated at Charterhouse; went to Madras in the Army, 1809; was in the Governor's bodyguard; gained prizes in languages; served at Hyderabad and in Mysore; appointed to the Bengal Civil Service, 1814; gained great distinction in languages at Fort William; became Registrar of the *Sade Dwarra* Adalat (1822-30); published his works on Hindu and Muhammadan Law, and reports of cases; on tour to Upper India, 1830-3, with Lord W Bentinck at his meeting with Ranjit Singh at Roopar; Secretary in the Secret and Political Departments, 1833-7; accompanied Lord Auckland on tour, 1837, to the N.W.B.; made the treaty with Ranjit Singh and Shah Shuja in June, 1838; signed Auckland's manifesto of October 1, 1838; appointed envoy and Minister at the Afghan Court of Shah Shuja; accompanied the Army of the Indus via Kandahar and Ghazni to Kabul; the whole policy accepted by Macnaghten; had difficulties with the military authorities; Shah Shuja reinstated in Aug. 1839; Macnaghten made a Baronet in Jan. 1840; had great troubles in Afghanistan with Shah Shuja and the tribes, and in re-organizing the government of the country; Dost Muhammad surrendered on Nov. 3, 1840; and was sent to India; Macnaghten nominated Governor of Bombay in Sep. 1841; on the reduction of then stipends the Afghan rebelled; chief Barnes was murdered on Nov. 2, 1841; the military authorities failed, and the Army remained inactive; Macnaghten accepted the terms of the rebel chiefs on Dec. 11; the terms were not adhered to by the Afghans; Macnaghten negotiated further with Akbar Khan, son of Dost Muhammad, and at an interview on Dec. 23, 1841, was treacherously killed by Akbar himself; His character and capacity for his task have been much discussed; The whole policy was surrounded by the greatest difficulties and the inefficiency of the military commanders added to them; Macnaghten's optimism and confidence prevented him from realizing the situation correctly; Macnaghten's optimism and confidence prevented him from realizing the situation correctly; his high character and courage were conspicuous throughout; a monument was erected to him at Calcutta

(D.I.B. pp. 266-267)

13. AUCKLAND, GEORGE EDEN, EARL OF (1784 - 1849) Governor-General

second son of the first Lord Auckland; born Aug. 25, 1784; educated at Christ Church, Oxford; called to the bar, 1809; President of the Board of Trade and Master of the Mint, 1833; First Lord of the Admiralty, 1834-35; G.C.B.; appointed Governor-General of India, April 4, 1836; In 1836-37 he sent Barnes (q.v.) on a mission to Kabul in distrust of the Amir, Dost Muhammad, who reeived in 1837 the Russian officer, Yvkievitch, at Kabul, and with a view to counteract Russian influence there, Auckland, under pressure of the English Government, decided to dethrone Dost Muhammad (q.v.) and reinstate Shah Shuja (q.v.) as Amir; his declaration of war was issued on Oct. 1, 1838; the facts of the First Afghan War are well known; Dost Muhammad fled in Aug. 1839; Shah Shuja, though set up in 1839 and supported till 1841, was unpopular as a ruler; the British force

9. **BENTINCK, LORD WILLIAM CAVENDISH** (1774 - 1839) Governor-General son of the 3rd Duke of Portland, born Sep. 14, 1774 entered the Army 1791, saw service in the Netherlands, in Italy with the Austrian forces. Governor of Madras, from Aug., 1803, to Sep., 1807, when on account of the mutiny of sepoys against their officers at Vellore, for which he was held responsible, the Court of Directors recalled him. Changes affecting the sepoys had been introduced by the C. in C., with the support of the Governor. He was employed in Portugal and commanded Brigade at Corunna. As Lt-General he was C. in C. in Sicily, 1811, served in Spain, and led an expedition against Genoa, 1814. After 13 years without employment, he was Governor of Bengal from July, 1828, was C. in C. from May, 1833, and the first Governor-General of India from Nov., 1834, to March, 1835. It devolved on him to insist on economies to restore financial equilibrium, to reform the land revenue settlement in the N.W.P., to establish a Board of Revenue in the N.W.P. and to organize the judicial courts, to devote minds to education through the medium English, and to increase the employment of educated natives in higher offices. He also by Regulation abolished the practice of *suttee*, and suppressed the *Thags*. He took over the administration of Mysore. He met Ranjit Singh, ruler of the Punjab, on the Satlej. In general he reformed the administration in a liberal spirit, and established the principle that, in the Government of India, the interests of the people should have the first claim. His memory is still cherished by the natives. The eloquent inscription on his statue in Calcutta was written by Macaulay (q.v.) (Legal Member of Council from Nov., 1834). Bentinck was greatly regretted on his retirement. He became M.P. for Glasgow in 1837; refused a peerage, and died June 17, 1839. (D.L.B. p. 36)
10. **EDMONSTONE, NEIL BENJAMIN** (1766 - 1841) F.C.S. born Dec. 6, 1765 son of Sir Archibald Edmonstone, *Bart.* M.P. went to Calcutta in the Civil Service, 1783 appointed early to the Secretariat, and became Persian translator to Government. Private Secretary to the acting Governor-General, Sir Alured Clarke (q.v.) in April, 1798 and Sir G. H. Barlow (q.v.) in Feb. 1807 with Lord Wellesley in Madras for the campaign against Tipoo. Secretary in 1801 to the Government of India in the Foreign Department, Chief Secretary to Government, 1809. Member of the Supreme Council, Oct. 30, 1812, to Jan. 17, 1818 became in 1820 a Director of the E.I. Co., died May 4, 1841. (D.L.B. p. 132)
11. **PRINSEP, HENRY THOBY** (1792 - 1878) F.C.S. son of John Prinsep, M.P. (q.v.) born July 15, 1792, at Thoby Priory, in Essex. Educated privately, at Tunbridge and at the E.I. Co.'s College at Hertford Castle. Arrived in Bengal in 1809; became Assistant Secretary to the Governor-General, the Marquis of Hastings in 1814, whom he accompanied on his tour through Oudh, the N.W.P. and in the Nipal, Pindari and Marhatta wars; published *A History of the Political and Military Transactions in India during the Administration of the Marquis of Hastings, 1823* - was the first Superintendent and Remembrancer of legal affairs. Inquired into *Pann* tenures and, on his report, the famous *Pann* Regulation of 1819 was passed, Persian Secretary to Government, 1820 - Secretary, in the Territorial Department, 1826, Chief Secretary, 1834 - Member of the Supreme Council, temporarily, in 1835, substantively, 1840-3; retired, 1843; was unsuccessful in attempts to enter Parliament for the Kilnarnock Burghs, Dartmouth and Dover; M.P. for Harwich, 1850, but unseated for defective property qualification, and unsuccessful at the fresh election; became a Director of the E.I. Co., 1850 - was one of the original members chosen by the E.I. Co. for the new Council of India in 1858, retaining the post till 1874; translated the *Memoirs of a Pathan Soldier of Fortune, the Namah*

treaties of Sirji-Angangaum of Dec. 30, 1803, and of Buxarpani of Feb. 27, 1804. Resident at Sindh's court, 1804, and in Mysore, 1805 : served with Lord Lake, 1805 : made the treaty of Nov. 22, 1805, with Daulat Rao Sindhia, and of Dec. 24, 1805, with Jessoont Rao Holkar : sent by Lord Minto on a mission to Persia, 1808, which was foiled by French influence : deputed to deal with the mutinous Madras officers at Masulipatam : again sent to Persia, 1810 : overshadowed there by Sir Harford Jones : wrote his *Political History of India*, 1811 : and *History of Persia*, 1815 : knighted and K.C.B. in 1815 : D.C.L. at Oxford, 1816 : Political Agent to the Governor-General, and Brig. General with the Army of the Dekkan in the Pindari-Mahratta war, 1817-8 : won the battle of Mahidpur, Dec. 21, 1817 : made the treaty of Mandiswar of Jan. 6, 1818, with Malhar Rao Holkar : made Baji Rao, the Peshwa, abdicate : took Agra, April 9, 1819 : administered Central India, including Malwa : disappointed of being Governor of Bombay, or Madras, he returned to England, 1822 : made Governor of Bombay, 1827 : had disputes with the Supreme Court of Bombay, the Government declining to execute the process of the Court, which Sir J.P. Grant (*q.v.*) then sole Judge, thereupon closed : new Judges were appointed, and Grant resigned : left India in Dec. 1830 : M.P. for Louth, 1831-2 : began the *Life of Lord Clive* : wrote on the *Government of India* : died July 30, 1833 : his statue, by Chantrey, placed in Westminster Abbey : wrote also on *Central India* and *Sketch of the Sikhs* : he had great diplomatic experience and skill, and was very successful and influential with all classes.) (D.I.B. p. 271.)

7. **BAYLEY, WILLIAM BUTTERWORTH** (1782 - 1860) I.C.S., son of Thomas Butterworth Bayley : educated at Eton and Cambridge : went to India in 1799 : served in 1803 in the "Governor-General's Office," in the brilliant circle under Lord Wellesley : Registrar of the Sadr Court, 1807 : Judge of Burdwan and other places : in 1814 Secretary in the Judicial and Revenue Department, and in 1819 Chief Secretary to the Government : temporary Member of the Supreme Council from July to Dec., 1822, and substantially from 1825 to 1830 : then he retired : he officiated as Governor General from March to July, 1828, between Lord Amherst and Lord W. Bentinck : President of the Board of Trade, 1830 : vice-president and Deputy Governor of Bengal in 1833 : he became a Director of the E.I. Co., and Chairman of the court in 1840 : retired 1858 : he died May 29, 1860. Kaye writes of his high official reputation, adding that "his unflinching kindness of heart and suavity of manner endeared him to all who had the privilege of coming within the reach of their genial influences." (D.I.B. p.)

8. **LUSHINGTON, CHARLES** (1786 - 1866) I.C.S. - son of Sir Stephen Lushington, *Baron* : born 1785 : arrived in India 1801 : Assistant in the Governor-General's office, 1804 : Deputy Secretary in the Secret, political and Foreign Departments in 1809 : Secretary in the Public Department, officiating in the S.P. and F.Depts. : Private Secretary to the Governor-General (Mr. John Adam) in 1823 : Chief Secretary to the Government of India, 1825 : Acting Superintendent of the Botanical Garden, 1826 : member of a number of Committees : retired in 1827 : was M.P. for Ashburton, 1833-41, and for Westminster, 1847-52 : died Sep. 23, 1866 : published a *History of Calcutta's Religious Institutions*, 1824 : his first wife wrote a narrative of her *Journey from Calcutta to Europe, by Way of Egypt* in 1827-8, 1829 (D.I.B. p. 256.)

disapproving his action and deciding to investigate the question, Ochterlony resigned and died, heartbroken at his treatment , July 15, 1825 The Ochterlony column at Calcutta perpetuates his name and memory
(DIB p 321)

4. **METCALFE, CHARLES THEOPHILUS, BARON** (1785 - 1846) Governor - General (provisional) ICS born Jan 30, 1785 at Calcutta son of Major Thomas Theophilus Metcalfe, afterwards Director of the E I Co and Baronet educated at Bromley and Eton to Calcutta as a writer in the E I Co 's service in Jan 1801 the first Student of the College of Fort William , Assistant Resident at Daulat Rao Sindia's Court, in the Governor - General's office, 1803, Political Officer with Lake, in the Marhatta war, 1804 ; at the burning of Deeg, Dec 24 , Assistant to Resident at Delhi, 1806- on a special mission to Ranjit Singh at Lahore, 1808, leading up to the treaty of 1809 Deputy Secretary with Lord Minto, 1809 - 10 , Resident at Gwalior, Resident at Delhi, 1811 - 19 - Secretary in the Secret and Political Department and Private Secretary to the Governor - General, Marquess of Hastings Jan 1819- Sep 1820, Resident at Hyderabad, 1820 had to Deal with the case of the banking firm of Palmer and Co succeeded to the Baronetcy, 1822 , in 1825, Resident at Delhi and A.G.C , Rajputana , Member of the Supreme Council, Aug 1827 - Nov 1834 , Governor of Agra, Nov 1834 , Acting Governor - General, March, 1835 - March, 1836 liberated the press G.C.D, 1836 Lieutenant - Governor of the N W P, June, 1836, to June 1838, disappointed of the Governorship of Madras resigned Privy Councillor appointed Governor of Jamaica, 1839-42 , Governor-General of Canada, 1843-45 suffered from cancer in the cheek, lost sight of an eye created a Peer, 1845 died Sep 5, 1846 his bust is at the Metcalfe Hall, Calcutta His epitaph was written by Macaulay, including the words, "A statesman tried in many high posts and difficult conjunctures and found equal to all The three greatest dependencies of the British Crown were successively entrusted to his care In India, his fortitude, his wisdom, his probity and his moderation are held in honourable remembrance by men of many races, languages and religions," etc , etc
(DIB - P 287)

5. **STIRLING, ANDREW** (1793 ? - 1830) I.C.S. born about 1793 - son of Admiral Stirling educated at Haileybury, 1811-12 to India in 1813 Persian Secretary to Government and Deputy Secretary in the Political Department Private Secretary to W B Bayley (q.v) while acting as Governor-General in 1828 he was the author of a valuable work on Orissa distinguished by great talents throughout his career died at Calcutta, May 23, 1830.
(DIB p -405)

6. **MALCOLM, SIR JOHN** (1769 - 1833) Son of George Malcolm , born May 2, 1769 educated at Westerkerk to India in the E I Co 's military service, 1782 reached Madras, 1783 - in 1792 was at the siege of Seringapatam, under Cornwallis, and appointed Persian Interpreter to the Nizam's troops Secretary to Sir Alured Clarke (q.v), who was C in C , Madras, 1795-7 at the taking of the Cape , Secretary to Lord Harris (q.v) , 1797-8 , Assistant Resident at Hyderabad, 1798 present with the Nizam's troops at the capture of Seringapatam, May 4, 1799 Secretary, jointly with Munro, to the Commission for the Settlement of Mysore , selected by Lord Wellesley to be an Envoy to Persia, 1799-1801 negotiated two treaties, commercial and political , on his return appointed Private Secretary to the Governor-General, Lord Wellesley, 1801-3 : sent on special mission to Bombay in 1802 : nominated Resident in Mysore, Feb 1803: Political Officer with General Arthur Wellesley on the out-break of the Marhatta war, 1803 : drew up the

NOTES

1. **PERROM (1758 - 1834)** General His proper name was Pierre Culliac - a Frenchman - went out to India as a petty officer, in 1780 - deserted his ship, and entered the service to the Raja of Gohad about 1781 - afterwards of Bharatpur - and in 1790 was taken by De Bognie (q.v.) into Madhoji Sindia's Army - was at the battles of Patan and Merta, the siege of Kanaund, where he lost a hand - won the battle of Kurda for Daulat Rao Sindia against the Nizam - on De Bognie's retirement, in 1796, Perron succeeded him, as General, in command of Sindia's Army - subdued Rajputana - gained a victory at Sounda, 1801 - carried on fighting with George Thomas of Georgeghar and Hansi, who was defeated - said to have instigated Bonaparte's designs on India - offered his resignation to Sindia in 1803, but withdrew it - and was with his forces, under Sindia, during the second Mahratta war of 1803, and in possession of Shah Alam, the Mogul Emperor - dismissed all British officers from Sindia's service - after the capture of Alighar by Lake, on Sep 4, 1803, from Sindia's troops, and defeat at Koil, Perron was superseded by Ambaji Inglia, and deposed from the command by Bourguen, and his life threatened - he fled to Lake - his troops were defeated at Delhi, Agra and Laswari - Perron went to Lucknow, losing most of his immense accumulated fortune - he then went to Calcutta and Chandernagore - reached Europe in 1805, and lived in retirement in France till his death in 1834 (D.I.B. p. 339)
2. **LAKE, GERARD, FIRST VISCOUNT (1744 - 1808)** Son of Lancelot Charles Lake - born July 27, 1744 - entered the first Foot Guards in 1758 - rose to be General in 1802 - served in N. Carolina under Cornwallis, 1781 - M.P. for Aylesbury, 1790-1802 - was in the war with France, 1793-4 - commanded in Ulster, 1796, and in Ireland, 1798, seeing active service there during the rebellion - was C. in C. in India and Member of Council from July 1801 to July, 1805 introduced some improvements - in 1802 took Savni, Bighar, Catchoura - in 1803 two months he engaged the Mahrattas at Coel - stormed Alighar, Sep 4 - took Delhi, Sep. 13 - defeated Sindia's forces under Perron - took Agra, Oct. 18 - won at Laswari, Nov. 1, thus conquering Sindia - made a Peer in Sep. 1804 - defeated Holkar at Farrukhabad, Nov. 17, 1804, took Deeg, Dec. 1804, made four attempts to storm Bharatpur early in 1805 without success, but the Raja gave in and made peace - Lord Cornwallis was C. in C. from July to Oct., 1805 - on his death, Lake again commanded till Oct. 1807 - Holkar surrendered to Lake at Umritsar in Dec 1805 - he returned to England and was made Viscount - died Feb 20, 1808 - very popular as a commander with all ranks, and a great General in the field (D.I.B. p. 242)
3. **UCHTERLONY, SIR DAVID, BARONET (1758 - 1825)** Born Feb. 12, 1758 - son of David Ochterlony - joined the E.I. Co.'s Bengal Army, 1777 - served in Col T.D. Pearce's force under Coote, 1781-83 - taken prisoner at the siege of Cuddalore, 1783, and released, 1784 - commanded a regt. Under Lake in 1803 in the Doab - D.A.G. at Koel, Alighar, Delhi - appointed Resident at Delhi, 1803 - defended it against Holkar, 1804 - commanded at Allahabad, 1806 - and on the Satlej against Ranjit Singh, 1808 - Maj-General, 1814, commanded one of the four columns in the Nipal war, 1814-15 - the only one successful - took Fort Nalagur, 1814 - defeated Amar Sing, took Malown, 1815 - K.C.B. and Baronet - defeated the Gurkhas within 20 miles of Kaimandu, and obtained the signature of a treaty, 1816 - G.C.B. - in the Pindar-Mahratta war of 1817-8 - commanded a column and made a treaty and settlement with Amu Khan, 1818 - appointed Resident in Rajputana, 1818 - Resident at Delhi - Resident in Malwa and Rajputana, 1822 - when Durjan Lal revolted in 1825 against Bahwant Singh, the Raja of Bharatpur, aged 6, Ochterlony supported the Raja by proclamation and force - on Anibert's

Tankwah,	(P تنخواہ)	An assignment by the ruling authority upon the revenue of any particular locality in payment of wages, pay, gratuity or pension
Taraf,	(A طرف)	Lat. Side, par—also a tract of country, a subdivision of a pargana, including several villages—in some places it merely designates the lands or estate belonging to an individual which is named after him
Umlah,	(عملہ)	See 'Amilah'
Vegharua,	(Marhati, Gujrati, Urdu وگھاروا)	From Sanskrit 'Vegun' a net and 'Vegari', a caste or an individual of it whose occupation is snaring and catching wild beasts. A tax levied on snaring and catching wild beasts. Also 'and other'
Vakeel,	(A وکیل)	A person invested with authority to act for another, an ambassador, a representative, an agent, an attorney or authorised public pleader in a Court of Justice
Zamadar,	(P زمیندار)	An occupant of land, a land-holder
Zamindaran,	(P زمینداران)	plural of 'Zamadar' (q.v.).
Zillah,	(A ضلع)	A district, a tract of country constituting the jurisdiction of a Commissioner or Deputy Commissioner and the extent of a chief collectorate

Perwannah	(P. پروانه)	An order, a written precept or command, a letter from a man in power to a dependent, a custom house permit or pass, an order for the possession of an estate or an assignment or revenue
Panarth	(H. پان ارث also spelt as panarth, Pan/Pan and arth) پان ارث	Pan or pan is a large division, as a quarter or a half of a coparcenary village and its lands under a separate headman or Muqaddam. In some places the lands are subject to periodical re-distribution among the members of the community, as in the North-West Provinces of India during the British period. 'Arth' means wealth. 'Panarth' is the rent or revenue charged on such lands
Rasallah,	(A. رسانه)	A troop of horse
Sadr,	(A. صدر meaning عدالت , <i>adalat-e-sadr</i> Arabic words with a Persian <i>īzafat</i>)	A Court of Final Decision, High Court of Justice, the Supreme Council.
Sacr,	(A. سائر)	The remaining or all other sources of revenues accruing to the Government, in addition to the land-tax, from a variety of imposts, as customs, transit duties, licences, fees, house tax, market-tax, etc
Sannad,	(A. سند)	A grant, a diploma, charter, a patent—a document conveying to an individual emoluments, titles privileges, offices, or the Government rights to revenue from land, etc under the seal of the ruling authority.
Shooqua,	(A. شوقه)	A Royal letter or massive, a letter from a superior
Sicca,	(A. سکه)	Coinage, or a coin
Soubah,	(A. سوبه)	A province, a Government, one of the larger subdivisions of the Mughal dominions, such as Oudh, Bengal, Bahar, etc—among the Marhatas, it was sometimes applied to a smaller division comprising from five to eight <i>tasafs</i> (See 'Taraf') Two <i>Pergunnahs</i> annexed to the <i>soubah</i> of Agra
Soubahdaree,	(A. and P. صوبہ داری)	The Office of Viceroy or Governor
Sudder,	(صدر)	See <i>Sadar</i>
Sunnud,	(سند)	See 'Sannad'
Surkar,	(P. سرکار)	The Government, the state, the supreme authority, or administration, the governing authority or administrator of affairs—a subdivision of a <i>Soubah</i> , containing many <i>parganas</i> . (See 'Soubah' and 'Pargana')
Suwar,	(P. سوار)	A horseman
Ta'dhuda-a-Kham,	(A. and P. تقدیم)	A gross calculation. See 'Kham' (خام)

- Musfee, or Musfi (A. and P. **مسفی** musfee) Forgiven, remitted. Supst. forgiving, remission or exemption from the demands of the state, a grant of a land free of assessment. The word is in common use to signify exempt or free from duty or tax lands, goods etc. it also designated a particular grant formerly made by Zamandars and the revenue officers of the government, which became hereditary and transferable and was also applied to lands which were held free of revenue on condition of service.
- Musl. (A. **مسئل** also written as **مسال** in Urdu) A collection of like or similar documents forming the body of public proceedings in judicial or revenue matters. The term is also applied to a suit or proceedings at law in general.
- Muqarrare, or Mukarraree, (A. and P. **مقرر** muqarraree) Relating to what is fixed as a revenue term it is applied to a tenure held at a fixed and permanent rate of rent when payable to a proprietor, or revenue when payable to the government.
- Muqabbar, (**مقابر**) See Mukhtar.
- Muhal, (A. **مخال**) A division of a Tuluka, or district, yielding revenue according to assessment, an estate or any parcel or parcels of land which may be separately assessed with the public revenue.
- Mukhtar, (**مختار**) Agent, representative.
- Mukhtaree, (A. and P. **مختاری**) Agency, representation, the office or character of a representative.
- Muqaddam, (A. **مقدم** chief, a leader) The headman of a village or corporation.
- Muqaddama, (A. **مقدم**) A legal case, a legal suit.
- Mutahquica, (A. **متعلقین**) Dependents.
- Mutasaddie, (A. **متصدی**) A writer, a clerk.
- Nabob, See 'Nuwab'.
- Nuwab, (A. **نواب** . nuwab, plural of **نائب** naib, meaning a vice-governor, viceroy or a deputy but used honorifically in the singular). A viceroy of governor of a province under the Mughal Government, whence it became a mere title of any man of high rank upon whom it was conferred without any office being attached to it.
- Palkee, (H. **पलङ्की**) A palankeen/Palanquin.
- Paragana, (H. **पारगना**) A district, a tract of country comprising many villages, but of which several go to constitute a *chakla* or *zilla*—the actual extent varies but the distinction is permanent.

Fidwa	(A. فدوی)	(Fidwa, commonly pronounced as fidai) A devoted servant, a slave, used as a term of humility in speaking of oneself, particularly in petitions
Fuslana	(A. فصلان)	Relating to the harvest or the crop a free or perquisite derived from it
Fusly	(A. فصلی)	Relating to the harvest, i.e. the harvest year. The Fusly years 1237-41 correspond to the years 1829-1833 A.D.
Fusslee, Fash, Fusly	(A. فصلی)	The Fusslee are originated with Akbar the Great, the Mughal, Emperor of the Indo-Pakistan Sub-continent (ruled 1556-1605 A.D.) According to his directions the Hind. Samvat year 1612, corresponding to the Hija year 963 (A.D. 1555), was arbitrarily called the fash year 963
Istamraee.	(A. استمراری)	Istamraee, corruptly pronounced Istamraee, Perpetual
Istamradyar	(A. استمراری دار)	See Istamradyar
Istamrar.	(A. استمرار)	Continuance, Perpetuity a farm or lease granted in perpetuity by government or a <i>zamindar</i> , at a stipulated rent, and exempt from <i>abwabs</i> , i.e. taxes, such a lease granted in charity at a quit rent
Istamrandar.	(A.P. استمرار دار)	The holder of a perpetual farm or lease
Istamrari.	(A. استمراری)	See 'Istamraee'
Jaghoor.	(P. جائگیر)	An assignment of revenue.
Jagheordar.	(P. جائگیر دار)	The holder of any assignment of revenue.
Jadad.	(P. جائیداد)	The landed property, assets, funds, resources an estate, the means or capabilities of any district in respect of revenue, an assignment of revenues of a tract of a land for the maintenance of an establishment, or of troops, granted for life, but very commonly with permitted succession to the next of kin, sometimes with a rent reserved
Kham	(P. خام)	Raw, unripe, crude. As a revenue term it implies the gross as distinguished from the net revenue of a village, or a settlement made with the cultivators direct, without the intervention of a third person as a farmer or <i>Zawindar</i> (q.v.), the estate being managed or mismanaged by the officers of government. See 'Ta'dude-Kham'
Killadarslip.	(A.P. قلا دار and Eng suffix 'ship')	the office of the governor or commandant of a fort
Kut.	(A. قسط qist)	An instalment
Mehal.	(A. محل)	See Mahal

GLOSSARY OF ORIENTAL TERMS

Adalat-e-Aliyyah,	(A. and P. عدالت عالیہ)	Supreme Council
Aliyyah,	(A. عالیہ)	Supreme. See 'Adalat' and Council'
Amilah,	(A. امیلہ <i>amilah</i> plural of <i>Amil</i> عالمی meaning an officer, commonly pronounced as amilah) The collective head native officers of a judicial or revenue court under a judge or collector	
Arzdasht,	(A. and P. ارشداشت)	A synonym of Arzee (q v)
Arzee,	(A. P. ارزعی)	A Petition, an address, a memorial, a respectful statement or representation, whether oral or written
Ayma, also spelt as Aama (A. ایمہ)		Land granted by the Mughal Government, either rent-free or subject to a small quit rent, to learned and religious persons of the Muslim faith, or for religious and charitable uses in relation to Islam. Such tenures were recognised by the British Indian Government as hereditary and transferable.
Band-o-bast,	(P. بند و بست)	Settlement of revenue to be paid by the <i>Zamindars</i> (q v) renter, or farmer to the Government or by the tenant to the Zamindar.
Bargoor,	(P. بارگور)	A trooper, who is mounted on a horse, which is provided by the State or the Chief he serves
Basta,	(P. بستہ)	File, bundle.
Canongo,	(P. کانونگر)	Literally an expander of the law, but applied in the Indo-Pak Sub-Continent especially to village and district revenue officers
Chathce,	(H. चैथि)	A note, a short letter, a letter a note conveying an order or command
Choodhn,	(H. चूधन)	(<i>Lit.</i> , a holder of four, perhaps shares or profits). The head man of a profession or trade in towns. The head man of a village. A holder of landed property classed with <i>Zamindar</i> (q v).
Council-e-Aliyya,	(E. and N. کونسل عالیہ , with Persian <i>Isbat</i>)	Supreme Council
Cource	(H. कौड़ी)	A bit of money of the lowest value
Daftarkhano	(P. دفتر خانہ)	An office of public records
Darbar,	(P. دربار)	A court, a royal court, an audience or levee.
Fasle Rubec	(A. ربیع + فصل)	The winter crop

(156)

dated 5th March, 1868

Reply. Forwards the 8 copies of the work of Mirza Naushah for distribution among superior schools as suggested by him; being all now available.

Punjab Government Archives—"B" Proceedings No10/11 of March, 1866^{}.*

^{*} It is not correct. It should "of March, 1868".

(155)

From

Capt. W.R. M. Holroyd,
Director of Public Instruction,
Punjab.

To

C.U. Aitchison⁷, Esqr.,
Offg. Secretary to Government, Punjab.
Reply to letter, dated 17th October, 1867.

States that *Sahad Cheen* in Persian by Mirza Nousha of Delhi is not adopted for study in schools, though it is very creditable to the author as regards poetical composition.

Begs that 9 copies of this work available in the Secretariat may be forwarded to this office for distribution among superior schools for the perusal of masters and advanced scholars in their leisure hours.

(Sd.) W.R.M. Holroyd,
Dir., P.I. Punjab.

Dated 2nd March, 1868.

(154)

To

Off. Director of Public Instruction.

17th October.

Forwards a copy of a work published by Mirza Nousha of Delhi for information, and suggestions as to disposal of 9 more copies available in this office and procuring any other if required.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No 15/16 of October, 1867

(153)

From

D. Fitzpatrick,
Offg. Dy. Commissioner, Delhi.

To

T. H. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab,
Lahore.

Educational Department, 1867.

Forwards 10 copies of a Persian work published by Mirza Nowsha.

Dated 11th September, 1867.

(Sd.) D. Fitzpatrick
Offg. Deputy Commissioner

Lieutenant-Governor.

Forward a copy to the Director, Public Instruction, for information and suggestions as to disposal of the remaining copies and procuring any others if required.

(Sd.) D. F. McLeod
16th October

(152)

From

D. Fitzpatrick²⁸, Esqr.,
Offg. Deputy Commissioner, Delhi.

To

T. H. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab, Lahore.

Educational Department, 1867.

Reply to letter of 18th February, 1867.

States that Asadoolah Khan *alias* Mirza Nowsha, the poet, says that he did not accept and cannot take payment for his work.

Dated 17th February, 1867.

(Sd.) D. Fitzpatrick.

Offg. Dy. Commr.

(151)

To

The Deputy Commissioner,
Delhi.

Requests that he will inform Assud Oolah Khan (the Poet) that 12 copies of the *Burhan-i-Kateh** sent by him have been received and ask him to state the price of the above copies which will be remitted as soon as it is known.

Dated 18th February, 1867

(Sd.) T. H. Thornton.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.28/29 of February, 1867

* It is mistake, It should be Qateh-e-Burhan.

(150)

To

T H. Thornton, Esquire,
Secretary to Government,
Punjab, Lahore.

Dear Sir,

During His Honour the Lieutenant-Governor's stay at Delhi I agreeably to the orders received from your office sent to the camp 12 copies of *Burhan-e-Qateh*^{*} styled also *Durafsh-i-Karyani*. I have not yet been favored with their receipt. Neither have I had the good luck to be favored with the certificate for which I prayed in a petition which I forwarded for His Honor a few days afterwards. Hoping you will kindly grant my request.

I remain,
Sir,
Yours obediently,
Asdullah Khan Poet.

Delhi.
The 7th February, 1867.



Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.28/29 of February, 1867.

^{*}It is mistake. It should be *Qateh-e-Burhan*.

(۳۹)

صاحب والا مناقب مایہ نیک قلم فیض و علم احسان جناب ٹی ایچ قمارشیں صاحب ہبلور چیف سکریٹری ہبلور گورنمنٹ پنجاب زکوٰۃ شوکت کی خدمت میں بعد ہزار انکسار عرض کیا جاتا ہے کہ کل روز شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۶۶ء کو بواسطہ جناب صاحب کسٹز ہبلور قسمت دہلی آپ کا نوازش نامہ محررہ ۱۵ دسمبر ۱۸۶۶ء نمبر ۳۹۹ میں نے پایا، سرے رکھا آنکھوں سے لگایا۔ چونکہ وہ تحریر دو دسمبر کی ہے۔ پہلے نمبر کے جواب میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ قاطع یہاں کا بعد پڑھانے مطالب اور کچھ تبدیل عبادت کے درفش کاویانی نام رکھا گیا ہے اور اس کو میں نے اپنے صرف زر سے چھپوایا ہے۔ وہ جلدیں نورانی تقسیم ہو گئیں۔ فی الحال ۳ جلدیں باقی تھیں۔ حسب القلم ۳ جلدیں اس خط کے ساتھ ہمیل ذر بھیجی ہوں اور متوقع ہوں کہ اس ذر کے قبول کرنے سے میری امید پڑھائی جائے گی۔

دوسرے نمبر کے مطالب کا جواب سوچ کر لکھوں گا۔

ایسا خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریر لاہور میں آپ کی نظر سے گزرے گی۔

گورنمنٹ ہبلور کا نظام اور

آپ کا خدمت گزار

محمد اسد اللہ خان غالب

چاند شنبہ ۱۹ دسمبر ۱۸۶۶ء

(148)

To

Mirza Asadullah Khan Ghalib,
Delhi.

Sir,

In reply to your letter of the 26th July last, I am directed to state that this Government will purchase 12 copies of your work entitled "Kata-i-Burhan" for presentation to the Lahore Anjuman, the Colleges libraries and to some of the better description of schools.

2. I am at the same time to remark that as this work, though exhibiting much research, is of the nature of a Commentary or critique, and somewhat polemical in style; it is not suited for extensive Government patronage for educational purposes.

Dated 15th December, 1866

(Sd.) T. H. Thornton.

(147)

Kutia-i-Borhan

Lieutenant Governor

I think we might purchase a dozen copies for presentation to the Anjuman, the College libraries and to some of the better Schools.

(Sd.) T. H. Thornton.

Very well. But the author should be informed that being of the nature of a commentary or critique and polemical withal, it is not suited for extensive patronage by Government for educational purposes.

10th December.

(Sd.) D.F. Mc.Leod.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.38/39 of December, 1866

(146)

MEMORANDUM

1. The *Burhan-i-Kate* is a Persian Dictionary compiled by Hakim Muhammad Hussien Tubrezi in 1057 A.H. in the Deccan during the reign of Sultan Abdullah Kutb Shah—it contains in the body of the work and its appendices altogether 22,322 words.

2. Asadullah Khan (Ghalib) also known as Mirza Nowshah, the Poet Laureate of the late *ex*-King of Delhi, finds fault in his work called *Katu Burhan* or *Dargah-i-Kavianie* with 284 words as given in the above Dictionary; and his objections again have been answered by several pamphleteers.

3. The balance of opinion of Oriental Scholars in the controversy that has arisen on this subject seems to be that in all but a few cases Mirza Nowshah's objections are more or less valid; and that the substance of his remarks might with great advantage be appended by way of *Corrigenda* to the *Burhan-i-Katu* but that the remarks themselves are far too lengthy and written in too satirical and sneering a tone.

(Sd.) A. R. Fuller.

کے جواب میں اور پھر ان جوابوں کے جواب میں محرق القاطع (کذا) 'قاطع القاطع' ضارب سیف قاطع 'سالم بھان' داغ حذان' طائف لیبی' ہمارے غالب وغیرہ بہت سے رسائل اب تک تالیف اور تصنیف ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض رسائل حقیر نے بھی دیکھے ہیں۔ خاصہ ان کا مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا اسد اللہ خان صاحب کے

۲۸۳ اعتراضوں میں سے صرف ۲۳ اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے اور ان ۲۳ میں بھی صرف پانچ چار ہی ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جو حقیقت "درست ہیں اور جن میں سے صرف دو کو نواب اسد اللہ خان صاحب نے بھی مان لیا۔

پس میری رائے ناقص اس مقدمہ میں یہ ہے کہ اگر بھان قاطع کے ۲۲۲۲۲۲ فقرے میں سے صرف ۲۸۳ پر اعتراض کیا گیا تو ان اعتراضوں سے نہ بھان قاطع کی بے انتہائی اور منسوخت لازم آتی ہے اور نہ اس کے مشورہ مصنف کی جرات شکن اور فیض بخشی اور احسان پر کچھ حرف آتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان اعتراضوں کے ضمن میں بعض ایسے ایسے اعتراض بھی ہیں کہ مثلاً آج بھی کو ہروزان آستیں کس واسطے لکھا یہ قید زائد ہے۔ اس کو ہر شخص جانتا ہے۔ یا صدر تو لکھا ہی تھا پھر اس کے مشقت کو طویل و ملت قرار دے کر لکھنے کی کیا ضرورت تھی وغیرہ۔

علیٰ ہذا القیاس مرزا اسد اللہ خان صاحب کی اگر حق عریضی سے افراط کیا جائے کہ جو انھوں نے مصنف کتاب بھان قاطع کے حق میں کی ہے تو ان کا یہ کام کہ انھوں نے اس کتاب کی تقریباً ۲۸۳ غلطیوں پر ہم کو آگاہی بخشی اور آئندہ کو ان غلطیوں کی غلطی میں نہ جانے سے ہم کو روکا اور وہ حقدارین کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بارے میں کہ جو ایک نہایت ضروری اور ترقی بخش کام اس ملک میں معیوب سمجھا جاتا ہے "فی الحقیقت نہایت احسان مندی کے ساتھ ان کا شکریہ ہم پر واجب ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کے اعتراض صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ ان کی معلومات کے ثبات اور ان کی تحقیقات کے تجربوں پر بے منت تلاش کے اور بطور رجوع کرنے کے بڑی بڑی کتابوں کی طرف ایسی آگاہی بخشنے ہیں کہ جو ابھی بڑی بھاری تلاش کے بعد ہی حاصل ہوتی تب ہی ممکن ہے کہ جبکہ ہم میں سے ہر ایک مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب بن جائے۔

پس میں بھان قاطع اور قاطع بھان دونوں کا طرفدار اور دونوں کا شکر گزار ہوں اور اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں بھان قاطع ہو وہاں قاطع بھان بھی ضرور رہنی چاہیے یا قاطع بھان کو سامنے رکھ کر بھان قاطع کو درست کر دیا جائے جب کہ ملک پر وہاں میں آگاہی کتابوں کی بھیج اور اصلاح کا دستور ہے فقط۔

مرحے

مطالعہ صحیفہ "پروفیسر علی محمد منٹ کلج" لاہور

۲۷ جنوری ۱۸۹۶ء

(۱۳۵)

عالی جاہلاً

چونکہ یہ مقدمہ تصنیف کتاب قاطع بہان کا بہت طویل پکڑا گیا ہے۔ اسی واسطے مناسب معلوم ہوا کہ میں ابتدا ہی سے اس مقدمہ کا کچھ کچھ حال مختصر طور پر مع اپنی رائے کے گزارش کروں۔ کتاب بہان قاطع کو قاری لغات میں حکیم محمد حسین حمزوی بہان تحفہ نے تالیف کیا۔ یہ کتاب ۱۲۵۷ ہجری میں یہ محمد سلطان عبداللہ بن قطب شاہ بن قطب شاہ کے دکن میں تالیف ہوئی۔ بموجب جان مصنف کے اس میں ۱۸۸۸ لغت اور کتابیں ہیں اور اگر اس کے مصلحت کو بھی شمار کیا جائے تو اس میں ۲۲۳۲۲ کتاب ہیں۔

مصنف نے اس کو مصلحت صحت اور حقائق کے ساتھ فرہنگ جماعتگیری، مجمع الفرس سوری، سرمد سلیمانی، صلاح اللہ، حسین الانصاری و فیما بڑی بڑی معتبر اور مشہور کتابوں سے اور نیز ملازمت اہل زبان کا نتیجہ کر کے تالیف کیا ہے اور اسے آسمان اور دلچسپ ترتیب پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے تصنیف ہونے کے بعد پہلی کتابوں پر لوگوں کی چٹاں توجہ نہ دی۔ یہ ہی کتاب مقبول طبائع ہر خاص و عام ہو کر سب جگہ پھیل گئی۔

دوسرے برس سے یہ کتاب تمام فضلا اور مصنفوں کے دعووں کی دستاویز بنی آتی ہے اور اس نے سب خاص و عام قاری و انوں کی گردنوں میں اپنے مصنف کی احسان مندی کا طوق ڈال رکھا ہے۔

بالخصوص اس کثرت لغات کے اور اس قدر ذات تصنیف کزوں کے لیکن کسی ایک لغت پر بھی اس کے انگشت اعتراض کسی قاضی کو رکھتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ سنا۔

اب خواب اسد اللہ خان صاحب غالب کہ جو اپنے زمانہ میں قاری دہلی اور شاعری کے امیر شاید ایک گوی ہیں اور اپنا نظیر نہیں رکھتے، اس کتاب پر معترض ہوئے ہیں اور انھوں نے بموجب حسب مصنف محرق القاطع (کذا) کے ۲۸۳ فقروں پر اس کے اعتراض کیے ہیں اور ان اعتراضوں کو فی الحقیقت ویسے ہی قوت دی ہے جیسے کہ وہ لایعواب فاضل ہیں۔ (ان ہی اعتراضوں کا نام قاطع بہان ہے کہ جس پر حضور جیسے طلب فرماتے ہیں) ان اعتراضوں

جو اصل سورہ ہود میں ظلی سے یہ نام رکھا گیا۔ اس نام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اگلے صفحہ پر آئے دلی انگریزی واداشت ہی یہ نام موجود ہے۔

(۱۳۴)

جناب عالی!

حسب اہم حضور کے کتاب قاطع بہان بندہ نے دہلی اور خوب غور سے اس کتاب کو دیکھا۔ اس کتاب کا یہ حال ہے کہ کتاب بہان قاطع جو ایک لغت فارسی کی کتاب ہے اور مدت سے جاری ہے اور اس مصنف کو بھی اسی سے جینا فارسی ملتی ہے اس کے بعض بعض لغت پر اس کتاب کے مصنف نے اعتراض کیے ہیں اور اعتراض اس کے اس طور کے ہیں کہ یا تو یہ کتاب ہے کہ یہ لغت میں نے نہیں نہیں دیکھا نہ پڑھا اور یا یہ کتاب ہے کہ اس لغت کے کئی معنی جو بہان قاطع میں لکھے ہیں ان میں سے فلاں معنی ہرگز نہیں ہیں اور دلیل اس کی کیس نہیں لاتا۔ اپنے تئیں جامع اللغات سمجھتا ہے اور اعتراض مدت سے کیے ہیں یعنی بعض مقام پر تو صاف صاف گالیاں مصنف بہان قاطع کو دی ہیں اور بعض جگہ اس کی ہنسی اور مسخریہ ایسا کرتا ہے کہ اہل خلق سے اس طرح کی عبارت کا سرزد ہونا بہت نازیبا ہے اور بارود اس کے میں نے سنا ہے کہ ایک کتاب اس کے جواب میں درمیان میرٹھ کے پمپ بجلی ہے۔ اس میں اس کی غلطیاں بھی بتائی گئی ہیں۔ اس کا نام قاطع القاطع ہے۔ میں میرے نزدیک یہ کتاب بے فائدہ ہے۔ البتہ ایک طرح فائدہ ہوتا کہ چند لغات جن پر اس نے اعتراض کیے تھے ان کو سمجھ کر کے بہان قاطع کے اخیر میں چھپوا دیتا اور یہ لکھ دیتا کہ یہ ایسا میرا ہے۔ جو لغت پر اعتراض کرنا محبوب سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ مصنف سابق نے جو معنی اس لغت کے یہ لکھے ہیں بے شک کسی محاورہ یا کسی کتاب حقم سے لکھے ہوئے گئے ورنے اس فہرست کو نہ جانتے اور جو شخص معتقد اس مصنف کے ہوتے ورنے مان لیتے۔ اب اس نے جو ایک کتاب ہنل اور مسخریہ آمیز لکھی ہے اس کا سوا اس کے اور کچھ فائدہ حضور نہیں ہوتا کہ طلباء کو طریقہ ہنل پڑنے اور پیسہ لکھنے کا آجولے ہو کہ سراسر متافی اخلاق کے ہے اور عجیب نہیں ہے کہ جن معنی پر اور جن لغتوں پر اس نے اعتراض کیے ہیں وہ اس کی نظر سے نہ گزرے ہوں کیونکہ وہ غیر ملک کی بولی ہے جہاں پر یہ مصنف کبھی نہیں گیا اور نہ شاید وہ محاورے اس نے سنے ہوں اور جبکہ اس کتاب کا جواب شر میرٹھ میں پمپ چکا ہے اور اس مصنف کی غلطیاں انہوں نے سب بتا دی ہیں تو اس کتاب سے کچھ فائدہ حضور نہیں ہے۔ فقط۔

نواہد حمد ثواب

کریم الدین قریشی انسپکٹر مدارس

۲۸ جنوری ۱۸۸۶ء

(143)

From

Major A.R. Fuller, R.A.,
Director of Public Instruction,
Punjab.

To

T.H. Thomson, Esquire, D.C.L.,
Secretary to Government,
Punjab.

Dated 1st December, 1866

Reply to dated 4th August, and reminder No.282, dated 23rd November,
1866.

Submits in original vernacular opinions of Maulavi Karim-ud-Din, Deputy Inspector of Schools, Lahore Circle, and of Maulavi Alamdar Hussain, Assistant Professor of Arabic, Lahore Government College; together with a memo. by Director on the *Kata-i-Boorhan* of Mirza Nowshah of Delhi, and returns copy of the work forwarded.

(Sd.) A.R. Fuller,
Director of Public

Instruction,

Punjab.

(142)

To

The Director of Public Instruction.

dated 4th August, 1866

Forwards for his opinion copy of a work by Mirza Noushah of Delhi entitled *Qata-i-Baorhan*, being a criticism on portions of the *Baorhan-i-Qata* the celebrated Persian Dictionary.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No 1/2 of August, 1866.

(141)

To

T.H. Thornton, Esquire, D.C.L.,
Secretary to Government,
Punjab.

Dear Sir,

Having heard that His Honor the Lieutenant-Governor was desirous of having a work on Persian Grammar written by a competent scholar for the examination of officers in India. I ventured to compile one in Urdu and sent to the His Honor through Col. Hamilton, the Commissioner of Delhi. I have not as yet been informed whether His Honor approves it or not and therefore solicit the favour of your letting me know if His Honor thinks it worth publishing. It is also my humble opinion that the work will be useful to the students of Government College and Schools. Hoping to be favoured with a reply.

I remain

Sir,

Your most obedient servant,

Assdullah Khan, Poet of Delhi.

Delhi,

The 26th July, 1866.



(۳۰)

رائے نسبت کتاب قاطع بہان مولفہ مرزا نوشہ صاحب

حسب درود چٹھی صاحب سکرٹری برادر گورنمنٹ پنجاب بنام ڈاکٹر صاحب بہلول بدین غلامہ کہ کیا یہ کتاب واسطے مدارس و فیو کے اچھی لغت تصور ہو گی یا نہیں ڈاکٹر صاحب ممدوح و دیگر ممبران انجمن نے نسخہ قاطع بہان مجھ کو واسطے دیکھنے اور لکھنے رائے مناسب کے دیا تو میں نے کتاب کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعض لغات بہان قاطع کے رد میں ہے خود مستقل کتاب لغت نہیں اور اگرچہ مصنف نے بہ ذکوت طوب بعض مقام میں ایسا ذور طبع دکھایا ہے کہ کامل تعریف ہے مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں ہے اور یہ بھی خارجا "نا گیا ہے کہ اس کے اور اور دو نسخہ بھی ہوا ہے۔ پس میری دانست میں اس کتاب کا تھنا مدرسوں میں رکھنا چھڑاں ضروری نہیں۔ البتہ اگر بہان قاطع مدرسوں میں رکھی چلوے تو اس کے ساتھ اس کا رکھنا خالی از فائدہ نہیں ہے اور جو رسائل اس کے اور دو نسخہ کے ہوں ان کو بھی رکھنا ضروری ہے تاکہ ناظرین کو امر تحقیق پر آگاہی ہو لفظ - ۲۳ اپریل ۱۸۸۳ء

مستتر پاب: شیخ فیروز الدین (۵۹) علی حدیثہ

(139)

*Opinion of the Society for the Diffusion of Useful Knowledge,
On usefulness of Mirza Naushah's book—named Kati Boorhan.*

The book (*Kati Boorhan*) in itself is not a dictionary, but the author having selected some works out of the celebrated Persian dictionary, called *Boorhani Kati*, and criticized on them. There is no doubt that the author has shown the force of his genius in compiling this book, which is admirable; but the book in itself is not useful for being introduced in public education. If *Boorhani Kati* be introduced in public schools, then this book (*Kati Boorhan*) may also be kept with it.

The opinion was originally give by Sheikh Ferozooddeen, one of the members of the Society, in which the majority of the members concurred.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No. 1/2 of August, 1866.

(138)

To

T.H. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab and its
Dependencies.

Sir,

With reference to your letter No.100, dated 15th March last, I am directed by the Society to submit herewith the opinion of Sbeikh Feerozoodin, one of its members, which the *Anjuman* concurs in, on the book entitled "*Qat'ie Boorhan*" which is also returned herewith with thanks.

I have the honour to be,
Sir,

Your most obedient servant,
Nobeen C. Roy
Secretary to the Society.

Society for the Diffusion of
Useful Knowledge
Lahore, 2nd June, 1866.

(137)

To

Dr. G. W. Leitner²⁷,
 President of the Society for the Diffusion of
 Useful Knowledge, Lahore.

Dated 15th March, 1866.

Sir,

I have the honour to forward herewith copy of a work, by Mirza Noshah of Delhi, entitled *Qatlee Boorhan*, being a criticism of portions of the *Booran-e-Qatie* the celebrated Persian dictionary and to request that you will lay it before the "*Anjuman-i-Punjab*" with a request that they offer their opinion as to its merits and as to whether it is likely to be valuable as a book of reference for Schools and Colleges.

(Sd.) T.H. Thomson.

(136)

26

My dear Mr. Mcleod

The accompanying are four copies of a work by Mirza Noshah of Delhi, forwarded through Colonel Hamilton. Its title is "*Qattee Boorhan*", and is a criticism on portions of the *Boorhane Qattee*, the celebrated Persian dictionary. Colonel H. thinks it will be useful as a book of reference and will do well for School libraries. Mirza Noshah might be presented with a Khillat of Rs.50, a copy is sent to the *Anjuman* and to the College Library; and if it is really likely to be a valuable work copies might be purchased for distribution to the upper Schools.

Yours sincerely,

(Sd.) T.H. Thornton

The Hon'ble Mr. D.F. Mcleod,
C.B., Lieutenant-Governor.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.8 of March, 1866.

ADDENDUM II

Miscellaneous Correspondence relating to
Burhan-i-Qate, and *Sabad-i-Cheen*.
 11th March 1866 to 5th March 1868

(135)

In *Basta* No. 16 of the Persian Records of the Punjab Government in a Register of cases recorded in the years 1864—1872. Entry No. 58, dated the 28th June, 1869, in this *Basta* reads as follows:—

مرضی امراؤ یکم زچہ مرزا اسد اللہ خان ملک سکہ دہلی سے لکھنؤ ات انگریزی کمرلش نہ ہونے گزارہ ہمارا مجوزہ صاحب کشتہ بھادر میں در خواست
 واکزائی پٹن شہر محفل نام خود حسین علی خان پر جتنی خود
 حکم ہوا

اصل مرضی نام کشتہ بھادر دہلی مرسل ہوا در سالک کو اطلاع دے دی چلوے

5.	Hussun Ali Khan	40	Son of Nubbee Bulsh Khan elder brother of Ahmad Bulsh Khan.	100 Rs. a month from Shamsoddin Khan.	A house in the City of Delhi worth something less than 1,000 Rs.	Subjects on money raised by sale of moveable property.— Was the <i>Moolhar</i> of Nawab Shum soodien Khan during his life-time. Has three sons one married to Nizame Begum, daughter of Soolian Bulsh Khan. The others are young and have no employment. Was generally believed to have taken an active part in the murder of the late Agent.—No provision necessary.—No orders necessary.
----	-----------------	----	---	---------------------------------------	--	--

		Paternal uncle Koolie Khan.			Has household property three or four children His allowance was discontinued by Shamsodeen Khan some years previous to his death—Is able to gain a livelihood—No orders necessary.
3.	Teem Buz Khan	45	Son of Ahmed Bakh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan.	The village Dogarchal was given him in Jageer by Shamsodeen Khan Yearly value 508 Rs.	A house in the City in which he lives valued at 2,500 Rs.
4.	Gholam Furooddeen Khan.	35	Son of his first cousin Kale Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan	70 Rs. a month in the time of Shamsodeen Khan.	His monthly allowance discontinued by Shum soodeen some four or five years before his death. His wife the daughter of Nawab Missonza Khan receives 100 Rs. a month from Government settled on her on the death of her father the Jageendar of Pulwal. —No orders necessary.

EXTRACT FROM A SCHEDULE RELATIVE TO THE SEVERAL MEMBERS OF THE FAMILY OF THE LATE NUWAB
AHMUD BUKSH KHAN FURNISHED BY THE AGENT AT DELHI

No	Name	Age	Relationship	Former Allowance from Nuwab Ahmad Buksh Khan or Shams-uddeen Khan	Personal Property and the value thereof.	REMARKS. If male, his means of present subsis- tence. If female to whom married, his profession and means of subsistence.
1.	Omrao Begum	42	Niece, Nubee Buksh Khan (Daughter of Bahi Bux Khan)	50 Rs. per month from Ahmad Buksh Khan.	No property	Married to Mirza Asud oolah Khan who received 750 Rs. per annum from the Ferrozpore Jagoor which amount has been continued to him by the Government since the attachment of that Jagoor. The allowance of 30 Rs. monthly was dis-continued by Shamsud deen Khan. No provision necessary. No orders necessary.
2	Sepahdar Khan	50	Son of Ahmad Buksh. Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his	50 Rs. a month from Shams-uddeen Khan	Note	Lives on what he may have formerly accumu- lated and on money raised by the sale of his

(133)

To

Sir H. M. Elliot, K.C. B.,
 Secretary to the Government of India.
 with the Governor-General.
 Foreign Department

Sir,

I am directed by the Hon'ble the Lieutenant-Governor to acknowledge the receipt of your letter No2964, dated 23rd December, last transmitting an Extract paragraph 5 from despatch from the Hon'ble the Court of Directors, dated 30th October 1850 calling for information on the claims to pension preferred by certain relatives of the late Nuwab Ahmad Bukhs Khan of Ferozepore.

2. In reply I am desired to transmit an extract from the schedule, relative to the several members of the late Nuwab, furnished by the Agent at Delhi under date 10th January, 1839, and to state that on the grounds therein set forth, the Governor-General in the N.W.P. decided in orders of the 27th February, 1839 that it was not necessary to assign any provision to the applicants.

I have, etc., etc.
 (Sd.) J. Thornton.

Foreign Department, N.W.Ps.,
 Lieut. Govr., Camp.
 The 4th February, 1851.

(132)

From

Sir Henry Elliot, K.C. B.,
Secretary to the Government of India
with the Governor-General.

To

J. Thornton, Esquire,
Secretary to the Government,
North Western Provinces.

Foreign Department.

Sir,

A Memorial from certain members of the family of the late Nuwab Ahmed Buksh Khan of Ferozepore to the address of the Most Noble the Governor-General, dated the 11th May last and praying for pensionary support consequently on the resumption of the Ferozepore Jageer, having been referred for the consideration of the Hon'ble the Court of Directors, I am directed by His Lordship to transmit for the information of the Hon'ble the Lieutenant Governor the enclosed Extract paragraph 5 from a despatch from the Hon'ble Court, dated 30 October last conveying their sentiments on the reference in question.

2. You will be pleased to furnish the information required by the Hon'ble Court at your earliest convenience.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient servant,

(Sd.) H.M.Elliot,

Secretary to the Government of India
with the Governor-General.

Camp Wuzceersabad
The 23rd December, 1850

(131)

*Extract from a Despatch from the Hon'ble the Court of Directors,
dated 30th October, 1850*

5. the reason assigned by the Lieutenant-Governor and concurred in by the Governor-General, for rejecting this application namely "that the reason for allotting pensions to the family of the late Nuwab had long since passed away" would have been conclusive if the claims of the petitioners were now for the first time brought forward, but they allege that they have repeatedly urged their claims from the

time of the resumption of the *Jageer*. Their respective cases therefore can only be disposed of on the merits and although we have no reason to doubt that what they could urge has met with due consideration; yet having received an appeal against the decision of your Government, we desire to be furnished with the information necessary for disposing of it.

(True Extract).

(Sd.) H. M. Elliot,

Secretary to the Government of India
with the Governor-General.

(130)

To

Agent, Lieut. Govt., N.W.Ps.
Delhi.

Sir,

The petition forwarded with your letter of the 26th November from Seppadar Khan, Tooreh Baz Khan and other relatives and dependents of the late Ahmad Buksh Khan of Ferozepore claiming pensionary support from Government having been transmitted to the Government of India for submission to the Court of Directors I am directed to transmit for your information the accompanying copy of a letter received from Mr. Secretary Elliot in reply, dated the 7th instant.

For Dept. N.W.Ps.
Hd. Qrs.
The 26th January, 1848

I have etc.
(Sd.) J. Thornton
Secretary to the Government
N.W.Ps.

(129)

From

H.M. Elliot, Esquire,
Secretary to the Government of India,
Foreign Department.

To

J. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government,
Northern-Western Provinces.

Foreign Department.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated 22nd ultimo forwarding a representation from certain relatives and dependents of the late Nawab Ahmud Buksh Khan of the Estate of Ferozepore, preferring claims to pensionary support, and in reply to state that the Governor-General in Council is of opinion that as the pensions of all those belonging to this family whose claims were admitted have been finally fixed, and the claims of the present applicants already negatived, the question ought not to be re-opened.

I have the honor to be,

Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) H.M. Elliot

Fort William

The 7th Jany. 1848

Secretary to the Government of India

(128)

To

²⁵
H.M. Elliot, Esqr.,
Secretary to the Government of India,
Foreign Deptt.

Sir,

I am directed by the Hon'ble the Lt. Governor to forward the accompanying Envelope to the address of the Right Hon'ble the Governor-General forwarded by the Agent at Delhi and said to contain a representation for submission to the Hon'ble the Court of Directors from certain relatives and dependents of the late Nurwab Ahmad Buksh Khan of the Estate of Ferozepore preferring claims to pensionary support.

2. His Honor observes that the application of the petitioners for pensions upon the attachment of the Ferozepore Estate was finally negatived by the Governor-General in the N.W.Ps. on the 27th February 1839, and that the orders then passed on the subject appear to have been approved by the Hon'ble the Court of Directors whose remarks on the subject are contained in Para.65 of their despatch No.6 of 11th February 1840. The Lieuti-Governor does not therefore anticipate that the question will be re-opened, but considers it necessary to forward the enclosure as it is directed to the Right Hon'ble the Governor-General.

I have etc. etc.

Headquarters,

(Sd.) J. Thornton.

The 22nd December, 1847.

am induced to forward their petition with reference to instructions from Mr. Secretary Thomason during the Lieut. Governorship of the Hon'ble F. Roberston appraising me that no document intended for the Home authorities could be rejected.

I have the honour to be,
Sir,

Your most obedient Servant,
(Sd.) T.T. Metcalfe,
Agent. Lieut. Governor,
N.W.Ps.

Delhi Agency,
Camp Mirzapore,
Pergannah Hissar, Distt: Hissar,
Delhi Territory, the 26th Novr. 1847.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, Part I

(127)

From

Sir Theophilus
Metcalfé, Bart.,
Agent, Lieutt. Governor, N.W.Ps.,
Delhi.

To

J.Thornton, Esquire,
Secretary to Government,
N.W.Provinces,
Agra.

Dated Camp Mirzapore, the 26th Nov. 1847.

Sir,

At the request of Sippadar Khan, Toorrehbaz Khan, Gholam Fukroodeen Khan, Hussan Ali Khan and Oamrao Begum, relatives of the late Nawab Ahmad Buksh Khan of the Estate of Ferozepore, which was sequestered by Government in 1835, I have the honour to submit the accompanying Envelope to the address of the Hon'ble the Lieut. Governor, N.W.Ps. said to contain a representation for submission to the Hon'ble the Court of Directors, and preferring claims to pensionary support which it is only necessary to add were disallowed as per orders of Government, No.28-A, dated the 27th February, 1939.

2. It is proper to state with reference to the concluding paragraph of the orders quoted above that the petitioners having addressed the Hon'ble Court they were appraised in reply "that no representation from a party in India can be entertained" by them unless "transmitted through the Local Government", and I

(126)

To

The Honorable J. Thomason, Esquire,
Lieutenant-Governor of the N.W. Provinces,
Agra.

The humble petition of

*Sitpadar Khan,
Toorabaz Khan,
Goolam Fikroodeen Khan*

sons of Kalay Khan

*Hussan Ali Khan, son of Nubbee Bux Khan.
Omrao Begum, daughter of Iahliebux Khan.*

*Nephews and nieces of the late Nawab Ahmad Bux Khan of the Jagheer of
Ferozepore in the Delhi Territory.*

Respectfully Sheweth:

That Petitioners beg respectfully to solicit that the enclosed representation to the Right Hon'ble the Governor-General accompanied by memorial to the Honorable the Court of Directors may be forwarded by the Earliest opportunity with reference to the annexed Copy of a Communication to the address of one of your Honours's Petitioners, dated the 19th July last. The very communication returned by Mr. Melville, is the memorial herein enclosed to the Hon'ble the Court of Directors.

Petitioners need not plead poverty to entitle them to consideration, as it is well known that everything that they possess has been sold away to maintain large and growing Families. Petitioners beg that Your Honour will give a favourable recommendation to their memorial.

And petitioners, as in duty bound, will ever pray.

(125)

East India House,
19th July, 1847.

Sir,

In reply to the petition, dated at Delhi the 19th March representing the Claims preferred by Yourself and others, I have to inform you that no representation from a party in India can be entertained by the Court of Directors unless it shall have been transmitted through the Local Government.

Your petition is accordingly returned.

I am, Sir,
Your most obedient humble servant,
(Sd.) J.C. Melville

To

Sippadar Khan,
Delhi.

(124)

India Political, 4th June, 1845

Answer to Letter, dated 19th November 1844 (No. 4)

80. Her Majesty has not been pleased to make any communication to us on the subject of the memorial in question.

Request of Asudodollah Khan
to be informed of the result of
his memorial to Her Majesty
praying for an increase of his
pension.

Coll; 18

India Office Records, London—No. IOR/L/784—Political Despatch No. 22 of 4th June, 1845

(123)

Foreign Department, 19th November (No.40), 1844.

To

The Honorable the Court of Directors
of the East India Company.

Honorab!e Sirs,

We reference to a Memorial from Assadoolah Khan to the address of Her Majesty the Queen, which was transmitted to Your Honorable Court in a Letter, dated 12th August 1842 (No.10), we now forward a petition from that individual soliciting to be informed of the result of the prayer of that Memorial for an

Letter to Court No.10, dated 12th August 1842. Letter from Court No.30, dated 4th October 1843 Paragraph 106

increase of his Pension.

We have the honor to be
with the greatest respect

Honorab!e Sirs,

Yours most faithful

Humble Servants

(Signed) H.Hardinge

T.H. Maddock

F.Millett

G.Pollock

Fort William

19th November 1844

(122)

To

Lieutenant-General the Right Honorable,
 Lord Sir Henry Hardingest, Bart: G.C.B.
 etc., etc., etc.,
 Governor-General of India, Fort William

The Humble Petition of Assudoolah Khan

Most Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's Petitioner had the honor to submit to Your Lordship's Predecessor, on the 29th July, 1842, memorial of his claims, for transmission to Her Most Gracious Majesty the Queen of England and it was intimated to the petitioner on the 5th August thro' a letter from Sir T.H. Maddock, then Secretary to the Government of India, that the memorial in question was forwarded to the Hon'ble Court of Directors, to be dealt with as Honorable Court may think fit.

On the 25th of January 1844, the Petitioner addressed a Petition to the Government soliciting to know the result of his humble prayers contained in the Petition forwarded to England. In reply thereto, Your Lordship's Petitioner was informed, thro' a letter from the Secretary to the Government that no answer then was received from the Home Authorities.

As More than 2 years, however, have elapsed now since the dispatch of his memorial to Europe the Petitioner has the honor to solicit information on the subject of his claims, and implores humbly to be made acquainted with such orders as may have been received in 'his case.

And Your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

(121)

(Copy)

From

Assad Oollah Khan

To

¹³
F. Currie, Esqr.
Secretary to the Government of India,
Fort William.

Respected Sir,

I have the honor to solicit the favor of your laying the enclosed Memorial before the Right Hon'ble the Governor-General of India, and to acquaint me, with your usual kindness, with such orders as may be passed thereupon—and for this act of kindness, I shall feel highly grateful to you.

Delhi.
The 23rd October, 1844

I have the honor, etc.
(Sd.) Assad Oollah Khan

(120)

Extract Political Letter to India, dated 4th October (No.30) 1843.

Answer to Pol. letter from the Governor General dated 12th August No. 10/1842. Transmitting a Memorial from Assudollah Khan to Her Majesty Praying for an increase in his pension.

106. This Memorial has been forwarded to the Commissioners for the Affairs of India.

India Office Records, London—IOR-E/4/776—Political Despatch No.30 of 4th October, 1843.

(119)

Fort Willima, 28th December, 1842.

Pol. Department.

Ordered that a copy of the above correspondence be sent to the Civil Auditor for his information and guidance with reference to Extract No.80 from this Department, dated 31st January last and that the Accountant-General be also furnished with a transcript of the correspondence.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24.

(118)

East India House,
13th October, 1842.

Sir,

I am commanded by the Court of Directors to transmit to you, the accompanying Memorial from Assud Oollah Khan, addressed to Her Majesty which has been received as an enclosure to Lord Ellenborough's Letter to the Court, dated 12th August, 1842.

Hon. N.B. Baring, M.P.
etc. etc. etc.

I have etc. ²²
(Sd.) J. C. Melville ,
Secretary

(117)

(Copy)

Fort William, 28th December, 1842

From

Assud Oollah Khan.

To

T.H. Maddock, Esquire,
 Secy. to the Govt. of India
 with the Governor-General
 etc. etc. etc.
 Allahabad.

Sir,

I have the honor to acknowledge the receipt of your favor of the 5th instant, intimating to me, that my Memorial will be forwarded by the present Mail to Europe. For this act of kindness and justice, I feel most sincerely, grateful, and beg to offer my most unfeigned acknowledgments to the Right Hon'ble the Governor-General of India and to you;

May God Almighty pour down His choicest blessings upon His Lordship and Your Honor and all your endeavours to be attended with success.

Delhi
 The 15th August 1842

(True Copy)

I have etc.
 (Sd.) Assud Oollah Khan



(Sd.) T.H. Maddock
 Secy. to the Govt. of India
 with the Govt. -Genl.

(116)

Political Department

12th August, 1842

To

The Honorable the Court of Directors
of the Hon'ble the East India Company.

Honorable Sirs,

I have the honor to transmit, to be dealt with as your Honorable Court may see fit, the accompanying Memorial from Assud-collah Khan, dated 29th July, to the address of Her Most Gracious Majesty, touching his claims to a higher pensionary support.

I have the honor to be
with the greatest respect
Honorable Sirs,
Your most faithful and
humble servant,
(Sd.) Ellenborough

Allahabad.
12th August, 1842

(115)

(Copy)

Fort Walliam, 28th December, 1842

On the 5th August last the following reply was sent to the foregoing by the Secretary with the Governor-General to Assud Oollah Khan—

From

The Secretary to the Government of India
with the Governor-General.
Allahabad.

To

Assud Oollah Khan

Dated the 5th August, 1842.

Pol. Department.

Sir,

The Governor-General directs me to inform you that the Memorial forwarded in your letter of the 29th July will be transmitted to the Hon'ble Court of Directors by the present Mail to be dealt with as the Hon'ble Court may think fit.

Allahabad

5th August 1842

I have etc.

(Sd.) T. H. Maddock

Secy. to the Govt. of India
with the Govr.-Genl.

(True Copy)

(Sd.) T.H. Maddock

Secy. to the Govt. of India
with the Govr.-Genl.

enclosed memorial for the most liberal and humane consideration of Her Most Gracious Majesty.

And Your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

(True Copy)

(Sd.) W. Edwards,	
Delhi.	Assistant Secretary to the Government of India
The 29th July, 1842.	With the Governor-General.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24

(114)

(Copy)

Form

Assudoollah Khan to the Governor-General.

To

The Right Hon'ble,
 Lord Edward Ellenborough¹¹, KCB,
 etc. etc. etc.
 Governor-General of India,
 Allahabad

The humble Petition of Assud Oollah Khan

Most Humbly Sheweth:

That Your Lordship's Petitioner was favoured with a copy of the orders of the Hon'ble Court of Directors in his case, thro' a letter from Mr. Secretary Maddock under date 15th ultimo. The Petitioner feeling dissatisfied with the orders passed in his case, has the honor to appeal to the August Throne of Her Most Gracious Majesty. He therefore begs leave to supplicate most humbly, that Your Lordship will have the kindness to take compassion on him and forward the

(113)

(Copy)

From

Assud Oollah Khan

To

T.H. Maddock, Esquire,
 Secretary to the Government of India,
 with the Governor-General,
 Allahabad.

Sir,

I have the honour to submit in this, the enclosed Petition to the Governor-General containing a Memorial for Her Most Gracious Majesty. I beg respectfully to request the favour, that you will be so gracious as to take compassion on me, and present the enclosed before His Lordship, at a most favourable time.

After the transmission of the memorial to Europe, I humbly supplicate that you will kindly acquaint me with the date of its despatch. You will thus confer a great obligation on me, which I shall always acknowledge with sincere gratitude.

I have etc.

(Sd.) Assudoolah Khan

(True Copy)

(Sd.) W. Edwards,

Assistant Secretary to the Government of India
 with the Governor-General

Delhi.

29th July, 1842.

(112)

To,

T.T.Metcalf, Esquire,
Agent to the Lt.Govr., N.W.P. Delhi.

Pol. Deptt.
N.W.P.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 31st of January last, reporting on the petition of Mirza Ussudoodlah Khan, claiming payment of the arrears of his pension in full from the sale-proceeds of the property of the late Nawab Shumsoodeen Khan, said to be in deposit in the Delhi Treasury, and in reply to acquaint you that His Honor the Lieut. Governor concurs in opinion with you, and considers the claim wholly inadmissible.

2. You are requested to inform the petitioner accordingly.

I have etc. etc.

(Sd.)

Offg. Secretary to Govt.
N.W.Ps.

Agra.
2nd March, 1840.

3rd. The petitioners on a former occasion submitted their claims for the consideration of Government but the orders of the Special Commissioners relative to the dividend adjudged to them were approved and the same communicated in a letter, dated 18th July, 1838.

4th. In reply to the Petitioner's statement that there is a Deposit of Rs. 3,555 in the Delhi Treasury, it being the produce of some ruined Buildings at Ferozepore, I have to state that only Rupees 248/2/- are in deposit in the Treasury being the sale amount of Guns, Cartridges, etc. the Exclusive property of the British Government.

2. Under the above circumstances, I am of opinion that the petitioners are not entitled to any special consideration and that a compliance with their application will render the other creditors equally dissatisfied, with the Dividends assigned to them.

3. The original Enclosure of your Despatch is herewith returned.

Delhi,
Camp Jodhka,
Distt. Sirsa,
31st Jany. 1840

I have the honor to be,
Sir,
Your most obedient servant,
(Sd.) J. T. Metcalfe,
Agent
Governor-General, N. W. Ps.

(111)

To
 T.H. Maddock, Esquire,
 Secretary to Government, Political Department,
 N.W.Ps.Camp.

Sir,

I have the honor to acknowledge the receipt of your Despatch No.1 of the 2nd instant forwarding for Report a Petition in original from Mirza Ussudollah Khan and to submit for the information of the Right Hon'ble the Governor-General as follows:

1st In accordance with the *sawad* of Lord Lake, dated 7th June, 1806, among similar provisions for the heirs of Nussuroollah Beg Khan, from the Ferozepore *Jageer*, a Pension of 1,500 Rupees annually, was assigned for the support of Mirza Ussudoollah Khan and Yousoof Khan, his Brother: But during the life—time of Shumsoodeen Khan the parties refused for a period of five years to receive their Pension, on the plea of being entitled to an higher rate and for which they submitted their claims to Government.

2nd When the orders of Government were received rejecting their claim, Shumsoodeen Khan, was unable, at once to pay the amount of arrears which had accumulated owing to the contumacy of the petitioners and on the death of the Nawab their demand in common with those of the other Creditors of the Estate of the deceased were referred by order of the Lieutt. Governor at Agra for adjustment to the Special Commissioners. It was proved on enquiry that the parties were entitled to 3,750 Rupees and a Decree to that amount was accordingly passed in their favour, but the proceeds of the Estate not being equal to the demands against it, it was decided by Government that the Creditors should receive such a dividend as the Assets admitted of and the parties in question received their Demand on this Principle.

Buildings brought down lately at Ferozepore) were sold, and the amount thereof was deposited in the Government Treasury, from which he may be paid: The fact of this assertion can be substantiated on proof; but your petitioner cannot exactly say in what Government Treasury, the amount in question, is deposited—whether at Delhi or at Goorgaon, but a reference to the Collector of Goorgaon and Ferozepore will easily ascertain this point—Besides this, the amount of the Cannons sold is also deposited in the Government Treasury, as also some landed property still exists more than sufficient to pay your petitioner's Demand.

In conclusion, your petitioner begs leave to state most respectfully, that your petitioner has appealed against the decision of T.T. Metcalfe, Esquire, in this case, with reference to the most essential point, that your petitioner's Demand being of a public nature could not be intermingled with the private Demands of other Creditors.

Under these circumstances, your Petitioner implores most humbly that your Lordship will be most graciously pleased to award such a measure of justice, as will enable your humble petitioner to realise his just Demand.

And your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi. عرضداشت اسدالله خان برادر زاده نعرالله بیگ خان جاگیردار سوگ سوگ
The 13th January, 1840.



(110)

To

The Right Honorable George Lord Auckland,
G.C.B., etc., etc.,
Governor-General of India.

The humble petition of Assudoolah Khan

Respectfully Sheweth,

That your petitioner had the honor to submit a petition by *Dak* to Your Lordship on 29th ultimo, praying that the Balance of arrears of pension due to your Petitioner, may be paid to him from the Estate of the *Jageerdar* of Ferozepore. Understanding that a *Keffiat* or Report on this head has been required from T.T. Metcalfe, Esquire, Your petitioner begs leave to state, with the utmost submission, and every deference, that his Application was in the shape of an appeal, and from the decision of the Gentleman, and what he may now state, it is humbly presumed, will be in support of his own orders.

That your Petitioner therefore again begs leave to offer the following points for Your Lordship's most earnest and impartial consideration *viz*:—

First. That your petitioner in strict obedience to the orders passed on the 18th July that he should be paid a moiety of his demand for arrears of pension, accepted one half of what was actually due to him, thought his Demand being for arrears of pension, could not be placed on the same footing with the claims of other creditors, who had to recover Debts for goods sold, or money advanced to the late *Jageerdar* of Ferozepore.

Second That your petitioner had the honor to state for Your Lordship's information, in his former petition, that property was forthcoming to pay your petitioner's Demand—and that the amount of the materials (belonging to the

pensioner, cannot be legally and reasonably intermingled with the private creditors of the *Jageendar* of Ferozepore.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient devoted and
humble servant,



عبدالله خان صاحب دارالخوار اسراء

ۛ

Assudoolah Khan.

Delhi.

The 13th January. 1840.

(109)

To

T.H. Maddock, Esquire,
Secretary to the Government of India, etc., etc.

Sir,

In submitting the enclosed Memorial for the most impartial and humane consideration of the Right Hon'able the Governor-General, I have the honour to solicit that you will be so gracious as to explain and impress upon the kind and generous attention of His Lordship how I am situated.

I beg leave to observe, that my claims being for arrears of pension due to me, must be considered a public demand, and it therefore cannot be placed on the same footing with the private Demands of other Creditors.

Generous and Respected Sir, you are aware, that my pension was originally appointed by the British Government in lieu of Lands which reverted to Government, after the demise of my uncle, the late Nussuroollah Beg Khan, who had obtained them for eminent services. The pension in question, was assigned from the Government *Istamrar* money payable to them from the *Jageer* of Ferozepore. Under these circumstances, it is plain, that I, as a public Government

extremely straitened circumstances is pleased to authorize the payment of the several stipends with six months arrears from the 1st of next month.

No.7 will draw the whole of her allowance on the increased rate from the 1st Proximo, with six months arrears. No.15 will draw the arrears of the increase allowed her for the same period, and No.19 for two months to equalize his retrospective payment with the rest.

12. Most of the members of the late Ahmud Buksh Khan's family having petitioned the Governor-General, you are requested to apprise the parties generally of the final orders now passed to prevent further unnecessary representations to Government.

Camp Goroundha.
27th Feby. 1839

I have etc. ³⁹
(Sd.) T.H. Maddock
Offg. Secy. to Govt., N.W.P.

the receipt of an allowance from Shamsooddeen Khan, His Lordship is pleased to assign to each the monthly stipend set down opposite their respective names.

		Rs.
No.12	Sooltan Buksh Khan	30

6. As this individual has no ostensible means of support, is nearly connected to Ahmed Buksh Khan, and his late wife was in receipt of an allowance during her life-time, the Governor-General is pleased to assign him a monthly Pension of 30 Rs.

		Rs.
No.20	Afzaool Nissa Begum	30
No.21	Azeezool Nissa Begum	15

7. As both these Ladies are merely dependents upon other members of the family, the Governor-General authorizes the grant of an allowance of 30 Rs. per mensem to the former and of 15 Rs. to the latter.

		Rs.
No.22	Kwajeh Shureef Khan	70

8. His Lordship is pleased to sanction a Pension of 70 Rs. per mensem to this individual, being the amount of his former allowance.

		Rs.
No.24	Booniadee Begum	30

9. As this Lady though charged with no fault has thought herself obliged by her husband's conduct to separate herself from him and receives no support whatever from him, the Governor-General authorizes a Pension of 30 Rs. a month for her maintenance.

10. The Pensions now authorized are for life and will lapse on the demise of each incumbent, unless the Government shall see fit on special reports to continue the whole or any portion of a particular stipend to the heirs or successors of the original Pensioner.

11. The Governor-General in consideration of the length of time during which the memorials of some of the individuals to whom pensionary support has now been assigned have been before the Government and to their

- (31) Meer Hussun Khan.
- (32) Koodrutoollah Beg Khan.
- (33) Gholam Hoossein Khan.
- (34) Fattehoollah Beg Khan.

2. The Governor-General concurs with you in opinion that no provision is necessary for the above mentioned individuals.

	<i>Amount of Pension</i>		<i>Date of Orders</i>
	<i>Rs.</i>	<i>Annas</i>	
No.19 Assudoolah Khan	30	-----	17th November, 1838
23 Ali Buksh Khan	50	-----	25th July, 1838.

3. These individuals being already in the receipt of the allowances set down opposite their respective names, under the orders quoted, no further provision is considered necessary.

	<i>Rs.</i>
No. 7 Buhoo Khanum	200
No.15 Ameer Buhoo Begum	150

4. To both these Ladies an allowance of 100 Rs. each was sanctioned by the orders of the 9th May 1838 but on a reconsideration of their cases the Governor-General feels satisfied as to the inadequacy of the provision originally made, and is now pleased to authorize an augmentation of 100 Rs. to the stipend of Buhoo Khanum, and of 50 Rs. to that of Ameer Buhoo Begum, making the consolidated allowance of the former 200 Rs. per mensem, and of the latter Rs.150.

	<i>Rs.</i>
No.11 Zynool Abdeen Khan	50
No.13 Hadjee Begum	100
No.26 Janee Begum	10

5. Under the circumstances stated in your letter under acknowledgment, and in consideration of Hadjee Begum having held a village in Jagher yielding a Revenue of 1,200 Rs. per annum and her husband having been in

(108)

Pl. Deptt. N.W.P.

To

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Governor-General,
Delhi.

Sir,

I am directed by the Right Hon'able the Governor-General to acknowledge the receipt of your letter No.39, dated the 10th January last submitting a statement showing the names and circumstances in life of the several members of the Family of the late Nawab Shumsooddeen Khan of Ferozepore, and to communicate the following observations and order:—

- (1) Mirza Ameenooddeen Ahmed Khan.
- (2) Mirza Gholam Zyaooddeen Ahmad Khan.
- (3) Buhoo Begum.
- (4) Munowar Juhon Begum.
- (5) Badshah Begum.
- (6) Mahrookh Begum.
- (10) Juhangeerah Begum.
- (14) Afzuloozzumanee Begum.
- (17) Nuwab Begum.
- (18) Husun Ally Khan
- (25) Omrao Begum.
- (27) Sepahdar Khan
- (28) Toora Baz Khan.
- (29) Gholam Fuhrooddeen Khan.
- (30) Shaban Beg Khan.

Khan	cousin. Grandson of his paternal uncle Qasim Jan being the son of Mahomed Bukish Khan.	in the City.	Government which allowance he has enjoyed since Lord Lake's time—No provision necessary.
------	--	--------------	--

Delhi Agency.

The 10th January, 1939

(Sd) T.T. Metcalfe

Agent Governor-General N.W.Ps.

31	Moor Hussain Khan	45	Paternal uncle Alim Khan.	30 Rs. a month in the time of Shamsoddien.	None	about 5,000 Rs. in one of which he lives and receives 4 Rs. a month rent for the other	Married to a favourite of Moosius Muhul Begum the wife of the late King Akbar Shah on which account he present day he receive 20 Rs. a month from the Palace. Has two sons and two daughters — No provision necessary.
32.	Koodrusollah Beg Khan	65	First Cousin and son of his paternal uncle Kasim Jan.	100 Rs. a month from Ahmed Babul Khan	Has large pro- perty both in and out of the City of Delhi.		Shamsoddien Khan discon- tinued his allowance on the death of Ahmed Babul Khan. Receives 100 Rs. a month from Government in right of his brother Fyz Ollah Beg Khan—No provision necessary.
33.	Gholam Hussein Khan	42	Son of his first cousin. Grandson of his paternal uncle, Qasim Jan being the son of Fyzollah Beg Khan.	None	Has large property in the city of Delhi.		Receives 300 Rs. a month in right of his father Fyzollah Beg Khan. Married to Boonadee Begum No 24, —No provision necessary.
34.	Fateh-Ollah Beg	65	Son of his first	Do	Has large property		Receives 500 Rs. a year from

		Paternal uncle Koolie Khan			was discontinued by Shumsoddien Khan some years previous to his death he able to gain a livelihood,
28.	Teera Beg Khan	45	Ditto	The village Degenchal was given him in Jagoor by Shumsoddien Khan yearly value 966 Rs.	Lives on what he may have saved and by sale of his household property and by borrowing money. He has three unmarried Daughters — Shumsoddien Khan during his life-time resumed the Jagoor of Degenchal.
29.	Gholam Fakrud- deen Khan.	35	Son of his first cousin Kule Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan	70 Rs. a month in the time of Shumsoddien Khan.	His monthly allowance discontinued by Shums- oddien some four or five years before his death His wife the daughter of Nawab Meerza Khan receives 100 Rs a month from Government settled on her on the death of her father the Jaggeedar of Pulwal.
30.	Shaban Beg Khan	49	Son of his first cousin and Grand son of his	Rs.32-8-0 a month in the time of Shumsod- deen Khan.	The government in April 1838 refused to grant any allowance to the above three individuals numbered 27, 28, 29, and no provision now deemed necessary.
				Possesses two Houses in the City of Delhi valued at	Has two sons—No provision necessary.

25.	Omrao Begum	42	Ditto	30 Rs. a month from Ahmad Bux Khan	None	<p>Husband is bound to support her.</p> <p>Married to Meerza Asadullah Khan who receives 750 Rs. a year from the Ferozepore Jagir which amount has been continued to him by the Government since the attachment of that Jagir. The allowance of 30 Rs. monthly was discontinued by Shumsooddeen Khan.—No provision necessary.</p>
26.	Janee Begum	55	Wife of Mohammad Allie Khan younger brother of Ahmad Bux Khan.	10 Rs. monthly from Shumsooddeen Khan.	Has shares in houses which bring her 6 or 7 Rs. a month	<p>Her Husband Mohammad Allie Khan has been long dead. She subsists on the rents arising from property mentioned in the foregoing column. Besides this she is not known to have any property. A separate provision is not absolutely necessary but I would recommend that the monthly allowance granted by Shumsooddeen Khan viz. 10 Rs be continued.</p>
27.	Sepoohar Khan	50	Son of Ahmad Baksh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his	50 Rs. a month from Shumsooddeen Khan	None	<p>Lives on what he may have formerly accumulated and on money raised by the sale of his household property. Has three or four children. His allowance</p>

23.	Allie Bux Khan	40	Nephew, son of a younger brother of Illahie Bux Khan.	100 Rs. a month from Shamsooddeen Khan.	Has a fourth or fifth share in a house outside the City near Rohilla Khan's Serai. Value of the house about 2,500 Rs.	the father. Shamsooddeen Khan had discontinued his allowance of 100 Rs. a month some 5 or 6 years before his death. 50 Rs. a month have been allowed him by Government since July 1878. Has one grown up son. No further provision necessary.
24.	Boorinadee Begum	45	Niece, daughter of Nabze Bux Khan	30 Rs. a month from Shamsooddeen Khan.	Has a house in Delhi valued about 700 Rs.	Is married to Ghulam Hussain Khan who receives 300 Rs. a month from Government on account of his father's services but having quarreled with her, he gave her the house mentioned in the foregoing column but allows her nothing monthly for her support. She lives at present by money raised on a mortgage of the house. Shamsooddeen Khan discontinued her allowance of 30 Rs. a month some 5 or 6 years before his death. She is the mother of Zynood Abdeen Khan No.11 who has no allowance or at present any means of subsistence and sister of No.23 who receives a pension of 50 Rs. a month. No provision necessary as the

21.	Azizool Nissa Begum.	40	Ditto	Do.	Do.	<p>Married to Allie Nawaz Khan, Nephew of Ahmed Bux Khan the son of his younger brother Illahce Bux Khan—Her Husband received 15 Rs. a month from Shamsoddien. Allie Nawaz Khan died some months ago. She has a son and a daughter. The latter is married to Hafiz Maerza Jett who is in good circumstances and supports the family—No provision necessary.</p>
22.	Khwajah Shureef Khan.	75	Husband of Musahib Khatun daughter of Nurbhon Bukah Khan since dead.	<p>70 Rs. a month from Shamsoddien and the lease of the village of Husainpoor and Mohanda at the fixed annual rent of 750 Rupees</p>	<p>A house in the City of Delhi valued at about 3,000 Rs.</p>	<p>Besides the house in which he resides Khwajah Shureef is not known to have any other real property. He subsists on former savings. He has three sons and a daughter—of the former Khwajah Casim and Khwajah Wuzzer nominated lately by the Magistrate to officiate as Kotawal of Delhi and at present out of employ. The third Khwajah Allasoddien is a Government Police Officer in the Rohtuk District. The Daughter is married—There does not appear any necessity of granting any allowance in this instance—As the sons are bound to support</p>

18.	Husain Allie Khan	40	Son of Nabbee Bulsh Khan elder brother of Ahmad Bulsh Khan.	100 Rs. a month from Shamsodddeen Khan.	A house in the City of Delhi worth something less than 1,000 Rs.	Subsists on money raised by sale of moveable property was the <i>Mosahur</i> of Musab Shamsodddeen Khan during his life-time. Has three sons one married to Miramee Begum, daughter of Soorian Bulsh on No. 12—the others are young and have no employment. Was generally believed to have taken an active part in the murder of the late Agent—No provision necessary.	provision necessary.
19.	Asadoolah Khan	32	Idro	30 Rs. a month	—	30 Rs. a month bestowed on him by Government since 1838—No further provision necessary.	
20.	Afroz Nissa Begum (a.c.)	45	Daughter of do-	None	None	Is married to Nujuf Allie Beg at present out of employment who received 20 Rs. monthly Salary and 10 Rs. a month for his children from Musab Shamsodddeen Khan. They have 3 children and are supported by Afroz Zameen Begum—Nor 14—] so, no necessity for granting any provision this case.	

14.	Afroz Zumanee Begum	22	Wife of Nawab Shamsoddin Khan	200 Rs. a month from Shamsoddin Khan and the village Kamedet in Jaggur estimated at 3,000 Rs. yearly.	None	<p>movable property. She has one son 7 years and one 5 years old. I would recommend 50 Rs. for her pension being the scale of allowance granted to her half sister No.10.</p> <p>She has two daughter one of 7 years and the other of 5 years of age. She received from the Government for herself and children the amount of the Government Promissory Note viz. of 2,50,000 Rs. She resides in the House of her Father—No further provision necessary.</p>
15.	Ameer Bahoo Begum	26	Daughter	50 Rs. a month from Shamsoddin Khan	Do.	<p>Receives 100 Rs. a month from Government since May 1878. No further provision necessary.</p>
16.	—	—	—	—	—	—
17.	Nawab Begum	19	Widow of Ibrahim Ali Khan brother of Shamsoddin and son of Ahmad Bahoo Khan	100 Rs. monthly from Shamsoddin Khan.	None	<p>Her husband died during the life of Shamsoddin Khan and she has lately married Mohammad Koolie Khan, son of Ahmad Koolie Khan mentioned as the 2nd husband of Jehangoorah Begum No.10. Lives with her husband in the house of her father-in-law —No</p>

13.	Hadjee Begum	25	Daughter of Ahmed Khan	seems to be the daughter of Buloh Khan.	<p>her death and his three children by her viz., Nizamee Begum now 11 years old, Fyg Mohammad Khan (now 9 years old) and Mohammed Begum, now 6, were supported and brought up by Shamsood-deen Khan. The eldest daughter is married to Hussein Allee Khan son of Hussun Allee Khan and lives with her husband's father No.18 this Roll. The other two children are living with their Grand mother Seeban Buloh Khan is now absent from Delhi in search of employment. He was suspected of being a party to the assassination of the late Agent. No provision necessary.</p> <p>Married to Ghulam Mooyea-mooddeen Khan a very distant connection of Ahmed Buloh Khan who received 45 Rs. monthly besides his wife's allowance from Shamsooddeen Khan. She has now no apparent means of subsistence and her husband is not in any employment. They have lived heretofore on their farm on earning and by selling and pawning their jewels and other</p>
					<p>Possesses a house in Delhi valued at from 2,000 to 2,500 Rs.</p> <p>The village of Suberwamee settled on her rated at 100 Rs. a month.</p>

11	Zynood Abderr Khan	22	Husband of Nuwab Begum, the daughter of Ahmad Buksh Khan. He is grandson by the mother's side of Illahsee Bux Khan the Brother of Ahmad Buksh and he is great grandson by the father's side of a paternal uncle of Ahmad Buksh Khan	30 Rs. a month from Shamsoodden Khan.	None	services of his late father Abbass Koodie Khan—No further provision necessary.
12.	Sooltan Buksh Khan	45	Son of Ahmad Buksh Khan's Brother Nabeeb Buksh Khan— was married to	30 Rs. a month from Shamsoodden Khan.	Possesses a House in the City of Delhi value at 200 Rs.	The Pension of 50 Rs. per mensem settled upon the wife the Nuwab Begum by Government in May last was discontinued on her death. The Husband is said to subsist at present on the sale of jewels and House-hold property. His father the Nuwab Gulam Hussain Khan received 200 Rs. per mensem from Government settled on him on the resumption of the Hutbeen Pergunah on the demise of his father the Nuwab Firozulla Beg Khan, Zarnool Addoon Khan cannot be said to have any claim upon the British Government but for the reasons detailed in the letter by which this Schedule is accompanied his case has been specially noticed
						During the life time of his wife he received 100 Rs. a month granted for her support by Shamsoodden Khan. This allowance was discontinued on

7.	Buhoo Khanum	50	Wife/Mother of Shumsooddeen Khan.	55 Rs. money and 80 Rs. Food—Monthly from Shumsooddeen Khan.	Dimo	Lives in House that belonged to Ahmad Bekah Khan free of Rent—an allowance of 100 Rs a month settled on her by Government in May, 1838 which, however, she has refused to receive deeming it inadequate for her support. During the life time of her son Shumsooddeen Khan she is said to have received 55 Rs. monthly in case and on an average about 80 Rs. or more for food. She at present lives on money borrowed or raised by the sale of her jewels and ornaments—No further provision deemed necessary.
8.	—	—	—	—	—	—
9.	—	—	—	—	—	—
10.	Jehangereh Begum	22	Daughter by Buhoo Khanum	100 Rs. monthly from Shumsooddeen Khan	None	Married 1st Mohamed Azeem Khan 2ndly his Brother Ahmad Koile Khan 50 Rs. a month settled on her for life by Government in May last. Her present Husband is the owner of a great many Houses in Delhi and also receives 200 Rs. a month from Government granted on account of the

4.	Munsewar Jahan Begum	26	Daughter by Bahadur Begum	the Revenue of their Pargannah Resides with her mother and Brother	None	—No provision necessary Married to Khajeh Mohammad Allie Khan. She receives 50 Rs a month from her two Brothers. Her Husband is a soldier and is entertained by her Brothers as a Soldier in the <i>Pargannah</i> of Lohardoo—has one daughter—No provision necessary
5.	Badshah Begum	19	Daughter by Bahadur Begum	Resides with her mother and brother.	None	Married to Ghulam Nubbee Khan. She receives 50 Rs. a month from her Brother—Her Husband deals in Houses—No provision necessary.
6.	Mahrookh Begum	17	Ditto	Ditto		Married to Hyder Hussain Khan who at one time received 30 Rs. a month from Shamsood-deen but this was discontinued some time before the Nawab's death—She receives 50 Rupees a month from her Brother on which they both live. The Husband considering himself of too high a family to follow any profession—has one daughter—No provision necessary.

**LIST AND STATEMENT OF THE CONDITION OF THE FAMILY AND CONNEXIONS
OF THE LATE NUWAB AHMUD BUKSH KHAN OF FEROZEPORE**

Delhi 13th December, 1838

No.	Name	Age	Relationship	Former Allowance from Nuwab Ahmud Buksh Khan or Shams-ooddeen Khan	Personal Property and the value thereof	REMARKS—If male, his means of present subsistence— If female to whom married, his profession and means of subsistence.
1.	Mirza Amers-ooddeen Ahmud Khan	25	Son by Buboo Begum	The Perquisite of Loharoo given in Jaguar to him and his Brother Goolam Zyn-ooddeen Ahmud Khan yearly income about 40,000 Rupees.	His present Property is large	No provision necessary.
2.	Mirza Gholam Zyn-ooddeen Ahmud Khan	18	Ditto	Ditto	Ditto	No provision necessary.
3.	Buboo Begum	50	Wife	Resides with her sons and was supported from	Unknown	Still lives with her sons and is supported from their Revenues.

no means of livelihood and I would therefore suggest that the allowance granted to her by the late Nuwab viz., 10 Rupees per mensem may be assigned to her for life. Her age is stated to be 55.

4 With exception to the above individuals I am not aware of any running members of the family, really deserving of special Consideration, but as the expectations of all have been excited by the late enquiry, it is not improbable that other applications will be submitted to His Lordship. In that case I trust the accompanying state will be found useful in deciding on any further claims.

Delhi Agency
10th January, 1839.

I have etc.
(Sd.) T.T. Metcalfe
Agent, Governor-General, N.W. Ps.

3. The Person alluded to in the last class are Zeinood-Abdeen Khan married to the Nuwab Begum, a Daughter of the Nuwab Ahmad Buksh Khan, was also his grand nephew both by Father and Mother. He received from the Nuwab Shumsooddeen a monthly allowance of 30 Rupees for his personal expenses and 100 Rs. for his wife. These stipends ceased with the resumption of the *Jageer*, but the Right Honourable the Governor-General was pleased in the month of May last to settle upon the wife a Pension of 50 Rupees. This lady died in September, and the husband has now no means of livelihood—and from my personal acquaintance with him, I should say that he is not likely to obtain employment, even if he were desirous of doing so.

He is moreover the grandson of the Nuwab Feyzoollah Beg Khan, on whom the *Pergunnah* Hutteen valued at Rupees 1,65,665 per annum was conferred by Government for services rendered to the State. On his death the *Jageer* was resumed and a Pension of 300 Rupees per mensem settled upon the son—Ghulam Hoosein Khan the father of the claimant. The father and the son are however on bad terms. the former has been compelled to proceed to Lucknow to avoid his Creditors.

Considering his near affinity by marriage as well as his relation to the head of the Ferozepore Family, the services of his Grandfather the Nuwab Feyzoollah Beg Khan, his really destitute situation and his inability both from want of Talent and an hesitation in his speech to obtain employment, I am induced to recommend for the favourable consideration of the Right Hon'ble the Governor-General that the Pension allowed to his deceased wife viz., 50 Rupees per mensem may be continued to himself. He has no children by the Nuwab Begum.

The second Person is Hadgee Begum, daughter of the Nuwab Ahmad Buksh Khan by Ruheeman. She is married to Ghoolam Mahyooddeen Khan, a distant connexion of her father's who is out of employ.

They have neither of them any apparent means of subsistence and I would therefore recommend that a Monthly allowance of 50 Rs. being the scale of Pension settled on her half sister the Juhangeera Begum be assigned to her.

The Third Expectant is Janee Begum, widow of Mohammud Ullee Khan, the younger brother of the Nuwab Ahmad Baksh Khan. With the exception of small landed property which yields her an income of 6 or 7 Rs. per month she has

(106)

To

H. Torrens, Esquire,
Offg. Secretary to Government,
Pol. Department.
N.W.Ps., Camp.

Sir,

In continuation of my letter to your address No.1455 under date the 1st Ultimo, I have the honor to submit for the consideration and orders of the Right Hon'ble the Governor-General the accompanying schedule relative to the several members of the family of the late Ahmud Buksh Khan of Ferozepore.

2. The Thirty-four persons enumerated in the letter I have divided for convenient reference into 6 Classes as follows:—

Persons

Class

- (1) 4 viz Nos. 1,2, 4 and 34 are in affluent circumstances.
- (2) 10 viz. Nos. 7,8,9, 10, 15, 16, 19, 23, 32 and 33, have already been pensioned by Government,
- (3) 7 viz. Nos. 3,4,5,6,17, 20 and 21 are provided for by Relatives or otherwise.
- (4) 5 viz Nos. 22, 24, 25, 29 and 30 are not considered to have any special claim on Government and should be provided for their Relatives.
- (5) 5 viz. Nos. 12, 18, 27, 28 and 31 In employ or able to provide a livelihood for themselves.
- (6) 3 viz. Nos. 11, 13 and 26 Recommended for the favourable consideration of Government.

(105)

To

G.G.'s Agent at Delhi,

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter under date 3rd instant with enclosures respecting the claim of Mirza Ussudoolah Khan on the estate of the late Nawab of Ferozepore and in reply to state that the decision of the Special Commissioners denying his right to exception from the rule observed with other creditors was in the opinion of the Governor-General with reference to the circumstances under which the amount claimed had accumulated, perfectly just and proper.

Simlah.

18th July, 1838.

(Sd.) H. Torrens

Deputy Secretary to the
Governor-General.

That your Petitioner having learnt now, that all the Creditors of the late Shumshoodeen Khan, will receive a Dividend of only 8 annas and 6 pies in the Rupee, and that your Petitioner is about to suffer the same fate, has been not a little agitated in mind; and he presumes most humbly, that Your Lordship will equally be surprized at this. Your petitioner was no Servant of the late *Jageerdar* nor his Demand is for Property sold or money lent: This Sum is due to your Petitioner towards his Pension which was fixed by the British Government for which a deduction was allowed to Ahmad Baksh Khan, in the *Istumrar* money payable to them. Therefore, Your Petitioner's demand cannot be considered on the same footing as Shumshoodeen Khan's other *Debts*.

That Your Lordship's Petitioner begs leave to quote a recent Precedent in support of his application. Arneenoodeen Khan and his Brother have received the sum of 44,000 Rs (on account of the Proceeds of Lohawroo) in full amount of their demand, from the property of the late *Jageerdar* of Ferozepore.

Under these circumstances your Petitioner trusts humbly that Your Lordship will deem your Petitioner's claims superior to those of the other Creditors (in fact of a different nature) and that Your Lordship will be most graciously pleased to send instructions to the Agent to the Governor-General at Delhi that he may see your Petitioner paid his full demand, otherwise Your Lordship's Petitioner will experience a very heavy loss, by unjustifiable deduction of a moiety of his pension, which is already curtailed too much by the intrigue of the late Nawab Ahmad Buksh Khan, and which is indeed in its present state not adequate for the support of your Petitioner and his Family.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi

The 2nd June, 1838.



محمد اسد اللہ خاں برادر دارو نصرائف بیگ خاں جاگیردار سونک سونا

مورخہ ۲ جون ۱۸۳۸ء

(104)

To

The Right Hon'ble Lord George Auckland,
GCB, etc., etc.,
Governor-General of India.

*The Petition of Assudoolah Khan, nephew of Nussuroollah Beg Khan, the late
Jageerdar of Sonk and Sonsa.*

Humbly Sheweth:

That your Petitioner presumes humbly, Your Lordship is aware, that his uncle the late Nussuroollah Beg Khan, possessed a *Jageer* as a Grant from the British Government, which being a life tenure, it became the Property of Government after his demise; and an annual pension of 10,000 Rupees was fixed by the Government (on Lord Lake's Report dated 4th May, 1806) for the maintenance of his Family, to be paid from Nawab Ahmud Buksh Khan's *Jageer* out of the *Istamrar* money payable to Government. But Nawab Ahmud Buksh Khan keeping *this order* a secrete, all along paid your Petitioner and his Family only 3,000 Rupees (out of the 10,000 per annum. It is almost needless to say that this point is in dispute and on appeal from your Petitioner, Your Lordship has been pleased to send for the decision of the Honorable the Court of Directors): so long the *Jageer* remained in the possession of the *Jageerdar* of Ferozepore, your Petitioner received his pension from the *Jageer*, and since its resumption, your petitioner has drawn the amount from the Government Treasury, by the orders of Government.

Up to the date the *Jageer* remained in the possession of the late Shumshooddeen Khan, arrears of pension are due to your Petitioner amounting to 3,750 Rupees (@ 3,000 Rs. per annum) and this Sum has been proved by the investigation of Mr. Colin Lindsay in his capacity as Special Commissioner, and the court has been pleased to give a Decree in favour of your Petitioner.

the Amount of one year's arrears until the whole was liquidated . This arrangement was approved of by Mr. Fraser but the Nawab did not live to fulfil his Agreement.

5. As it was clear from the foregoing circumstances that the accumulation of Arrears was solely to be attributed to the obstinacy of the Petitioners, who refused to receive their just dues until their unfounded claims were acknowledged—the Special Commissioners declined to make any Exception in their favour to the prejudice of the other Creditors.

I have the honour to be,

Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) T.T. Metcalfe.

Agent, Governor-General,
N.W.Ps.

Delhi Agency

3rd July, 1838

(103)

To

W.H. Macnaghten, Esqr.,
Secretary to the Governor-General,
N.W.Ps. Simla.

Sir,

I have the honour to submit for the orders of the Right Honorable the Governor-General, the accompanying English petition presented by Mirza Ussdoollah Khan (commonly called Mirza Nawsha) one of the Heirs of the late Mirza Nussuroollah Khan, praying that the amount of a decree passed in his favour by the Special Commissioners appointed for the settlement of the affairs of the late Nawab against the estate of the late Nawab Shumsodeen Khan may be paid in full and not considered in the light of a Debt, under which denomination he will only be held to share a dividend with other Creditors.

2. Mirza Ussadoollah Khan and his brother Mirza Yousoof filed a plaint before the Special Commissioners for Rs.3,750 being the Arrears of Pension due to them at the period of the demise of the late Nawab. As Heirs of Mirza Nussuroollah Beg Khan they were entitled under a grant and confirmed by Government of His Excellency General Lord Lake to an annual provision of 1,500 Rupees each, payable from the proceeds of the Ferozepoor *Jageer*.

3. In 1832, they solicited the aid of the late Agent in procuring for them payment of Arrears due, and the Nawab Shumsodeen was requested to satisfy the claim. The Nawab in reply apprized Mr. Fraser that the petitioners had demanded an Higher rate of pension than was fairly due to them, and that as the demand had been resisted they had refused to receive the amount to which they were really entitled. Ultimately a reference was submitted to Government and the Extra claim advanced by the Petitioners was declared inadmissible (May 1832).

4. On the receipt of the orders of Government the late Nawab intimated to my Predecessor, that he was unable to discharge in one payment the arrears which had accumulated (owing to the litigiousness of the Petitioners), but that he was willing in addition to the Pension of the current year, to pay annually

(102)

Abstract of Urzee of Ali Buksh Khan, Bunyadee Begum and Omrao Begum, Children of Illahce Buksh Khan, full brother of the late Ahmad Buksh Khan to the Right Hon'ble the Governor-General received 20th February, 1838.

State that their late uncle Ahmad Buksh Khan considering them in the light of his own children had assigned a separate allowance for their support from the *Jageer* granted to him by the British Government exclusive of food and clothing, also all other expenses attendant on marriages and other events occurring in their respective families. That the *Jageer* in question having been recently resumed by Government, their allowances have been withheld, in a measure which has reduced them to the lowest state of poverty, and made them entirely destitute of even the common necessities of life, under which circumstances relying alone on His Lordship's uniform and impartial justice they entertain a hope that their unfortunate case will be taken into consideration and some means of support be bestowed upon them.

(True abstract translation.)

(Sd) H. Torrens th
Deputy Secretary.

(101)

Extract from Political letter to India dated 7th February, 1838

89. This claim had been negatived, and on good grounds previously to the
 Narrative for October, 1835 (33 - 34 and 136 - the sequestration of the *jageer*.
 137 of Narrative for April, May and June 1835)
 claims of Assadoola to an increase of the
 provision assigned to him from the revenues of
 Ferozepore.

India Office Records, London—No IOR-E/4/753, Political Despatch No 10 of 7 Feby 1838

(100)

To

T. T. Metcalfe, Esqr.
Agent to the Lt.-Govr.,
N.W.Ps., Delhi.

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 17th instant reporting on the petition of Boonecadee Begum and Oomrao Begum and to acquaint you in reply that the claims preferred by these ladies appear to be against the Estate of the late Nawab Shumsodeen Khan and the Lieut.-Governor does not therefore see any ground for interference.

On the completion of the investigations now pending before the commissioners you are requested to bring to the notice of the Lieut.-Governor any case of want or destitution amongst the family of the late Shumsodeen which may appear to you to deserve the assistance of Government.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient servant,

(Sd) R.N.C. Hamilton

Offg. Secretary.

Agra

The 24th October, 1837.

to indemnify her in the sum of 3,000 Rs. for the sale of her Jewels, to which she had been compelled to have recourse.

9. After this, the late Agent, under date 24th August, directed the Nawab to remit to Omrao Begum 3,000 Rupees out of the arrears due to her husband and to pay to her regularly 400 Rs. per annum, her acknowledged share of the pension.

10. Of the former of these sums Omrao Begum acknowledges to have received on her husband's receipts 1,500 Rupees and for one and a half year her allowance @ 400 Rs. per annum. For the Balance of the 3,000 she filed a suit before the Special Commissioners, who concurred in opinion that her claim must be against her husband and not against the Estate of the late Nawab—the more so, as Mirza Ussudoolah has likewise instituted two claims, the one for 3,750, on account of 5 years' pension, due to him at the time of the Nawab's death and the other, for 3,500 Rs. arrears antecedent to the above period of 5 years. The proof of these statements will necessarily rest with the husband; but whether they be established or not the wife can have not separate demand.

11. The original petition is herewith returned.

I have the honor to be,

Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) T.T. Metcalfe,

Agent to the Lt. Governor, N. W. Ps.

Delhi Agency

7th October, 1837.

(99)

To

R.N. C. Hamilton, Esqr.,
Offg. Secretary to the Hon'able the Lieutt. Governor,
N.W.Ps., Pol. Deptt., Agra.

Sir,

I have the honor to acknowledge your despatch No.194 under dated the 7th Instant, forwarding for report an original Petition from Boonecader Begum and Omrao Begum, nieces of the late Nawab Ahmad Bukhsh Khan.

6. With respect to the second petitioner, Omrao Begum, I find from the records of this office, that in the month of June 1806, a pension was settled by General Lord Lake payable from the Ferozepore *Jageer* on Mirza Ussudoollah commonly called Mirza Nowsha, the petitioner's husband.

7. A quarrel having arisen between the late Nawab Shumsooddeen Khan and Mirza Ussudoollah (about the years A.D. 1828-29) the latter refused to receive his pension. On the 12th August, 1833, Omrao Begum presented a petition to the late Agent, requesting that provision might be made for her out of arrears of her husband's pension—Upon which Mr. Fraser called upon Mirza Ussudoollah to state, what portion he was willing to settle upon his wife.

8. Mirza Ussudoollah replied that he had formerly settled on the Begum an annual allowance of 400 Rupees but that, for the last five years he had paid her nothing owing to the suspension of his own income, but that, on receiving his arrears, he was willing to make a suitable provision for his wife, and

(98)

To

T.T. Metcalfe, Esq.,
Agent to the Lt. Govr., N.W.P., Delhi.

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 27th ultimo reporting on the claim preferred by Mirza Ussuddoollah Khan, against the Estate of the late Nuwab Shumsodeen Khan, for arrears of pension.

2. In reply I am desired to observe that the arrears in question are certainly due from the property of the late Nuwab and should be liquidated from that source.

Agra.
The 4th October, 1837.

I have etc., etc.
(Sd.) R.N.C. Hamilton
Offg. Secretary

. I have the honour to enclose a correct statement of the balance due to them.

Ferozepoor
Camp Rewarree,
The 29th October, 1835

I have etc. etc.
(Sd.) C. Gubbins,

1st Asst. A.G.G. & Commissioner.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part II.

(97)

To

T.T. Metcalfe, Esquire
Agent, Governor-General,
Delhi.

Sir,

In answer to your letter of the 20th Instant and Enclosures regarding the Installments due to Mirzas Nowsha, Yoosoof etc. I have the honor to inform you that the statement of claims furnished by them is incorrect. The allowances of the family amount to 5,000 Rupees per annum or a *Fisilana* of 2,500.

On the sequestration of the *Jageer*, 4,500 Rs. were due to Mirzas Yoosoof and Nowsha for arrears which had accumulated in the Years 1237-38-39-40 & 1241 F.S. and on the collection of the *rubbee* Installments of Revenue, 2,500 Rs. was paid to the family as the whole *Fisilana* for that season and 750 as the instalment of arrears as had formerly been agreed to by the Nawab making a total of 3,250.

There is therefore now only 3,750 Rs. balance in their favour and as this sum should have been disbursed from the receipts of former years the burthen of it would fall not upon the future Revenue of the *Jageer* but upon the amount of the property of the Nawab whether lodged in the Company's Treasury or realized from the sale of his Effects.

As I have carefully investigated the accounts of the *Jageer* I can speak confidently as to the inaccuracy of the claims advanced by Mirza Nowsha etc.

4. Should His Honor the Lieutenant Governor consider this view of the question to be just, there can be no objection to defraying this remaining portion from the amount in deposit either immediately or, on the final adjustment of the affairs of the Estate.

I have the honor to be,

Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) T.T. Metcalfe

Agent Lt.Govr., N.W.Ps.

Delhi Agency

27th September, 1837.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I

(96)

To

R.N.C. Hamilton, Esqr.,
 Offg. Secretary to the
 Hon'ble the Lieut. Governor,
 N.W.Ps.

Pol. Deptt., Agra.

Sir,

I have the Honor to acknowledge your letter No.160 of the 20th instant forwarding for report, copy of a Petition presented by Ussud Oollah Khan, and in reply to submit for the information of the Honorable the Lieutenant Governor, the annexed Copy of a statement furnished in the year 1835, by the Officer-in-charge of the Ferozepore Territory relative to the claims preferred by the petitioner.

2. From this document it appears that of the original amount of Arrears viz. 4,000 rupees (for the *Faisy* years 1237-41) due by the late *Nawab* on the sequestration of the Estate, Rs. 3250 were liquidated from the first installments, leaving a Balance of 3,750 Rupees in favour of Ussudollah Khan etc. etc.

3. This Balance, having been payable from the revenues of the *Jageer* antecedent to its resumption, should, in my opinion be realized from the amount of the property confiscated and not from the Government assets.

(95)

To

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Lt. Govr., N.W. P., Delhi.

Pol. Department.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 26 ultimo, and to transmit for report a copy of the petition of Assudoolah Khan therewith submitted.

I have etc. etc. ⁱⁿ
(Sd.) R.N.C. Hamilton

Agra

The 20th September, 1837.

etc.) to be paid to them, in like manner, as Ameenooddeen Khan and Zeeasooddeen Khan have been paid their arrears and which Sum afterwards can be carried to account.

And your Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi,

The 17th August, 1837.

عرضداشت اسوالیہ خاں برادر زاولہ نصر اللہ بیگ خاں چاکیدار سوگ سونا

مصدقہ مستور بم اگست ۱۸۳۷ بمبوی



passed by the Agent at Delhi, on the 31st October, 1835, that this Amount should be paid to your Petitioner from among the sale of the late Shumshooden Khan's Property: But the remaining sum of 3,500 Rupees is due to all persons viz. your Petitioner, his Brother, and his three Aunts (being the arrears of pension for fourteen months at 3,000 rupees per annum). According to the order passed by C.T. Metcalfe, Esquire., your Petitioner's claims are pending in the Civil Court, and the *Missil* therewith connected is ready: As for the sum of 3,500 Rupees, it is believed will be proved from the Records of Ferozepore:—and your Petitioner's claims to the first Sum as being due had been already proved to be valid from the Records of Ferozepore: — and it is evident that your Petitioner and his Family are neither Servants nor Creditors of the late Shumshooden Khan, and their pension, according to the orders of Government, was assigned with Nawab Ahmad Buksh Khan's *Jageer*, to be paid from the *Istumar* money of Government.

Third Your Petitioner with his Family in demanding this money, hopes most humbly that their claims will not be brought under consideration in common with the claims of the Creditors and Servants of the late Shumshooden Khan: — As a point of precedent Your Honor's petitioner begs leave respectfully to advert to a similar case that Ameenooden Khan and Zaeooden Khan have been paid 44,000 Rupees on account of arrears due to them from the sale amount of Shumshooden Khan's Property, and your Petitioner trusts humbly, that he and his Family may be paid accordingly: But if it be inferred, that the arrears due to Ameenooden Khan and Zaeooden Khan, were paid to them from the proceeds of Lohawroo, your Petitioner, begs leave to state, that the amount of their pension may be considered as payable from the *Istumar* Money of Government.

Fourth Your humble petitioner and his poor Family are thus placed in a sad predicament, and solicit most earnestly, that Your Honor will be graciously pleased to direct the Agent at Delhi that he may not include the Claims of your Petitioner and his Family with those of the Creditors and Servants of the late Shumshooden Khan; but that he may order the payment of this Sum (as the only source your petitioner and his family, at present, look to for paying their Debts

(94)

To

The Hon'ble Sir C.T. Metcalfe, Baronet,
CCB, Lieutenant Governor of the N.W.Ps,
Agra.

*The humble petition of Asruddoollah Khan, the nephew of the late
Nussuroollah Beg Khan.*

Humbly Sheweth:

That Your Honor is aware that your Petitioner's uncle, the late Nussuroollah Beg Khan enjoyed a *Jageer* as a Grant from the British Government, and, after his demise on the resumption of his Lands, a pension was appointed with Ahmad Buksh Khan's *Jageer*, for the support of Nussuroollah Beg Khan's Family (consisting of 5 persons viz. your Petitioner, his Brother, and his 3 Aunts), and those 5 Individuals have all along received from Nawab Ahmad Buksh Khan's *Jageer*, from the year 1806, 3,000 Rs. annually, and since its resumption, they have drawn their pension from the Government Treasury; and, it may not be superfluous to state here, that the pension which Nussuroollah Beg Khan's family receive, is not from the Proceeds of Ahmad Buksh Khan's *Jageer*; but it was assigned from the *Istamrar* Money payable to Government by Ahmad Buksh Khan.

Second The sum of 7,250 Rupees is due to your Petitioner and his Family in arrears of their pension at 3,000 Rupees per annum from the late Shumshoodeen Khan; and from this Amount the sum of 3,750 Rupees is exclusively due to your Petitioner and his Brother, on account of arrears due from former Account of 4 or 5 years past, and this sum has been proved to be due in the Collectorate Department under C. Gubbins, Esquire., and an order was also

(93)

To

R.H. Scott Esquire,
Offg. Secretary to Lieut. Governor, N.W.P.,
Political Department, Agra.

Sir,

I have the honor to forward the accompanying petition in the English Language from Assudocollah Khan, nephew of the late Nussuroollah Khan, to the address of the Honorable the Lieutenant Governor, N.W.P.

Delhi Agency
The 26th August, 1837

I have the honour to be,
Sir
Your most obedient servant,
(Sd), T.T. Metcalfe
Agent to the lieutt. Govr.
N.W.P.

(92)

Extract from the Narrative of the Proceedings of the Hon'able the Lieutt. Governor of the North-Western Provinces in the Political Department for the months April, May and June, 1836 dated the 29th October, 1836

Respecting the claim of Assudoolah Khan to an increased stipend out of the proceeds of the Ferozepore Jageer
Progs. 18th June 1836

Nos. 2 to 5
Progs. 25th June 1836

Nos. 2 to 4.
Vide Collection
No. 47

Para 136. Two petitions were received from the Government of India, together with certain other documents presented by Assudoolah Khan nephew of the late Nusseeroollah Beg Khan representing that on the occasion of the Ferozepore Jageer being assigned to the late Ahmad Buksh Khan an allowance of 10,000 Rupees per annum out of the proceeds of the Jageer had been set apart for the support of his uncle^b and his family but that since his uncle's demise, he has been in the receipt of only 3,000 Rupees per annum and as the Ferozepore Jageer had now been resumed by the British Government the Petitioner prayed that the difference of stipend be paid to him for the last 29 years out of the Estate of the late Shumsooddeen Khan and in the event of the restoration of the Jageer to the family of the late Nawab, Assudoolah Khan prayed that the stipend of 10,000 Rs. annually be paid to him prospectively from the Govt. Treasury.

Para 137. The Government under date the 27th January, 1831, had declined to interfere with the arrangement which had been made for the support of the family of Nusseeroolla Khan by Ahmad Buksh Khan the first Chieftain of Ferozepore and the Agent was directed to inform the Petitioner that his case had already been disposed of by the above decision.

India Office Records, London—No. IOR.F/4/1643—Board's Collection No. 63669.

^b It is not correct the arrangement of maintenance were made after the death of Ghalib's Uncle Nassuralah Beg Khan for his family.

(91)

Ordered that the Letter addressed to Assudoollah Khan be transmitted thro' the Agent at Delhi

True Extract.

(Sd.) C.G. Mansel ,
Offg. Secretary to the Lt.Govr. N.W.Ps.

(90)

From

W.H. Macnaghten, Esqr.
Secretary to the Government
of India.

To

Asadoolah Khan

Dated the 13th June, 1836

Sir,

I am directed by the Right Hon'able the Governor-General of India in Council to acknowledge the receipt of your letter dated the 22nd Ultimo to the address of His Lordship's Private Secretary together with its enclosure.

In reply I am desired to acquaint you that the communication in question has been forwarded together with the former paper connected therewith to the Hon'able the Lieutt. Governor of the North Western Provinces who will pass such decision on your claim as may appear to him to be just and proper.

I am etc.

Fort William
13th June 1836.

(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Government of India

True copy.

(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Govt. of India.

That Your Lordship will have noticed that your petitioner in submitting his Calims before, has solicited that the sum due him (as stated in his several petitions) amounting to 2,03,000 Rupees may be paid to him out of the 2,60,000 Rupees now held by the British Government of the late Shumshuddeen Khan, and that the other Claimants be prohibited from monopolizing this amount as your petitioner has been the first in holding this deposit responsible for his demand and that he has already stated, that this sum is in fact Government money and forms a just claim of the family of the late Nassuroollah Beg Khan.

That the Heirs or Claimants of the late Shumshooddeen Khan having petitioned the *Dewannee* Court at Delhi for the payment of this money to them, your petitioner is therefore solicitous that Your Lordship will be pleased to issue an order to the Agent here or to the Sessions Judge that the amount of your petitioner's Demand viz. 2,03,000 Rs. be deducted out of this 2,60,000 Rupees and be kept in the Govt. Treasury until the final decision of your petitioner's case.

¶

Delhi
The 22nd May, 1836



And Your Lordship's petitioner
will, as in duty bound, ever pray.

(89)

From

Assdoolah Khan
Nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

To

The Right Hon'ble
Lord G. Auckland, KCB.
etc. etc. etc.
Governor-General in Council,
Fort William.

Dated the 22nd May, 1836

*The humble petition of Assadoollah Khan, the nephew of the late
Nussuroollah Beg Khan.*

Respectfully Sheweth:

That your Petitioner on the 23rd of March last had the honor of submitting his case for your Lordship's humane consideration when he enclosed the papers connected therewith. One of such papers that he possessed no duplicate he took the liberty of mentioning in a separate memorandum that they were to be found on the Records of Government in Calcutta.

That your Petitioner has learnt from the Gazette that Your Lordship's time at present is wholly occupied towards the affairs of the Country hence your petitioner most humbly presumes his case remains yet undecided, your petitioner can be in no great haste under a firm belief that in due time Your Lordship will be pleased to bestow such notice upon the Case as it merits and at the justness of Your Lordship's hands, he entertains every hope of receiving his just and Lawfull due. But a circumstance has occasioned great confusion in your Petitioner's mind and he can't reconcile himself without injuring his own interest in refraining from urging the following point for Your Lordship's kind consideration and immediate orders.

(88)

From

Assadoollah Khan

To

R. Colvin^{es}, Esquire,
Private Secretary to the Governor-General,
Fort William.

Dated the 22nd May, 1826.

Sir,

In submitting the enclosed Petition I have the honor to solicit that you will have the goodness to present it for the most liberal consideration of the Governor-General in Council and I have to beg most respectfully that the orders which may be passed thereupon be communicated to the local authorities at Delhi.

I also beg leave with every deference to state that I am anxious to learn whether His Lordship has passed any order on the Petition which I submitted on the 23rd of March last. May I solicit the condescension of your favouring me with a line on the subject, that a mind full of anxieties may be reconciled for a while?

I have the honor to be etc. etc.

(Sd.) Assadoollah Khan

Delhi.

The 22nd May 1836

Persian Seal

(87)

Extract from the Proceedings of the Hon'able the Lieutenant Governor of the North-Western Provinces in the Political Department, dated the 25th June, 1836.

From

W.H. Macnaghten, Esquire,
Secretary to the Government of India.

To

G.A. Bushby, Esquire,
Secretary to the Hon'able the Lt. Govr. of the
North-Western Provinces, Allahabad.

Pol. Deptt.

Dt. the 13th June, 1836.

Sir,

In continuation of my dispatch of the 23rd Ultimo, I am directed to transmit to you the accompanying original papers from Assoodollah Khan addressed to His Lordship's Private Secretary with its enclosure, dated the 22nd Ultimo.

It is requested that the accompanying reply may be forwarded to Assoodollah Khan, through the Agent at Delhi. A copy accompanies for the information of the Hon'able the Lieutenant Governor.

Fort William
13th June, 1836

I have the honour to be etc. etc.
(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Government of India.

(86)

To

T.T. Matesalfe, Esqr.,
Agent to the Lieut. Governor,
N.W. Provinces, Delhi.

Poll. Deptt.

Sir,

I am directed to communicate to you for the information of Usudoolla Khan that his petition dated the 23rd March last has been before the Right Hon'able the Governor-General in Council but that the case is considered to have been disposed of by the decision of the Governor-General the Right Hon'able Lord William Bentinck.

I have etc., etc.

(Sd.) G.A. Bushby.

Allahabad.

The 18th June 1836

(85)

*Extract Agra Presidency Political Proceedings under date
the 20th December, 1835*

Ordered that the Agent at Delhi be requested to communicate to Usudoolla Khan that his petition, dated 23rd March last had been before the Supreme Government but that the case was considered to have been disposed of by the decision of the Governor General the Right Honorable Lord William Bentinck.

India Office Records, London—No. IOR.F/4/1643-Board's Collection No 63669

(84)

Note: Assadullah Khan the petitioner begs leave respectfully to state that from the perusal of this despatch it will appear that the appellant in appealing to the right Honourable the Governor-General in Council, has the honour to submit three points for consideration: —

First—That in addressing the above letter to Mr. C. Gubbins, the petitioner requested of him to forward a copy of it to the Agent at Delhi that he may pass the necessary orders thereupon or submit it for the consideration of the Governor of Agra. The letter in question was sent to the Agent; but he neither passed any orders, nor submitted it for the consideration of the Governor of Agra.

Second—That the petitioner in applying to the Governor of Agra, to order the payment of arrears of allowance (of 3,000 rupees per annum) due to him and his family had solicited that the amount should be paid out of the proceeds of the State of Ferozepore (as it should be paid from the revenue of that State); but the Governor of Agra did not pass his orders to this effect.

Third—The petitioner has submitted his claim for the consideration of the Governor of Agra; but His Honour neither passed his own decision, nor submitted it for the consideration and orders of the Supreme Council, but barely expressed his opinion, that the case does not come within the sphere of his jurisdiction as it was amenable to the decision of the Supreme Government.



اسد اللہ خان برادر زادہ نمرائے بیگ خان جاگیردار سوگ سونا

In conclusion I have the honor to solicit that you will issue such orders upon this subject as may seem necessary; and that you will be pleased to forward a copy of this address to the Governor of Agra^{*} at Delhi with a request that he may, if he thinks proper, submit the same, for the consideration and orders of the Honorable the Governor of Agra.

I have etc. etc.

(Sd.) Assdoolah Khan.

Delhi.

The—October, 1835.

^{*} Here probably some words are missing. The missing words in my opinion are "To the Agent".

(83)

To

^{'is}
C. Gubbins , Esquire,
Principal Assistant, Camp Ferozepore.

Sir,

I have the honor to submit the following points for your information.

Khaja Shumshoodeen and Khaja Budroodeen, Sons of Khaja Hajee, who used to receive a sum of 2,000 Rs. from Nawab Ahmud Bukhsh Khan's *Jageer* annually are in no way related to Nassurroollah Beg Khan either in consanguinity or by marriage. The Father of these Individuals was a Servant of Nussurroollah Beg Khan and held the Situation of a *Jemadar* of the 50 Horsemen whom the Nawab Ahmud Bukhsh Khan was bound by Treaty with Lord Lake to maintain for the service of the British Government out of his *Jageer*. Though Nawab Ahmud Bukhsh Khan paid 2,000 Rupees to Khaja Hajee as a monthly stipend, he, out of Kindness dispensed with his Services which circumstance alone created the impression of his (Khaja Hajee's) being a relative of Nussurroolla Beg Khan. On the other hand, the *Jemadar* of the Horsemen can only retain his Situation and be considered entitled to the allowance he used to draw, *so long as the Horsemen continue in service*; But as the Nawab's *Jageer* has been resumed, it is uncertain whether Government will disband the Horsemen or continue them as heretofore?

As a nephew of Nussurroollah Beg Khan and a well wisher of Government, it beboves me to give you this information: I have already submitted a petition to the Hon'able the Governor of Agra wherein I have touched upon this subject in common with the points connected with my rights and Claims.

The *Jageer* in question continued in the possession of Nawab Shumsboodeen Khan until the end of April 1835 and from the month of May it has been attached by Government, it is therefore necessary, I presume that Khaja Shumshoodeen and Khaja Budroodeen be paid up to that date only from the Revenue of the *Jageer*, and any further payment be deferred until the orders of Government are known on this point.

Second. That Sir John Malcolm has only testified Lord Lake's Seal and signature, but he has not denied the validity of the English Reports.

Third Mr. George Swinton has expressed his opinion in such manner that the *Shooqua* in question cannot disannul or falsify the English Report of the 4th May 1806.

The fact of the *Shooqua* being surreptitious has been brought into question; but this deceptive Document has not been compared with the English Report as yet, the petitioner is therefore, solicitous that the Governor-General in Council will be pleased in his justness to examine these two Documents (by which it will be found that the *Shooqua* is not genuine). Without a proper examination of *these* Papers the Case cannot be brought to a conclusion.

The original ground of the petitioner's Claim is to ratify, that the *Shooqua* was not issued from Lord Lake's office by His Lordship's order, but that Ahmad Bukhs Khan consulting with the *Amlah* procured the Seal and signature of Lord Lake, as explained in the petition to William Blunt, Esquire, the Governor of Agra.

In conclusion the petitioner most humbly and earnestly solicits that the Governor-General in Council will examine the *Shooqua* with the English Report and either to acquiesce him on what principle Lord Lake could have issued another order so *contradictory*, after the Government had confirmed the allowance of 10,000 Rupees per annum, or to issue such order as the petitioner may receive his just and lawful due.

It is totally impossible that Lord Lake could have repealed the former order after it had been confirmed by Government without issuing another Document expressive of the ground which could have induced him to do so, or without further reference to Government.

(Sd.) Assoodollah Khan

(82)

Note—Assdoolah Khan, the petitioner begs leave to state most respectfully, that on the receipt of the above petitions, and the Report of the Agent to the Governor of Agra, from Delhi, respecting the petitioner's Case, the Honourable the Governor of Agra was pleased to pass his orders that the petitioner's Case cannot be heard in his Court, as it was investigated once in Calcutta in the Supreme Council.

Agreeable to this order of the Governor of Agra the petitioner has deemed it advisable, to submit Copies of all the Papers connected with his Case to the Right Hon'able the Governor-General in Council and to appeal to his just and impartial Tribunal in the humble hope that redress will be afforded him.

From the perusal of these petitions and the Documents specified below, the Governor-General in Council will perceive how the case stands, viz:-

The Report of Sir Edward Colebrooke to Government respecting the petitioner's Case and the reply from Government.

The Report of Francis Hawkins, Esqr., and the reply from Government.

The 2 petitions (in English) the petitioner had the honor of submitting to the Supreme Government by the English Post, and the letter from Government to Sir John Malcolm and that Gentleman's reply.

On reviewing the Case, and perusing every Document connected with it, the Governor-General in Council will be pleased to notice the following points:-

First. That the petitioner had not barely solicited to confirm that the *Shooqua* was not genuine, but that the contents of the *Shooqua* should be compared with that of the English Report.

That the reason of your petitioner's requiring and demanding the arrears due to him and his family on account of the allowance of 3,000 Rupees per annum is as follows:—*First*. That he is anxious to clear the accounts to that date, and secondly to provide himself and his family with support, until his Case, now pending before your impartial Tribunal, be decided.

And your petitioner etc., etc.,

(Sd) Asadoolah Khan

Delhi.

The 16th December, 1835.

(81)

To

The Hon'ble A. Ross Esqr., etc., etc.,
Governor of Agra.

The humble petition of Asdoolah Khan the nephew of the late Nussoorallah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That your petitioner most humbly presuming, in advertence to two of the Memorials, he had the honor of submitting, under date the 30th June, 1835, that on receiving the Report of T.T. Metcalf, Esquire in his Case, you will revert to them, your petitioner begs to attract your attention to the concluding paragraph of the 2nd petition and trusts humbly that according to the subject thereof, you will be pleased, to issue your orders to the Agent to the Governor of Agra at Delhi, that 2,03,000 Rupees on account of your petitioner's *Demand* be deducted out of the 2,60,000 Rupees held by Government of the late Shurhshodeen Khan, and the amount be kept in deposit in the Government Treasury with a view to secure the money from being disposed of to the Creditors of the Deceased.

That your petitioner also begs to state for your information, that arrears of the allowance Ahmad Buksh Khan used to allow (of 3,000 per annum) to your petitioner, his brother and the 3 sister of Nussurroollah Beg Khan, are due to them from the Revenue of Ferozepore up to the period of 30th April, 1835. Your petitioner has the honour to solicit that you will be pleased to issue such order to T.T. Metcalfe Esquire, as he may pay them up to that period, from the Proceeds of that State.

That your petitioner has confined the payment of the arrears of allowance due to him and his family up to the month of April 1835, owing to the *Jageer* having continued till that period in the possession of the late Incumbent, as from the month of May it has been attached by Government.

(80)

Extract from Agra Presidency Political Proceedings No. 9 under date the 20th December, 1835.

No orders necessary.

(True Extract)

(R. H. Scott,
Officiating Secretary to the
Government of Agra,

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

Buksh Khan or deprive your petitioner of his right, the legality of which according to the Report of Lord Lake, under date the 4th May 1806, is unquestionable.

That in a Court of Justice, your petitioner begs to state with every deffrence, this inconsistent and deceptive *Shooqua* (of which no duplicate can be traced among the Records of any Public Office), can never be held valid: Your petitioner has the honor to solicit most humbly and earnestly, that you will be so gracious and human as to review the Case well; and bestow such notice upon it, as it may seem to merit in your just, impartial and unparalleled opinion.

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi.

The 16th December, 1835

(Sd.) Assdoollah Khan

(79)

To

The Hon'ble Alexander Ross,^{Esq}, Esquire,
Governor of Agra.

The humble Petition of Asadoolah Khan

Respectfully Sheweth:

That in continuation of the memorials your petitioner had the honor of submitting in the month of October last, he begs most respectfully to offer the following points for your liberal consideration and most serious notice.

That a report prevails in the City, that T.T.Metcalf, Esquire has, since his appointment to the Agency, adopted the method of making the Persian *Amlah* draw out Abstracts of Cases; and upon their statement he makes his Report. Your petitioner, is, therefore, solicitous, that in his Case your Honor will not pass your judgment barely upon the Report which you may receive from that Authority. Your petitioner being in indigent circumstances and not able to please the *Amlah*, they are inimical to his interests, and have consequently rendered a vague abstract of his Case.

That Sir John Malcolm has only testified to the Seal and signature of the Hon'ble Lord Lake which your petitioner has no hesitation to acknowledge: But the question is, how they were obtained? It is evident, that this *Shooqua* (under date, 7th June, 1806), is false and was surreptitiously procured, as your petitioner has already explained in one of his memorials: How could Lord Lake (after the Governor-General in Council had confirmed the allowance of 10,000 Rupees) have issued another order so inconsistent; and, it is very remarkable, and favourable to your petitioner's Case that there is no Document revoking the previous order and confirmation of the Allowance in question.

That the imposition and sordidness on the part of Ahmed Buksh Khan, in procuring this *Shooqua* is too manifest to require any comment: Your petitioner humbly trusts, that as the *Jageer* is now placed under the administration of the British Government they will not take advantage of the mean artifice of Ahmed

(78)

Extract from Agra Presidency Political Proceedings under date the 20th December, 1835

From

Asdoolah Khan

To

G.A. Bushby, Esquire,
Political Secretary to the Government of Agra,
Allahabad

Dated the 16th December, 1835

Sir,

In submitting the enclosed memorials I have the honor to solicit, that in receiving a report from T.T. Metcalfe, Esqr. in my case you will be so kind as to present the enclosures together with my former Petitions for the consideration and orders of the Hon^{ble} the Governor of Agra.

I have the honor to be etc.,
(Sd.) Asdoolah Khan,

Delhi.

The 16th December, 1835.



(77)

Note—Assadoolla Khan the petitioner states respectfully, that on the receipt of the preceding petitions, the Honorable the Governor of Agra, after their perusal, called upon T.T. Metcalfe, Esquire for a Report of the petitioner's Case from the Records of Delhi; and, consequent to this order, the petitioner presented two petitions to His Honor the Governor of Agra, by the English Post, the following are copies of them:—

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I

Lordship however directs me to state that if any ultimate arrangement should be made respecting these Provinces by which it should be desired to convert them into either a source of advantage or of strength to the British Government without making them immediately subject to our own administration that he knows no native Chief with whom an arrangement could be made with such a confident expectation of its answering every end as with Ahmed Buksh Khan as he possesses great activity and intelligence, has much influence in the Country, and is (His Lordship is satisfied) most sincerely attached to the British Government.

True Copy and Extract.

(Sd.) W.H. Macnaghten.
Offg. Chief Secretary to the Government
(True Copy).

(Sd.) M. Blake,
1st Assistant A.C.G.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, art. I.

(76)

Extract from a letter from Lieutenant-Colonel Malcolm, dated 4th May 1806

At the period when Ahmed Buksh Khan gave up Rohtack and Hurrianah, the Right Hon'ble Lord Lake promised to give him the Districts he held in Mewat in *Istumrar* for the term of his life for a payment of 25,000 Rupees per annum; Soon after this on the sudden death of Nussooroollah Beg Khan, a near relation of Ahmed Buksh Khan, the Districts of "Sonk" and "Sonsah" which had been given to that Chief, were resumed, but His Lordship deemed it necessary to provide in some manner for his Brother* and family, and this became more urgent from the necessity of disbanding the Corps of Irregular Cavalry in which most of them were employed and in which there were also one or two officers who had come over from the enemy on a promise of favour and protection. To effect these objects in a manner the least objectionable, His Lordship thought the best mode was to allow Ahmed Buksh Khan a deduction for this support and with this view he fixed his payment at 15,000 Rs. per annum.

The situation of the District held by Ahmed Buksh Khan, their turbulent state, and the smallness of the amount he pays to Government combined with a consideration of his Services, led His Lordship to make him an offer (if he would give up all claims to aid, and promise to maintain the peace of his own possessions, and to furnish 50 Horse if required) to grant him exemption from any payment whatever and to give him the lands he holds upon the same tenure as then held by Nejabut Ally Khan and Sumnud Khan. To this he most readily assented, and I enclose by desire of Lord Lake a Draft of the *Sumnud* for him drawn out in the same manner as those granted to the two Chiefs above mentioned.

I am directed by the Right Hon'ble Lord Lake to enclose copy and translation of a representation which he has received from Ahmed Buksh Khan. The Districts of "Sonah" and "Noh" he is desirous to hold are now rented to Tej Singh Chowdree of Rewarree for the term of 3 years at an increasing *Summa*.

His Lordship is not aware of the manner in which the Governor General in Council means ultimately to dispose of these provinces and has therefore given Ahmed Buksh Khan no reason to conclude his request will be complied with. His

* The arrangements of pensionary provision were made for nephews and family and not for the Brother and family.

Rupees 7,000 was effected by the fraud of the *Jageerdar* of Ferozepore (and the amount he appropriated to his own purposes) and not by the orders of Government.

5th.—The *Jageer* of Shumshoodeen Khan having remained in his possession till April 1835, and was attached by Government from May 1835—an annual balance, in favour of your petitioner, of 7,000 rupees per annum for the period of 29 years, is due from the *Jageer*, reckoning from May 1806, up to the date of the *Jageer* remained in the possession of the late Incumbent.

6th.—Your petitioner is solicitous, that the Balance of Rupees 2,03,000 due to him for the period of 29 years may be paid of the 2,60,000 that Shumshoodeen Khan has left in the hands of Government, and that from the month of May 1835, he may continue always to receive his assigned annual payment of 10,000 Rs. from the Government Treasury.

7th.—Should Your Lordship deem expedient to give back the *Jageer* to Ahmad Buksh Khan's Heirs your petitioner respectfully presumes that it will revert to them on the original terms that Lord Lake made the grant: and that your petitioner most humbly suggests that Rupees 25,000 should be deducted from the *Jageer* annually in *Istmoor*; and be paid into the Government Treasury,—15,000 Rs. being the amount assigned by Government for the maintenance of the 50 Horsemen (your petitioner humbly anticipates that they will be disbanded as they are seldom or never required for the service of Government); and the 10,000 Rupees be paid to your petitioner from the Government Treasury annually.

In conclusion Your Lordship's petitioner begs respectfully to add that for want of means, he is prevented from waiting on Your Lordship in person in Calcutta, and he is unable to appoint a constituted *Fakeel* to act for him there: In fact, he has no other mode of seeking redress, but that of submitting his Case for Your Lordship's liberal and most impartial consideration; and in doing so, humbly trusts, that the door of justice will not be shut against him.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray.



اسد اللہ خان برادر دادہ نضر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونہ

(75)

To

The Right Honorable
 Lord G. Auckland, GCB, KCB, etc. etc.,
 Governor-General in Council,
 Fort William.

The humble petition of Assdoollah Khan, the nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's petitioner having failed in obtaining proper justice at the different Tribunals established for the administration of law, is advised to lay before Your Lordship in Council the enclosed *Extract* of General Lord Lake's Report to the Supreme Council, under date the 4th May 1806: the original of this communication together with the confirmation of the Governor General in Council is on the Records of Government in Calcutta.

2nd.—From the perusal of this Document, it will appear, that on the demise of your petitioner's Uncle, Nussuroollah Beg Khan, the *Jageerdar* of "Sonk" and "Sonsa", the lands in question were resumed; and in lieu of the *Jageer*, the Honorable Lord Lake granted for the support of Nussuroollah Beg Khan's family, from the *Jageer* of Nawab Ahmed Bukhsh Khan, 10,000 Rupees per annum and this measure was confirmed by the Governor-General in Council.

3rd.— At the period of Nussuroollah Beg Khan's death, his family consisted of six Heirs, viz., one, his mother, 3, his sisters; and two, his nephews (sons of his Brother your petitioner and his brother): After some years Nussuroollah Beg Khan's mother died, and the surviving five Individuals are yet alive.

4th.—Since the death of your petitioner's uncle, he has with his family received from the *Jageer* of Ahmed Bukhsh Khan 3,000 Rupees only per annum, out of the 10,000 Rupees assigned by Government. Thus an annual reduction of

(74)

Has not this case been repeatedly decided?

(Sd.) Auckland

Referred to the Political Department.

By order

(Sd.)

Private Secretary

28th April, 1836.

5th Your humble petitioner in seeking justice at the hands of Your Lordship prays that Your Lordship as the representative of the King of England, will be graciously pleased to review his Case on the principles of English equity.

6th Your Lordship's petitioner, with utmost reluctance begs to add for Your Lordship's consideration and serious notice, that his Case has been ruined by the Local Authorities (Secretaries and Agents) and that manifest injustice has been done to him; he, therefore, trusts, that the Case may be tried without their interference and whatever information Your Lordship may be pleased to obtain will be derived from the Records of Government and Lord Lake's Report, and that Your Lordship's decision may be grounded thereupon.

7th Your petitioner has mentioned all the particulars connected with his Case, in this petition in a private shape: and, has laid his Claims for Your Lordship's consideration and final orders through another petition.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray for your long life and prosperity.

Delhi.

The 23rd March, 1836.

محمد اسد اللہ خان برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونا

۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء

Further: That Your Lordship's petitioner begs leave with every deference to state that in dispatching these papers for Your Lordship's consideration and orders, he will labour under anxieties with regard to his Case being presented to your notice or not: and has, therefore, the honour to solicit most earnestly, that Your Lordship will be so condescending as to honour him with a line in receipt thereof.

That Your petitioner is also solicitous, that he may be made acquainted with such orders as Your Lordship may deem proper to pass upon his Case (in instituting enquiries) from time to time. Should the Local Authorities, against whose decision, he has appealed, give a vague Statement of your petitioner's Case, on being informed, he will be ready to clear every restriction in that way.

اسد اللہ خان برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونا

معرضہ ملت و سوم مارچ ۱۸۳۶ء بمبئی

(73)

To

The Right Honourable
Lord G. Auckland¹⁷, GCB, KCB, etc. etc.,
Governor-General of India,
Fort William.

The humble petition of Asadollah Khan, the nephew of the late Nassurroollah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's petitioner begs leave to submit respectfully, for Your Lordship's liberal consideration and orders a brief Statement of facts as are connected with his grievances in Transcripts of Papers with illustrative notes relative to his Case, and the firm hope that due redress will be afforded him.

2nd Your petitioner is extremely anxious to appear in Calcutta and to appeal in person to Your Lordship's just and impartial Tribunal; but he has to express his deep sorrow in stating that his reduced condition will not admit of his undertaking a journey.

3rd Your petitioner in 1828, when W. B. Bayley, Esquire, presided as Vice-President in Calcutta, ventured to represent his grievances; and that authority referred him for Report to the Acting Resident at Delhi; but no justice ever since has been done to his cause.

Government orders on different occasions—Reports made by several *Agents* from Delhi at different periods and petitions presented by your petitioner are to be found on the Records of Calcutta.

4th Your petitioner in making his appeal to Your Lordship in council, submits Copies of all the papers and orders with his petition: and of such papers he has no Copy or Duplicate, he has noted them in a memo. and they are to be found on the Records of Government in Calcutta.

(72)

To

G.A. Bushby, Esquire,
 Secretary to the Hon'ble the Lt. Governor,
 North Western Provinces.

Poll. Deptt

Sir,

I am directed by the Right Honorable the Governor-General of India in Council to forward to you, for such orders as the case may appear to require, the accompanying original petition and its enclosures from Assudoollah Khan nephew of the late Naseeroollah Beg Khan.

2. I am desired, however, to state that the case would appear to have been finally disposed of by the letter from the Secretary to the Governor-General to Mr. Secretary Swinton, dated the 27th January, 1831, a copy of which is herewith sent for facility of reference.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient humble servant,

(Sd.) W. H. Macnaghten,

Secretary to the Government of India

Fort William

23rd May, 1836.

(71)

Extract from the notes and narratives of the Proceedings of the Government of Agra in the Political Department for the month of October, 1835 under date the 17th of February, 1836.

Para. 33. Two memorials were received from Asudoolah Khan represent-

Respecting the claim of Assudoolah Khan
against Nuwab Shumsooddeen Khan of
Ferozepore.

Proceedings 28th October 1835 No. 20 to 23.

Proceedings 19th December 1835 No. 12.

Proceedings 26th December 1835 No. 23 to 25

Vide—Collection No. 17

money invested by the Nuwab in the Government loans—also stating that the father of Shumsooddeen Khan had surreptitiously obtained the grant of the Ferozepore *Jageer*.

Para. 34. It appeared that the claim of Assudoolah Khan had already been fully investigated and rejected by the Supreme Government and the Agent at Delhi was accordingly directed to inform that individual that his objections to the terms of this provision from the *Jageerdar* of Ferozepore were untenable.

(70)

Ordered that the Agent at Delhi be informed that as the claim of Assudoolah Khan had been fully investigated and rejected by the Supreme Government, no further orders are necessary and that Mr. Metcalfe be requested to communicate to the Khan that his objections to the terms of his provision from the *Jageerdars* of Ferozepore are untenable.

(True Extract)

(Sd.) R.H. Scott.

Offg. Secretary to the Government of Agra.

The Right Hon'ble the Governor-General having entirely concurred in opinion with the Hon'ble the Vice-President in Council your claim upon the Nuwab Shumsooddeen Khan to an increase of your present pension is untenable and the *Sunnud* of Lord Lake both as regards the amount and the several shares therein stated, is a perfectly valid document. You are accordingly apprized of the orders of the Right Hon'ble the Governor-General.

(A True Translation)

(Sd.) T.T. Metcalfe
Agent to the Governor

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

(69)

Translation of a letter addressed by Mr. Secretary Macnaghten under date the 1st May 1832 by order of the Right Hon'ble the Governor-General to Assudoodlah Khan commonly called Mirza Nowsha.

The request contained in your Petition lately presented that the former documents, corr. (on record) etc. received with your claim for an increase to your monthly pension payable by the Nuwab Shamsooddeen Khan the *Jageerdar* of Ferozepore as per report of Lord Lake under date the 4th May 1806 might again be submitted for instructions has been acceded to. In conformity with usage the documents in question have been translated and laid before the Right Hon'able the Governor-General Lord Wm. Bentinck and all the particulars of the case have been again enquired into. Formerly in the time of Mr. Hawkins the Offg. Resident of Delhi, when the Government called for a report in the case, the Nuwab Shamsooddeen Khan filed a deed under the seal and signature of His Excellency General Lord Lake to prove that you and the other dependents of the late Nusseer Oollah Beg Khan your uncle had no claim beyond the 5,000 Rs. per annum settled upon you by the deed in question. Furthermore, the original deed (having been declared by you to be a forgery) was transmitted for authentication to Sir John Malcolm the Governor of Bombay who was well acquainted with all the public transactions of Lord Lake (at the period in question). This document has been declared by Sir John Malcolm to be authentic. Subsequently the Hon'able the Vice-President (Sir C. T. Metcalfe) in Council has recorded his opinion that the agreement under which, the Nuwab Ahmed Buksh Khan concerted to provide for the dependents of the deceased Nussur Oollah Beg Khan with reference to a *Maufee* Grant of 10,000 Rs. per annum did not bind him or his successor to appropriate the whole sum to this purpose and that it appears evident that the subsequent grant executed by Lord Lake under date the 7th June 1806 was obtained by the late Nuwab Ahmad Buksh Khan for the purpose of restricting the claims of the dependants of the said Nussur Oollah Beg Khan to the 5,000 Rs. therein stated.

4th. In June 1806 the *Jageer* of Ferozepore was conferred by His Excellency Lord Lake upon the Nuwab Ahmad Buksh Khan the father-in-law of Nussur Oolla Beg Khan under a stipulation that he should appropriate to the maintenance of the dependants of the deceased the sum of 5,000 Rupees per annum in following proportion:—

Khajeh Hajee	2,000
Mother and sister of the deceased	1,500
Mirza Nowsha and Mirza Yusoof Nephews of the deceased	1,500

Despatch from Chief Secy. to
Government to the address of
Redt. Delhi under date the
31st December, 1831.

5th. Mirza Nowsha in the first instance declared the grant in question to be a forged one, but on its being intimated to him that Sir John Malcolm had vouched for its authenticity, he next asserts that the seal and signature of His Excellency Lord Lake had been surreptitiously obtained. This is in perfect character with his well known litigious disposition.

6th. Mr. Secretary Macnaghten's Despatch to the address of the late Agent to the Governor-General under date the 1st May, 1832, as before stated in not in the records of this office, but I beg to annex translation of its enclosure being copy of a letter forwarded for delivery to the Petitioner.

This document most clearly declares the claim advanced to be inadmissible.

Delhi Agency
Camp
3rd December 1835.

I have the honour to be etc.
(Sd) T.T. Metcalfe
Agent to the Governor

(68)

Extract Agra Presidency Political Proceedings under the date the 19th December, 1835.

From

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Governor at Delhi.

To

R.H. Scott, Esquire.
Offg. Secy. Pol. Deptt. to the Govt. of Agra,
Allahabad

Dated the 3rd Decr. 1835.

Sir,

I have the honor to acknowledge your Despatch of the 28th of October last forwarding for report copies of a letter and memorials from Assudoola Khan commonly called Mirza Nowsha.

2nd. With a view of submitting for the information and orders of the Hon'ble the Governor all the points connected with the claim in Question in the

From Resident at Delhi to the address of Depy.
Secy. Government under date 24th Feby. 1829
Reply from Dy. Secy. 13th March 1829 not
forthcoming

From Offg. Resdt. dated 3th December 1829
Reply from Government 19 December
From Off. Resdt. 5 May 30 with enclosures

Reply from Government, 20th May 1830 with
enclosures.

From Chief Secy. to Offg. Resdt. 20 Aug. 1830
Reply from Offg. Resdt. with Encls: 8th October
1830.

From Chief Secy. to Offg. Resdt. 31st Decr.
1830 with Encls: from Secy. to Bombay
Government

From Mr. Secy. Macnaghten 1 May 1832 not
forthcoming.

most satisfactory form, I take the liberty
of adverting to the correspondence
noted in the margin and of annexing for
the convenience of reference copies of
all the documents forthcoming in this
office.

3rd. The Petitioner is a nephew of
Nusseer Oolla Beg Khan who held on a
Mocurrurree Tenure for life the
Pergunnahs of Sonk and Sonsa and is
supposed to have died early in 1806.

(67)

Ordered that the foregoing papers be transmitted to the Agent at Delhi for report.

(True Extract)

R.H. Scott.

Secretary to the Government
of Agra,

India Office, Records, London—No. JOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669

(66)

Abstract translation of a letter from Lord Lake to Ahmed Buksh Khan Bahadoor.

It is the earnest wish of the Servants of the Honorable Company to support the family of the late Nussurroollah Beg Khan and a *Sunnud* was formerly granted to you, which also was obscurely written, it is therefore written that the Five thousand Rupees of money current in that *Pergunnah* which has been granted to your Highness, shall be delivered every month and every year according to the Account to each of the under mentioned connections of the late Mirza that maintaining themselves thereby they may pray for the long life and prosperity of the Honorable Company's Servants.

Khaja Hajee.	Mother and Sister of the late Mirza.	Mirza Nowshah and Mirza Yusuph, nephews of the late Mirza.
2,000 Rupees.	1,500 Rupees.	1,500 Rupees.

Written on the 7th June 1806 A.D. corresponding to the 19th Rabyulaboul 1221 A.H.

(۶۵)

نقل خط جنرل لارڈ الیک بہادر محررہ ہفتم جون ۱۸۶۶ عیسوی
بنام نواب احمد بخش خان بہادر

شہادت و عوالی مرتبت نواب صاحب مہربان دوستان نواب احمد بخش خان بہادر
سلمکم اللہ تعالیٰ۔

چون غور و پرفاحت و اماندگان مرزا نصر اللہ خان مرحوم لہالی سرکار دولتمدار کمپنی
انگریز بہادر نام اقبالہ را مرکوز و منظور است و سابق زمین سند کہ در حضور گورنر جنرل
بہادر بہ ایشان مرحمت گردیدہ در آن نیز بر سبیل اجمال مندرج و مرقوم است لہذا نگارش
میرود کہ مبلغ پنج ہزار روپیہ سکہ رائج پر گنہ کہ بہ آن شہادت مرتبت در حضور مرحمت
گردیدہ بموجب تفصیل ذیل بہ ہر یک از متوسلان مرزا مرحوم مذکور بموجب حساب
ماہ بہ ماہ و سال بہ سال رسانیدہ باشند کہ آنها صرف معیشت خود یا نمودہ بہ دہائی از دیار
عمر و دولت لہالی معلوم مشغول و موظف باشند درین باب تاکید مزید دانستہ حسب
مسطور بہ عمل آرند۔

خواجہ حاجی	والدہ و ہم شیرہ مرزا مرحوم	مرزا نوشہ و مرزا یوسف
۳۰۰۰ روپیہ	۱۵۰۰ روپیہ	برائے زانہ بای مرزا مرحوم
		۱۵۰۰ روپیہ

مرقوم ہفتم ماہ جون ۱۸۶۶ عیسوی مطابق نوزدہم ربیع الاول ۱۲۸۶ ہجری

In conclusion your petitioner prays that in either of the three Cases the sum of 2,03,000 Rupees should be taken off the 2,60,000 Rupees held by Government of Shams-uddeen Khan because this heavy sum is in fact Government money and forms a Just Claim of the family of Nussurroollah Beg Khan and which is no way can be excused to the *Jageerdar*

And your petitioner etc. etc.

Delhi:

The 30th June 1835.

محمد اسد اللہ خان

Punjab Government Archives — Delhi Residency and Agency Records Case No 9-B, Part-I.

Documents concluded the arrangements with Ahmed Buksh Khan's *Jageer*, and the assignment of the support for the family.

Seventh: The letter of the Secretary W.H. Macnaghten, Esquire states that the original *Shooqua* was dispatched to Sir. John Malcolm at Bombay for that Gentleman to attest Lord Lake's Seal and signature, who in reply declared them genuine. This is a fact your petitioner should not attempt to deny, but from the strong reasons already presented, he believes that Ahmed Buksh Khan, by means of a handsome bribe to the *Amla* obtained the signature of Lord Lake, the *Amlah* having watched an opportunity and presented the *Shooqua* in question with a heap of other Papers to be signed, the official seal and signature depending invariably on the confidence placed on the *Amlah* who presents the papers.

Eighth: Khaja Hajee was the head of the *Sowars*, hence he ought to be paid out of the sum of 15,000 Rs. appointed for *Sowars*, it being highly unjust that Khaja Hajee or his family should be paid out of a sum expressly applied for the support of the Family of Nussurroollah Beg Khan.

The *Jageer* of Shumshoodeen Khan is, at the present moment, under seizure, by Government, but for the future, one of three conditions must ensue:-

First. It will revert to Shumshoodeen Khan;

Second. Government will retain possession of it paying in Shumshoodeen Khan and his family a certain sum for their support; or

Third. The *Jageer* will revert *in toto* by confiscation to Government.

In the first instance your petitioner humbly suggests that an order should be passed, discharging the 50 *Sowars* and directing the *Jageerdar* to pay the 15,000 rupees the annual Salary of the *Sowars*, with the 10,000 Rupees appropriated to the family of Nussurroollah Beg Khan, into the Government Treasury.

Should the second ensue, your petitioner prays that the 15,000 Rupees, the salary of the *Sowars*, with the 10,000 Rupees appropriated to the support of Nussurroollah Beg Khan's family may be paid out of the sum that shall be appropriated to the support of Shumshoodeen Khan and his family.

If the third, nothing need be said, for the services of the *Sowars* and Khaja Hajee will of course be dispensed with, and it will be incumbent on Government to pay the 10,000 Rupees for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan.

Office, nay, from any public office without first being inserted in the Records. But it is most extraordinary that the existence of any office Copy of the *Shooqua* in question, cannot be ascertained either among the Records of Delhi or of Calcutta. Contradiction to an established fact proves a false result.

Second: The word "Nawab" which in Persian correspondence is invariably applied to the Governor-General is omitted in the *Shooqua* before his name, hence it may be concluded this *Shooqua* to have been compiled and written by one wholly ignorant of the routine of the Persian Department in a Government office.

Third: In the body of the *Shooqua* it appears that support is directed therein to be given to the Family of Nussurroollah Beg Khan, whereas the name of Khaja Hajee appearing among the detail of names is an evident contradiction, he being in no way related to the Family, either in consanguinity or by marriage; which fact is still more glaring from Khaja Hajee's name being written without any description of his connection with the Family, but on the contrary, the degree of relationship is clearly defined against each of the other names.

Fourth: In this *Shooqua* the sum of 5,000 Rupees is assigned for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan, whereas neither in the *Shooqua* in question, nor in any correspondence relative to this Case is any mention whatsoever made of this 5,000 Rupees so as to point out, with what sum it has any connection. If it be imagined that this 5,000 Rupees be increased demand over and above the 25,000 Rupees payable to Government on account of the *Jageers* according to the permanent Settlement with Ahmed Buksh Khan; this would be a contradiction of Justice and in fact an utter impossibility, for could Government make a further demand upon a sum already permanently fixed and settled?

Fifth: If for argument it be said that this 5,000 Rupees is a moiety of 10,000 Rupees alluded to in the Report of Lord Lake dated 4th May 1806 how could His Lordship deduct at once one-half of the sum after the Report had been confirmed by the Governor-General, on the 4th May 1806 the *Shooqua* in question bearing date one month later, viz., 6th June 1806? Nor was any communication relative this *Shooqua* made to the Governor-General by Lord Lake, moreover no document exists to show how the remaining moiety of 5,000 Rupees was disposed of, as must have been the Case, had it been divided as represented in the *Shooqua*.

Stark: Even the most scrutinous Eye cannot discern the slightest connection between this *Shooqua* and any other portion either of the 2 *sumuds* of Lord Lake's Report or of the Governor-General's confirmation, which latter four

(64 - A)

To

The Hon'ble William Blunt, Esquire,
Governor of Agra.

The humble petition of Asddollah Khan known by the name of Mirza Nowshah.

Respectfully Sheweth,

That with reference to Paragraph 2nd of the accompanying Memorial your petitioner deems it necessary to offer a few remarks on the order passed by Government in a letter addressed to your petitioner by Secretary W.H. Macnaghten, Esquire.

During the time this Case was pending before Francis Hawkins, Esquire, Shumshooden Khan the *Jageerdar* of Ferozepore produced a *Shooqua* alleging it to have been issued by General Lord Lake, in the Case in question. On representation being made to the Resident that this *Shooqua* was not genuine, a search took place among the Government Records for its authenticated Copy, but none could be found. The *Shooqua* was then transmitted to Sir John Malcolm, who your petitioner believes gave testimony to Lord Lake's official Seal and Signature, but could state nothing from memory only relative to the facts of the Case, a period of 25 years having intervened.

Upon the sole ground of the identification of Lord Lake's signature by Sir John Malcolm and upon no other, your petitioner's claim not having been listened to, he respectfully submits it for consideration on the following grounds.

Your petitioner has various reasons for believing that the annexed *Shooqua* (which constitutes the sole defence of Shumshooden Khan against your petitioner's claim) is not genuine.

First: It must be an obvious fact that no *sumud*, *Shooqua*, *Perwannah* or any public paper whatsoever, could have been issued from General Lord Lake's

No. 4.

This *Shooqua*, dated 4th May 1806 was sent by Government to Ahmad Buksh Khan at the instigation of General the Hon'ble Lord Lake who had been solicited by the Nawab to obtain it. It contains a confirmation of Lord Lake's arrangement with the Nawab referred to in the report of Sir John Malcolm No. 3. This letter was written verbatim from a draft given by the Nawab to Lord Lake which draft if sought after, will no doubt be found among the Records. In this draft Ahmad Buksh Khan sordidly concealed the mention of 10,000 Rupees which was assigned by Government for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan, he also omitted to use the name of Khaja Hajee at a head officer of those 50 *Sowars*, employed by Nussurroollah Beg Khan; nevertheless Khaja Hajee was in no way connected with the family either by blood or by marriage.

(۶۳)

نقل شقه گور نعمت بنام نواب احمد بخش خان مشتمل
بر حکم منظوری تجویز جنرال لارڈ لیک بهادر
شہادت و عوالی مرتبت احمد بخش خان در حفظ الہی باشند

چون مصمم الدولہ اشجع الملک خان دوران جرنیل لارڈ لیک بہاد فتح جنگ سپہ سالار
بمنظر خدمت گلزی و خیراندیشی و جانفشانی ایشان محالات فیروزپور جہرکہ و تپہ
سانگرس و پونا بانا و بچہور و نگینہ معہ مال و سائر در و بست سوی باغات و املاک و اہلہ و
جاگیر و معافی و بین لڑنے و روزینہ وغیرہ کہ از قلم مقرر است بہ صیفہ استمرار بہ آن عوالی
مرتب مشروط برین معنی کہ معاونت از حضور بطلبند و بندوبست محالات مذکورہ را از
جمیعت خود بخوبی درست دارند و پرورش و پرداخت خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان مرزا
نصراللہ بیگ خان مرحوم بنامہ ایشان است و پنجاہ سوار بہ وقت ضرورت حسب الطلب در
سرکار حاضر سازند و بموارہ خیراندیشی و جانفشانی نسبت بہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز
بہادر نام اقبالہم مصروف باشند مقرر نمودہ بودند این معنی بحضور نیز منظور و مقبول شدہ
نظر بر نیک بینی و دوست خوایی و جانفشانی و خدمت گلزی بای نمایان آن عالی مرتبت
نسبت بہ سرکار معلوج معہ مال و سائر سوی منہائی کہ بالا مرقوم شد مشروط بہ شرائط مذکورہ
من ابتدای فصل ربیع ۴۴ فصلی بر سبیل دوام نسلا بعد نسل بہ ایشان معاف و مرقوع القلم
فرمودیم بعد ازین ابالی سرکار دولتمدار معلوج را بہ وجہی من الوجہہ از محالات مرقوم
سروکاری نخواستہ بود و بموارہ در تصرف ایشان و فرزندان ایشان خواہد ماند و چون ممکن زور
طلب است نالشی احدی از مردمان محالات مذکورہ مسموع نخواہد گشتہ می باید کہ بہ عنایت
این عطیہ عظمی مریون منت حضور بودہ پیوستہ در خیراندیشی و جانفشانی نسبت بہ سرکار
معظم الہیم مصروف بودہ باشند کہ موجب سود و بہبود ایشان خواہد بود

منترجہ چہارم ماہ منی ۱۱۸۶ عیسوی

(63)

Extract from a letter from Lieut. Colonel Malcolm, dated the 4th May, 1806

*Punjab Government Archives — Delhi Residency and Agency Records
Case No. 9-B, Part-1.*

(۳)

نمبر دوم

نفل سند استمرار پرگنه پوناہانا و بیچہور و نگینہ بہ مہر و دستخط
جرنیل لارڈ الیک بہادر دام اقبالہ
بنام نواب احمد بخش خان مرحوم، محرر بہ چہارم مارچ ۱۸۶۶ عیسوی

متصدیان مہمات حال و استقبال و چودھریان و قانونگریان و مقدمان و مزارعان پرگنه پوناہانا و بیچہور و نگینہ بدلتند چون نواب احمد بخش خان بہادر در خدمت گزاری و خیرخواہی و جان فشانی نسبت بہ سرکار دولتمند کمینی انگریز بہادر دام اقبالہ بہ دل و جان حاضر و مصروف ماندہ لہذا بہ مدنظر پرداخت نواب موصوف از راہ مہربانی محالات مرقومہ در و بست بہ عوض مبلغ بیست ہزار روپیہ سکہ رائج پرگنه بالمقطع بہ ہمہ جہت بالعمد و غلام مال و سائر من ابتدای فصل ربیع ۴۴ فصلی سوای املاک و ایامہ و جاگیر و معافی و پن ارٹھ و روزینہ و سالیانہ کہ از قدیم مقرر و معمول است بہ طریق استمرار بر سہیل دوام بنام نواب موصوف مقرر و مفوض گشتہ باید کہ آن با مشار ایہ را متعہ مستقل دلتہ پیش نایبان لوشان حاضر بودہ در اطاعت و مال گزاری دقیقہ از دقائق مہمل و معطل نگرارند و شکر و شکایت لوشان در بارہ خودیا بحضور موثر دند و سہیل مشار ایہ آنکہ از حسن سلوک خود رعایا و سکنای آنجا را راضی و شاکر داشتہ در تکتیر زراعت و آبادی پرگنه سعی موفورہ بکار برند جمع مقرری بہ موجب اقساط سال بہ سال و فصل بہ فصل داخل خزانہ می شود باشند۔

No. 2.

The above exhibits a grant to Ahmad Buksh Khan of 3 Pergunnahs, viz. Poona Hana, Butchore, and Nageena, for an annual payment of 20,000 Rupees dated the Fourth of March, 1806.

The 20,000 Rupees alluded to was fixed in perpetuity at two separate times, payable to Government by Ahmad Buksh Khan, and no Remission has ever been made, either in his favour, or in that of his family.

(٦)

نمبر اول

نقل سند استعمرار فیروزپور چهرکہ و سانگرس بہ مهر و دستخط جرنیل لارڈ الیک بہادر
بنام نواب احمد بخش خان

محررہ بیست و دوم دسمبر ۱۸۸۳ عیسوی

منصیلان و جودھریان و قانونگویان و زمینداران و مقنعان و مزارعان پرگنہ فیروزپور چهرکہ
و سانگرس بدلتند چون نواب احمد بخش خان بہادر در خلعت گزاری و خبرخوابی و
جائشانی نسبت سرکار دولت ملار کمپنی انگریز بہادر دام قبیلہ بہ دل و جان حاضر و مصروف
مالانہ لہذا بہ منظور پرداخت نواب موصوف از راہ مہربانی علاقہ مذکور بہ عوض مبلغ پنج ہزار
یک اصل بموض سکہ رائج پرگنہ مرقوم بالمقطع بہ ہمہ جہت بہ تعدد خام معہ مال و سائر بہ
طریق استعمرار بہ نواب مومی الیہ من ابتدای ۳۳ فصلی بطریق دوام نسلا بہ نسل از حضور سرکار
دولت ملار کمپنی انگریز بہادر مقرر و مفوض گشتہ باید کہ آنها در ناہنداری و مالگزاری نزد
گماشتہ ہای نواب موصوف حاضر ہونہ دقیقہ از دقائق فرمان برداری نامرعی تا اصل نگنارند و
سبیل مومی الیہ آن کہ رعایا را از حسن سلوک خود آباد و راضی داشتہ در تکثیر زراعت کوشیدہ
زیر مشخصہ را بہ موجب اقساط سال بہ سال فصل بہ فصل داخل خزانہ حضور می کردہ باشند
مرقومہ بیست و دوم دسمبر ۱۸۸۳ عیسوی۔

No. 1

The Purpot of the above is as follows:

This is a grant to Ahmed Buksh Khan of two Pergunnahs, Ferozepure Jhirka and Sukruzz
for an annual payment of 5000 Rupees dated the 22nd December 1804.

7,000 Rupees remains to this day unpaid reckoning from May 1806 to May of the present Year 1835 twenty-nine years have elapsed, the balance due for which amounts to 2,03,000 Rupees.

4th. The *Jageer* of Shumshooden Khan being at this moment under seizure by the British Government, your petitioner humbly solicits that an order may be graciously issued to the effect, that he may receive his assigned annual payment of 10,000 Rupees from the Government Treasury and further prays that the balance of 2,03,000 Rupees due to him, may be paid out of the 2,60,000 Rupees that Shumshooden Khan holds in the hands of Government.

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi:

The 30th June, 1835.

The following are two Persian *Swanudy* granted by General the Hon'ble Lord Lake the authenticity of which may be ascertained by the Records either of Calcutta or of Delhi.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part I.

(60)

To

The Honorable William Blunt, Esquire,
Governor of Agra

The Humble petition of Assuddoollah Khan, the nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

Respectfully, Sheweth,

That Nussuroollah Beg Khan the late *Jageerdar* of "Sonk" and "Sonsa" left at his demise, six heirs, viz. one his mother, three his sisters; and two his nephews (sons of his brother); he had likewise under him a *Rissallah* of 400 *Sowars* and in addition 50 Horse were employed by him, among whom the name of the Chief was Kaja Hajee.

And that at the time of Nussuroollah Beg Khan's death General Lord Lake having it in contemplation to support his (your petitioner's uncle's) family and 50 *Sowars*, made a Report of such intention to the supreme Council, recommending 10,000 Rupees to be appropriated to the use of the family, and 15,000 Rupees for the support of the *Sowars* of Khaja Hajee; these two sums being the 25,000 Rupees deducted from the *Jageer* of Ahmed Buksh Khan, and assigned by Government for the above purpose (vide— No. 3 annexed). This Report was confirmed by the Governor-General in Council in a Persian letter (No. 4).

2nd. Your petitioner is the nephew or so closely is he allied by blood that he may call himself (as his uncle in his life time always designated him) his son and consequently on the demise of Nussuroollah Beg Khan, taking his place as head of the family, your petitioner brought his Case to the notice of the Supreme Council in 1828.

3rd. Since the death of your petitioner's uncle, he as received from the *Jageer* of Ahmed Buksh Khan 3,000 Rupees per annum out of the 10,000 Rupees assigned by Government, thus an annual balance in favour of your petitioner of

(59)

Note—Assdoolah Khan, the petitioner, begs leave most respectfully to state that when Ahmed Buksh Khan's *Jageer* came under seizure by the British Government, the petitioner presented two petitions to the Governor of Agra (by the English Post) and the following are copies of them:

اسد اللہ خان برادر زادہ اعراض چک خان جاگیردار سوگ سونا

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

(58)

To

The Hon'ble William Blunt, Esquire,
etc. etc. etc.
Governor of Agra.

The humble Petition of Asdoollah Khan

Respectfully sheweth,

That in forwarding the accompanying Memorials, your petitioner begs to observe with reference to some of the paragraphs that they were written in June last and consequently just at the commencement of the late important trials, he had it in contemplation to forward the memorials immediately on their being ready but on second consideration deemed it advisable to delay until the trials were concluded.

Your Petitioner has therefore the honor to submit them for your consideration without altering the paragraphs alluded to—

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi.

14th October, 1835.



(57)

Extract from Agra Presidency Political Proceeding under date the
28th of October, 1835.

From

Assudoolah Khan

To

R. H. Scott, Esquire,
Offg. Secy. to the Government of Agra
in the Political Department,
Allahabad.

Dated the 18th October, 1835.

Sir,

In submitting the enclosed memorials for the consideration and orders of Hon'ble the Governor of Agra, I have the honor to solicit your support and patronage—

As at present there are numerous cases before T.T. Metcalfe, Esqr. respecting the private affairs (concerning debts etc) of the late Shumsooddeen Kha, I have deemed it advisable to lay my case before the impartial justice of Hon'ble the Governor of Agra direct thro' you—

In conclusion I have the honour to solicit that you will be pleased to acquaint me in due time, with the orders which Hon'ble the Governor of Agra, may be pleased to pass upon this despatch.

I have the honor to be etc.,
(Sd.) Asdoolah Khan

Delhi.

The 18th October, 1835.



PART II

30TH JUNE , 1835 TO 2ND MARCH, 1840

Excellency, General Lord Lake, dated 4th May, 1806, and by issuing such an order as may secure my rights to me.

(True Translation)

(Sd.) C.E. Trevelyan

Documents referred to in the above—

- (1) Copy of a Report of Sir E. Colebrooke with a copy of its reply.
- (2) Copy of an English Petition which the Petitioner being aggrieved with the decision passed by Mr. Hawkins, submitted to the Supreme Government.
- (3) Copies of *Sunnuds* granted by General Lord Lake to Nuwab Ahmed Buksh Khan.
- (4) Copy of any English Petition which the Petitioner has forwarded by *Dak* to the Supreme Government during the time of Mr. Hawkins, the Resident at Delhi.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. vol. No. 208

(56)

From

Assudoolah Khan,
Nephew of Nusseeroollah Beg Khan
Jageendar of Soonk Sonsa to the
Right Hon'ble the Governor-General.

Delivered 1st April
1832.

In the month of December last I had the honor of making a representation to Your Lordship in person at the *Durbar* at Delhi and also of submitting an *Urzee* through the medium of Mr. Secretary Prinsep soliciting that the Papers and documents connected with my case might be called for from the Presidency office and referred to, and a proper decision passed thereon. Your Lordship was graciously pleased to accept of my application, and order its being put up with the requisite papers, and also to say that an order would be immediately issued on the subject, of which a copy would be furnished to me.

My claim is in every respect just and rightful. In consequence of the non-settlement of the question the British Government is sustaining a loss in regard to the *Istumrar* Revenue due to it—While I myself am losing my own rights. I therefore request that the fixed *Istumrar* Revenue due to it,— while I myself am losing my own rights, I therefore request that the fixed *Istumrar* Revenue may be received into the Hon'ble Company's Treasury, and the means assigned for my support may be continued to me. The real facts of my case will I humbly presume, be clear by a reference to the documents mentioned below the authenticity of which can be satisfactorily verified from the records of the Poll. Office in attendance on Your Lordship.

Being now greatly involved in embarrassment and entirely destitute of the means of subsistence I entertain a confident hope that Your Lordship will be kindly pleased to take my hard case into consideration, and award me justice by referring to the under mentioned documents as well as to the Report of His

(55)

Extract from Political Letter Fort William, dated 15th December, 1831.

1831 Corr. 16th Sept. No 41,
42 & 43

Para 173— Assud Oollah Khan, Nephew of the late Nussur Oolla Beg Khan *Jageerdar* of Soenik Sausah having addressed a Petition to the Governor-General relative to the conditions upon which the Territorial Grant had been conferred on the late Nawaub Ahmed Buksh Khan, His Lordship requested the Resident at Delhi to take such notice of the representation as he might deem necessary.

Corr. 16th Sept. No 44

174. It appears from Mr. Martin's Report (recorded as per margin that the Petitioner had no just ground of complaint nor Government any Right to demand from the Ferozepore Nawaub the Payment which it was one of the objects of the Petition to enforce. It was moreover stated by Mr. Martin that similar representations had been already twice submitted to Government and rejected by their orders founded on previous Reports from the Resident's Office. The Governor-General accordingly did not deem it necessary to issue any further orders with respect to the Petition above referred to.

مقدمه فتویٰ به اجلاس کونسل پشیان آید زیاده حد لایب آفتاب دولت و اقبال از مطلع جاء و
جلال پیدا طالع و ساحل باد

عرضداشت اسدالله خان برادر زاده نصرالله بیگ خان متوفی جاگیردار سونک سونسا
معروضه بیست و پنجم نومبر ۱۸۶۱ عیسوی



بجواب ریورٹ کولبرک صاحب بہادر در مقدمہ فنوی از دفتر گورنمنٹ۴۰ باید کہ بموجب تجویز حضور موافق مضمون آن ریورٹ فیصلہ۴۱ صرف دو ہزار روپیہ سالانہ بنام متعلقان نصر اللہ بیگ خان مندرج است و نام خواجہ۴۲۴۳

دفعہ پنجم : حکم حضور پر نور بجواب ریورٹ کولبرک صاحب بہادر در مقدمہ فنوی ایست کہ تحقیقات وجہ نالشی اسد اللہ خان نمودہ ریورٹ این معنی بصر نہایت لاجرم صاحب رسینٹ بہادر دہلی را باید کہ حسب الحکم حضور ریورٹ مقدمہ فنوی نمایند و حکم اخیر از حضور حاصل کنند

دفعہ ششم : درینولا شمس الدین و بدر الدین پسران خواجہ حاجی متوفی مذکور اجازت یافتن دو ہزار روپیہ سالانہ مذکور از صاحب ریزینٹ بہادر دہلی حاصل کردہ اند اما فنوی حیرت است کہ یکدم دلیل حاصل کردہ اند اگر قرابت خود بہ نصر اللہ بیگ خان ظاہر نمودہ اند ظاہر است کہ ہر گاہ خواجہ حاجی از قریای نصر اللہ بیگ خان نیست پسرانش چگونه از قریای نصر اللہ بیگ خان خوانند ہوں

دفعہ ہفتم : در شقہ گورنر جنرل بہادر کہ در ۱۸۹۶ء از صدر بنام احمد بخش خان صادر شدہ است نام خواجہ حاجی بدینگونہ مرقوم است کہ حالیا بدین آن اشتہاء آن می افتد کہ مگر خواجہ حاجی از قریای نصر اللہ بیگ خان استہ حال آنکہ نوشتہ شدن نام خواجہ حاجی دران شقہ محض بہ استدعای احمد بخش خان است و این دعوی از جانب فنوی بہ اجلاس کونسل پیش است و بنور حضور پر نور۴۴ پر این دعوی حکم اخیر ندادہ اند

دفعہ ہشتم : مقدمہ خواجہ حاجی دفعہ از دفعات نالشی فنوی است و پیش از انفصال اصل مقدمہ صلور حکم در فرعی از فروع آن مقدمہ حیرانی و سرگردانی دخواہ است و در ہر مقدمہ کہ بہ اجلاس کونسل زیر تجویز باشد صلور حکم از سررشتہ رسیدنی و اجتنای دستور نیست

دفعہ نهم : امینوارم کہ حکم محکم مبرم شرف نفاذ باید کہ نژمانی کہ مقدمہ فنوی زیر تجویز حضور است شمس الدین و بدر الدین پسران خواجہ حاجی متوفی مذکور بران دو ہزار روپیہ سالانہ قایض و متصرف نشوند و دیگر استدعای آن لازم کہ عرضی بنا بموجب حکم حضور بہ سررشتہ گورنمنٹ فرستادہ شود و شامل دیگر افراد مقدمہ فنوی گردد و بشمول این تجویز

(۵۳)

*Copy of a Petition from Asadullah Khan Ghalib, dated the 25th November, 1831
addressed to the Governor-General*

بجانب مستطاب معلى القاب جهانيان ماب جمجاه انجم سپاه كيوان بارگاه نواب گورنر
جنرال بهادر دام قباله ميرساند .

بمعرض عالي متعالی

مقدمه فنوی از ابتدای ۱۲۴۸ عیسوی به اجلاس کونسل زیر تجویز حضور است خلاصه
دعوی اینکه در وجه معاش متعلقان نصرالله بیگ خان ده هزار روپیه سالانه برای دوام شامل جاگیر
نواب احمد بخش خان مقرر است و نواب احمد بخش خان پنج هزار روپیه سالانه ظاہر کرده و از
آنها دو هزار روپیه سالانه بخواجه حاجی داده و سه هزار روپیه سالانه به متعلقان نصرالله بیگ خان
رسایده است.

دفعه دوم : خواجه حاجی جماعه طر سواران نصرالله بیگ خان بود و پانزده هزار روپیه سالانه بابت
تنخواه سواران نصرالله بیگ خان نیز شامل جاگیر نواب احمد بخش خان مقرر است لاجرم به
اجلاس کونسل عرض کرده ام که زر باز یافت خواجه حاجی در وجه معاش متعلقان نصرالله بیگ
خان بجاگیر طر فیروز پور مجرا نشود زیرا که تنخواه افسر سواران شامل تنخواه سواران باید.

دفعه سوم : در ابتدای نالاش به اجلاس کونسل عرض کرده ام که تحقیقات بر دعوی فنوی از روی
دفتر بمیان آید و مثل انفصال بر دعوی فنوی بر حکم حضور باشد و حضور پرنور بر دو ملتمس
فدوی رایہ اجلاس منظور فرموده اند.

دفعه چهارم : قطعه رپورت جنرال لارڈلیک بهادر محرم ۱۲۴۶ هـ که نقلش بموجب حکم حضور

کمیسیون اعظم باشد صاحب کمیسیون بهائیان مداخلت نمی فرمایند درین صورت در مقدمه من مستهام ناکام که به اجلاس کونسل زیر تجویز زندگان طرا درین نواب جهانیان ماب است صدور حکم از سر رشته رسیدنی دلی چه معنی دارد

دفعه چهارم - لاجرم وجوه ناراضمانی خود از صدور آن حکم بطریقی که مشتمل بر شکایتی و سعایتی نباشد بحضور عدلت ظهور زندگان فیض رسان عالیجناب بمایون القاب نواب گورنر جنرل بهائیان دام اقباله عرض کرده ام و عرض داشتی متضمن عرض حال بوالا خدمت آن قبله الهی و آمل فرستاده ام متوقع آنم که ترجمه این عرض داشت بنظر انور فیض اثر جناب مستطاب نواب گورنر جنرل بهائیان دام اقباله بگردد و تا زمانی که دراصل مقدمه این عهودیت کیش حکم اخیر قطعی از پیشگاه کونسل شرف نفاذ نیابد" تعجیل حکم مصدوره رسیدنی ملتوی ماند نیز دولت و اقبال تابنده و درخشنده باد



عرض داشت حق طلب داد خواه اسدالله محرره بیست و پنجم نومبر ۱۲۸۳ عیسوی

(۵۳)

Copy of a letter, from Asudallah Khan Ghalib, dated 25th November, 1831.

بجتاب صاحب والا مناقب عالیشان قلم فیض و عیان احسان زادا افضاله
 پس از عرض فرولان نیایش و جهان جهان ستایش عرضه میدهد زیی خجستگی بخت
 ستمکشی که بندگان دلا در میان نواب معالی القاب بحال زارش پر دزد خوشا یلوری طالع داد
 خوابی که ملازمان آن والا مناقب چاره کارش سازند
 دفعه دوم : حقیقت این مستمند اینست که در ۱۸۳۸ خود بصدر رسیده ام و به پیشگاه کونسل
 عالیہ عرض کرده ام که از دفتر گورنمنٹ تحقیق کرده شود که بعد رحلت نصرالله بیگ خان
 جاگیردار سونگ سونسا برای سواران و متعلقانش چقدر زر شغل جاگیر نواب احمد بخش
 خان قرار یافته است از روی دفتر سرکار بملاحظه رپورٹ جرنیل لارڈ لیک بهادر ثابت شده
 است که بیست و پنج هزار و یکروپیہ سالانہ استمراری عین المال سرکاری که در بنویست اول
 بنام احمد بخش خان واجب الادا بود در بنویست ثانی به تجویز جرنیل لارڈ لیک بهادر و
 منظوری صدر و در وجه نوکری سواران و وجه پنشن متعلقان نصرالله بیگ خان مقرر شده است
 لاجرم استدعای آن کرده ام که آئندہ موافق بنویست اول زر استمراری سرکار بخزانه میرسینہ
 باشد و پرورش کسانیکہ از روی شرع و عرف و آئین وارث و عزیز نصرالله بیگ خان باشند از
 حکم خزانه سرکار جهانمدر بعمل می آمده باشد اما بتوز درین مقدمه حکم اخیر قطعی از
 پیشگاه عالم پناه کونسل عالیہ شرف صدور نیافته و مقدمه همچنان بصدر زیر تجویز است
 دفعه سوم : درین روزها در فرعی از فروع مقدمه من که تجویز آن بم شامل اصل مقدمه به اجلاس
 کونسل در پیش است حکمی از سر رشته رسیدنی دہلی صادر شده است که قطع نظر از واجبی
 و غیر واجبی بودن آن حکم مرا در صدور آن حکم حیرت است زیرا کہ درین دیار می بینم و ہم در
 دیار های دیگر رسم و راه همین است کی در ہر مقدمه کہ زیر تجویز صاحب کمشتر بهادر می باشد
 صاحب میجسٹریٹ بهادر حکم نمی دهند و همچنین در ہر مقدمه کہ زیر تجویز صاحب

(52)

Pol. Deptt.

To

The Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter dated the 24th Instant and in reply to intimate that the Report therein submitted on the Petition of Assud Oollah Khan is satisfactory and calls for no further orders from His Lordship.

Shimla,
31st August, 1831.

I have etc.,
(Sd.) H.T. Prinsep,
Secy. to the Govr. Genl.

(A True Copy)

(Sd.) H. T. Prinsep.
Secy. to the Gover. Genl.

making that provision was generally expressed and with reference to this circumstance, and in order to ascertain the extent of that obligation, a supplementary *Sumud*, on the 7th June 1806, of which a copy and translation are enclosed was afterwards prepared, limiting the annual amount of the provision to Rs. 5,000 and specifying the individuals to whom it should be paid, and the sums to which they were respectively entitled.

6. This is the document which Assudoolah Khan, alleged to have been fabricated; but of which the authenticity has been attested by the Evidence of Sir John Malcolm, to whom the Original was transmitted for inspection; and under these circumstances, it appears to me that neither has the petitioner any just ground of complaint nor Government any right to demand the payment which, it appears to be one of the objects of the Petition, to enforce.

7. It may be necessary for me to add that similar representations have been already twice submitted to Government, and rejected by their orders, founded on previous Reports transmitted from this office.

8. The original document which accompanied your letter is herewith returned.

I have &c.

(Sd.) W. B. Martin.

Delhi Residency,

24th August 1831

(51)

To

The Secretary to the
Governor-General

Headquarters

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your letter, dated the 10th Instant, together with it's Enclosure, and to transmit to you, in reply, the accompanying Extract from a letter addressed to Government by Sir John Malcolm and dated on the 4th of May 1806.

2. It will be evident to the Right Hon'ble the Governor-General from a consideration of that Extract that the Petitioner's statement of the Circumstances under which the maintenance of 50 Horsemen forms a condition of the Territorial grant conferred on the late Ahmed Buksh Khan, is not warranted by the authority of that Document.

3. Altho' it appears to have been the Original Intention of Lord Lake to render the Grant in question conditional on the annual payment of Rs. 1,5001 after providing a suitable maintenance for the family of Nusseer Oolla Khan, yet upon a further consideration of the services of Ahmed Buksh Khan of the turbulent state of the Districts included in his Grant, His Lordship finally recommended that it should be made subject only to the conditions of furnishing 50 Horsemen, if required, and of maintaining the family of Nusseeroolla Khan, and the draft of a *Sumud* corresponding with this recommendation, was accordingly submitted for the sanction of Government.

4. As no reply to Sir John Malcolm's letter can be found among the records of this office, the accordance of that sanction can be presumed only from a consideration of the existing *Sumud* which bears the same date of May 1806, and of which the terms are precisely the same as those recommended by lord Lake.

5. Instead of binding Ahmed Buksh Khan to the payment of a specific sum, as a provision for the family of the late Nusseeroolla Khan, the obligation of

(50)

To

The Resident at Delhi,
Delhi.

Sir,

I am directed to transmit to you the enclosed Petition in original from Assudollah Khan to the address of the Governor-General and to request you will take such notice of the representation as you may deem necessary.

You will be pleased to return the Original Document when no longer required.

I have &c.
(Sd.) H. T. Prinsep.

Shimla,
10th August, 1831.

Secretary to the Governor-General.

(A True Copy).

(Sd.) H. T. Prinsep.
Secretary to the Governor-General .

for the support of the family by Lord Lake. And it is clear therefore that the 5,000 Rs. Guaranteed in this *Sunnud*, must be an additional and separate provision ordained by the Government and payable from the British funds of the *Jageerdar* of Ferozepore.

5. If the *Jageerdar* of Ferozepore intend, to include the above 5,000 Rs. in the *Istemraee Sunnuds* of 25001 Rupees, it will be incumbent on him, your Petr. respectfully submits, to produce some authority or Document, which relieves him from the payment of the Balance, viz., 20,001 Rs. for it is evident that the production of the *Sunnud* for Rs. 5,000, does not cancel the payment of 25,001 Rupees.

And your Petr. as in duty bound shall ever pray for the prosperity of the British Government.

Delhi,
25th July, 1831.

2. It has been ascertained, from the Record of Govt. that General Lord lake always employed in the Public Service 50 Horsemen from the Troops under the Command of the late Nassoor Oollah Beg Khan; and included the pay of these Horsemen in the provision payable from the *Jageerdar* of Ferozepoor's Treasury at 15,001 Rupees annually. But the late Nawab Ahmed Bux Khan, discharged the 50 Horsemen; and appropriated their salaries to his own use whenever Government required the services of these Horsemen, his own men were always sent to execute the required duties, Your Petr., therefore, solicits that Government may be pleased to call on the *Jageerdar* of Ferozepore to refund into the British Treasury the arrears, which have justly accumulated, from the 4th May, 1806, at the rate of 15001 Rupees annually as the right of Government and in future, cause the regular and annual payment of 15001 Rupees into the British Treasury.

3. That your Petitioner encloses herewith copies of two Persian *Sunnuds*, for the perusal of the Honor in Council, and the originals of these *Sunnuds* are deposited in the Office of the *Jageerdar* of Ferozepore bearing the seal and signature of Lord Lake and copies of them are also recorded in the Office of the Delhly Residency: and it will appear from these documents that it is incumbent on the *Jageerdar* of Ferozepore to pay annually into the British Treasury 25001 Rupees and Lord lake, as stated above, intended that this amount (25001 Rs.) should defray the Provision for the Relatives of the late Nussoor Oollah Beg Khan, as well as the salaries of 50 Horsemen. A Report of this arrangement was made to Government at this period by Lord Lake, and sanctioned by His Lordship in Council; and the Petition of your Petr. is, that the amount 25001 Rs. may be annually paid into the Treasury of Government by the *Jageerdar* of Ferozepore; and that, whatever may be rightful and lawful provision destined for the paternal Relatives of the late Nussoor Oollah Beg Khan, may be paid by the British Government for the future.

4. That the *Sunnud*, of 7th June, 1806, lately forwarded by the *Jageerdar* of Ferozepore not having proved to be fabricated, does not falsfy or invalidate, the real claims of your Petitioner because, this *Sunnud* does not, in any point of view, nullify the *Istemrarae & Sunnuds*, Copies of which are herewith enclosed; nor can it effect by implication, in any degree the provision of 10,000 Rs. annually fixed

(49)

Petition of Ussud Oollah Khan to Sir C. T. Metcalfe.

To

The Honourable
The Vice-President in Council,
For William,

*The Petition of Ussud Oollah Khan, Nephew of the late Nussor Oollah Beg Khan,
Jageerdar of Souuk Sansah.*

Sir,

Most Humbly Sheweth.

That your Petitioner, in the year 1828 had visited Calcutta, and laid his case before the Right Honourable the Governor-General in Council, and petitioned that, from the Records of Government it might be ascertained whether General Lord Lake, on the death of the late Nussor Oollah beg Khan, *Jageerdar* of Souuk Sansah, made any provision, and to what extent, for his family. It was proved, from the Public Records, that Lord Lake, on the 4th May, 1806 had fixed for the relatives and family 10,000 Rupees annually, to be always paid from the *Jageer* of the late Nawab Ahmed Buksh Khan. That your petitioner prays, that, according to this provision, he may receive his dues from the *Jageerdar* of Ferozepore from the 4th May, 1806 at the rate of 10,000 Rupees annually and, for the future, that Government may be pleased to cause such arrangements to be made as will insure the regular and permanent payment of the provision originally contemplated by Lord Lake, into the British Treasury.

customary to send, from *Jageerdar*'s local Forces, the number of men that might be required thus appropriating the fixed pay of 50 Horsemen, to his own benefit, under the belief that, from the lapse of time, such a criminal evasion and breach of Trust will never be detected.

4. It will be optional with Your Lordship to demand the arrears which are justly due to Government from the *Jageerdar* of Ferozepore, from the 4th May, 1806, at 15001—Rs. per annum, up to the present period, amounting to Rs. 3,75025, and to exact the future regular payment of 15001, Rupees annually into the British Treasury at Delhi.

Delhi
21st July, 1831

And Your petitioner as in
duty bound, shall ever pray.
(Sd.)

National Archives of India—Pol. Deptt. Proceedings Nos. 42 and 43.

(48)

Petition of Assud Oollah Khan to the Vice-President.

To

The Right Honorable the Governor-General
of British India.

*The Petition of Usud Oollah Khan Nephew of the late Nussoor Oollah Beg Khan,
Jageerdar of Sosah*

Humbly Sheweth,

That your Petitioner respectfully begs permission to bring to your Lordship's immediate and personal notice, the following circumstances and facts, in the hope that, on investigation, the result will prove of a advantage, by bringing to light one Instance, among many in which the Rights and Dues of Government are withheld by the *Jageerdars* of the Delhi Territory.

2. That your Petitioner's uncle, Nussoor Oollah Beg Khan, was entertained by Lord Lake, as Commandant of 400 Horsemen. On his death, these Horsemen, having been disbanded, Lord Lake retained permanently, 50 Horsemen who personally belonged to your Petitioner's uncle: and allotted 15001 Rupees Annually for their salary, from the *Jageer* of Nawab Ahmad Bux Khan, who was bound to pay regularly the salaries of these 50 Horsemen, and to maintain them, consequently, for the Public Service. The Report of Lord Lake to Government under date 4th May, 1806, and confirmation therefore are recorded in the Political Department.

3. But, on the departure of Lord lake from India, the late Nawab Ahmed Bux Khan, totally disbanded and discharged these 50 Horsemen, whose pay was guaranteed and assimilated in his *Jageer*. Whenever during this interval of time, a demand was made, requiring the services of these Horsemen, it has been

(47)

Extract from Political Letter Fort William dated 4th March, 1831.

Para 75. In Paragraph 70 of the General Letter, dated 31st December, 1839, we called the attention of Your Honorable Court to the Memorial of Assud Oolla Khan, son* of the late *Jageerdar* of Sounk Sonsa who contended that part of the Pension granted to him by Government had been unjustly withheld from him by Nawab Ahmed Buksh Khan (later Shumsodeen) Chief of Ferozepore who had conferred it on a favourite of his own, in virtue of a *Sumud* alleged to have been granted by Lord Lake, but which Assud Oolla asserted had been fabricated by the Nawwab. With a view to ascertaining the truth we called for the original Document from the Nawwab, and we now beg to call the attention of Your Corrs. 22nd October No. 41. Honorable Court to the various papers reported as Corrs. 31st December No. 3 to 9. per margin, from which it will be seen that after the receipt of the original *Sumud* in question it was transmitted to Bombay in order that the Honorable the Governor might examine it and state his opinion on the merits of Assud Oolla's claim, and assertions respecting the Document.

76. Enclosed in the Despatch above recorded will be found a minute by Sir John Malcolm who therein expresses his opinion in favour of the authenticity of the Document in question.

Corrs. 31st December No. 10. 77. The reply of the Governor of Bombay had been forwarded to the Governor-General together with observations by the Honorable the Vice-President in Council in a letter recorded as per margin to which we beg leave to refer Your Honorable Court.

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1344-Board's Collection No. 53429.

* It is mistake, it should be nephew.

(46)

To,

G. Swinton, Esqr.
Chief Secretary to Government
Fort William.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your Letter dated 31st Ultimo with its enclosures relative to the case of Ussuddoola Khan, and to convey the thanks of the Governor-General for the consideration shown in forwarding these papers.

2. No petition has yet been addressed to His Lordship by Ussudoola Khan. Under the opinion however of Sir John Malcolm as to the genuineness of the letter of Lord Lake produced by the Heir of the late Nawab Ahmed Buksh Khan, and with this opinion confirmed by the late Vice-President in Council, His Lordship will not be disposed to interfere with the arrangement for the support of the family of Nusseer Oollah Khan, made by the deceased Chieftain of Ferozepore.

Camp Mahoby,
27th Jany., 1831.

I have &c.
(Sd.) H. T. Prinsep.
Secretary to the Governor-General

(True Copy).
(Sd.) W. H. Macnaghten,
Secretary to the Government of India.

(45)

Extract Political Letter from Fort William dated 31st December, 1830.

1830 Corrs. 20 August
No. 35 to 40.

Para. 70. The Correspondence recorded as per margin refers to various petitions presented to the Government by Assud Oollah Khan son^a of Naseer Oolla Beg Khan Late *Jageerdar* of Sounk complaining of a decision passed by the Officiating Resident at Delhi regarding the pension granted to him (Asud Oolla) by the British Government, part of which the memorialist contended had been unjustly withheld from him by the Nawab Ahmed Buksh Khaun, the Ferozepore Chief, who had conferred it on a favorite of his own in virtue of a *Sunnud* alleged to have been granted by Lord Lake but which Assud Oolla asserted had been fabricated by Nawab. With a view to ascertaining the correctness or otherwise of Assud Oolla's Statement in regard to the *Sunnud* said to have been granted by Lord Lake in 1806. A letter was written to the Officiating Resident in which after promising that Government had received a Memorial from Assud Oollah Khan, in which that individual had asserted that the *Sunnud* produced by the Ferozepore Chieftain was a forged one, and it appearing that no such document was to be found in the Residency Records, Mr. Hawkins was directed to call for the original document in question from the Nawab Shums Ooddeen the son and successor of Ahmed Buksh Khan of Ferozepore (now deceased) in order that Government, might satisfy itself as to its genuiness.

India Office Records, London—No. JOR-F/4/1344—Board's Collection No. 53429.

^a It is mistake. It should be nephew. The mistake has been repeated in some other documents.

(44)

Pol. Deptt.

To

William Byam Martin Esq.
Resident at Delhi.

Sir,

With reference to the late officiating Resident's despatch of the 8th October last relative to the case of Assadolla, I am directed to transmit to you, the accompanying copy of a despatch from the Chief Secretary to the Government of Bombay dated the 7th Instant, from which you will observe that the *Perwannah* or Letter under the seal and signature of Lord Lake, asserted by the Petitioner to be a forgery, is considered by Sir John Malcolm to be a genuine Document.

2. The *Perwanah* in question is returned herewith, for the purpose of being restored to the Nuwab Shumsood Deen Khan.

I have etc.

Fort William,
31st December, 1830.

(Sd.) Geo. Swinton
Chief Secretary to the Government

(True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to the Government

3. The Vice-President in Council however, does not concur in the sentiment expressed in the Conclusion of that note to the effect that "the family of Nuseer Oollah Khan appears to be entitled to the larger allowance". He is disposed to believe, that the arrangement by which Ahmed Buksh Khan bound to provide for the family of Nuseer Oolla, by the remission of 10,000 Rs. in his own favour, was a very loose one, by no means fixing that as the sum to be laid out for that purpose, and he thinks it probable, that the document, subsequently limiting the amount to 5,000 was procured by Ahmed Buksh for the purpose of checking any demand that might arise out of the amount of the remission.

I have the honour to be

Sir,

Yours most obedient humble servant

(Sd. Geo. Swinton,

Chief Secretary to the Government

Fort William,
31st December, 1830.

(43)

Pol. Deptt.

To

Henry Thooby Prinsep Esq.
Secretary to the Governor-General

Sir,

I am directed to transmit to you, for the information of the Right Honourable the Governor-General, the accompanying copies of a despatch from the Chief Secretary to the Government of Bombay date the 7th instant, and of a Letter which has been addressed to the Resident at Delhi under this date, relative to the case of Assud Oolla.

1. From Lt. Col. Malcolm - 4th May, 1806.
2. From Lt. Col. Malcolm - 16th May, 1806.
3. From Lt. Col. Malcolm - 10th June, 1806.
4. From Offg. Rest. Delhi - 8th October, 1830 with Sannud.
5. From Mohumad Assud oollah Khan - 26th September, 1830.
6. To Chief Secretary at Bombay - 22nd October, 1830.
7. From Mohammod Assuddoolleh Khan - 27th November, 1830.

2. As it is not improbable that the Petitioner will bring his complaints against the Nawab Shumsood Deen before the Governor-General. I have been directed to transmit to you, for eventual reference a copy of the note drawn up in this office, containing a summary of the case, together with copies of the correspondence on the subject.

(42)

Minute by the Honorable the Governor, dated 30th November, 1830.

According to my belief the Sunnud bears Lord Lake's signature. The period at which it was attained was one at which much business, that active operations had led to being in arrear, was settled. That superior Native Nobleman Ahmed Buksh Khan received and merited much confidence from Lord Lake, and all who were acquainted with him and that was combined with such respect from the Natives and liberality of sentiments that his character may be pleaded in refutation of his having acted in the dishonorable manner supposed. If he had been guilty of such acts there must I think have been complaints from some of the parties engaged in it.

(Sd.) John Malcolm

(True Copy).

(Sd.) C. Norris

Chief Secretary.

(True Copy).

(Sd.) Geo Swinton,

Chief Secretary to the Government

(41)

Pol. Deptt.

To

The Chief Secretary to the Supreme
Government at Fort William.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated the 22nd October, with it's several enclosures, regarding the claims of Assud Oollah Khan, and requesting the sentiments of the Honorable the Governor thereon.

In reply I am directed to transmit, for the purpose of being laid before the Honorable the Vice-President in Council the accompanying copy of a Minute by the Honorable the Governor dated the 30th November, expressing his sentiments on the question under consideration.

2. The original enclosures are herewith returned.

Bombay Castle,
7th December, 1830

I have etc.
(Sd.) C. Norris
Chief Secretary.

(40)

To

George Swinton, Esquire,
Chief Secretary to Government,
Fort William.

Sir,

As my case is under the consideration of the Honorable the Vice President in Council, and it is likely that my claims will shortly be referred to the Resident at Delhi for deliberation and examination, I have the honor to solicit that you will have the kindness to submit my prayer, for the consideration of Government, that I may be brought to the notice of Mr. Martin, the Resident at Delhi, in such manner, as will insure to me as the descendant of the late Nussoroollah Beg Khan, *Jageerdar* of Souunk, Sousah, in the District of Agra, the same degree of attention and compliance, with which I was honored by the Right Honorable the Governor-General, at the Public *Durbars*, during my stay in Calcutta.

2. I am under the necessity of making this unusual request in consequence of my first visit at the Residency during the administration of Mr. Hawkins, on my return from Calcutta; being received in a manner totally unsuited to my Rank and standing in the scale of Asiatic Society and extremely ungratifying to my Feelings, when contrasted with the urbanity and civility with which I was distinguished by the Right Honorable the Governor-General in Council.

I have, etc.,
Mohammad Asud Ullah Khan
(A True Copy).

Delhi, 27th November, 1830

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary Government

The possessions of all these Chiefs are (His Lordship believes) within the line which it is the intention of the Honorable the Governor-General to maintain, Maloghur the *Jageer* of Behauder Khan as in the District of Coel as you will observe by reference to my despatch under dated, the 24th January, 1806.

Head Quarters
Cawnpore
10th June, 1806

I have, & ca.
(Sd.) John Malcolm
Resident

(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

(39)

To

N. B. Edmonstone, Esquire
&ca. &ca. &ca.

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your letter of the 16th ultimo and am directed by the Right Honorable Lord Lake to state that the *Sumuds* transmitted in your despatch of the 18th ultimo (which has also been received) have been given to Nejabut Aly Khan and Ahmed Buksh Khan who had attended his Lordship to Cawnpore. That to Abdool Sumnud Khan has been delivered to his *Vakeel*.

I leave Cawnpore in a few days and shall be prepared on my arrival at Fort William to accord the Honorable the Governor General every information in my power that can assist his decision respecting the ultimate disposal of the advanced Districts of Rewaree, Noh and Sonah.

The communication of the Governor-General's eventual intention has been made to Ahmed Buksh Khan who states that he is most grateful for the favours he has already received and will endeavour to prove himself worthy of any further mark of the confidence of Government.

The *Jageer* enjoyed by Nejabut Aly Khan in the Company's Dominions is not above ten thousand Rupees per annum and not more than half as in the Dooab. The Province of Rewarri which is a settled country and not subject to internal disturbance cannot be estimated when it has recovered a little from the late Ravages to which it was exposed at less than a net revenue of two lacks of Rupees per Annum, Lord Lake conceives that the Governor General might not have been aware of this great difference on point of value between these possessions and has, therefore, not mentioned the subject to Nejabut Aly Khan.

Communications have been made in Answer to the applications of Murteza Khan and other Chiefs under similar circumstances in favour of their relations informing them in a general way that Government would hereafter take the subject of providing for their support into its consideration and that they might rely that a liberal arrangement would be made.

General in Council additional grounds for passing a judgment upon the case. It would be sufficient therefore for you to apprise Ahmed Buksh Khan that the Governor-General in Council is disposed to accede to his wishes provided it should appear to be consistent with general arrangements which are now under the consideration of Government and that after your arrival at the Presidency the question will be finally decided.

7. With respect to the applications of Moorteza Khaun, Behaudur Khaun and Mohummud Khaun *Affrudee*, I am directed to state that the Governor-General in Council concurs in the expediency of the general principle of giving to the families of the different *Jageerdars* a permanent interest in the soil and with reference to that principle is not aware of any objection to granting the lands composing the *Jageers* of those persons to their descendants under the tenure of *Zemindaries* at the moderate quit rent to be now fixed, provided there are no *Zemindars* in the lands of those *Jageerdars*, and their lands are situated within the proposed line of our frontier. Hondal and Pulwal which have been granted in *Istmrars* to Moorteza Khan and Mohommed Khan *Affrudee* respectively appear to be so situated. The situation of Mallaghur granted to Behadur Khaun is unknown not being laid down in any of our Maps.

8. If there are *Zemindars* within those *Jageers* the grants might be continued to the descendants of the *Jageerdars* as *Istmrars* subject to the payment of the proposed quit rent in the room of service.

9. There is no objection according to established usage to include *Zemindars* in *Istmrory* tenure. The *Istmrorydar* in such case would stand in the place of the Government and would receive the revenue under the same rules by which Government itself collects it.

10. A report upon the several points above adverted to, will enable Government to pass a decision upon the reference contained in your dispatch.

Fort William,
16th May 1806.

I have, etc.
(Sd.) N. B. Edmonstone,
Secretary to Government.

(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

(38)

To

Lieutt. Colonel Malcolm
etc., etc.

Sir

I am directed to acknowledge the receipt of your despatch No. 192, dated the 4th Instant.

2. The drafts of *Sumud* in favour of Nejabut Ali Khaun Abdool Sumud Khan transmitted in your dispatch, are entirely approved and *Sumuds* (or *Perwannahs*) prepared in conformity to those drafts sealed with the Governor-General's seal and signed by the Governor-General in Council will be transmitted to you without delay.

3. The Governor-General in Council approves the arrangements of rendering the jaidad of Ismael Khan and Fyz Mohommed Khawn dependent on their continuing to yield obedience to Nejabut Ali Khawn.

4. The Governor-General in Council also entirely approves the grant to Ahmed Buksh Khan of the lands assigned to him on the same tenure as those held by Nijabut Ali Khan and Abdool Sumud Khan and considers the relinquishment of the Annual sum of 15,000 rupees hitherto payable by Ahmed Buksh Khan to be amply compensated by the Political advantages of the present proposed arrangement. A *Sumud* (or *Perwannah*) in favour of Ahmed Buksh Khan will accordingly be prepared and transmitted to you in conformity to the draft enclosed in your Despatch.

5. the Governor-General in Council is not prepared to decide ultimately with regard to the disposal of the advanced Districts of Rewari, Sonah and Noh. The Governor-General in Council is however at present of opinion that it would be advisable to exclude those advanced Districts from the British Dominions and if that arrangement should be ultimately determined, it occurs to the Governor-General in Council that Rewari might be granted to Nijabut Ali Khan-in-exchange for his *Jageer* in the Dosub, and that there would be no objection to granting Sonah and Noh to Ahmed Buksh Khan on the terms proposed.

6. The Governor-General in Council observes that the decision of the question may without inconvenience be suspended until your arrival at the Presidency when a personal communication with you may afford the Governor-

Entertaining a proper sense of Gratitude for this distinguished favour, you will continue to manifest attachment to the British Government and your exertions to promote its interest.

In this consist your own advantages and welfare. Dated 4th May 1806 answering to 14th of *Saffer* 1221 *Hijree*.

(A True Translation)

(Sd.) L. Monckton
Deputy Persian Secretary to Government

(True Copies)

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208

(37)

*Enclosure in a despatch (No. 192) from Colonel Malcolm, dated 4th and Received
13th May 1866.*

Translation of a Draft of a Perwanah in favour of Ahmed Buksh Khan Behauder

Adverting to the merit of your services and attachment to the British interests the Right Honourable Lord Lake Commander-in-Chief conferred on you *Istemrauree (Perwannah)* grant of the *Mohauls* of Ferozepore Jherkeh and the Tuppah Saungris Betahanna, Nujhoor and Nugheena including the customs as well as land Revenue, of them (Excepting such gardens and *Ayma Jageer Punarthee* and other rent free lands, as have been long disposed of, and other fixed and established daily allowances & ca) on condition that you require no aid from the British Government, and that you settle the affairs of the *Mehauls* with your own Troops, and that you be charged with the expense of providing for the maintenance and support of Khauja Haujee and other dependents of the late Mirza Nusseer Oolla Beg Khan, and provided also that you furnish, on occasions of exigency, to the aid of the British Government a party of 50 Troopers and that you always remain steadfast in your attachment and goodwill to the British Government.

The British Government having become acquainted with your character and disposition, and with the merit of your services and attachment to its interests, from the communications of the Right Honourable the Commander-in-Chief has now been pleased to reward those services by confirming to you and your Heirs in perpetuity from generation to generation the whole of the *Mehauls* above-mentioned, including both land Revenue and the Saer Duties with the deductions, and under the conditions however above specified from the beginning of the *Fuslee Rubbee* of 1213 *Fusslee* (answering to September 1805). From that time the British Government will have no concern whatever with those *Mehauls*, which will always remain in your possession and that of your descendants. As those lands require the exercise of arbitrary power, no complaints will be received from the Inhabitants of them.

give up all claim to aid, and promise to maintain the peace of his own possessions and to furnish 50 horse if required) to grant them exempt from any payment whatever and to give him the lands he holds upon the same tenure as those held by Nijabut Ally Khan and Sumnud Khan. To this he most readily assented and I enclose by desire of Lord Lake a draft of a *Sumnud* for him drawn out in the same manner as those granted to the two Chiefs above-mentioned.

I am directed by the Right Honorable Lord Lake to enclose copy and Translation of a representation which he has received from Ahmed Buksh Khan. The Districts of Sonah and Noh which he is desirous to hold are now rented to Tej Singh Choudree, Rewarree for the Term of three years at an increasing *Jummaht*

His Lordship is not aware of the manner in which the Governor-General in Council means ultimately to dispose of these provinces and has therefore given Ahmed Buksh Khan no reason to conclude his request will be complied with. His Lordship however directs me to state that if any ultimate arrangement should be made respecting the Provinces by which it should be desired to convert them into either a source of advantage or of strength to the British Government without making them immediately subject to our own administration that he knows no native Chief with whom an arrangement could be made with such a confident expectation of its answering every end as with Ahmed Buksh Khan as he possesses great activity and intelligence, has much influence in the country and is (His Lordship is satisfied) most sincerely attached to the British Government.

The Right Honorable Lord Lake directs me to state that he has received applications from Murteza Khan, Behadoor Khan and Mahomed Khan Affrudee expressive of their anxiety that some arrangement should be made to secure some provision (however comparatively small) for their descendants. This they represent may be done by either giving their Heir a small *Jageer* as has been granted to the sons of Bauany Sunker (which may be taken from the lands they now hold) or in securing them the reversion of the whole grant on paying Government a fair Revenue, that is to say giving them a *Zamindary* right in the said subject to the same rules and regulations as other possessions within the company's Dominions.

His Lordship merely promised to mention their wish but he directs me to state his opinion that it would be politic to make some arrangement by which the families of the different *Jageendars* should have a permanent interest in the soil which would not only lead to the improvement of the country but reconcile and attach them to the British Government.

I have, etc., etc.,
(Sd.) John Malcolm
Lieutt.-Coll.

Headquarters
Cawnpore, 4th May 1806.

(36)

To

N.B. Edmonstone,¹⁸ Esqre.
etc., etc.,

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your despatch under date the 12th ultimo.

I have the honour to enclose Drafts of *Sumuds* for Nejabut Ally Khan and Abdool Sumnud Khan. These are drawn out (as far as I can judge) in conformity to the intentions of the Honourable the Governor-General and will I trust be honoured with his application. In the *Sumud* of Nejabut Ally Khan the *Jaidad* of Ismael Khan and Fyze Mahomed Khan are made dependent on their continuing to yield obedience to that Chief. The former (Ismael Khan) has no doubt a distinct personal claim on the generosity of the British Government but that is perfectly satisfied by the grant of a *Jageer* which he holds independent of the Nabob and his holding the *Jaidad* originally assigned upon any terms but those of obedience to the head of his family might hereafter introduce divisions and weakness which would be injurious to the object of the whole arrangement.

At the period when Ahmed Buksh Khan gave up Rhotuck and Hurrianah the Right Honourable Lord Lake promised to give him the districts he held in Mewat in *Istmar* for the term of his life for a payment of twenty-five thousand rupees per annum. Soon after this on the sudden death of Nussuroollah Beg a near relation of Ahmed Buksh Khan, the Districts of Saunk and Sausah which had been given to that Chief were resumed but His Lordship deemed it necessary to provide in some manner for his Brother* and family and this became more urgent from the necessity of disbanding the corps of Irregular Cavalry in which most of them were employed and in which there were also one or two officers who had come over from the Enemy on a promise of favour and protection. To effect these objects in a manner the least objectionable His Lordship thought the best mode was to allow Ahmed Buksh Khan a deduction for their support and with this view he fixed his payment at fifteen thousand Rupees per annum.

The situation of the districts held by Ahmed Buksh Khan their turbulent state and the smallness of the amount he pays to Government combined with a consideration of his services led His Lordship to make him an offer (if he would

* It is correct that arrangement were made for the maintenance of brothers and family of Nasuroollah Beg rather arrangements were made for the support of Nephews and family.

same date. That grant *virtually* assigns 10,000 per annum for Nussur Oolla Beg Khan's family, tho, unfortunately from the loose manner in which the *Sumud* of the 4th May 1806, is worded, the precise sum is not mentioned. It grants a reduction of *quilt* rent from 25,000 to 15,000, for a specific purpose and that was the support and maintenance of Nussur Oolla Beg's Family. It alludes to "deductions and conditions above specified" but the deduction and conditions are only expressed above in general terms. But Lord Lake having granted this *Perwana* on the 4th May, and having received an answer from Government on the 16th of the same month, approving what had been done, is it likely, that His Lordship then at Cawnpore, would again write to Ahmed Buksh Khan on the 7th June, regarding what was settled by the orders of the 16th of the preceding month?

29. If, however, at the request of the Nabab Ahmed Buksh Khan, (then in attendance on Lord Lake at Cawnpore) His Lordship had written the Letter of the 7th June; would not Colonel Malcolm when acknowledging a few days afterwards, (the 10th June) the receipt of the orders of Government of the 16th May, have reported, that a Letter had been addressed to Ahmed Buksh Khan, fixing a specific sum of 5,000 Rupees as the amount of provision to be granted to Nussur Oolla Beg's Family, and explaining the grounds on which the remaining 5,000 Rupees of the remitted quilt rent had not been reannexed to the sum payable by the Nabab on account of his *Jageer*? But no such report is forthcoming. If the Document be genuine, Ahmed Buksh Khan, it is not improbable, obtained it through some fraud: but even granting it to be an order willingly issued by Lord Lake, was His Lordship competent to disturb the previous arrangement sanctioned by the Governor-General in Council, and is it binding on Government? I should imagine not, and whether it be genuine or fabricated, the Family of Nusseer Oolla Beg Khan, appears to be entitled to the larger allowance.

30. All the papers referred to in this Note, accompany for reference.

19th August, 1830.

(Sd.) Geo Swinton,
Chief Secretary to the Government.

(True Coy)

19th August, 1830.

(Sd.) Geo Swinton,
Chief Secretary to the Government.

stated as his opinion, that the complainant had no right to more than what was expressly provided by Lord Lake for him and his Brother Mirza Yoosuf viz. 1,500 per annum, which the Nabab Shumsoodeen, he observed has all along been willing to pay.

19. In reply Government stated on the 28th May last, that it concurred in Mr. Hawkin's decision.

20. Assud Oollah on the 7th July forwarded an English Petition complaining against Mr. Hawkin's decision, on the basis of a *Sunnud*, which he asserts is a forgery, and requests that the records of Government may be searched in proof of this.

21. On the 28th July, he again complained against Mr. Hawkin's proceedings as evincing a partiality for the Nabab Shumsood deen, and requests to be favoured with a copy of the orders of Government. He also enclosed a letter to my address, a translation of which accompanies and this repeated and direct appeal to myself, has induced me to look into all the papers, and to trouble Government with the foregoing narrative, more especially, as it appears to me that there are grounds to believe that Assud Oolla's complaint is not without some foundation.

22. No letter from Lord Lake dated 7th June 1806, is forthcoming on the records of Government.

23. It does not appear that the original has been submitted to Mr. Hawkins.

24. It appears to be desirable that the letter of the 7th June, should be produced and examined, and if doubts as to its real nature be entertained at Delhi, it should be sent to the Presidency.

25. If Shumsood deen Khan should endeavour to evade this demand by saying the Original is lost, there will be strong presumption against him.

26. Shumsood deen Khan's reply as submitted in Mr. Hawkin's Dispatch of the 5th May last, is written in a very flippant style—and it meets Assud Oolla's assertions by remarking that he is a poet, and avails himself of a poet's privilege to deal in romance.

27. But let the case be looked into seriously.

28. Let us examine the *Sunnud* to Ahmed Buksh Khan of the 4th May, 1806, which is genuine, and was ratified by the Governor-General in Council. A copy of it will be found as an enclosure in Sir John Malcolm's Dispatch of the

13. On the 24th February 1829, the Resident at Delhi, Sir E. Colebrooke reported to Government, that Assud Oollah had presented a Petition to him, the purport of which was "that on the death of Nussur Oolla Beg Khan, who held in *Mokurraree* for his life the *Pergunnas* Saunk and Sonsa at a quit rent of 15,000, the quit rent of between 20,000 and 30,000 Rupees at which the late Ahmed Buksh Khan held the lands of Ferozepore, etc., had been relinquished in consideration of Ahmed Buksh Khan making himself responsible for the support of Nussur Oolla Beg Khan's Family, and that for such support Ahmed Buksh has never paid more than 5,000 Rupees annually, out of which he has paid 2,000 to This is mistake, it one Khajah Hajee, an alien to the Family, 1,500 Rupees to the should be brother Petitioner and 1,500 Rupees to one of the Petitioner's sisters, and aunts. leaving a Brother and two other sisters* of this Petitioner wholly unprovided for."

(Sd.) G S.

14. Sir Edward Colebrooke proceeds to state "The *Simmul* of Firozepore from Government to Ahmed Buksh Khan under date the 4th May, 1806, contains the following clause which is all I can trace relative to the subject". "The support and maintenance of Khaja Hajee, and the other dependants (*Moctaulliquan*) of Mirza Nusseer Oolla Beg Khan deceased are upon you, and you will on requisition in case of necessity, have in readiness for the *Sirkar* fifty Horsemen."

15. In concluding his report, Sir Edward Colebrooke requested to be furnished with Copies of any documents on the Records of Government which might appertain, to the case.

16. In reply, an Extract from Lieutenant Colonel Malcolm's Dispatch of the 4th May 1806, regarding the settlement made with the Nawab Ahmed Buksh Khan, was sent to the Resident at Delhi on the 13th March 1829, and he was called to investigate and report on the complaint preferred by the Petitioner.

17. On the 5th December 1829 Mr Hawkins, the officiating Resident at Delhi, solicited the attention of Government to Sir Edward Colebrooke's letter of 24th February, to which he stated no answer had been returned. He was informed in reply, that an answer had been sent on the 13th March, since which time no report on the case had been received, and he was furnished with a copy lest the Original had been mislaid.

18. On the 5th May last, Mr. Hawkins submitted his report on Assud Oolla's case. It would appear, that he had referred Assud Oolla's Petition to the Nawab Shumsooddeen Khan (son and successor of the late Ahmed Buksh Khan) for his answer to the complaint. A translation of Shumsooddeen's reply, and what is called "Lord Lake's letter dated 7th June, 1806 specifying the persons who were to receive the 5,000 Rupees a year," accompanied Mr. Hawkin's report, and he

To Khaja Hajee	2,000-0-0
To Nussur Oollah Khan's Mother	1,500-0-0
To the Petitioner	1,500-0-0

5. On Khaja Hajee's death, Ahmed Buksh Khan continued the portion of 2,000 to his children.

6. When the Mother died, her portion went to her eldest Daughter (sister of Nusseer Oollah Khan) who out of it, supported her two younger sisters.

7. The Petitioner states, that out of his portion, he has supported his younger Brother, who, he complains was left unsupported for Ahmed Buksh Khan. It is probable, however, that the sum of 1,500 settled on Assad Oollah was intended for the joint support of the two Brothers, as the other 1,500 Rupees seem to have been intended for the Females, the three Aunts of the Petitioner.

8. It may be useless to enquire now, whether Khaja Hajee was entitled to share with the heirs of Nusseer Oollah Khan, since he has been acknowledged as a Member of the Family in the *Perwanna* of the 4th May 1806, which Ahmed Buksh Khan obtained under the seal and signature of the Governor-General in Council. But it may be useful to enquire, whether Ahmed Buksh Khan acted up to the condition of his *Sunnud*, when he allotted 5,000 per annum only for the maintenance of Nusseer Oollah Khan's Family, including Khaja Hajee, and whether his heir and successor Shums-oo-deen Khan is bound to make a larger provision for them.

9. It will be useful to enquire also, whether as asserted by the Petitioner the *Sunnud* by Lord Lake dated 7th June 1806 is a forgery, and whether the case has been fully investigated.

10. Without going therefore, into all the particulars stated by the Petitioner in his several Memorials, to which however, I beg reference as containing much information, which I shall take for granted is known to Government, I propose to submit merely an account of what has lately taken place.

11. Assad Oollah came to Calcutta in 1828, and presented a Memorial to the Persian Secretary,—vide memorial received 28th April, 1828, and recorded 2nd May No. 46.

12. The order passed on that Memorial was "Ordered that the petitioner be informed that the above petition ought to be addressed to the Resident at Delhi".

(35)

National Archives of India — Foreign Dept. Misc. vol. No. 208.

Note by the Chief Secretary on the case of Assud Oollah, 19th August, 1830.

Assud Oolla Khan states himself to be the Nephew of the late Nawab Nasseer Oolla Beg Khan, who held the District of Agra under General Perron, and who came over to Lord Lake in the Marhatta War, when, for his good services he had certain Lands bestowed on him in the District of Agra, on an *Istunraee* tenure at a *Jumma* of Rupees 15,800. These were the *Pergunnas* of Sonk and Sonsa, the revenue of which, Assud Oollah in his petition represents, amounted to more than a Lac of Rupees.

2. Nussur Oolla Beg Khan was the son-in-law of the late Nuwab Ahmed Buksh Khan, Chief of Ferozepore, etc.

3. When Nusseer Oollah Khan died, he left a Mother, a widow*, three sisters and two sons**, viz. the petitioner and his Younger Brother Yoosuf Allee Khan (or Mirza Yoosuf).

4. The Petitioner further states that there was another Person named Khaja Hajee, who was no relation of Nussur Oolla Beg Khan, but was connected by marriage, he being the son of a Niece of Nusseer Oolla Khan's father's wife. This Person, however, seems to have assumed the management of Nussur Oolla Beg Khan's affairs, and on his death, is stated to have conspired with Ahmed Buksh Khan to defraud the Family of the deceased. Ahmed Buksh Khan as the Father-in-Law of Nusseer Oolla Khan and the natural Guardian of his Family, obtained from Lord Lake a remission of the quit rent, payable by him for Ferozepore, on the condition of providing for Nusseer Oollah Khan's Family, and the petitioner asserts, that the Nawab unjustly set up Khajah Hajee as the principal Person of Nusseer Oollah Khan's Family and allotting 5,000 Rupees per annum for the general support of the Family distributed it as follows:—

*This is not correct. Nassurullah Beg's wife has died long before the demise of Nassurullah Beg Khan.

** They were not sons rather they were nephews of Nassurullah Beg Khan.

(34)

To

C. Norris, Esqre,
Chief Secretary to the Government of
Bombay

Pol. Deptt

Sir,

1. Note by the Secretary on case of Assud Qollah dated 19th August, 1830.
2. Officiating Resident at Delhi, dated 8th October.
3. Sunnud enclosed in Delhi, -do-
4. Letter from Assud Qolla Khaun, 26th September.
5. From Lieutt. Coll. Malcolm, dated 4th May 1806.
6. Translation of Sunnud in -do-
7. The Lieutt. Coll. Malcolm dated 16th May, 1806.
8. From Lieutt. Coll. Malcolm dated 10th June, 1806.

I am directed by honorable the Vice-President in Council to transmit to you the enclosed Documents noted in the margin, and to request that the Honorable the Governor, after examining the original Persian Document said to be a letter from Lord Lake by one party and pronounced to be a forgery by the other will be pleased to state his opinion on the merits of Assud Qollah's claim, and on the assertion of that individual that the Document is either a forgery or was fraudulently obtained.

2. The Honorable the Governor will observe, that the Persian Letter does not bear any English Counter-signature on the back such as is usual when Persian Letters are issued from the Persian Secretary's Office.

3. I am directed to request that the Original Papers may be returned to me, and that special care be taken of the alleged original letter from Lord Lake, that it may be returned to Nuwwab Shumsooddeen.

Fort William
22nd October, 1830.

have etc. etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

(A true copy).

Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

(33)

Extract Political Letter from Bengal, dated 14th October 1830 (No. 18).

Corr: 28th May No. 12-13. 189. We concurred in Mr. Hawkins view of the claim advanced by Asud Oolla Khan, against Nawab Shums Oodeen Khan, son of Nawab Ahmed Buksh Khan relative to the sum of 5,000 Rupees per Annum assigned by Lord Lake for the maintenance of the late Nuuseer Oolla Beg Khan's dependents out of the *Jageer* of the Nawab Ahmed Buksh. In the complaint Asud Oollah had asserted that he and his brother Meerza Yousuf, had been deprived of their due share of the 5,000 Rupees per annum in consequence of the Nawab Ahmed Buksh Khan having thought proper to insert the name of Khajeh as entitled to 2,000 Rupees per annum. Mr. Hawkins however did not consider that Asud Oollah had established his right to a larger share than hitherto received by him.

India Office Records, London—No. IDR-F/4/1344-Board's Collection No. 53429

(32)

Extract from Fort William Political Consultations of 31st December, 1830.

From

The Officiating Resident at Delhi.

To

Mr. Chief Secretary Swinton

Dated 8th October, 1830

Sir,

Transmits the letter from Lord Lake requested in Chief Secy.'s letter of 20th August last

Immediately on receipt of your letter dated 20th of last August, viz., on the 13th ultimo, I addressed a letter to Nuwwab Shumad-deen Ahmed Khan requesting him to send again to me the letter from Lord Lake to his father Nuwwab Ahmed Buksh Khan, dated 7th of June, 1806, fixing allowances to be paid to the Family of Mirza Nussur Oolla Khan deceased, which on a former occasion, when the claim of Assud Oollah Khan *alias* Mirza Nousha was under investigation, he then had submitted to my perusal, and informing him that the Governor-General in Council desired to see it, in consequence of a memorial from the said Mirza Assud Oollah Khan, in which the letter in question is asserted to be a forgery. The Nuwwab has just sent the letter required written in Persian, and bearing the great Seal and Signature of Lord Lake and in submitting it herewith, I trust that Government will, on inspecting it be as fully convinced of its genuineness as I was when in May last I reported on Assud Oolla Khan's claim, and will not suffer the false assertion of that person, which has given so much trouble to Government, to you, and to me, and so much offence to the Nuwwab, to pass unpunished.

Assud Oolla Khan's Assertion that the said letter is a forgery, utterly false and deserving of punishment.

Delhi Residency
October, 8th 1830

I have etc.,
(Sd.) F. Hawkins
Acting Resident

Rs. can be deducted or given from the allowance and how another person's right can be given to the *Jageerdar* of Ferozepore.

8. Your Petr. has presented two Petns. to the Rest. at Delhi, one under date 6th March 1830, and the other of 20th of the same month and year and it is painful to your Petr. to think that the Resident has neither taken these Petns. into consideration nor submitted them to Government.— But has decided the matter *ex parte*—

9. Your Petr. pointed out in his Petn. to the Resident, two *Sunnuds* under the seal of Lord Lake, the originals at Ferozepore, and the copy in the office of the Resident at Delhi— one in the name of the late Nawab Ahmed Bux Khan granting Ferozepore Jheerka Jageer and Saunkrus in *Istemrar* 5,000 Rs. pr. ann. dated 22nd December, 1804. The other, in the same name, granting Poonah Hanah, Bechour and Nugeena and in *Istemrar* 20,000 Rs. Per Annum—dated 4th March, 1806—And it occurs to your Petr. that the Resident has not brought the subject of these *Sunnuds* under the consideration of your Lordship.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208

sent by Mr. Stirling to the Rest. at Delhi, with the orders of Government that the Representations of Yr. Petr. should be examined. The Report of Sir Ed. Colebrooke, in consequence bears testimony to the present representation of Yr. Petr.

4. According to the orders of Government it was just that the allowance fixed in Col. Malcolm's letter should have been appropriated and allotted to Nussoorollah Beg's Family and the pretensions of Khaja Hajee duly examined. Mr. Blake, the Assistant to the Rest. at Delhi, sent for Yr. Petr., and informed him that he was instructed by the Rest. Mr. Hawkins, that it was decided that the Family of Nussoorollah Beg should continue to receive 5,000 Rs. annually, as they had all along recd. that sum: This decision of Mr. Hawkins, has no connection with the claims or representations preferred by Your Petr. and he therefore, begs leave to lay the particulars of his case in this case before Lordship in Council.

5. When Your Lordship in Council decided that the Family of Nussoorollah Beg Khan, should be provided for, according to the provision made in Col. Malcolm's letter, it is strange that the Decision of the Rest. at Delhi, is writing (*sic*) to its purport and letter: and it is not known from what Department any Document has been procured, which could in any manner, nullify the Provision made in Col. Malcolm's letter.

6. Your Lordship in Council has ordered that the case of Yr. Petr. should be duly investigated and examined at Delhi; But no examination has as yet been instituted into the merits of the matter, nor have the pretensions of Khaja Hajee been scrutinized: and the wonder in this case is that the complaint of Khajah Hajee being included in the Provision of 5,000 Rs. will remain in the same predicament, as if the allowance were 10,000 Rs.

7. If the Resident at Delhi, has grounded his decision on the *Sunnud* submitted by the *Jageerdar* of Ferozepore under the seal of Lord Lake, Your Petr. is surprised on three diff. grounds, first that, if no copy of the *Sunnud* produced by the *Jageerdar* of Ferozepore is on the records of the Resident at Delhi, and of Government it cannot be deemed valid: second, that the *Sunnud* now produced by the *Jagr.* of F. does not cancel any former *Sunnud* or previous provision—therefore it does not prove that it is valid—the

3d.—It is proved from the Records of Government that 25,000 Rs. Per Annum, was provided for the maintenance of 50 Horsemen and his Family. On an inspection of these Documents, it cannot be accounted how the remaining, 20,000

(31)

To,

Lord William Cavendish Bentinck, etc.
Governor-General of British India in Council

*The Petition of Uszuddoolah Khan, the Nephew of Nussoorallah Beg Khan,
Jageendar of Souk Sousah, an Inhabitant of Delhi*

Humbly Sheweth:

That Your Lordship in Council is aware that your Petitioner in the first instance laid his grievances before your Hon'ble Board at Calcutta, when the Hon'ble W.B.Bayley, Esqr. was Acting Governor-General, as the records of Government will shew: and the order passed before was, that your Petitioner should lay his statement before the Resident at Delhi.

2. On referring to the Petition presented to Yr Hon'ble Board, when Yr. Petr. was in Calcutta, it will appear, that your Petr. has preferred two complaints: one that the *Jageendar* of Ferozepore has diminished very considerably the annual allowance conferred on Nussoorollah Beg Khan's Family since his Death; & the other, that from the limited allowance allotted to the Family an Interloper named Khajah Hajee had been foisted to whom a portion is payable by the said *Jagheedar*, irregularly, unjustly and illegally.— In that Petition, Your Petr. requested that Your Lordship in Council would investigate, from the Records, What was the allowance fixed by Lord Lake for the maintenance of Nussoorollah Beg's Family; & cause an inquiry to be instituted as to the pretensions of Khajah Hajee, to receive a portion of the allowance and in these respects your Petr. solicited Justice from Government.

3. Sir Ed. Colebrooke, the then Resident at Delhi, solicited copies of the papers connected with Your Petr.'s case from Government, as no such documents were found in the Residency office, and reported to the Government the particulars of Khawjah Hajee's pretensions: Col. Malcolm's letter of 1806, was

Lord Lake, thro' the Agency of Bribes.— when the attention of that Nobleman was engaged on other subjects of Importance,— obtained the signature of Lord Lake to a Document, the purport of which was unknown at the moment, among the mass of Persian Papers daily and hourly, brought for signature.— and this is a species of Fraud and Forgery of the worst and most dangerous tendency.

9. Your Petr. in conclusion prays most earnestly that, according to the original compact, under the guarantee of Lord Lake, the *Jageerdar* of Ferozepore may be desired to remit, annually, 25,000 rupees to the British Treasury: that 15,000 rupees in default, originally appropriated for the maintenance of a Body of 50 Horsemen, may be credited to the account of Government; and 10,000 rupees annually fixed in Colonel Malcom's letter, may be ordered to be paid in future, from the General Treasury at Delhi for the support, as it was designed, of the late N.O.B.K.'s family, which, at present, is composed, in reality, of only 5 (five) persons, viz., Your Lordship's Petr. and his younger Brother, and 3 sisters of the late N.O.B.K., who left no Issue. Your humble Petr., being the son of the uterine Brother of the late N.O.B.K. is legally considered, the real successor, under whose protection the Family is left— The Result of a strict investigation of the Public Records at the Presidency will exhibit the Truth— and nothing but the Truth: whilst the unbiassed award of Your Lordship in Council will establish and recognize the real Rights of the Posterity of the family of the late N.O.B.K. according to the provision fixed by Lord Lake.

And Yr. Petr., as in duty bound, shall ever pray etc. etc.

Delhi.
26th September, 1830.

(Sd.) Muhammad Asadullah Khan
Nephew of Nasrullah Beg Khan
Jagirdar

True Copy

(Sd.) Geo. Swinton
Chief Secretary to Government

Petitioner here would crave premission to attract the attention of your Lordship in Council to the facts which follow

In the month of May 1806, however, Lord Lake deemed it expedient to make another arrangement for the appropriation of the sum of 25,000 rupees stipulated by the late Nawab to be paid annually into the Treasury of Government, viz., 15,000 rupees annually for the maintenance and continued support of a Body of 50 Horsemen, attached to N.O.B.K., on his demise and 10,000 rupees annually for the provision of his Family. Lord Lake, at the period, reported to Government on this arrangement and its sanction was obtained as the Records at the Presidency will shew. Under these circumstances, if the *Jageerdar* of Ferozepore contends on the validity of *sunnud* now brough forth,— that 5,000 rupees annually was the Provision fixed, for the Family of the late N.O.B.K.— and that he is not bound to maintain 50 Horsemen from his *Jageer*,— It is clear, beyond any effort of Sophistry, that he ought to remit 20,000 rupees annually to the Treasury of the British Government unless he can produce any document which absolves him from the original Compact.

7. When 10,000 rupees was appropriated annually for the Provision of the Family of the late N.O.B.K. out of the 25,000 rupees originally agreed by the *Jageerdar* of Ferozepore to be paid annually into the British Treasury, Lord Lake reported to, and procured the sanction of Government to this measure of intermediate expediency— It will, therefore, seem extraordinary to Your Lordship in Council, how Lord Lake could have injudiciously departed at once, from a deliberate and sanctioned pledge, under the Guarantee of his own signature, by reducing the Provision to a moiety of 5,000 rupees without holding some correspondence with Government even in the shape of intimation, abrogating the former arrangement.

8. On these various grounds, Your Petr. does not hesitate to pronounce the *Sunnud* in question to be fabricated— that it was never written or drawn up in the office of Lord Lake under the sanction of that Nobleman, who never authorized the reduction of the original provision to a moiety— and that no correspondence, Your Petr. is well assured, *is* forthcoming, in the Public Departments, either at Delhi or at the Presidency, which can, directly or indirectly afford to this isolated document, the colour of validity, or, abstractedly, by any inherent matter of consecutive application give to it the slightest pretension to legitimacy.— There seem to be 2 Points therefore to be considered, calculated to lead to a true conclusion: 1st. Either that the *Sunnud*— the seal and the signature are all forged; 2nd, that the late Nawab A.B.K., after having caused this *Sunnud* to be drawn up and written in his Private Residence, in collusion with the *Amlah* of

correspondence with Lord Lake and the Government, relative to the Provision of 5,000 rupees only, for the Family of the late Nussur Oolla Beg Khan, or of its confirmation by the British Government forthcoming on the Records of the Public Office: On these very important grounds, along, the instrument objected to, must appear in a very questionable light.

4. In this fabricated *Sunnud*, no mention is made of the source from which 5,000 rupees annually were to be paid to the Family of the Late N.O.B.K., nor can it be known, from its general purport on what particular account, Lord Lake was pleased to make the grant. It is as worthy of observation, as it is true, that, previously to the date which this fabricated Instrument bears, the country of the Mewats was granted, in *Jageer*, to the late Nawab Ahmed Bux Khan; the grant of this Territory, in uninterrupted possession, became beyond a doubt, sacred. It, therefore, seems unaccountable, either with Policy or good-faith, how Lord Lake should have interfered subsequently, by foisting on the *Jageerdar* a Provision of 5,000 rupees for the Family of the late N.O.B.K., But the real state of the case is different as will appear in the 6th para of this Memorial.

5. In the letter of (then) Col. Malcolm in 1806, a provision of 10,000 rupees annually is fixed for the family of the late N.O.B.K.; without any reference to the name of Khaja Hajee, or his Posterity. Your Petr. here respectfully begs to remark that it is extraordinary, how in the Persian *Sunnud*, now brought forward, a Provision of 5,000 rupees for the Family is mentioned, and the name of Khaja Hajee introduced, without the slightest advertence or explicatory allusion to the former arrangement fixed in that letter of Col. Malcolm. This *sunnud*, besides, is totally devoid of the usual and customary detail of the services or account, on which a benevolent Grant is founded, and of the source from which it should emanate—Independently of this want of concatenation of circumstances, it exhibits no light on the pretended relationship of Khaja Hajee, whether by Blood or connexion by Marriage, or by any other tie of Fraternity.

6. The country of the Mewats, was granted in *Jageer* to the late Nawab A.B.K. by Lord Lake, and 25,000 rupees annually, it was stipulated, should be perpetually paid by the former into the Treasury of the British Government. To this effect, 2 original *sunnuds*, under the seal and signature of Lord, are now lodged in the office of the *Jageerdar* of Ferozepore, and copies of those 2 *sunnuds* are recorded in the office of the Res. at Delhi, one dated the 22nd of December, 1804, and the other, the 4th March, 1806: and it is presumed that the Report of Lord Lake, of these respective dates must be recorded in the Political Department, with the orders and Resns of Government thereon. Your

(30)

To

The Right Hon'ble Wm. Bentinck and Lt. Gover.-Genl.,
in Council, Calcutta, Fort William.

*The Petition of Usudoolah Khan, the Nephew of the Late Nuzur Oolla Beg Khan,
Jageerdar of Sounk Sousah, in the District of Agra, residing at Delhi.*

Humbly Sheweth

That your petr. has learnt, with gratitude and elated Hope, that your Lordship in Council has been pleased, in consequence of a petition presented by him in the month of July last, to your Hon'ble Board, to call on the Acting Resident at Delhi, for the original *Sunnud*, on which the claim of your Petitioner has been set aside.

2. In that Petition, your petitioner represented to your Lordship-in-Council, that the *sunnud* which was brought forth by the *Jageerdar* of Ferozepore, to invalidate his claims, was fabricated, false, and nugatory and as this Document is about to be laid before your Hon'ble Board, your Petitioner has presumed, most respectfully to obtrude seasonably the following explanation of the grounds on which he has pronounced that Document to be a counterfeited Instrument, possessing no circumstantial unity or connexion.

3. It is well known that Lord Lake established as an inviolable Rule that, when a *Sunnud* was granted to a *Jageerdar*, a copy of it should be deposited, as a Record, in the offices of Government. This Rule also regulated the Department of Pensions: and a Report of all the circumstances connected with each *Jageerdar's* case, was immediately made to, and the order of Government, obtained thereupon. It will appear extraordinary, to your Lordship in Council that this essential precaution, and prescribed usage, in the conduct of Public Business, have not been observed in respect to the *Sunnud* in question which seems perfectly isolated, from the want of any allusive connexion with any correspondence, calculated to give it any formal or official validity for neither a copy of this *Sunnud* can be traced either in the office of the Resident at Delhi, or in the Political Department of Government at the Presidency—nor is any

(29)

(Copy)

S. Fraser, Esqre,
Deputy Secretary to Government,
Political Department,
Fort William.

Sir,

With reference to a Petition which I submitted thro' you in the month of July last, for the consideration and orders of His Lordship in Council, I have the honour to transmit to you the enclosed memorial, which I respectfully solicit may be laid before the Honorable Council Board at the same time with the original *Sunnud*, which the Acting Resident at Delhi has been desired, in Consequence of many former representation, to obtain from the *Jageerdar* of Ferozepore and forward for the inspection and consideration of the Right Honourable the Governor-General in Council.

Delhi,
26th September, 1830.

I have etc.
(Sd.) Mohammad Asadullah Khan
Nephew of Nasrullah Beg Khan
Jageerdar

(28)

To

The Officiating Resident at Delhi.

Sir,

With reference to your Dispatch on the subject of Assud Oolla's case and the orders of Government of the 28th May last, I am directed to acquaint you that a memorial from that person having been subsequently addressed to Government requesting a revision of the decision of His Lordship in Council on the ground that the letter from Lord Lake of the 7th June 1806 is a forgery; and it appearing that no just document is forthcoming on the records at the Residency, the Governor-General has deemed it necessary that the original document should be called for from the *Nabob* Sums-ood-Din and be transmitted for the satisfaction of Government as to its genuineness.

2. You will accordingly be pleased to obtain and forwarded to me the original document with as little delay as practicable.

I have etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

Fort William
20th August, 1830.

(27)

Ordered that the following letter be addressed to the Officiating Resident at Delhi.

India Office Records, London—No. IOR-P/4/1344-Board's Collection No. 53429

Lake agreeably to, or confirmatory of the *swaad* which the Ferozeporewala has produced.

It is not my custom to calumniate or accuse but I know this much that the Ferozepore *Jageerdar* is wealthy, and that I am poor—undoubtedly too, all the persons attached to the Delhi Residency agree both in heart and speech, with the Ferozeporewala—May the Almighty protect me! Should the Supreme Government not do something for me; what is to become of me?

On the 7th of this month I addressed a petition in English to the Governor-General and sent it per *Dak* to Mr. Simon Fraser— The substance of the last paragraph was "Let the *arzees* presented by me and the *swaad*s I have referred to, be sent for from the Delhi Residency and on perusal of those papers and of documents that are in the Government office, let an enquiry be made into my case before the Supreme Council."

Last year on the 15th August on taking leave of the late Mr. Stirling I presented to that gentleman a petition regarding five points and requested that whenever a report in my case should arrive from Delhi, my petition also should be submitted together with the report, to the Supreme Government and that each of the five paragraphs of my petition should separately have orders passed on it.

Mr. Stirling approved of my request and promised that it should be attended to—Alas! that owing to my ill fortune that gentleman has departed this life;

In this state of hopelessness I prefer my complaint to you—and enclose for your information copy of the petition presented by me to Mr. Stirling.

(True translation).

(Sd.) * * G. Lushington⁸

Assistant Secretary to Government.

⁸ In the text it is G. Lushington but actually it is C. Lushington (Charles Lushington) Dictionary of Indian Biography page 256.

(26)

From

Mohammad Assud Oollah

To

The Political Secretary to Government

Dated 28th July

Received 12th August.

It is well known to you that when I referred my case to the Supreme Government I appealed to the official records for evidence in my behalf, and that, in consequence of this appeal the Government sent Colonel Malcolm's letter which was among the Government records to the Delhi Residency in order that the real nature of the subsistence grant formerly conferred on me, might be ascertained.

Although I am unacquainted with English and have not seen Colonel Malcolm's letter, still I was informed by the late Mr. Andrew Strling that the sum of ten thousand Rupees per annum was granted by Colonel Malcolm's letter, above-mentioned, to the relatives of the late Nusr Oollah Beg Khan, and the "the name of Khaja Hajee is not mentioned therein."

Moreover I know full well that no document has been discovered in the Government office that cancels or contradicts the materials of Colonel Malcolm's letter but that on the contrary should search be made among the official records the reports of Lord Lake will be found to agree in every respect with the letter of Colonel Malcolm.

The Ferozeporewala wishes by means of a forged *sumud* and by the assistance of the Resident at Delhi to cancel my rights and to destroy my character—the fact is there is no copy of that *sumud* in the Delhi Residency Office nor will there be found among the Government records any report by Lord

His Lordship in Council on the petition which I have forwarded lately, as above adverted to.

4. I have the honour to enclose a Persian Petition, addressed to Mr. Swinton the Chief Secretary, which I solicit, that you will be so good as to cause to be sent to that gentleman.



I have etc.,

Delhi 28th July, 1830.

(Sd.) In Persian Character,

اسرار علی خان

National Archives of India — Pol. Dept. Proceedings No. 37.

(25)

From

Ussud Offah Khan,

To

The Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

Since the death of Mr. Stirling, it is well known to you, that, with the exception of yourself, I cannot claim any other Patron: and that I now consider you in the room of that much lamented gentleman, in supporting my claims on the Government, for redress.

2. Having discovered that at the Delhi Residency partiality and attention are showed to Shumshuddeen Khan, the *Jageerdar* of Ferozepore, and that I cannot hope for redress, I was under the necessity of presenting a petition on the 7th instant, to His Lordship in Council, which I have forwarded, officially to you and the greatest expectation I entertain, is that my complaint may be recognized by the Government, in whose eyes, the affluent and the indigent are viewed alike.

3. It is customary that copies of the Orders of Government should be furnished to the individuals whom they may concern and there are several persons, to my knowledge, to whom, on application, copies have been furnished, officially from the office. It is extraordinary, however, that this usual and common indulgence has been pointedly, denied to me notwithstanding my repeated applications, personally and those of my *vakeel*, to Mr. Blake, the Assistant to the Resident—on this account, I would consider myself under great obligation, if you would kindly forward to me, under an official Envelope, a copy of the orders of

Government thereon and Colonel Malcolm's letter, these documents, being formed into a *misal* may be taken into the consideration of Your Lordship in Council: when your petitioner feels satisfied that the validity of the fabricated *rummal* will appear sufficiently questionable, and the truth and justness of your petitioner's claims discovered and after the investigation now solicited, your petitioner will rest satisfied with any decision which your Lordship in Council may be pleased to pass on the merits of his singular case.

And your Petitioner as in duty bound, shall ever pray for the prosperity and stability of the British Government.



(Sd.)

Delhi 7th July 1830.

(Sd.) In Persian Character

محمد اسد اللہ خان

7. The *Jageerdar* of Ferozepore has sent from his office a *sumnud* asserted to bear the seal and signature of Lord Lake, dated 7th June 1806, to the Resident at Delhi. In the *sumnud* only five thousand Rupees annually is settled in the name of Nussur Oolla Beg Khan's family. On the weight of this forged *sumnud* the *Jageerdar* of Ferozepoor, gratuitously wishes to deprive your Petitioner's Family of their just rights. It is remarkable that this fabricated *sumnud*, does not, as usually on such occasions, contain any clause which refers to any former documents or arrangement, or which is calculated to abrogate the provision made in Colonel Malcolm's letter under the sanction of Government the wonder will increase, when your petitioner informs Your Lordship in Council that no copy or even intimation of the *sumnud* now brought forward, can be traced, by the most diligent search, either in the office of the Resident at Delhi, or that of the Government!

8. A copy of this forged *sumnud* was furnished to your petitioner, under the countersignature of Mr. Trevelyan, then Assistant to the Resident at Delhi, your petitioner presented two petitions, one dated 6th and the other 20th March last, to the Resident, offering to prove that the *sumnud* now brought forward, was a forged document. It strikes your petitioner that the Resident, in reporting on this case to Government, has not referred to these Petitions.

9. Your Petitioner pointed out 2 valid *sumnuds* under the real seal and signature of Lord lake—the originals in the office of the *Jageerdar* of Ferozepore and the copies in the office of the Resident at Delhi; one relating to the *Istmar* of *Jheerka* and *Saunk Sousa* at five thousand rupees per annum dated 22nd December 1804 and other concerning the *Istmar* of Poonah Hanah, Bechour and Nugeena at 20,000 Rupees per annum, both in the name of the late Nawab Ahmed Buksh Khan (the latter, dated 4th March 1806). It appears that the Resident has also omitted to report to Government on the valid *sumnuds*.

10. In this state of things, the investigation entered into at Delhi, must be considered perfectly *ex parte* and as his Rights, and those of his Family are deeply involved, your Petitioner prays that the two Petitions presented to the Resident and referred to above, and copies of the two *sumnuds* of General Lord Lake, dated 22nd December 1804, and 4th March 1806, may be called for from the Resident at Delhi and that, in connection with the original petition presented by your Petitioner to Government whilst at Calcutta, as referred to in the 2nd Paragraph of this Petition, Sir Edward Colerbrooke's report and orders of

amount and extent of the provision allotted by the Govt. for the maintenance of your petitioners family on the demise of Nussur Oollah Beg Khan; and as to the nature of the connection, whether by blood or family descent, which might exist between Khajah Hajee, an interloper, and Nussoor Oollah Beg Khan.

4 Sir Edward Colebrooke the late Resident of Delhi, when he reported to Government on the Petition of Your Lordship's Petitioner, in order to ascertain the particulars of the annual allowance, settled for the support of his Family requested that copies of the correspondence referred to by your petitioner in his petition, might be furnished to him, from the records of Government; and adverted to the subject of Khaja Hajee being an alien to the Family; Government was pleased to send, thro' Mr. Stirling, a copy of Colonel Malcolm's letter, from the records at the Residency; and your Lordship in Council was pleased, on this occasion, to order an enquiry to be instituted into the merits of the case, the reports of Sir Edward Colebrooke, the orders of Government thereon, and Lieutenant Colonel Malcolm's letter, are recorded in the office of Government.

5. It seems just and proper, that according to the orders of Government, the Allowance fixed in the letter of Colonel Malcolm, should have been considered the legitimate basis, on which it ought to have been continued to your petitioner and family. It was also, necessary, your petitioner apprehends, nay, it was incumbent as a matter of justice, that a strict and open enquiry should have been immediately instituted into the pretensions of Khajah Hajee, as a relative of Nussur Oollah Beg Khan. But your petitioner begs leave to inform your Lordship in Council that in the Delhi Residency, these prominent points were not even so much as adverted to. Mr. Blake, the Assistant to the Resident, sent for your petitioner and informed him that Mr. Hawkins, the Acting Resident had decided that the Family of Nussur Oolla Beg Khan should receive, as before, five thousand (5,000) Rupees per annum, and Khajah Hajee (the Interloper) continue to receive, from this allowance two thousand (2,000) Rupees per annum!

6. That your Petitioner is at a loss to discover what documents or correspondence have been discovered in the office of the Delhi Residency which could possibly have cancelled or contravened the provision made in Lieutenant-Colonel Malcolm's letter and in what respect, the pretensions of Khajah Hajee have been legally established, which could authorize the continuance of two thousand (2,000) Rupees to his son.

(24)

To,

The Right Honorable the Governor-General in Council,
Fort William.

*The Petition of Usuddoollah Khan, the nephew of Nussur Oollah
Beg Khan, late Jageerdar of Soumk, and Sousah in the Zillah
of Agra at present residing in Delhi.*

Humbly Sheweth

That your Petitioner, in the year 1828, personally undertook a journey to Calcutta, and presented a petition to the Acting Governor-General in Council, the Honorable W.B. Bayley⁷, Esq., thro' S. Fraser, Esq., the Persian Secretary: and the orders of Government, on that petition directed your petitioner to submit his case, in the first instance, to the Resident at Delhi. The Petition presented to Government, on this occasion, is on the records of the office of the Persian Secretary.

2. In that Petition, your Petitioner had stated that General Lord Lake, after the demise of Nussur Oollah Beg Khan, his uncle, settled, for the provision of his family, some annual sum in cash, receivable from *Jageer* of the late Nuwaub Ahmed Bux Khan. But that only five thousand (5,000) Rupees per annum was paid from the said *Jageer*, from which, two thousand (2,000) Rupees annually, have been given to Khajah Hajee, an alien, and totally unconnected, in any manner, with any branch of your Petitioner's family — leaving only a residue of three thousand (3,000) Rupees, annually, for the provision of your Petitioner and Family.

3. In that petition, your petitioner also solicited that the Government would institute an Enquiry, from the Records of the Public offices, as to the

(23)

Pol. Progs. 20 August, 1830.

To

The Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

I beg leave respectfully to enclose an English petition, which I solicit you will have the goodness to lay before the Right Honourable the Governor-General in Council

I have the honour to solicit, also, that copies of any orders which His Lordship in Council may be pleased to pass on my petition, may be forwarded to me at Delhi, for my guidance and information.

Delhi 7th July, 1830.

I have etc. etc.
(Sd.) In Persian Character.

محمد اسد اللہ خان

National Archives of India - Pol Deptt Proceedings No 35, of 20th August, 1830

(22)

To

F. Hawkings Esqr.,
Acting Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your Dispatch of the 5th instant, and to acquaint you in reply that His Lordship in Council concurs with you in your opinion regarding the claim of Ussoodulla Khan commonly called Mirza Nowsha.

Fort William,
The 28th May, 1830

I have etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

(21)

Ordered that the following reply be returned to Mr. Hawkins.

India Office Records, London - No IOR-F/4/1344, Board's Collection No 53429

(20)

Translation of Sunnud

S. S.

(Sd.) Lake

To

Ahmud Buksh Khan

The British Government being desirous to extend their protection and support to the surviving relatives of the late Nussur Oolla Baig Khan as was formerly intimated in the *Sunnud* granted to you by the Governor-General, you are accordingly instructed to pay by regular monthly installments the sum of 5,000 Rupees per annum of the coin current in the *Purgwana* which has been granted to you by Government according to the subjoined detail, to each of the dependents of the deceased Mirza to enable them to maintain themselves, and pray for the direction and prosperity of the British Government. You are to consider this Injunction as imperative.

To Khajah Hajee 2,000 Rupees.

To the mother and sister of the deceased Mirza 1,500 Rupees.

To Mirza Nowsha and Mirza Eusoof Nephews of the deceased Mirza 1,500 Rupees.

Dated the 7th of June, 1806, corresponding to the 19th Rubee ool awul 1221 Hijeree.

(True Translation)

(Sd.) M. Blake.

Assistant to the Resident, Delhi.

in the *Sunnud* of the Governor-General, whereby it would appear that His Lordship considered Khajjah as a Senior Member of the Family and inserted his name in the *Sunnud*, while the rest of the Mirza's Family were included in the word "*Vagharua*". The Khan aptly enumerates four causes of poignant grief in the fourth paragraph of his representation to you, but the fact is vain desires are productive of nothing but disappointments".

I have represented the above for your information.

Scaled and signed
Shumsud-Deen Khan
(True Translation).

(Sd.) M. Blake
Assistant to the Resident, Delhi.

stipends into the office. He has only to hand in his acknowledgement and receive his allowance as usual from the Treasurer; I am neither refusing nor unwilling to pay the dues of any person.

In the 2nd Paragraph of his representation he objects to the 50 *Sowars*. There can be no necessity on my part to reply to it with reference to him, since the dependants of the British Government are and will ever be dependent on its bounty and favour - what concern has the Khan with it? Whenever it shall please the Government to demand service, it will not be confined to 50 *Sowars*. Life and property are at its command - What return can be rendered in thankfulness for favours bestowed during the late campaign in the Deccan? My father attended on General Sir D. Ochterlony who told him that the Governor-General in a letter received from His Lordship, had expressed his high satisfaction at his (the Nawab's) attendance with the whole of his Troops. My father replied, "what can I do in requital for such gracious complaisance and approbation by the British Government, of the merits of their servants and dependents, but sacrifice my life in like manner for my own part?" I am always guided in readiness to expose my life in their service, and while such is their favour what can be misrepresentations of the self-interested avail.

Thirdly, The Khan has made mention of the equality of the revision of the stipend between the sister and the nephews of Nussuroolla Baig Khan with which I have no concern. they will receive from me what they used to receive from my father and thus far only am I responsible. If any disputes exist, they can settle them as they think proper among themselves. and

Fourthly, The Khan alleges, that it is owing to the misrepresentations of my father Khajah Hajee is reckoned for most in the list of the kindred rightful participators. On this point too, no suspicion can be entertained against my father or myself, since the maintenance of Khajah Hajee and other dependents of Nussuroolla Baig Khan is particularly mentioned

(19)

*Translation of a letter from Nawab Shumsud Deen Khan of Ferozepore
to the address of the Acting Resident of Dehli.*

Your letter intimating that as orders had been received to investigate the complaint of Muhammad Ussudoolla Khan, you enclosed a copy of his petition to me, and desired a detailed statement to be furnished in answer, has been received and understood, although whatever provision was made for the support of the relatives of the late Mirza Nussuroolla Baig Khan from the time of my father the late Nawab Ahmad Baksh Khan is well known to him and any repetition of the subject cannot but be considered as giving you unnecessary trouble, nevertheless in obedience to your orders I beg leave to submit the following explanation:-

"Ussudoolla Khan in his narrative of the alleged wrongs which caused him to seek for redress avows in the first instance a total ignorance of the extent of the allotment for the maintenance of relations of the late Nussuroolla Baig Khan. It is however somewhat surprising that having from the beginning of the Establishment of the provision to the present time received the amount of the allotment harvest after harvest and year after year and delivered in his receipts for the same at this office, he should express his entire ignorance of the amount; but he is a poet and has of course availed himself of the latitude to which, as such, he may consider himself entitled, in his representation.

It is well known that agreeably to the orders of Lord Lake the sum of 5,000 Rupees annually has been granted of old for the maintenance of the Family of Nussuroolla Baig Khan - out of which annuities of Rupees 2,000 for Khajah Hajee, 1,500 for the mother and sister and 1,500 for the nephew of the deceased Mirza are allowed - Which they have received regularly with (exception) to the two last Harvest, wherein the complainant had wilfully declined receiving or delivering his receipts for his

(18)

Pol. Progs. 28 May, 1830.

To

A. Stirling, Esq.,
Deputy Secretary to the Government,
Fort William.

Sir,

With reference to my letter to your address of the 5th of last December and of yours to me of the 19th of the same month I submit herewith for the information of the Right Honourable the Governor-General in Council translation of a letter from Nawab Shumsoodeen Khan in answer to the claim set up by Assudoolla Khan, commonly called Mirza Nowsha, and of the letter from Lord Lake, dated the 7th of June 1806 specifying the persons who were to receive the 5,000 Rupees a year allotted by the British Government for the maintenance of the late Nussuroolla Beg Khan's dependents and I beg leave to intimate it as my opinion that the complainant has no right to more than what was expressly provided by Lord Lake for him and his Brother Mirza Eusuf, viz., 1,500 per annum, which Nawab Shumsoodeen Khan has all along been willing to pay.

I have etc.

(Sd.) F. Hawkins
Officiating Resident,

Delhi Residency
5th May, 1830.

عرضی واهیات چند در ماده جعل موبومی خود می نویسد این بخیان عیان استدلاله خان قابل جواب و سزاوار غور حاکمان نیست

غریب پرور سلامت عطاء محالات سابق الذکر بتواب احمد بخش خان بقصد نسلا بعد نسل مشروط بتو شرط خاص است اعنی پرورش خواجه حاجی و غیره متوسلین نصرالله بیگ خان نمایند و پنجاه سوار را حسب الطلب سرکار بحضور حاضر سازند درین صورت ظاہر است که از عطاء دوام محالات مشروط باین دو شرط ایالی سرکار دولتمنار را منظور و ملحوظ بوده است که اجرای بر دو شرط بم علی بذالقیاس مدام و مستمر باشد بناء علیہ از مرحمت و نصفت حضور امید بر آن دارم که فرمان قضائیم بنام وارثان نواب موصوف نفاذ یابد که حسب قرار داد احمد بخش خان مرحوم که بالیالی سرکار دولتمنار بوقع آمده است مبلغ چار ہزار روپیہ تنخواہ سالانہ و زر باقیات بہ پسران خواجه حاجی خان کہ نمک پرور و گان سرکار دولتمنار اند بدهند و آیندہ درین باب تنگ چشمی و تہاون را کار نفرمایند تا این نمک پرور گان قدیم معہ قبائل و عشایر بدعای دولت ابد پیوند شاغل و موظف باشند ظلمکم مجدد باد

معروضہ ہشتم ماہ مارچ ۱۸۸۰ء افضل بیگ مقام کلکتہ ___ عبدہ افضل بیگ

غرض آلود احمد بخش خان بوده باشد پس اعتبار عطای سند استمراری و تنخواه دائمی نوعی باقی نماند زیرا که امریکه بنای آن بر غریب و خدع باشد قابل اعتبار و استمرار نباشد پس بقصد ابطال حق خواجه حاجی و پسرانش اسدالله خان ائلاف حق خود می نماید منشاء این سوای طمع خام و بعض نمایان اسدالله خان چیزی دیگر متصور نمی شود.

غریب پرور! باوجود اینکه ابالی سرکار دولتمدار را پرورش خواجه حاجی و غیره متوسلین نصرالله بیگ خان مرحوم که فدائیان سرکار دولتمدار بوده اند بر حال منظور است اسدالله خان بزعم فاسد خود ظاہر می کند که ابالی سرکار صرف پرورش اقریبی نصرالله بیگ خان مرحوم منظور دارند لهذا زیرا که بخواجه حاجی و پسرانش در وجه پرورش رسیده وجه پرورش اقریبی نصرالله بیگ خان مرحوم شمرده نشود.

نادگسترا اراده و نیت ابالی سرکار امر موبوم نیست بلکه عبارت سند عطا کرده کونسل بر اراده سرکار دل صریح است. موقوف بر شرح توجیه اسدالله خان یا دیگری نیست. افسوس که خان مغلوب الحرص را اینقدر معلوم نیست که اگر خواجه حاجی یاوصف صراحت نام مستحق پر فاخت ابالی سرکار متصور نگردد باغیره متوسلین نصرالله بیگ خان که اسدالله خان داخل آنهاست بوجهی من الوجوه استحقاق پرورش از طرف سرکار دولتمدار نخواهد داشت و از عبارت عرضی اسدالله خان ظاہر است که هر دو برادرزادگان نصرالله بیگ خان مرحوم یعنی اسدالله خان و مرزا یوسف وقت اعتبار سند استمراری و تقرر تنخواه صغیر السن و بی خبر نبوده درین صورت ظاہر است که سوای خواجه حاجی احدی از منتسبان نصرالله بیگ خان مرحوم بر فاخت ایشان در ادای لوازم خدمات سرکار دولتمدار بحق نم پس حق طفلان بیخبر مرجع بر حق یکی از منتسبان که بذات خود خلعت و جافشائی نموده باشند نمیتواند شد.

غریب پرور سلامت! از اظهار اسدالله خان ثابت است که برادرزادگان نصرالله بیگ خان مرحوم قبل حین عطای سد محص بیخبر بوده اند بلکه مقام افسوس است که ناحال یکی از آنها یعنی مرزا یوسف مغلوب جنون است و مکلف بالشرع نیست و مزاج دیگری اکثر اوقات حین زوال و کمال قمر از جاده اعتدال تجلوز می کنند غالب است که این عرضی معلومه تفصیح خاندان و منتسبان خود در زمان غلبه آثار قمر مرتب شده باشد فقط اسدالله خان در اواخر

غریب پرور سلامت استلاله خان اولاً از قرابت نوعی با خواجه حاجی خان انکار نمود خواجه حاجی را صرف در زمره نوکران نصرالله بیگ خان محسوب میکند بالاخر اقرار بسبب ضعیف در میان نصرالله بیگ خان مرحوم و خواجه حاجی مغفور مینماید فقط خان مشار الیه را مخفی نبوده باشد که علی ای نقییر خواجه حاجی اولی متوسلین نصرالله بیگ خان بود عبارت سند اعنی پرورش و پرداخت خواجه حاجی وغیره متوسلان مرزا نصرالله بیگ خان مرحوم بنعمه ایشانست فقط دلالت صریح برین معنی می کند از روی لغت توسل عبارت است تردیکی جستن بجیزی کما فی الصراح توسل الیه بوسیله الی القرب الیه بعمل درین صورت اطلاق لفظ متوسل بر خواجه حاجی نسبت بدیگران اصح و اوضح است و نیز در عرف لفظ متوسلین عام است که بر اقارب و رفقاء وغیرها که متعلق بادیگر است صادق می شود چنانچه متوسل گورنر جنرال بهادر و متوسلین سلاطین نامور و امثال آن بر حال به استعمال خواص می آیند خواجه حاجی که نبیره خاله نصرالله بیگ خان ویم رفیق خان مرحوم در انتظام مهمات ایشان بود از راه نسبت و از روی رفاقت انحصار متوسلین نصرالله بیگ خان مرحوم بوده است و دیگران بالعموم داخل متوسلین خان مرحوم هستند چنانچه عبارت وغیره متوسلین که در سند مندرج است مصرح این معنی است و نظر بران اعتبارات و جانفشانی و حسن خدمات بالذات خواجه حاجی خان بر رفاقت نصرالله بیگ خان مرحوم ایالی سرکار دولتمدار پرداخت خواجه حاجی مرحوم را اولی و اہم تصور فرموده پرورش خواجه حاجی و پسرانش بعد فوت خواجه حاجی مذکور نموده می آیند

غریب پرور سلامت استلاله خان بمنظر اتلاف حق خواجه حاجی و پسرانش سند عطا کرده جناب مستطاب معالی القاب مستر جارج بارلو گورنر جنرال بهادر را که دھوی خواجه حاجی و پسرانش و نیز خصومت استلاله خان و پسرانش و خواہران نصرالله بیگ خان مرحوم مبنی بر آن است ساقط اعتبار اظهار می کند که سبب اقتراح یافتن نام خواجه حاجی در سند حضور خلاف نمائی احمد بخش خان مرحوم است که نواب احمد بخش خان خواجه حاجی را پرده کاربای خود ساخت

داد گستره در صورتیکه اصدار سند استمراری بنواب احمد بخش خان مرحوم و عطای تذلوله بخواجه حاجی وغیره متوسلان نصرالله بیگ خان از طرف سرکار از مقتضای تجربه و تحقیق بالذات سپه سالار نامدار جنرال لارڈ لیک بهادر نبوده بلکه ملل آن بر خلاف نمائی و اظهار

نفس الامر مستلزم تفضیح بزرگان اسدالله خان است مفید مطلب خود شمرده می نگارد که
 خواجه حاجی برگز مستحق آن نیست که پرورش او از سرکار دولتمدار بعمل آید غریب پرور
 بغض و عناد اسدالله خان را بمرتبه مسلوب العقل نمود که ادعای آن کرد که کمر بتعلیم ابایی
 سرکار دولتمدار در انتظام امور ملکی بیند و نسبت خطا در تجویز ملارج دولتمداران و تشخیص
 پرورش آنها بسوی خدام عالی مقام این بارگاه بکشد اگر ابایی سرکار دولتمدار را اعتماد صائق و
 یقین واثق بر خدمتگزاری و خیرخواهی خواجه حاجی نبود و بموض حسن خدمت خواجه
 حاجی خان برفاقت نصرالله بیگ خان مرحوم پرورش خواجه حاجی و ولادتش تاثر مرکوز
 خاطر عاقل ابایی سرکار نمی بود بر آئینه بالتخصیص و بالتصریح نام خواجه در زمره
 متوسلان نصرالله بیگ خان مرحوم و در طبقه مستحقان پرورش سرکار دولتمدار کمینی انگریز
 بهانه در سند عطا کرده حضور مندرج نمی فرمودند و قطع نظر از دلائل دیگر عبارت سند
 بلاشائبه تردد حجت قاطع بر استحقاق لائول خواجه حاجی مرحوم است ثابا اسدالله خان
 جهت خفت پسران خواجه حاجی می نویسد که خواجه حاجی یعنی پدر خواهر زادگان قنوی با
 نصرالله بیگ خان خصوصیت خانه زادگی و نمک پروردگی داشت خواجه مرزا پدر خواجه
 حاجی در سرکار پدر نصرالله بیگ خان در زمره بازگیران بمشایره پنج رویه مابانه نوکر بود
 فقط لما غافل از خوف تناقض خان مشارالیه با می نویسد که مادر نصرالله بیگ خان دختر
 خواهر خود را که بمنزل دختر ذات آن ضعیفه بود با خواجه مرزا مذکور عقد نکاح بریست و
 خواجه حاجی متوفی پسر خواجه مرزا از بطن آن دختر بود.

غریب پرور سلامت اوای بر حال مادر نصرالله بیگ خان و جد اسدالله خان که دختر خواهر
 خود را بقول اسدالله خان برضای کمال بامردی اجنبی و کمینته عقد نکاح بیند و افسوس بر حال
 اسدالله خان که بر خواجه حاجی پسر خواهر زاده جد خود اطلاق لفظ خانه زاد و امثال آن می
 نماید باوجود اینکه خان مشارالیه خود حقیر است که مادر نصرالله بیگ خان یعنی جد او از راه
 قدر افزائی و خاطر فزای خواهر خود خواجه حاجی را شیر داد و بقریندن خود فرمود که برگاه
 خواجه حاجی جولن گردد احدی از و برده نکند فقط - اما اسدالله خان علی الرغم بزرگوار خود
 بجای قدر افزائی خواهر جدش و ولاد ایشان روی عزت اموات را بحضور حاکمان وقت کرات و
 مرات از جراحات لسانی مجروح می ساز و این استخفاف بزرگان خود را بموجب افتخار ذات خود
 می داند.

(۷۷)

Copy of Petition from Afzal Beg, dated the 8th March, 1830.

غریب پرور سلامت

جواب اظہار اسماعیلہ خان از طرف الفضل بیگ خان مختار خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان و خواجہ بدرالدین عرف خواجہ امان پسران خواجہ حاجی خان مرحوم پرورش یافته سرکار عالی اینست : در ۱۸۰۹ء محالات فیروز پور جھرکہ و ٹیہ سالگرس و پونابانہ و بچھور و نگینہ بصیفہ استمراری نواب احمد بخش خان معہ سند عطای آن نسلا بعد نسل بدو شرط خاص مرحمت شدہ اول : اینکه پرورش و پرداخت خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان میرزا نصراللہ بیگ خان مرحوم بنعمہ ایشان اعنی نواب موصوف است فقط دوم : اینکه پنجاہ سوار بوقت ضرورت حسب الطلب در سرکار حاضر شوند فقط بر چند نواب موصوف بحضور صاحب جلیل القدر جنرل مرجان مالککم صاحب بہادر تقسیم مبلغ دہ ہزار روپیہ درمیان خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان نصراللہ بیگ خان مرحوم بر خود لازم گردائیدہ اما خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان نصراللہ بیگ خان مرحوم از تعیین زر قرار دادہ اطلاع نہداشتند درین صورت نواب موصوف از راہ تنگ چشمی بخواجہ حاجی وغیرہ متوسلان نصراللہ بیگ خان صرف مبلغ پنج ہزار روپیہ سالانہ تقسیم می نمودند اعنی مبلغ دو ہزار روپیہ بخواجہ حاجی و مبلغ یک ہزار و پانصد روپیہ بخوابران مرحوم و مبلغ یک ہزار و پانصد روپیہ باسمائلہ خان و مرزا یوسف برادرزادگان نصراللہ بیگ خان مرحوم سالانہ می دادند در سال گذشتہ اسماعیلہ خان اولاً بدعوی اضافہ تنخواہ حسب الرضای شرکاء بنام ولثائن نواب احمد بخش خان مرحوم قطعہ عرضی بحضور گنرالیفد ثانیاً از وفور حرص و ناخوشناسی بقصد اطلاق حق پسران خواجہ حاجی خان عرضی دیگر در پیش کرد و تحقیر اسلاف پسران خواجہ حاجی را کہ در

(۱۱)

Copy of a Petition from Afzal Beg, dated the 8th March, 1830

بہر عرض جناب عالی متعالی دامتہ اللہ علیہم میرساند

چون پسران خواجہ حاجی خان مرحوم یعنی خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان و خواجہ بدرالدین عرف خواجہ ایمان خواجہ زادگان حقیقی کمترین و نمک پروردگان سرکار دولتہ کمپنی انگریز بہادر ہستند اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ بارہ اتلاف حق پسران مذکورہ الصغر قطعہ عرصی مشعر بر استخفاف اسلاف آنها حین روئگی از کلکتہ بحضور عدالت ظہور گزانیہ و نیز مراتب بحال عرضی را بحضور صاحب ریسٹنٹ بہادر در پیش نموده لہذا فتویٰ کہ خال خواجہ شمس الدین و خواجہ بدرالدین مذکور المثن و مختار آنها ہستم حسب اجازت ایشان جواب عرصی اسد اللہ خان را از طرف آنها بحضور میگیرم و چنان امیدوارم کہ بعد دریافت مراتب متدرجہ اشی بہ بحیکہ مقنعہ اسد اللہ خان جہت تحقیق حال تفویض جناب ریسٹنٹ بہادر شاہجہان آزاد گردیدہ است کیفیت درپیش کردہ فتویٰ را نیز سپرد جناب صاحب مملوح فرمایند چون اسد اللہ خان باوجود رجوع معاملہ بحضور صاحب ریسٹنٹ بہادر صرف بعد نظر استخفاف اسلاف پسران خواجہ حاجی خان عرضی مذکور السابق را بحضور داخل کرد لہذا جہت اطلاع حضور براین معنی کہ اظہار اسد اللہ خان پنبہی البطلان است این جواب را داخل نموده امیدوارم از ملازم پروری و عنایت متوسل بوازی آن دارم کہ جواب فتویٰ را بتدریجہ چندی حضور پیش صاحب ریسٹنٹ بہادر روانہ فرمایند کہ جناب صاحب مملوح را وقت رپورٹ مقنعہ مذکورہ حال کیفیت جواب ملفوف عرضی ہذا نیز ملحوظ ماند تا داد خواہان بہ عنایت حضور و ہم از توجہ جناب صاحب ریسٹنٹ بہادر بداد خود رسیدہ بدعای دولت اند پایدار سرکار کمپنی انگریز بہادر موظف باشند فقط

عرصی

افضل بیگ (عبد افضل بیگ) معروضہ ہشتم مارچ ۱۲۵۰ھ

(15)

To

The Officating Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated 5th instant and in reply to acquaint you that an answer to Sir E. Colebrooke's dispatch of the 24th February, reporting to a petition presented to him by Assud Oollah Khan, calling himself a nephew of Nussur Oolla Beg Khan, was issued on the 13th March following. No further report has been received regarding any matter in which the name of Nussur Oollah Khan is mentioned. As it would seem that the above instructions are not forthcoming in the Delhi Office, I have the honour to transmit a duplicate herewith of my letter, as well as of its enclosures.

I have, etc.

(Sd.) A. Stirling

Deputy Secretary to Government

Fort William,
The 19th December, 1829.

(14)

Ordered that a duplicate of the letter to the Resident of the 13th March last, be forwarded to the Officiating Resident with the following letter to his address.

India Office Records, London —No. IOR-F/4/1344, Board's Collection No. 53429.

(13)

Pol. Porgs 19th December, 1829.

To

A. Stirling, Esq.,
 Persian Secretary to the Government,
 Political Department, For William.

Sir,

I request your attention to Sir. E. Colebrooke's Letter to your address under date 24th February last, reporting on a petition presented by Assud Oollah Khan, no reply to the above letter having yet been received in this office.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient servant,

(Sd) F. Hawkins,

Acting Resident.

Delhi

Residency,

5th December, 1829.

بدھتر خانہ رسیدنی دہلی داخل کردہ ہر کس بے سہامت و شرکت ہمہ گیر ہر حصہ مقررہ خود قابض و متصرف باشد و آئندہ ہر کہ ہمیرد اگر اولاد است جزو تنخواہ ذات خودش بسرکار ضبط گردد و اگر متوفی صاحب اولاد است اولاد وے روشناس سرکار گردیدہ بران حصہ قبض و تصرف کنند درین صورت ہم زر عین المال سرکار تلف نخواہد شد و ہم مابین کس مدۃ العمر بہ آسایش و فراغت زندگی خواہیم کرد و ہم بعد از مابین کس درمیادہ اولاد ہمہ گیر نزاع و خلاف بمیان نخواہد آمد فقط۔

دفعہ چہارم:

خدولندا امینوار آتم کہ بعد انفصال مقدمہ بنا فتویٰ را در وصول زر باقیات سالہای گلشتہ حاجت نالش جداگانہ نیفند و بمحرد انفصال مقدمہ زر باقیات سالہای گلشتہ از جاگیر دار فیروز پور بحکم سرکار بے رحمت انتظار وصول شود فقط

دفعہ پنجم:

فریاد رسا چون ظاہر است کہ نصراللہ بیگ خان عم حقیقی فتویٰ از متوسلان فی رتبہ سرکار والا بود و فتویٰ را نیز بغیض اقبال سرکار علاقہ ریاست حاصل است اما نواب احمد بخش خان کہ عم حقیقی فتویٰ و برادر حقیقی خسر فتویٰ بودند فتویٰ را نامراد و ناکام و بی رونق و گمنام ساختند لہذا تمای آن دارم کہ بعد انفصال مقدمہ وطنی مراتب داد خوانی فتویٰ ہر گاہ رنج نامرادی و ناگہانی فتویٰ زائل گردد قدر افزائی فتویٰ بعمل آید و خلعت فاخرہ عالم پناہ گور نعمت نام اقبالہ بہ فتویٰ مرحمت گردد تا اعادہ و اعتبار فتویٰ گردد و غم بی رونقی و گمنامی نیز رفع شود و عالمی بداند کہ من ہم از متوسلان سرکار جہانمندر بودہ ام فقط

آفتاب جاہ و جلال برفرق عالم سایہ افکن و آفاق ہمیلن نواز عدل و داد سرکار والا نورانی و روشن باد

عرضداشت

فتویٰ استدلالہ خان عرف مرزا نوشہ برادر زادہ نصراللہ بیگ خان جاگیر سونک سونسا معروضہ یازدہم اگست ۱۸۴۹ء۔

دیده‌ام که نواب احمد بخش خان بوجود کثرت جاه و دستگاه در باب پرورش متعلقات نصرالله بیگ خان حیف و میل کردند. میترسم که مبادا در شرکاء کسی از من ناراضماند ماند یا احیاناً حق تلفی کسی بعمل آید لهذا خود را کفیل شرکاء نمیخواهم و التماس آن دارم که بنام هر واحد ازین پنج کس وجهی جداگانه مقرر شود که درین صورت فلوی را مجال اقراط و تفریط و شرکائی فلوی را گنجایش ناراضمانندی و زیاده طلبی باقی نماند اما اینقدر می خواهم که نظر به حفظ قاعده ریاست خاندانی فلوی را اعتیازی در معاش و فراغتی در احوال و رونقی در خلق و توقیری در جاه و دستگاه باشد فقط.

دفعه سوم:

مظلوم پرور! چون ظاهر است که جاگیر نصرالله بیگ خان علیحده از جاگیر احمد بخش خان در ضلع اکبر آباد بوده است غایت ما فی الباب اینکه نصرالله بیگ خان دادا نواب احمد بخش خان بود و حالیا نیز وجهی که بعد نصرالله بیگ خان برای پرورش متعلقانش قرار یافته اگرچه شامل جاگیر احمد بخش خان است لیکن در حقیقت از نفس جاگیر احمد بخش خان علیحده و جدست زیرا که اگر این وجه در وجه پرورش معاف نمیشد بر آئینه سال بسال داخل در خزانه عامره میگردد پس ازین زر استمراری عین المال سرکار والاست نظر به قوت این بر دو دلیل استدعای آن دارم که باز یافت این وجه از حکم خزانه سرکار والا مقرر شود قطع نظر از قوت این بر دو دلیل وصول این وجه از سرکار شمس الدین خان مشتمل بر قباحتی عظیم است زیرا که چنانکه جاگیر به شمس الدین خان نسلا بعد نسل است این وجه نیز برای متعلقان نصرالله بیگ خان نسلا بعد نسل است و در دفعه دوم خود استدعای آن کرده‌ام که در متعلقان نصرالله بیگ خان برای هر فرد ازین پنج کس وجهی جداگانه مقرر شود پس درین صورت هر که ازین پنج کس خواهد مرد لامحاله از دو حال خالی نیست یا آن متوفی صاحب اولاد خواهد بود درین صورت بر آئینه اولاد او را بران وجه تصرف بهم خواهد رسید اما اگر کسی ازین پنج کس لاولد خواهد مرد بی شبهه وجه تنخواه ذات خودش در گشاکش خواهد افتاد. از یکجانب جاگیر دار فیروز پور به ضبطی آن وجه مائل خواهد بود و از یکجانب اولاد شرکائی دیگر بدعوی پیش خواهند آمد لهذا امیدوارم که از سرکار والا قاعده قرار یابد و بجاگیر دار فیروز پور فرمان شود که هر سال زر وجه پرورش متعلقان نصرالله بیگ خان سال بسال بخزانه عامره داخل میگردد باشد و از سرکار والا برای هر واحد ازین پنج کس بقدر صرف ذات و گذاره معاش و اندزه محال بر واحد مشایره مقرر گردد تا مدد العمر فلوی بی ذریعه و شرکائی فلوی بذریعه فلوی ماه بماد قبض الوصول مبری خود

(۱۲)

*Copy of a Memorandum from Asadullah Khan Ghalib,
dated the 11th August, 1829.*

شرح ملتمسات خمسہ در پنج دفعہ

دفعہ اول:

خدا بیگناہ! فلوی راشمول خواجه حاجی و محسوب شدنش در قریای نصرالله بیگ خان مرحوم ناگوار است نه از راه نفسانیت بلکه محض از راه حق طلبی زیرا که به اعتقاد فلوی خواجه حاجی متوفی مذکور من حیث القربانیت و من حیث الاستحقاق شایسته آن نیست که پرورش وی از سرکار بعمل آید و باعث شمول وی محض خلاف نمائی احمد بخش خان مرحوم بوده است و مجرد تجویز نواب احمد بخش خان وجه استحقاق نمیتواند شد لهذا میخواهیم که بعد تحقیقات حال قربانیت خواجه حاجی و ملاحظه وجوه استحقاق و منشاء شمول خواجه حاجی بندگان جناب معالی القاب گورنر جنرل بهادر دام قباله به اجلاس کونسل عالیہ حکم درین مقدمه دهند تا کار یکسو شود و آئینہ طرفین را مبالغ گفتگو نماند فقط۔

دفعہ دوم:

فیصرا ساداً از روی قطعه درخواست که بکونسل عالیہ گزرائیده ام بویدا است که حال بر چهار شرکای حقیقی خود را که عبارت از یک برادر کوچک فلوی و سه خواهر نصرالله بیگ خان است بکمال صداقت عرض داشته ام فی الحقیقت به اعتبار توسل و من حیث الاستحقاق ما پنج کس برابریم لیکن از آنجا که این وجه پرورش که عطای سرکار است حکم مال و اسباب متروکه ندارد بلکه چون عوض جاگیر است داخل اقسام ریاست است و آنکه رئیس دودمان خویش بود لااولد از عالم رفته منکه برادر زاده حقیقی گلان لوم بمنزلہ پسرش خواہم بود و جانشین نصرالله بیگ خان توأم بود۔ شایسته آنم که وجه پرورش از سرکار بمن مرحمت گردد و پرورش شرکاء بمن نفویض باید تا وضع ریاست خاندانی باقی ماند لیکن چون بیستم خویشی

(۱۱)

*Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to Mr. Andrew Stirling,
dated the 11th August, 1829.*

جناب فیض ماب خداوند خدایگان داور فریدون فر 'منجر نشان دام قباله' و زاد افضاله

بمیر عرض عالی متعالی

چون از حضور پر نور خدایگانی رخصت می شوم و بدیلی که وطن فنویست میروم و بنور
در نهضت موکب جهانگشا عرضه سه ماه باقیست و مقبور آن نلزم که وکیلی بجای خود در
حضور بگزارم تا اگر احیاناً ریورت مقدمه فنوی در غیبت فنوی برسد وکیل مذکور مطالب
ضروری العرض فنویرا از جانب فنوی بحضور عرض نماید و حال آنکه اگر آن مطالب بروقت
رسیدن ریورت بکونسل عالیہ دام شوکتها معروض نخواهند شد اکثر مراتب دادخواهی فنوی در
نفس مقدمه ضائع خواهند گردید لهذا مطالب ضروری و واجبی خود را بدستخط خود در پنج دفعه
بر فرد عرضداشت جداگانه مرقوم ساخته بنظر انور خداوند بنده پرور میگزارم و امیدوار آنم که
فرد عرضداشت ملتزمات خمسہ مذکوره بفرمان قضا نوالمان خدایگانی مترجم بخط انگریزی
گردیده شامل ترجمه درخواست گزرائیده فنوی ماند و بروقت رسیدن ریورت صاحب رسیدت
بماند دہلی دام شوکتہ بہ پیشگاه سپہر اشیاء کونسل عالیہ بگردد تا از حضور لامع انور جناب
جہانیاں ماب کیوان ہارگاہ سپہر اشیاء جناب نواب گورنر جنرل بماند دام قبالہ در خصوص بر
ملتمس از آن ملتزمات پنجگانه حکم لاطق صادر گردد کہ ہر آئینہ درین صورت بیامن
تفضلات خدایگانی بہ منتہای مراتب دادرسی و کامیابی خواہم رسید زیادہ حدانیدہ آفتاب جاہ
و جلال جلوه گر و پرتو جود و نوال ہر شش جہت مابہ گستر یاد

عرضی

فنوی بلا اشیاء اسداللہ معروضہ ہاں دہم اگست ۱۲۴۹ عیسوی

برافاقہ

بنظر فیض اثر ربوبیت مظہر جناب مستطاب خداوند خدایگان داور
فریدون فر 'منجر نشان آقای مظلوم پرور جناب مستترانویو
استرلنگ بماند دام قبالہ' و زاد افضالہ بگردد

شد کلام نسبت و قرابت خواجه حاجی با نصرالله بیگ خان ثابت گردد یا بیج یک دعوی فتوی دروغ بر آید فتوی پسران دروغگوئی رسد و اگر فتوی در دعوی خویش من کل الوجوه صافق باشد زری که تا امروز بخواجه حاجی و پسرانش رسیده در وجه پرورش اقرای نصرالله بیگ خان به احمد بخش خان مجرانه آید و آینده پسران خواجه حاجی در وجه پرورش شریک نباشند و ازین وجه پرورش بیج نیابند واجب بود عرض نمود آفتاب دولت و اقبال طالع و ساطع باد

عرض

اسدالله خان عرف مرزا نوشه برادر زاده نصرالله بیگ خان

معروضه پانزدهم جولائی روز چهارشنبه ۱۲۸۶ء

بر عایت تحریر سرکار عالم مطاع میتواند بود که در حساب تنخواه پنجاه سوار به احمد بخش خان مجرا دانه آید و آن بم تازمان حیات خواجه حاجی و آن بم محض به رعایت آداب تحریر سرکار جهانمندر دام قباله بهر صورت ثابت شد که سه خواهر و دو برادر زاده نصرالله بیگ خان از ابتدای ۱۲۶۹ لغایت ۱۲۷۹ عیسوی سه هزار رویه سالانه از جاگیر توابع احمد بخش خان مرحوم یافته اند فقط اما گمان آن دارم که پسران خواجه حاجی متوفی مذکور حجت خوانند آورد و ظاہر خوانند کرد که خواجه حاجی شیرمان نصرالله بیگ خان نوشیده است و این توجیه بغایت رکبیک است و این دعوی بسیار لغو لیکن چون خواستم که حال خواجه حاجی پنهان نماید حال این مقننه نیز بی شایه حیف و میل بعرض میرسانم مخفی نخواهد بر که در اهل اسلام خصوصاً در هندوستان رسم است که زنان از غیر پرده میکنند و سوار بر لڑکان و برادر زادگان و خواهر زادگان حقیقی و بروی دیگر کسی نمی شوند چون خواجه حاجی پنهان شد و مادر نصرالله بیگ خان دید که دختران من و زوجه های پسران من موفق رسم و راه دودمان از خواجه حاجی پرده نخوانند کرد زیرا که پدر خواجه حاجی بارگیری بیش نیست و مادرش نسبت قوی ندارد لهذا مادر نصرالله بیگ خان از راه قنر اقزی و خاطر داری خواهر خویشش خواجه حاجی را شیر نوشاید و به فرزندان خود فرمود که هرگاه خواجه جوان گردد کسی از وی پرده نکند چنانچه این معنی بعمل آمد به اعتقاد فنوی این امر بر مغایرت و بیگانگی خواجه حاجی دلیلی است واضح و بر بانیست قاطع که تا شیر مادر نصرالله بیگ خان ننوشید و نسبت اضافی خارجی بهم نرساید لاتی آن نشد که خواهران نصرالله بیگ خان و بروی وی شوند فقط دیگر گمان آن دارم که پسران خواجه حاجی متوفی مذکور در معرکه سوال و جواب کاغذی به مهر نصرالله بیگ خان پیش خوانند کرد و آنرا دست آویز دعوی حقیقت خوانند داشت و آن بیه نامه ایست جعلی که خواجه حاجی بعد از رحلت نصرالله بیگ خان نوشته و مهر نصرالله بیگ خان بر وی ثبت کرده است و ذری بطریق رشوت به قاضی شهر منہرا دانه آن بیه نامه جعلی را مزین به مهر قاضی گردانیده است بر چند آن تحریر برای شمول خواجه حاجی درین وجه پرورش سودمند نیست لیکن اگر پرسش بمیان خوانند آمد جعلی بودن آن بیه نامه را به گویایی گویان معتمد ثابت خواهم کرد و دلائل عقلی و شواهد نقلی بر صراحت و بدلت بطلان آن وثیقه جعلی خواهم گزرانید فقط مدعای فنوی از تحریر و توضیح این مراتب آنست که خواجه حاجی مستحق پرورش نبود و شمول او راجز خلاف نمائی احمد بخش خان و جسی دیگر آشکار نیست امیدوارم که صدق و کذب فنوی تحقیق شود اگر سوار این نسبت های ضعیف و وجوه خفیف که معروض داشته

مطاع جهانمیلر مرقوم گشته منشاء آن خلاف نمائی نواب احمد بخش خان مرحوم است و احمد بخش خان نیز دانسته او را در اقریای نصرالله بیگ خان شمار نه کرده اند زیرا که نصرالله بیگ خان داماد نواب احمد بخش خان بود و برکس داماد خود و اقریای داماد خود را خوب می شناسد بلکه فی الحقیقت اینست که احمد بخش خان مادر نصرالله بیگ خان را که در آن وقت زنده بود معه بر سه خواهر نصرالله بیگ خان که هنوز در قید حیات اند زبان پرده نشین بی دست و پا دانستند و هر دو برادر زاده نصرالله بیگ خان را صغیر السن و بی خیر دیدند بر آئینه دیله و دانسته نظر به فائده خویشتن خواجه حاجی مسطور را از اقریای نصرالله بیگ ظاهر کردند و او را پرده کارهای خویشتن ساختند چنانکه بریاد رفتن اسپان نصرالله بیگ خان و بی نام و نشان گشتن رقم نوکری پنجاه سوار همه در آن پرده به ظهور آمد و این امر از مسکه عیانست حاجت به بیان نلزد بهر کیف ثابت شد که رقم گشتن نام خواجه حاجی سرکار دولتمدار بسبب خلاف نمائی احمد بخش خان است و خلاف نمائی احمد بخش خان برای پرده سازی خود و رفع شهرت بدنامی خویشتن بود چنانکه بعد مرن خواجه حاجی مذکور منکه اسد الله خان عرف مرزا نوحه برادر زاده کلان نصرالله بیگ خان بستم بخدمت نواب احمد بخش خان عرض کردم که الحال این دو هزار روییه سالانه که به خواجه حاجی میرسیده به من بدهید تا بر شرکای حقیقی خود بقدر احتیاج آنان قسمت کرده باقی رامتصرف خود باشم. نواب احمد بخش خان از راه دوربینی و عاقبت اندیشی تنخواه خواجه حاجی جاری داشتند ظاهراً ترسیفند که میادارفته رفته مقعده طول کشد و سرکار برسد و حال مقلد وجه پرورش ظاهراً گردد فقط اما عنوان تحریر سرکار فیض آثار آنچه در شقه حضور لامع انور جناب معلى القاب نواب گورنر جنرال بهادر که در ۱۸۹۶ عیسوی بنام احمد بخش خان صادر شده مرقوم است اینست که پرورش و پرداخت خواجه حاجی و غیره متوسلان مرزا نصرالله بیگ خان مرحوم بلغه ایشانست چون ظاهراً است که سرکار پرورش اقریای نصرالله بیگ خان منظور دلرد و خواجه حاجی را به اظهار احمد بخش خان از اقریای نصرالله بیگ خان دانسته و نام خواجه حاجی را به استدعای احمد بخش خان نوشته است و حالا حالی شد که خواجه حاجی را به نصرالله بیگ خان نسبتی است بغایت ضعیف که از غایت ضعف عدم و وجودش بربر است لازم آمد که زری که به خواجه حاجی و پسرانش رسیده در پرورش نصرالله بیگ خان نشمرده شود و در حساب و وجه پرورش محسوب نه گردد اما

☆ عرائف یک خان نواب امر علی خان کا داد نمی کند ان کا جنرل قلم

☆ بیان مجدد عرائف یک خان خدمت شاهی هاست در پرورش الهالی عرائف یک خان کا پاییه

(۱۰)

Copy of a letter from 'Asadullah Khan Ghalib, dated the 15th July 1829

غریب پرور سلامت

دعوی فتوی در باب خواجه اینست که خواجه حاجی مستحق آن نیست که پرورش وی از سرکار دولتمدار بعمل آید و زیریکه از جاگیر نواب احمد بخش خان به خواجه حاجی رسیده سزاور آن نیست که در وجه پرورش قریبای نصرالله بیگ خان محسوب گردند. دلیلش این که خواجه حاجی بذات خود بلاواسطه متوسل و ملازم سرکار نبود و در رساله و جاگیر با نصرالله بیگ خان شرکت نداشت بلکه در رساله نصرالله بیگ خان مرحوم مثل چهار صد سوار دیگر نوکر بود. غایت اینکه با نصرالله بیگ خان خصوصیت خانه زادی و نمک پروردگی داشت فقط از اینجا ثابت شد که بر قدر زر که از سرکار فیض آثار بر احمد بخش خان معاف شده برای پرورش متعلقان نصرالله بیگ خان است. بدانکه صله نوکری و مزد جانشانی نصرالله خان بست باید که آن وجه بر متعلقات نصرالله بیگ خان تقسیم یابد و در متعلقات و وارثان نصرالله خان بمین پنج کس شد: سه خواهر حقیقی و دو برادر زاده حقیقی، بلکه چون نصرالله بیگ خان لاولد از دنیا رفته بلاشبیه پسران برادر حقیقی وی من کل الوجوه بمنزله پسران وی خوانند بود فقط؛ اما اینکه خواجه حاجی در قریبای نصرالله بیگ خان مشهور است مطابق واقع نیست؛ بمایش اینکه خواجه مرزا نام جوانی اجنبی محض و بیگانه صرف در سرکار پدر نصرالله بیگ خان در زمره بارگیران بمشایره پنج رویه مایه نوکر بود؛ قضا را مادر نصرالله بیگ خان خواهری داشت بیوه و او را دختری بود ناگفته که مادر خواجه حاجی خواهر و دختر خواهر خود را مثل دیگر پسران محل پرورش میکرد چون دختر مذکور جوان شد او را با خواجه مرزا بارگیر مذکور عقد نکاح بستند. خواه حاجی متوفی مذکور پسر خواجه مرزا متوفی مذکور است. خواجه مرزا پدر خواجه حاجی جز علاقه نوکری بمقوم و بمجسم پدر و مادر نصرالله بیگ خان نبود تا به قریب چه رسد؛ آری مادر خواجه حاجی خواهر زاده مادر نصرالله بیگ خان بود بر آئینه خواجه حاجی بدینقدر نسبت ضعیف شرعا و عقلا و عرفا سزوار آن نیست که در قریب داخل و در پرورش با خواهران و برادر زادگان نصرالله بیگ خان شامل گردد. چنانکه بلاواسطه بالذات استحقاق پرورش نداشت بواسطه بالعرض نیز نه دارد فقط؛ اما اینکه نامش پسرکار عالم

دفعه رابع احمد بخش خان خواجه حاجی نام شخصی را از خانه زادن و نمک پروردگاران
نصرالله بیگ خان برای پرده داری و نگهبانی از خویش بحضور جنرال لارڈ لیک صاحب بهادر
رشته دلی نصرالله بیگ خان ظاهر کرده در وجه پرورش شریک غالب ما پنج کس داشته است
یقین که هرگاه داوران دادر جزئیت و نسبت خواجه حاجی با نصرالله بیگ خان خواهند دید و
پایه استحقاق او را

من کل الوجوه بمیزان نظر خواهند سنجید زری که از جاگیر احمد بخش خان به خواجه حاجی
و بعد مرغن خواجه حاجی به پسرانش رسیده بیچگونه لائق آن نخواهد بود که در پرورش اقربای
نصرالله بیگ خان محسوب شود حاصل از گزارش این دفعات اربعه آنست که بعد تحقیقات بم
زرعین المال سرکار تلف نخواهد شد و بم ارباب استحقاق بداد خود رسیده بر وجه معاش خود که
خیرات سرکار است متصرف خواهند بود آفتاب دولت و اقبال تابان باد

عرضه

محمد اسدالله خان

بر ارفاقه :

بنظر فیض اثر رموبیت مظفر جناب مستطاب خلدوند خدایگان
فیض بخش فیض رمان دستگیر بیگسان حضور لامع التور اندرواسترلنگ
بهادر دام اقباله و زادا فضاله بگزرده

(۹)

*Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to
Mr. Andrew Stirling received on the 4th May, 1829.*

جناب مستطاب خلدوند خدیگان فیض بخش فیض رسان دستگیر بیگسان دام قیالہ
بعض عرض عالی متعالی میرساند
مقدمہ فنوی کہ معرفت وکیل در کچہری رسیدنتی دہلی رویکار است اینکه عنایت نامہ
فیض شہانہ صاحب والا مناقب عالیشان روشن الدولہ ضیاء الملک مشہر جیمس اینٹورڈ
کولبرک ہارٹ بہادر منصور جنگ نام شوکتہ مرقومہ ہفتم اپریل ۱۸۲۹ء بنام فنوی در لف
مکتوب وکیل فنوی از دہلی رسیدہ چنانکہ از نظر آکسیر اثر میگذرد و ظاہراً جناب صاحب
والا مناقب ممنوع در تحقیقات دفعات اربعہ معروضہ فنوی از حضور لامع النور جناب
فیض صاحب صاحبان خسرو نشان کونسل عالیہ اجازت جدید میخوانند و دفعات اربعہ اینست :
دفعہ اول بعد رحلت نصراللہ بیگخان زیر استمراری واجب الامای عین الحال سرکار کہ در وجہ
پرورش متعلقان و نوکری سواران نصراللہ بیگخان بفقوی رہبر تی کہ جناب جرنیل لارڈ لیک
صاحب بہادر در اواخر ۱۸۲۵ء یا اوایل ۱۸۲۶ء از مقام کانپور بہ کلکتہ فرستادہ شد بر احمد بخشخان
معاف گشتہ مقلد آن وجہ بر معافی داران یعنی متعلقان نصراللہ بیگ خان معلوم نیستہ دفعہ
ثانی احمد بخشخان اسپان نصراللہ بیگخان را محو و نابود و معلوم ساختہ رقم ننخواہ پتجاہ
سوار یکمقلد تقلب کرده است و چون فنوی و شرکای فنوی را نظر بر عدم وجود اسپان دعوی
بر آن وجہ نیست ہر آئینہ آن وجہ خاص از آن سرکار استہ دفعہ ثالث کہ برادر زائدہ
حقیقی و خواہر ۵۵ حقیقی نصراللہ بیگ خان از ابتدا تا امروز ہمہ جہت بکمال بے سروپائی
و ہزار گونه رسوائی ۳ ہزار روپیہ سالیانہ از جاگیر احمد بخش خان یافتہ اند و باقی حملہ بہ تقلب
می رود چنانکہ صداقت قول فنوی عند تحقیقات واضح راے عالم آرا خواہد شد

۵۵ ہوا میں سوائے کے اس میں تقلب ہے۔ اصل اسے تقلب ہوا چاہیے اس لیے یہ فقرہ درست کر دیا گیا ہے۔

۵۵ اصل پر غلطی۔ اشیاء ہے۔

(8)

To

Sir E. Colebrooke, Bart,
Resident at DeLhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter dated 24th ultimo and to transmit for your information the enclosed Extract of a dispatch from Lieut-Colonel Malcolm, dated 4th May, 1806, regarding the settlement made with the Nawab Ahmed Buksh Khan.

2. I am further instructed to desire that you will investigate and report on the complaint preferred by Assud Oollah Khan.

Fort William,
13th March, 1829.

I have etc.,
(Sd). A. Stirling
Secretary to Government

(7)

Ordered that an Extract from a Dispatch from Lieut-Colonel Malcolm⁶, dated 4th May, 1806, recorded on the Proceedings of Government in the Secret Department of 15th May, be forwarded to the Resident at Delhi with the following letter.

will on requisition in case of necessity have in readiness for the *Sirkar* fifty horsemen^m.

4. The Petition however, states that some explanation of the business will be found in the records of Government in the correspondence of Lord Lake at the close of the year 1805, or beginning of the year 1806, relative to the ultimate grant of Ferozepore to Ahmed Buksh Khan; and if the Right Honourable the Governor-General in Council should be pleased to authorize any enquiry into the Petitioner's allegations, I beg the favour of your procuring for me copies of any documents which may be found appertaining to the case.

Delhi Residency,
24th February, 1829.

I have etc.
(Sd) E. Colebrooke
Resident.

(6)

Pol. Progs 13th March, 1829

To

A. Stirling^s, Esq.,
Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

A long petition has been presented to me on the part of Assudoolah Khan calling himself a nephew of the late Nussur Oolla Beg Khan, which from its endorsement appears to have been delivered by him into your office on the 28th April, 1828, and to have been translated on the 14th May together with an original letter to him from Mr. Fraser, dated 28th June, directing him to present his petition through the regular channel of this Residency.

2. The purport of the petition is that, on the death of Nussur Oolla Beg Khan, who held in *Mokurruree* for his life the *Pergunnahs* Sounk and Sousa at a quit rent of Rupees. 15,000, the quit rent of between 20,000 and 30,000 Rupees at which the late Ahmed Buksh Khan held the lands of Ferozepore etc., had been relinquished in consideration of Ahmed Buksh Khan making himself responsible for the support of Nussur Oolla Beg Khan's family and that for such support Ahmed Buksh Khan has never paid more than 5,000 Rs. annually out of which he has paid 2,000 Rupees to one Khajah Hajee, an alien to the Family, 1,500 Rupees to the Petitioner and 1,500 rupees to one of the Petitioner's sisters^s, leaving a brother and two other sisters^s of the petitioner wholly unprovided for.

3. The *Sumud* of Ferozepore, etc., from Government to Ahmed Buksh Khan, under date the 4th May, 1806, contains the following clause which is all that I can trace of Khaja Hajee.

"The support and maintenance of Khajah Hajee and the other Dependents (*Mutaliqueen*) of Mirza Nussur Oolla Beg Khan, deceased are upon you; and you

(۵)

Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib received February, 1829

خداوند نعمت فیاض رمان دستگیر بیگم کمال قدر افزای متوسلان دام اقباله

میرساند

بهر عرض عالی

ز آنجا که ایزد محشاشگر ذات ستوده صدات را مجمع حسانت آفریده عسی از ملازمان حضور پر نور کالعیاب هرگز گونه مدعا گردیده و میگردد: علی الخصوص فدوی که سوائے بندگان در دولت درویمه و وسیله بنارزد و در حصول هر مدعا حضور میدگانی نمیشامد از میان مرحمت امیدوار است که بشرف ملازمت بندگان حساب مستطاب معالی العالی نواب گورنر جنرال بهادر دام اقباله مشرف گردد که آبروی فدوی در میانه بیل روزگار میفراید و امیدواری معایات خداوند نعمت بیشتر گردد.

ماہدل مقصد عالی نتوانیم رسید

بم مگر لطف شما پیش نهادگانی چند

ریاضه حداد بدید - آفتاب دولت و اقبال تابان باد

عرضی

فدوی اسدالله خان برادر زاده نصیر الله بیگ خان

(۴)

*Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to Mr. Fraser,
delivered on the 28th April, 1828.*

صاحب والا مناقب والا شان دائر دائرس فیض رسال نام شوکتہ

بمعرض علی

مدنی از منوسلان سرکار جهانمندر کمپنی انگریز بہادر دام قبیلہ و نمک حوزاں و پرورش یافتگان این دولت ابد مدت ہستہ ہم حقیقی فدوی موسوم بہ نصرت اللہ بیگ خان در عہد جرنیل صاحب والا مناقب جرنیل لارڈ لیگ صاحب بہادر رسالہ چہار صد سوار از سرکار داشت و جاگیر لگ روپیہ از سرکار یافتہ بود و بعد از وفات او برای پرورش متعلقان او یعنی از سرکار شامل جاگیر احمد بخشخان جاگیردار میوات قرار یافتہ چون من بندہ از تعین مغلز و وضع تقسیم احمد بخشخان راضی ہستم برای عرض حال خود بہ کلکتہ آمدم ام و عرضی بحضور لامع السور نواب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر گورانیمن می خواہم نرمیش فدوی بخدمت صاحب ریزیدنند شاہجہاں آباد دو وجہ وارہ یکے از آن در ضمن جفاہای احمد بخشخان کشیدن و تا فتح بہر تیور وقوع وعدہ احمد بخشخان در آن سفر سرگشتہ ماندہ و حجت خود بر احمد بخشخان تمام کردن و از بیم غوعای قرض حوایل و اندیشہ آرو بشاہجہاں آباد نرفتن و رہ گرای کابور گشتن و در کابور بیمار گردیدن مفصل در عرضداشت ہمدگل حضور پر نور معروض و مرقوم است وجہ دوم اینکہ کافعی کہ مناط فدوی فدوی بر آنست در دفتر حالہ ریزیدنندی شاہجہاں آباد نیست یعنی رپورٹی کہ حساب جرنیل صاحب والا مناقب جرنیل لارڈ لیگ صاحب بہادر در ۱۸۱۶ عیسوی در باب جاگیر احمد بخشخان و معافی زر استمراری سرکاری بر اوسان از کابور بہ کلکتہ از سال داشتہ اند و بر آئینہ نقل آن رپورٹ و کیفیت منظوری آن در دفتر حالہ کلکتہ حوالہ بود و معینا در دہلی و کلکتہ و جمیع بلاد ہندوستان جان یک حکم سرکار دولتمدار است لہذا فدوی متوقع دائری و کامیابی در عالم بی سرو سامانی و بیماری و ناتوانی دو صد فرستگ راہ ملی کردہ خود را بدین دادگاہ رسانیدہ است و با اینچہ مقلعہ فدوی از دولتحوائی و خیر اندیشی بابی سرکار جهانمندر حالی نیست چنانچہ از ملاحظہ عرضداشت مفصل واضح خواہد گردید امید کہ عرضی فدوی را از نظر فیض اثر ہندگان حضور لامع السور بگزرانند واجب بود عرض نمود آفتاب دولت و اقبال تلال و درخشان باد

عرضی

اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ برادر زادہ نصرت اللہ بیگ خان جاگیردار سونک سوسا

بر لافاقہ از نظر فیض اثر در بوبیت مقلہ صاحب والا مناقب والا شان

دائر دائرس فیض رسال چہار فریزر صاحب بہادر دام شوکتہ بگردد

عرضداشت اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ برادر زادہ مرزا نصرت اللہ بیگ خان جاگیردار سونک سوسا

معروضہ بیست و ہشتم اپریل ۱۸۲۸

Ordered that the Petitioner be informed that the above petition ought to be addressed to the Resident at Delhi.

(Sd)S. Fraser,
Acting Persian Secretary to Government

20th June, 1828.

National Archives of India - Pol. Deptt. Proceedings No. 46 of 2nd May 1828

(3)

Copy of an Order by Lord Lake

Be it known to the *Choudries, Zimindars, Canoongoes* and Overseers of the *Pergunnah* of Sonk Sensa belonging to the Province of Agra; that whereas, the whole of the said *pergunnah*, with its revenues and duties excepting rent free *Jagheers*, Properties, Fiefs, Grants, Orchards, etc, has been settled by His Excellency on Mirza Nussur Oolla Beg Khan to hold in *Istimaree* tenure; during the whole of his life paying yearly the sum of 15,800 current *Sicca* Rupees. Upon the condition that he continues zealously and willingly to perform the commands regarding the Grantees (in whose name a *Perwannah* has been issued) and regularly to pay by Kists the fixed rent.

It is required, that they will with the utmost cheerfulness wait upon the Naibs of the aforesaid Mirza, and pay the amount due to Government and by all means act in conformity to his pleasure, considering his praise or censure of the utmost importance.

He will endeavour by his kind conduct to make them contented and thankful to increase the produce of the *Mahal*.

His Excellency trusts that no complaint of oppression may come to his ears, and that the stipulated conditions will be acted up to on the part of the Mirza.

This is to be considered as positive.

26th, September 1805 A.D.

Here follows the *Perwannah* of Colonel George Sackville Brown which is word for word, a copy of General Lord Lake's.

(True Translation)

(Sd.) George Maxwell Batten

Assistant Persian Secretary to Government

(2)

Copy of the Perwannah of Lord Lake,
George Lord Lake, Commander-in-Chief,
Member of Council, etc.

Increase of power and honour to Nussur Oolla Beg Khan.

Whereas the sum of 5,600 Rupees has been settled by way of a charitable stipend on your daily pensioners, from the *Pergunnah* belonging to you in perpetuity, which they have always obtained, and as this stipend proceeding from the profits of the *Pergunnah* of Sonk Sonsa, is exclusive of your fixed rent.

It is required, that after paying the said stipend to each of those persons, you will take a receipt from them, and enter it into the Government office, this plan is always to be pursued, and you are not to demand a new *sunrud* from anyone.

Consider this as positive.

(Sd)

21st, September 1805 A.D.

probable that the Family of Nussur Oolla Beg Khan will be found not to have received more than 5,000 Rs. per annum.

As the history of Khajah Hajee, and the destruction of Nussur Oolla Beg Khan's troop of Horse is proved, agreeably to my representation, those 2,000 Rupees will doubtless not be counted in the stipend allowed to the Relations of Nussur Oolla Beg Khan, Because partnership without right is impossible. Nor will the money assigned for the troop of horse be counted by the Government because as the existence of the *sawars* and Horses is a necessary condition, when the *Sawars* and Horses do not exist, what is the meaning of Government assigning an allowance for them? The Government should certainly claim the allowance for the troop of Horse for the beginning of the year 1806 A.D. from the estate of Ahmed Buksh Khan, and enter it into the Public Treasury, for I and my associates have no claim upon that money. But whatever sum may be the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's connections, the Government should deduct 3,000 Rupees per annum from it and take the remainder from the estate of Ahmed Buksh Khan; and having collected it in the Treasury, the Government should make an enquiry into the Circumstances of Nussur Oolla Beg Khan's dependents, and when, in conformity with my statements, these two nephews and three sisters shall be proved to be the heirs of Nussur Oolla Beg Khan, the amount of the past years should be divided among the five person with reference to the claims, merits and distress of each individual.

And for the future it should be determined that the intrinsic sum due to the Government shall be paid to it wholly and entirely from the estate of Ahmed Buksh Khan, and that the money allowed for the troop of horse be placed in the Public Treasury; and that the Government having divided the stipend for the maintenance of the two nephews and three sisters of Nussur Oolla Beg Khan, according to their several rights and merits and with due consideration of the expenditure of each individual, shall give a separate *sumud* to each that everyone may receive his own stipend separately from the Treasury at Delhi. So that, they may all be engaged in prayers for the lasting welfare of the State; the justice and equity of the members of Government be proclaimed throughout the World; the sum due to Government be saved and we five injured person regain our rights.

Brother, and if the members of Government will not take the trouble to inquire into my case, I will quit this place and stripping off my Garments, I will wander through foreign cities, in Arabia and elsewhere and spend my life in begging, because possessing the credit of connection with the Government I cannot think of asking alms at any one's door in Hindoostan.

The sum of my complaints is this that Government exempted Ahmed Buksh Khan from the payment of 20,000 or 30,000 Rupees, its due, in order to secure a fund for the provision of Nussur Oolla Beg Khan's relations and to receive the service of the troopers of Nussur Oolla Beg Khan and that Ahmed Buksh Khan, having united himself with a certain individual, one of the servants of Nussur Oolla Beg Khan, all at once made away with the said troop of horse, and without hesitation appropriated their services to himself and that discontinuing the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's family he allowed only the sum of 5,000 Rupees out of which he gave 2,000 to Khajah Hajee as a recompense for his services in destroying Nussur Oolla Beg Khan's Horses and 3,000 to one sister, and one nephew of Nussur Beg Khan's so that one may say that out of all the money, which had been settled by the Government as a stipend for the support of Nussur Oolla Beg Khan's relations, they have received altogether 3,000 Rs. per annum, and only two persons out of five have received any, the other three having been entirely excluded. On the whole I am neither satisfied with the amount allowed by Ahmed Buksh Khan, nor contented with his manner of dividing it and I can no longer endure to injure myself to receive my rights from any other person's hands, or see my own menials set upon any equality with myself.

The substance of my requisitions is, that as the Government constitute my *sumud* my witness, my security, proofs, strength and resource. They will be pleased to look into the papers of General Lord Lake's time, and the reports which were sent by him to Calcutta in 1805 A.D. till the end of 1806. It will be found that this property, valued at three *lacs* of Rupees was given to Ahmed Buksh Khan by government on a stipulated payment of some thousands of rupees, and how and wherefore he was exempted from the payment. It is quite evident that such sum was settled as a stipend for the Family Nussur Oolla Beg Khan, let the Government call upon Shumsuddeen Khan for an account of this business. It is

I was obliged to set apart 600 Rupees per annum out of 1,500 for his cure. He has a wife and a daughter who was born while he had his reason, besides maid servants and attendants, four persons in particular who are set to watch and guard him. For the 600 Rupees per annum which I give a thousand are wasted on his medicines and remedies, and his wife continues to discharge the remaining demands for wages, and house hold expenses, by selling her ornaments and furniture. How long will she be able to sell them, and what will she do at last? However, I have lately learnt by a letter from home that by the Grace of God he has gained a little convalescence. There is strong hope that he will entirely recover from that malady and be restored to his original health and that through the kind consideration of Government, he may after twenty years of disappointment obtain the full accomplishment of his desires.

Another of the rightful heirs of Nussur Oolla Beg Khan is myself, your petitioner by name Mahomed Assud Oolla Khan commonly called Mirza Noshah. Ahmed Buksh Khan settled upon me 1,500 Rupees per annum. I existed for some time by selling off the property, and effects left by my deceased father, and the Treasure, goods and possessions of my maternal grandfather, Khajah Gholam Hossain Khan, who was one of the Chief nobles of Agra, and Grandees at the Court of the Nuwaub Nijaf Khan. At length, I went, urged by necessity to Delhi, which is original abode of my ancestors. Here I sold whatever effects of my grandfather and father I had remaining, and contracted debts besides, to the amount of 20,000 Rupees.

At this time; also my brother seized with mental aberration, I was obliged to spare 600 Rupees per annum for his care, and leaving 900 per annum to my creditors, I left Delhi in disguise on horseback, with two or three servants, and till the conquest of Bhurtpore I remained in the greatest distress with Ahmed Baksh Khan to put his premises to the proof. At last through fear of the due of creditors, and regard for my own reputation I found it impossible to return to Delhi and betook myself to Cawnpore. There I was taken all and remained sick five months and some days at Lucknow and six months at Bandah in Bundelcund, It is now two months since I arrived at this seat of justice. It is my purpose if the Government will redress my wrongs and listen to my claims to go home perfectly satisfied and dwell there at my ease and endeavour to obtain the cure for my poor

Koka Beg Khan gave the daughter of his wife's sister in lawful marriage to Khajah Mirza and this Khajah Hajee was their son.

Except that the mother of Khajah Hajee was the daughter of Nussur Oolla Beg Khan's mother's sister, there never has been, nor is there any relationship, connection or tie between the parents of Khajah Hajee and those of Nussur Oolla Beg Khan.

One of the rightful heirs of Nussur Oolla Beg Khan was my grandmother, the mother of Nussur Oolla Beg Khan — upon whom Ahmed Buksh Khan during his life time settled 1,500 Rupees per annua, and after her death the same sum was continued to her eldest daughter, who was the eldest sister of Nussur Oolla Beg Khan and still receives. The mode in which she distributes her income is this. She allots a portion to her two young sisters, and spends the remainder on her own necessities; but as she retains with her a great number of the old domestics and adherents of her brother and mother, her very small income is not sufficient for her, she has sold her old effects and every kind of goods, and chattels in her possession and having involved herself in debt to the amount of some thousands of Rupees, she lives in the hope of compensation from the Government, and those two young sisters are obliged to live contented with the pittance allowed to them by their elder sister.

Another of the heirs of my uncle Nussur Oolla Beg Khan, is Jusuf Allee Khan commonly called Mirza Jusuf the nephew of Nussur Oolla Beg Khan, and my brother. His case is this: Ahmed Buksh Khan did not settle upon him a single 'cowree' and has left him entirely unnoticed in the arrangement. Although he went frequently to Ahmed Buksh Khan and prayed for some means of support, Ahmed Buksh Khan used to stop his mouth sometimes with promises of something after the death of Khajah Hajee and sometimes with different sorts of cajoleries. He managed to support himself chiefly by selling the property left by his deceased father and partly by my assistance.

He was young and married and his expenses accumulating the misery of being without a livelihood, and the troubles and anguish of poverty threw him into a feverish state of mind which, gradually brought on a state of delirium and insanity.

the Nuwaub, I recovered from that dangerous illness. The rainy season had by that time passed, and the Governor-General had returned to Calcutta. I who had not been able to go to Delhi from Ferozepore how and whither could I have gone from Bandah? Besides I reflected within myself, that everywhere between Delhi and Calcutta there is one and the same Law. I will rely upon the justice of the Government.

As I was not able to go by a Boat, I was forced to proceed by dry land to Calcutta on horse back, alone with two or three servants in a state of great exhaustion and debility, without any equipage or comfort.

When I arrived at Moorshedabad, I heard of the death of Ahmed Buksh Khan, and the succession of Shamsuddin Ahmed Khan. But since my pretensions lay in the territory of Ahmed Buksh Khan-I thought it made no difference whether he was alive or dead, and arrived at Calcutta.

Now after this relation of the occurrences of the last twenty years, I have drawn up an account of the situation of Nussur Oolla Beg Khan's family, with a detail of my own grievances, and the substance of my particular requisitions.

My Lord !

The first among the dependents of Nussur Oolla Beg Khan was a person called Khajah Hajee, who by the means of Ahmed Buksh Khan, for 18 to 19 years used to receive 2,000 Rupees which came to his children from the estate of Ahmed Buksh Khan. His History is this— In the time of Nussur Oolla Beg Khan's father whose name was Koka Beg Khan*, a young man called Khajah Mirza, served in the Troop of Horse-soldiers (*Bargeer*) with a salary of five Rupees per month.

The wife of Koka Beg Khan, viz., the mother of Nussur Oolla Beg Khan had a widowed sister, who had an unmarried daughter and the mother of Nussur Oolla Beg Khan supported and protected her sister and niece like any other of her dependents.

* Nassurullah Beg Khan's father name was not Koka Beg Khan rather his name was Qauqan Beg Khan.

After the conquest of Bhurtpore, how muchsoever I spoke to Ahmed Buksh Khan, he still did not introduce me to Sir Charles Metcalfe. During this time he was suffering with a paralysis in the face, but at length under the good care of Dr. Duncan he recovered from that illness and returned to Ferozepore. 'Although' Sir C. Metcalfe stayed three days at Ferozepore and I solicited Ahmed Buksh Khan everyday, he did not introduce me.

When that Gentleman went to Delhi, I quite gave up all hopes from Ahmed Buksh Khan and said within my heart, "Equitable rulers acknowledge everyone of their adherents, what necessity is there that I should seek the mediation and intervention of Ahmed Buksh Khan"?

It is better that, independent of any third Person I should myself wait upon Sir C. Metcalfe, and give him a full account of my case from beginning to end. However, dread of the tumult and clamours of my creditors rendered it impossible for me to go to Delhi, and regard for my reputation put a stop to this undertaking. Besides at that time the news of the Governor-General's approach was made known, and it was probable that Sir C. Metcalfe would come down the country to escort him. It was my wish to go to Cawnpore, and return from thence in his suite, and in the way to introduce myself to Sir. C. Metcalfe, explain to him my ignominious state of distress, helplessness, and debt, and obtain justice. In short with this intention I set out from Ferozepore towards Furruckabad and Cawnpore, by chance, it so fell out that just as I arrived at Cawnpore I was taken ill, and all at once lost the power of stirring. As I could not find a proper physician in that city I was obliged to cross the Ganges, and make my way to Lucknow reclining upon a hired palanquin. I was confined to my bed at Lucknow five months, and some days, I heard the joyful intelligence of the Governor General's arrival, and the expedition of the King of Oude to meet him, while I was unable to rise from my couch; for the climate of Lucknow did not at all agree with me.

Since there had existed an ancient amity between my ancestors and those of the Nawaub Zoofikar Allee Bahadoor, and as I, too, in particular felt an excessive attachment towards the Nawaub, I contrived in some way or other to reach Bandah in Bundelcund, and remained there nearly six months in the House of the said Nuwaub. By the grace of God, and the kind nursing and attentions of

annum from the Estate of Ahmed Buksh Khan was straight-away paid to the children of the deceased Khajah Hajee.

In despair I went to Ahmed Buksh Khan at Ferozepore, and said "You must now perform your promise and restore the lawful owners to their rights, or else give me leave to go away, that I may represent my case to Government." He had then just risen from his sick couch in consequence of a wound, and was in the greatest despondence on account of his loss of the '*Mukhtaree*' of Alwur, so he began weeping and sobbing before me, and said, "Boy, you are my child and the light of my eyes, you see how I have been wounded, and knocked about, and have been defrauded of my dues. Moreover, there is no longer any friendship or cordiality between me and General Ochterlony. Have patience for some little time and your rights shall be at last restored in full."

General Ochterlony³ afterwards died, and the intelligence of Sir Charles⁴ Metcalfe's arrival was announced. Ahmed Buksh Khan made me many promises, saying "Be quite at ease, when Sir Charles Metcalfe arrives, I will introduce you to him, explain your case, and the nature of your uncle's connection with the Government and yield the right to its lawful possessor, I will cause *sumunds* to be made out by Government in the name of you five individuals, so that my children after me may likewise make no excuse or difficulty in paying the money and affording you your requisite maintenance."

After the arrival of that Gentleman, as the affair of Bhurtpore was in hand and he was directing his attention to the relief of the Rajah and the chastisement of the Rebels in that Raj, Ahmed Buksh Khan said that I must accompany him in his journey there, notwithstanding that I was all this time, afflicted with the calamity of my brother's illness, and the clamour and importunity of creditors and was in no way prepared to undertake a journey, yet in hopes of paying my devoirs to that gentleman, I left my brother in that state of fever and delirium, and having deputed four persons to watch and guard him, appeased some of my creditors with various promises, concealed and disguised myself from others and without convenience of any sort I with much difficulty proceeded in company with Ahmed Buksh Khan to Bhurtpore.

Moreover it appeared to me, very extraordinary that the General, endowed as he was with such boundless munificence and liberality and the dispenser of millions, should have fixed 5,000 Rupees per annum by way of support for the relations of an *Ishtaradar* holding land yielding a *loc* of Rupees yearly.

In every way that I possibly could, I attempted to agitate the question of my claims, and time after time both by writings, and verbal remonstrances urged my case to Ahmed Buksh Khan with this representation, "What motive, Sir, can induce you to number a stranger among the relations and to exclude a rightful nephew? If you are pleased with proceedings of Khajah Hajee, give him something from your own funds or grant him the wages of two or three men out of the allowance for the Horses of Nussur Oolla Beg Khan. What is the meaning of paying Khajah Hajee's salary out of the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's connections and dependents?"

Ahmed Buksh Khan used to answer by letter as well as falsely assert with many oaths, saying "What can I do? I counted Khajah Hajee among the connections of Nussur Oolla Beg Khan to His Excellency the General and by my mistake his name has been enrolled in the records of the Government. Now do not be the cause of my disgrace; have patience for a few days. After Khajah Hajee's death I will give these 2,000 Rupees to your two Brothers".

Since Ahmed Buksh Khan was in two ways my elder and my Kinsman, first as my uncle, Nussur Oolla Beg Khan was his son-in-law;* 2ndly as I was the son-in-law of Ilahee Buksh Khan his brother. Regarding these circumstances I respected the seniority and affinity of Ahmed Buksh Khan, and devoured my own wrongs in silent mortification. I also prevented my brother from giving vent to his murmurs, and from having recourse to Government.

After a long time had passed in this manner Khajah Hajee died, leaving two children. I said to myself this years' income will of course accrue to me. When the salary was portioned out, the aforesaid sum of 2,000 Rupees per

* It should be brother-in-law.

the conditions of the grant of the *Jagheer* of Ahmed Buksh Khan and that it must always be obtained from him.

At length when Ahmed Buksh Khan returned from Cawnpore, and arrived at Mewat, which was his *Jagheer* he retained Khaja Hajee with those 70 or 80 horse left by Nussur Oolla Beg Khan in his own service, and with their assistance made a settlement of his own districts.

When he had satisfied his mind about the settlement of his property, and the General gone to Europe, seeing that we, the two nephews of Nussur Oolla Beg Khan were undiscerning boys and knowing the mother and sisters to be in a state of seclusion and ignorance, he first by the means of Khajah Hajee dismissed and displaced the 50 horses and then demanded from Khajah Hajee the *Parwannah* of the General with a promise and declaration that he would make him a sharer with the relations of Nussur Oolla Beg Khan in the stipend allotted for their maintenance.

As that wretch was well aware that he was nobody, and had no relationship whatever with Nussur Oolla Beg Khan, he thought this association of himself with Nussur Oolla Beg Khan's family was a rare piece of good fortune and delivered up the *parwannah* to Ahmed Buksh Khan.

Ahmed Buksh Khan kept Khajah Hajee near him for a few days after this, and then dismissed him. He then proclaimed that 5,000 Rupees per annum was the sum fixed by the Government for the maintenance of Nussur Oolla Beg Khan's relations as chargeable to his *Jagheer*, and that he had divided it at his own pleasure in the following way. 2,000 Rupees per annum to Khajah Hajee, 1,500 per annum to the mother of Nussur Oolla Beg Khan and 1,500 per annum to me (your petitioner).

After some years when I arrived at the age of discretion and could distinguish between right and wrong, good and bad, I perceived that in the division of those 5,000 Rupees Ahmed Buksh Khan had committed two palpable enormities. First in as much as among the relations he had included and associated a menial stranger, 2ndly as he had entirely excluded from the arrangement my brother who like myself was the true nephew of Nussur Oolla Beg Khan.

as the wife of Nussur Oolla Beg Khan (who was the daughter" ** of Ahmed Buksh Khan) had died before the decease of her husband leaving no issue, but merely on the consideration that the Hajee with all his Troop of Horse, elephants, retinue and power to be a valuable acquisitions, he admitted him to his friendship and leaving him in those parts went himself to Cawnpore and waited upon Lord Lake.

At this time the districts of Ferozepore, Jharkah, Poona Hana, Nugheenah, Sankurus and others were given in *Istimaree* tenure at a *Jumma* of twenty or thirty thousand Rupees annually by the Government to Ahmed Buksh Khan and his Heirs in perpetuity, it was of course incumbent therefore on Ahmed Buksh Khan and his heirs to pay regularly the sum annual. He however made the following request to the General. "My son-in-law Nussur Oolla Beg Khan the *Jagheerdar* of Sauk Sausa is dead leaving a number of his relations and fifty *Sowars*. If the Government will remit to me the payment of that sum, and settle it as the means of support for the connections of Nussur Oolla Beg Khan, those destitute and impoverished persons will ever remain engaged in prayers for the lasting welfare of the State. Those fifty *sowars* also will always be at its disposal, and whenever the Government calls for their services, I will take care to have them in readiness".

The General assented to this request, and sent a report of it to Calcutta, where it met the approval of the Governor-General. Accordingly a *Perwannah* was issued by the Governor-General to Ahmed Buksh, enjoining generally the maintenance of the connections of Nussur Oolla Beg Khan and the condition of the stipulated service of the fifty Horse.

As the General placed implicit reliance on the words of Ahmed Buksh Khan, he did not make a strict investigation into the real state and circumstances of the connections of Nussur Oolla Beg Khan, but issued a *Perwannah* at his request to Khajjah Hajee stating that the stipend for the support of the relations of Nussur Oolla Beg Khan, together with the allowance for 50 Horse was included in

** She was not wife of Nussaroolah Beg Khan was not daughter of Ahmed Buksh rather she was his sister.

Ten or eleven months after his appointment to the *Jagheer* Nussur Oolla Beg Khan fell by accident from the top of his elephant, while out riding and died after some days, in consequence of the fracture of his leg and several contusions. On the day of his death the Government took possession of his *Jagheer*, and shortly after his troop of 400 horse was disbanded.

As Nussur Oolla Beg Khan died without children, he had no heir excepting the under mentioned six person, viz., first, myself, who was the nephew of Nussur Oolla Beg Khan, second My own brother who is two years younger than me, third, My Grandmother, namely the mother of Nussur Oolla Beg Khan and three sisters of Nussur Oolla Beg Khan. But I myself was at that time only nine years old, and my brother seven. My Grandmother had reached her seventeenth year, and through grief and affliction for the death of her son the world had become dark in her eyes. The sisters of Nussur Oolla Beg Khan also were in like manner utterly overpowered and cast down on account of this misfortune, so that none of us exerted ourselves to collect together the goods and property left by Nussur Oolla Beg Khan nor could any one of us go to the General, and state our situation.

A person called Khajah Hajee, whose history will be contained in the account of the circumstances of Nussur Oolla Beg Khan's connections given below, one of the dependents, in the household of Nussur Oolla Beg Khan, seeing the field open, made friends with the unprincipled hangers on and parasites, took possession of all the goods, furniture, tents, studs, camels, *palkees*, etc., of Nussur Oolla Beg Khan, and carrying with him a Troop of 70 or 80 horse, one elephant and the whole of the aforesaid retinue and equipage, marched off, and united himself to the Nawab Ahmed Buksh Khan.

As Nussur Oolla Beg Khan was the son-in-law* * of the Nawaub Ahmed Buksh Khan and everyone is necessarily acquainted with his son-in-law and his relations, it could not have been that Ahmed Buksh Khan considered Khajah Hajee to be the heir or relation of Nussur Oolla Beg Khan, more especially

* Nussuroollah Beg Khan was not son-in-law of Nawab Ahmed Buksh rather he was nawab Ahmed Buksh's brother-in-law. Probably the mistake has been committed in the Persian Department of Fort William while translating the documents.

POLITICAL PROCEEDINGS, 2ND MAY, 1828

From

Assud Oolla Khan

Received 28th April, 1828.

When Mr. Perron¹ was in command, my uncle, Nussur Oolla Beg Khan, held, under his own authority, from that gentleman, the *Soubah* of Agra. When the English Army came to that Territory, Nussur Oolla Beg Khan submitted and attached himself to the British Power and attended upon General Lord Lake², who committed the *Soubah* of Agra to his charge. Afterwards, when Mr. Villiers succeeded to the *Killadarship* of Agra, the state of the *Soubahdaree* did not remain the same as under the former command, and Nussur Oolla Beg Khan betook himself to Muttra and attended upon the General from whom he obtained command of a Troop of 400 horse with a monthly salary of 1,700 Rupees.

Afterwards, friendly relations being established with the Raja of Bhurtpore, and the General's return towards the East being fixed, His Lordship, in return for the loyalty and good services of Nussur Oolla Beg Khan, kindly bestowed upon him, for the period of his own life in *Istimaree* tenure at a *Jumma* of 15,800 Rupees, Sauk and Sausa, two *Pergunnahs* annexed to the *Soubah* of Agra, the revenue of which amounted to more than one *lac* of Rupees.

This bounty and exclusive of his Monthly salary and together with the command of his cavalry Troop, certainly added much to his power and consequence. The sealed *swanud* of the General, and that of Colonel Brown which is word for word a copy of the General's together with the sealed *Perwannah* of the General which was addressed to Nussur Oolla Beg Khan, regarding the stipendiaries, are in my possession and the copies of each of these documents are enclosed with this petition.

augmented in some significant ways. Dr. Gauhar Naushahi has among other things written a scholarly introduction to the Urdu version of the record which would provide detailed information to the interested reader.

The National Documentation Centre is the compiler of the documents but the contribution of the various individuals has been separately acknowledged.

27 December 1997
Islamabad

Nazir Ahmad
(Consultant (NCD & QAPP))

Sadullah would be suitably acknowledged. However, no reply was received. There the matter rested.

Towards the end of 1994 when Dr. Syed Mueen-ur-Rehman's reprint of Prithvi Chander's compilation appeared I decided to share with Ghalib scholars whatever was available in the NDC on the subject. Hence a bound copy of the second proof of *Seventeen Years of Ghalib's Life* together with glossary and index has been placed in the NDC reading room for research and reference.

The reason for this action is that as compared to *Jagir-e-Ghalib* reprinted by Dr. Mueen-ur-Rehman the manuscript *Seventeen Years of Ghalib's Life* contains the most comprehensive material on the dispute connected with Ghalib's family pension and some miscellaneous related matters. It is easy to consult. Documents on the subject selected from the National Archives of India; the India Office Library & Records, now renamed Oriental and India Office Collections, British Library, London and the Punjab Archives, Lahore have been brought together. The total number of documents is 156. Besides petitions of Ghalib and official correspondence dealing with them, there are additional documents including record of petition submitted by the widow of Ghalib. There are also official papers relating to one of Ghalib's books *Qate Burhan* about which he corresponded with the Government of the Punjab. Most of the documents are in English but there are some in Persian including some petitions and letters written by Ghalib himself. This would incidentally correct one of the erroneous inferences drawn by Dr. Mueen-ur-Rehman that Ghalib himself did not write anything on the subject. Original record is preserved on microfilms.

The foregoing introductory note alongwith list of documents was circulated in February 1995 among leading scholars in the country. The response generally received reassured the National Documentation Centre that the record of Ghalib's family pension should be published.

The forthcoming two hundredth birth anniversary of Ghalib on 27 December 1997 gave a renewed impetus to the proposal. The opportunity was used to revise the NDC's compilation and take stock of the scholarly work done in the field during the past couple of decades or so. Mr. Iftikhar Arif, Chairman of the National Language authority agreed to collaborate with the N.D.C. and chose Dr. Gauhar Naushahi for the assignment. Dr. Naushahi has made a good job of it. The manuscript in its revised form which is being issued has been enriched and

on the same subject and would like to share them with lovers of Ghalib. Before I give detail of the documents it is necessary to tell the tale that hangs from them.

A publication project that NDC pursued in seventies under the able guidance of my predecessor, Mian Muhammad Sadullah, was titled *Seventeen Years of Ghalib's Life* based on reproduction of mainly the official record of the case pertaining to Ghalib's family pension. It appears the initiative emanated from a directive of the Prime Minister given sometime in 1974.

After the manuscript had been finalized and handed over to the Government Printing Press, Punjab, Lahore composing of the text commenced in June, 1975. The first proofs of the text comprising 260 pages had been read by August, 1975 among others by Prof. Wazir-ul-Hasan Abidi, who was at that time a leading researcher and teacher at the University Oriental College, Lahore. Glossary and index had also been prepared by Prof. Abidi.

In all three proofs were corrected and manuscript cleared for printing. Somehow the organization lost interest and in March, 1981 handed over the composed text with all its accompaniments to the Directorate of Archives, Government of the Punjab, who had indicated firm intention of publishing the material. The first and the second proofs, in some respects incomplete, remained with the NDC.

In late eighties when I came to be associated with the organization, the proofs of the manuscript came to my notice whereupon I corresponded with outstanding Ghalib scholars including Dr. Waheed Quraishi, Dr. Syed Mueen-ur-Rehman and Prof. Latifuzzaman Khan. I also discussed the matter with Mr. Ahmad Nadeem Qasmi. In the light of the consultations, I concluded that the project to publish *Seventeen Years of Ghalib's Life* was worthwhile. In October, 1987 the Cabinet Division accordingly wrote to the Government of the Punjab asking for the return of the manuscript. From the reply received it transpired that the Government of the Punjab had given the composed text of the manuscript to Mian Muhammad Sadullah who intended to present it to the University of the Punjab as his doctoral thesis and thereafter revert to the Government of the Punjab to publish it. In 1992 (when once again I became incharge of NDC, Cabinet Division repeated its request to the Government of the Punjab to retrieve the manuscript and gave an understanding that the contribution of Mian Muhammad

Ahmad Khan, his main grouse against the distribution of Rs. 10,000 per annum among Nasrullah Beg Khan's dependants was based on his contention that one of the beneficiaries, namely, Khawja Haji was not a dependant of Nasrullah Beg Khan and that he was unduly paid Rs. 2000/- and that the amount continued to be paid to his two sons even after Khawja Haji's death in 1824 despite a certificate given by Nawab Ahmad Khan to Ghalib that the amount of Rs. 2000 would be added to his and his brother's share after the death of Khawja Haji. Unable to get his grievance resolved through Ahmad Bakhsh Khan, Ghalib carried his suit to the British and pursued it with extra-ordinary tenacity at all levels of the British administration for nearly twenty three years from 1828-1851. The record of this case has not been fully examined by Ghalib scholars for its implications for his creative life and for assessment of his attitude to the British in the subcontinent. It has in fact not been generally available.

Dr. Syed Mueen-ur-Rehman, a distinguished Ghalib researcher, has however recently published⁷ fifty one documents from this record, in fact a reprint of the original published by Prithvi Chander under the title *Jagir-e-Ghalib* on centennial death anniversary of Ghalib in 1969. Syed Mueen-ur-Rehman has added an introduction which *inter alia* draws the following conclusions:

- a. *Jagir-e-Ghalib* is a rare book and the few extant copies are in the jealous hands of specialists. Its republication is thus a significant literary event and an addition to *Ghalibiana*.
- b. As many as fifty one documents included in *Jagir-e-Ghalib* have been made available to Ghalib researchers for the first time.
- c. All the petitions of Ghalib were drafted in *babu* English by hackwriters.

Dr. Mueen-ur-Rehman is obviously overjoyed while releasing the treasure he has held so long. Therefore, it should make a real good news if, on behalf of the National Documentation Centre (NDC) of the Cabinet Division, Government of Pakistan, I state that we have a much larger number of documents

⁷ Dr. Syed Mueen-ur-Rehman, *Jagir-e-Ghalib*, compl & ed., Lahore, Maktaba-e-Karvan, Kachchry Road, 1994.

These (elders of mine) who enjoyed power, status and respect, being commanders of 400 cavalry, were among the loyal allies of General Lord Lake⁴ Bahadur. Owing to the graciousness of that generous conqueror they were owners and rulers of two *parganas* near Agra. After their death the British resumed both the *parganas*. In lieu of the *Jagir* (subsistence) stipend was fixed for me and my real younger brother. The stipend was the source of my material comfort and well being. I received it till this year, that is upto April, 1857, from the treasury of the Delhi Collectorate which (abruptly) closed its doors on me in May (and stopped payment). (In consequence now) I have to face hardship and my heart is home to different kinds of painful thoughts.”⁵

Dastanbu was written from the beginning of 1857 to the end of July 1858 and it was first published in 1858. It contains a *qasida*⁶, a panegyric comprising sixty couplets in praise of Queen Victoria on the occasion of conquest of India and a brief account of events of 1857 written for the British eyes and intended to be used for realization of a few objectives, one of which was to get his family pension released. However, this was not the first time that Ghalib sought the British help at a time of financial crisis.

The family pension of Rs. 1500 Ghalib refers to in the extract quoted here from *Dastanbu* was first granted as part of arrangements for the maintenance of Nasrullah Beg Khan's dependants spelled out in a letter dated 4 May 1806 from Lt. Col. Malcolm, Lord Lake's Secretary, and later in a letter from Lord Lake dated 7 June 1806 specifying how the amount of Rs. 10,000 per annum meant for the dependants of Nasrullah Beg Khan was to be apportioned. On the death of Nasrullah Beg in 1806 management of the arrangements passed to his brother-in-law Ahmad Bakhsh Khan, and in 1822 on his voluntary retirement, to Ahmad Bakhsh Khan's sons one of whom was Shams-ud-din Ahmad Khan. It was through Shams-ud-din Ahmad Khan that Ghalib's family pension then came to be routed. Apart from the fact that Ghalib did not particularly like Shams-ud-din

⁴ Lake, Gerard, (1744-1808), General, Commander-in-chief and second member of Council of India, 1800, developed military resources of East India Company, assisted Wellesley to break up Marhatta Confederacy, 1803; raised to peerage, 1804.

⁵ Translation of an extract from Urdu translation of *Dastanbu* included in Dr. Syed Muzen-ul-Rehman's book: *Ghalib Aur Inglish-e-Satwan*, 2nd ed. Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976.

⁶ See Dr. Abdul Shakoor Ahsan ed. *Dastanbu*, Lahore, University of the Punjab 1969.

Introduction

Robert Clive's¹ triumph at Plassey in 1757 marked a turning point in the history of South Asian subcontinent and laid the foundation of the British empire in this part of the world. Among the local rulers the British had to contend with subsequently, Tipu Sultan² was the most effective and a strong bulwark against foreign onslaught. He was defeated in 1799. On 4 May 1800, "being the first anniversary of the glorious and decisive victory obtained by the British arms at Seringapatam" the Fort William College was set up. In 1803 the Mughal emperor himself accepted Wellesley's³ protection. After the conquest of Sind in 1843 and of the Punjab in 1849 the British moved swiftly to wipe out the last vestiges of the Mughal rule in 1857.

Mirza Asadullah Khan Ghalib (27 December 1797 - 15 February 1869) lived during these rapidly changing times. He was only six years old when the British supremacy became an acknowledged fact in Delhi and elsewhere. He was sixty in 1857 when he saw Muslims in the subcontinent being humiliated and degraded. How was Ghalib affected as a person and as a poet, what was his attitude to the British and how did he view the British rule are important questions. So far answers to these questions have been provided by scholars largely on the basis of Ghalib's account of the happenings in Delhi during 1857-58 contained in his Persian book *Dastanbu* in which he refers to his childhood and early connection of his family with the British as follows:

"I was five years old when my father, Abdullah Beg Khan Bahadur, died. May God shower His countless blessings on him. My uncle, Nasrullah Beg Khan Bahadur, adopted me as a son and brought me up most affectionately. When I grew to be nine, he too died. On my uncle's death I felt as if fortune had turned hostile

¹ Clive, Robert (1725-74) Conqueror of Bengal, he arrived in India 1743 as a clerk in the English East India Company fought the French, and later Indian, forces to establish British control in Bengal where he was twice Governor (1757-60 and 1765-67)

² Tipu (1749-99) Sultan of Mysore, known as the tiger of Mysore, son of Haider Ali. He fought frequently against the Marhattas (1767-79). He defeated the British in 1771 and succeeded to the throne in the same year. He fought several further campaigns against them but was finally overpowered. He had down his life during the final British assault on his capital, Seringapatam

³ Wellesley, Richard Colley (1760-1842) Statesman and administrator. Governor General of Madras and Bengal, 1797-1805. He defeated Tipu Sultan of Mysore

Acknowledgements

This compilation is based on the materials collected and arranged by **Mian Muhammad Saadullah**, as Incharge of the National Documentation Centre during 1973-1978. Revision has been carried out by **Dr. Gauhar Naushahi**, Head of the Curriculum and Research Wing of the National Language Authority. He has also edited the Urdu translation and written biographical notes that appear in the work. Persian documents have been translated into Urdu by **Dr. Gauhar Naushahi**. The record from English into Urdu has been translated by **Dr. Mahmudur Rehman** and **Syed Muhammad Arif**. **Qazi Muhammad Aziz-ur-Rehman Asim** assisted **Dr. Naushahi** in the project.

We gratefully acknowledge the contribution of all concerned.

Iftikhar Arif
Chairman
National Language Authority

Nazir Ahmad
Consultant
(National Documentation Centre)

FOREWORD

On the eve of the 200th birth anniversary of Ghalib the National Language Authority and the National Documentation Centre have jointly published *Official Record on Ghalib's Pursuit of Family Pension and Related Matters (1805-1869)*. It was as far back as the first quarter of the 19th Century that Mirza Asadullah Khan Ghalib submitted his family pension case in Calcutta, which was later transferred to Delhi. Ghalib spent seventeen long years of his life in pursuing the case, which he eventually lost. During this period, he submitted a number of petitions which proved futile. Their record has been preserved in Calcutta, Delhi and Lahore. Some of its copies are also available in the India Office Library, London. Twenty years ago Mian Muhammad Saadullah, as Incharge of the National Documentation Centre, collected this record from various repositories in Lahore, Delhi and London. After painstaking research he procured 156 documents which have a bearing on Ghalib's life and his times.

In 1997 the Cabinet Division gave the manuscript to the National Language Authority for publication. With a view to disseminating this valuable record, it was considered advisable to publish English and Persian texts along with their Urdu Version.

The eminent researcher and head, Curriculum and Research Wing, National Language Authority, Dr. Gauhar Naushahi was assigned to finalize the project.

We have every hope that the compilation of this material on the life of Ghalib in book form would receive equal appreciation by the expert in the field and the general reader.

Iftikhar Arif
(National Language Authority)

Nazir Ahmad
(National Documentation Centre)

ALL RIGHTS RESERVED

Publication No. 337

ISBN: 969-474-186-6

First Edition:	1997
Copies:	1000
Price:	Rs. 300
Notes & References:	Dr. Gauhar Naushahi
Technical Editing:	Qazi Azia-ur- Rehman Asim
Composing:	Muhammad Aslam, Universal Composing Systems, Ibd.
Printer:	S.T. Printers, Rawalpindi.
Publisher:	Iftikhar Arif, (Chairman) National Language Authority, Pitras Bokhari Road, H-8/4, Islamabad.

Official Record on Ghalib's Pursuit
of
Family Pension and Related Matters
(1805-1869)

NATIONAL DOCUMENTATION CENTRE
National Language Authority
(Pakistan)



Official Record on Ghalib's Pursuit of Family Pension and Related Matters (1805-1869)



Ghalib: 1797-1869

**National Documentation Centre
National Language Authority- Pakistan**